فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق

ذو الجلال والاکرام درین ایام فرخندہ فرجام بامر سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب

المسمیٰ بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

حصۂ اول

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مورخ محقق مولوی ابو تراب
محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری ثم حیدرآبادی
صدر مدرس عربی فارسی مدرسۂ اعزہ

در سنہ ۱۳۲۹ ہجری

در مطبع رحمانی طبع گردید

جملہ قیمت ... حال

حصۂ اول (عہ)
حصۂ دوم (عہ)

تعداد جلد ایکہزار

اعلان

فہرست کتب مطبوعہ و غیر مطبوعہ مولفہ مولوی محمد عبد الجبار خان صاحب

۱ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ اول۔ در بیان سلاطین بہمنیہ۔ عے حالی

۲ محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ اول (۶۱۲) صفحہ۔ صمہ حالی

محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن حصہ دوم (۶۳۶) صفحہ۔ صمہ حالی

زیر طبع

۳ محبوب ذی المنن تذکرہ اولیائے دکن۔ قریب نصف طبع شدہ

۴ محبوب انجمن تذکرہ امرا و وزراء دکن۔

۵ محبوب نو دکھن تذکرہ آثار دکن۔

۶ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ دوم در بیان طوائف ملوک دکن

۷ محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن حصہ سوم در بیان سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

المشتہر صدر الاسلام خان ولد مولف

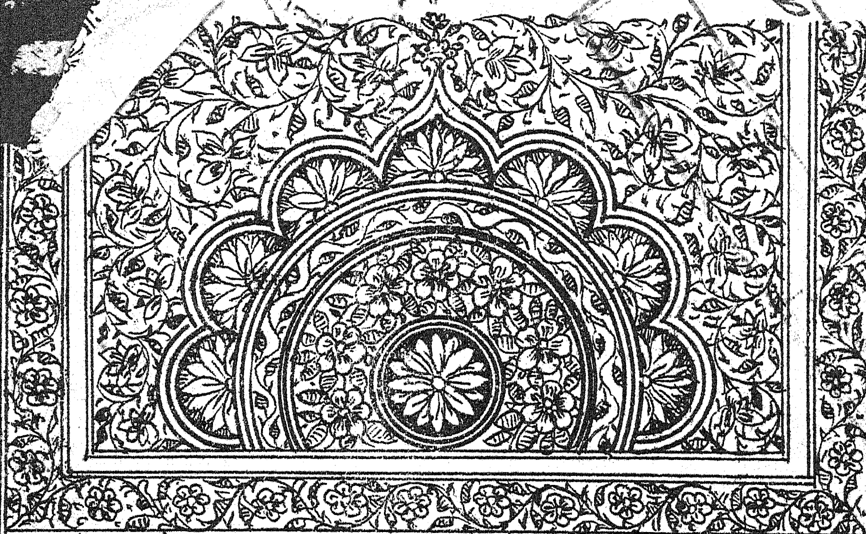
فاعتبروا یا اولی الابصار

بفضل خالق ذوالجلال والاکرام دریں ایام فرخندہ فرجام
باعانت سرکار عالی نظام تاریخ لاجواب
المسمی بہ

محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن

از تالیف فاضل ادیب عالم لبیب مؤرخ محقق مولوی
ابو تراب محمد عبد الجبار خان صاحب صوفی ملکاپوری براری
حیدرآبادی صدر مدرس عربی و فارسی مدرسۂ اعزہ

در مطبع رحمانی واقع بلدۂ گولکنڈہ طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الانسان اشرف المخلوقات بالعلم والعرفان وکرمہ علی الحیوانات بالنطق والبیان۔ والصلوۃ علی افضل الموجودات محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ الطاہرین الکرام وعلی اصحابہ الراشدین العظام اجمعین

حمد وصلوۃ کے بعد احقر العباد محمد عبد الجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی ارباب سخن کی خدمتمین گزارش کرتا ہے کہ میری مؤلفہ تاریخ دکن المسمی بہ محبوب التواریخ متعدد مجلدات پر شامل ہے اور اُسکی ہر ایک جلد بذاتہ مستقل ایک ایک کتاب یگانہ ہے اور ہر ایک کے مضامین بہی جداگانہ۔ ایک دوسرے سے تعلق نہیں ہے بناءً علیہ مین نے ہر ایک جلد کو الگ الگ نام سے نامزد کیا۔ چنانچہ یہہ جلد شعرائے دکن کے تذکرہ پر شامل ہے۔ اسکا نام بہی دوسری جلدون کیطرح عالیجناب فلک انتساب خورشید رکاب جمشید قباب صاحب جود وکرم بلند حوصلہ وعالی ہمم رعایا پرور فیض گستر قدر دان علم وہنر مربی شعرائے سخنور اعلیحضرت قدر قدرت بندگان عالی متعالی میر محبوب علیخان

فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر ششم خلد اللہ ملکہ کے نام نامی سے معنون کر کے محبوب الزمن تذکرۂ شعرائے دکن کہا۔ اس تذکرہ مین وے شعرا درج کئے گئے جو دکنی المولد والمنشا ہین۔ یا وہ شعرا جو دکن مین آئے۔ خواہ یہان فوت ہوئے ہون یا دیگر بلاد مین۔ اور مین نے اس تذکرہ مین شعرا سے اُن شعرا کو درج کیا جو مشاہیر سے گذرے خواہ وہ متقدمین سے ہون یا متاخرین سے بترتیب حروف تہجی لکہا تاکہ ناظرین کو ہر ایک کے حال دیکہنے مین دقت نہو۔ بتوفیق اللہ المستعان وعلیہ التکلان

باب الالف

آصف

عالیجناب میر قمر الدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر اول بانی ریاست دکن صان اللہ عنہا الشرور والفتن

آپ کی نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے پہنچتا ہے۔ اور حضرت کا سلسلہ خلیفہ امیر المومنین ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے جد مادری عالیجناب سعد اللہ خان بہادر صاحب قران شاہجہان بادشاہ ہند کے وزیر اعظم ہے اور جد پدری حضرت شیخ الاسلام خواجہ عابد المخاطب بہ قلیچ خان بہادر آپکے جد بزرگوار شاہجہان کے آخر عہد مین سمرقند و بخارا سے بتقریب زیارت حرمین شریفین ہند مین آئے۔ شاہجہان سے ملاقات کی۔ بادشاہ نے آپکی بہت تعظیم و تکریم کی نہایت اعزاز و اکرام کے ساتہہ ملا۔ لب فرش تک مسند سے اُٹہہ کے استقبال کیا۔ اول ہی ملاقات مین چہہ ہزار روپیہ بطور نذر قدم و نشست سے پیشکش فرمایا۔ اور مہمان عزیز کو بادشاہی منزل مین اوتارا۔ اور مہمانی کا اہتمام

نہایت تجمل و شان سے ادا کیا گیا۔ آپکے ہمرکاب مریدین و طالبین تقریباً ایکسو سے زیادہ تھے۔ تمام کے ساتھہ حسن سلوک کیا۔ پھر شاہجہان نے دوسری ملاقات مین آپسے درخواست کی کہ آپ یہان تشریف رکھین۔ اور اہل ہند کو اپنے فیض سے سرفراز فرمائین۔ آپ عالم فاضل فقیہ کامل جامع علوم معقول و منقول تھے۔ اور بخارا مین شیخ الاسلام و صدر الاسلام کے لقب سے ملقب تھے اور بخارا مین مدتک نذر محمد خان اور اُسکے فرزند سبحان قلی خان کے عہد مین صدر عدالت رہے۔ آپنے بادشاہ کے اصرار سے ہند مین سکونت اختیار کی منصب چار صدی سے سرفراز کر کے شاہزادہ عالمگیر کی اتالیقی پر مقرر فرمایا۔ آپ شاہزادہ کی رفاقت مین رہے۔ شاہزادہ صوم و صلوۃ کا پابند تھا۔ اور خواجہ صاحب بھی دین و اسلام کے آشفتہ۔ شاہزادہ آپکی مصاحبت سے بہت خوش ہوتا تھا۔ آپکی تعظیم و تکریم مین مبالغہ کرتا تھا۔ جب شاہزادہ دکن مین آیا آپ بھی ہمراہ آئے۔ خواجہ صاحب باغ فرمان باڑی برہانپور مین باضافہ دو صدی خطاب خانی سے مشرف ہو کے فراغت کے ساتھہ زندگی بسر کرتے تھے۔ سنہ ۱۰۶۷ ہجری مین دارا شکوہ بسبب بیماری بادشاہ وکالتاً امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ اور عالمگیر کے وکیل عیسی بیگ کو جو حضور مین رہتا تھا قید کیا اور اسکا گھر ضبط کر لیا۔ اور جسونت سنگھ اور قاسم خان کو عالمگیر کے روکنے کیلئے بھیجا۔ عالمگیر دکن سے مع جمعیت بہ بہانہ عیادت پدر بزرگوار روانہ ہوا۔ دار الفتح اجین مین دونون سے مقابلہ کیا۔ عالمگیر کامیاب ہوا دونون شکست پا کے چلے گئے۔ آپنے جسونت کے مقابلہ مین دلیرانہ کام کئے۔ اور مخالفین کو بھگا دیا منصب ہزاری پانسو سوار سے سرفراز ہوئے۔ پھر اجین مین باضافہ ہزاری دو صد سوار دو ہزاری ہفتصد سوار سے سربلند ہوئے۔ پھر آپ سنہ ۱۰۷۱ ہجری مین بجائے شیخ میرک صدر کے

صدر ہوئے۔ خواجہ کی پارسائی و پرہیزگاری مشہور تہی۔ عوام الناس خواجہ کے عدل وانصاف سے بیحد خوش تہے۔ پہر آپ سنہ پنجم عالمگیری مطابق سنہ ۱۰۷۲ ہجری مین با مع اصل واضافہ بمنصب ہزاری پانصدی ہزار و دو صد سوار سے سرفراز ہوے اور سنہ ۱۰۷۷ ہجری مین باضافہ ہزار و شش صد سوار و خلعت و فیل صوبہ داری اجمیر سے ممتاز ہوئے۔ اور سنہ چہاردہم عالمگیری م سنہ ۱۰۸۲ ہجری مین صوبہ داری ملتان پر سربلند ہوئے اور ۱۸ عالمگیری م سنہ ۱۰۸۵ ہجری مین ملتان سے حضور مین بلائے گئے۔ اسی سال مین آپ امیر حاج ہوکے حج و زیارت کیلئے حرمین شریفین روانہ ہوئے اور سنہ ۱۰۹۰ ہجری مین غائبانہ مخاطب بہ قلیچ خان ہوئے۔ اور بادشاہ نے ایک اسپ تازی با ساز طلا میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ کے سپرد کیا کہ بندر سورت مین خواجہ کے پاس بہیجو۔ پہر سنہ مذکورہ مین سورت سے آنیکے بعد خلعت صدارت سے سربلند ہوئے اور سنہ ۱۰۹۳ ہجری مین خلعت خاصہ و اسپ نقارہ سے بلند آوازہ ہوکے عالمگیر کے ہمراہ دکن مین آئے۔ خافیخان نے لکہا کہ سنہ مذکورہ مین عالمگیر نے خواجہ صاحب کو ابوالحسن تاناشاہ کے پاس سفارۃً بہیجا تہا۔ پہر آپ سنہ ۱۰۹۶ ہجری مین ظفرآباد کے صوبہ دار ہوئے۔ قلعہ گولکنڈہ کے محاصرہ مین پدر و پسر دونون عالمگیر کے ہمرکاب تہے۔ گولکنڈہ کے معرکہ مین نمایان کام کئے۔ آخر سنہ ۱۰۹۸ ہجری مین قلعۂ مذکور کے محاصرہ مین خواجہ کے دہنے ہاتہہ پر زنبورک کا گولہ پہنچا۔ خواجہ باستقلال تمام گہوڑے پر سوار خیمہ مین آئے۔ ایسے مستقل مزاج و قوی دل تہے کہ ضرب گولہ کی کچہہ پروا نہین کرتے تہے۔ جملۃ الملک اسدخان وزیر حسب الحکم بادشاہ آپکی عیادت کیلئے آئے۔ اسوقت جراح استخوان شکستہ کو ریزہ ریزہ زخم سے چن رہا تہا

خواجہ صاحب فراغت سے مسند پر بیٹھے ہوئے تھے۔ مقربین سے باتین کر رہے تھے قہوہ کا دور چل رہا تھا۔ اور فرماتے تھے کہ جراح ٹانکے لگانیوالا ہوشیار ملگیا ہے دو تین روز کے بعد بتاریخ چہارم ربیع الاول ۱۰۹۸ھ ہجری مین اس دارِ فانی سے عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ گولکنڈہ کے قریب حیدرآباد سے تین کوس کے فاصلہ پر مدفون ہوئے۔ پیر اروشنبہ ہر سال آپکا عرس ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب سخی المزاج تھے مکہ و مدینہ مین بیشمار روپیہ مجاورین و شرفا کے لئے بھیجتے تھے۔

اور آپ کے والد یا جد یعنی میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر باپ کی رحلت کے بعد رفتہ رفتہ منصب ہفت ہزاری تک ترقی کی۔ اور غازی الدینخان فیروز جنگ عالمگیری امرا مین اکبر الامرا شمار کئے جاتے تھے۔ عالمگیر آپ کو بڑی عظمت و محبت سے دیکھتا تھا۔ دکن کے معرکون مین آپکی جان نثاری عرق ریزی و دلیری دیکھکے فرزندون سے زیادہ چاہتا تھا۔ جب آپکی کوشش و جان فشانی سے بیجاپور کی فتح حاصل ہوئی۔ اسوقت آپکے خطاب کے ساتھ فرزند ارجمند کا فقرہ اضافہ فرمایا۔ رقعات مین لکھتا ہے (فرزند بے ریو و رنگ غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر) بیجاپور کے معرکہ مین دکنیون نے عالمگیری لشکر مین رسد کی آمد و رفت بند کر دی تھی لشکر مین بسبب عدم غلہ و دانہ کے کھلبلی پڑی ہوئی تھی۔ تمام بیقرار و جان بلب ہو رہے تھے۔ عالمگیر رسد کے نہ پہنچنے کی خبر سے نہایت ہی بیچین و بیقرار تھا۔ رات کے آٹھہ بجے فیروز جنگ کو بلایا اور رسد پہنچانیکی بابت کہا۔ فیروز جنگ بہادر اسیوقت مستعد ہوئے مع جمعیت و رسد ہمراہ لیکر عالمگیری لشکر مین مخالفین سے قتال و جدال کرتے ہوئے قریب چار بجے صبح کے پہنچے۔ رسد لشکر مین تقسیم کرکے فی الفور عالمگیر کے پاس آئے۔

از فتحیہ ۱۲ سلہ

اور عالمگیر کو رسد پہنچانیکی خبر دی۔ اُسوقت عالمگیر بہت ہی خوش ہوا۔ اور فیروز جنگ
کی تعریف و تحسین کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ اور دو رکعت شکرانہ ادا کرکے
دعا چاہی۔ خدایا آج تیموریہ خاندان کی جسطرح غازی الدینخان فیروز جنگ نے عزت
و آبرو بچائی۔ اُسیطرح تو اُسکے خاندان کی عزت و آبرو قیامت تک قائم رکھہ
دیکھو عالمگیر کی اس دعا سے کسقدر آصفیہ خاندان کی عظمت و بزرگی ثابت ہوتی ہے
آپ عالمگیر کی رحلت کے بعد شاہ عالم کے عہد مین گجرات کی صوبہ داری پر
مقرر ہوئے۔ آخر آپ نے ۱۱۲۲ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف
رحلت کی۔ آپ[۱] کے خلف الصدق عالیجناب فلک انتساب فردوس آرامگاہ حضرت
آصفجاہ بادشاہ دکن ہین۔ آپکا اصلی نام میر قمرالدین فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر
خطاب ہے و آصف تخلص ہے۔ آپ کی ولادت ۱۰۸۲ھ ہجری مین ہندوستان مین
واقع ہوئی۔ ولادت کی تاریخ بحساب جمل (نیک بخت) سے برآمد ہوتی ہے۔ آپ کا
نشو و نما آسائش و آرام کے گہوارہ مین ہوا۔ ناز و نعم کیساتہہ آپکی تربیت ہند کی
آب ہوا کی آغوش مین ہوئی۔ نشو و نما کے بعد عقل و شعور کے آغاز مین آپکی تعلیم
و تربیت عرب و عجم و ترک و ہند کے علمائے افاضل و فضلائے اکابر سے شروع
ہوئی۔ آپکے والد ماجد عالیجناب میر شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدینخان بہادر نے
تعلیم و تربیت کا عمدہ اہتمام کیا تہا۔ اور اخلاق و آداب کی درستی کیلئے برگزیدہ
و پسندیدہ ہوشیار و تجربہ کار عمر رسیدہ اتالیق و ادب آموز متعدد مقرر کئے تہے
خلد مکان عالمگیر بادشاہ بہی آپکے حالات و آثار دیکہہ کے سمجہتا تہا کہ یہہ ہونہار ہے۔ تاکید مزید
کرتا تہا۔ کہ تعلیم علوم کا انتظام عمدہ طرح سے ہونا چاہئے۔ اور حکم کیا کہ میر قمرین کو

[۱] ازاحکام البلاد و الحکام ۱۲

ہر ہفتہ مین ایکبار سلام وکورنش کیلئے ہمارے پاس بہیجتے رہین۔ چنانچہ فرزند جنگ بہادر ہمیشہ فراغ تحصیل تک حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ جب آپ عالم شباب مین علوم وفنون کی تحصیل سے فارغ ہوے اور بزرگان سلف کی طرح معقول و منقول وفقہ واصول مین ایسی لیاقت ومہارت حاصل کی کہ اقران وامثال سے فائق ولائق ہوئے۔ تحریر وتقریر مین بے نظیر تہے۔ عربی فارسی وترکی وہندی زبان مین استعداد کامل رکہتے تہے۔ فاضل ادیب وعالم لبیب تہے۔ ہر ایک زبان مین نظم ونثر لکہنے مین ملکہ تامہ ومدرکہ کاملہ رکہتے تہے۔ فتوحات آصفیہ کے مولف نے تعلیم وتربیت کے محل مین لکہا کہ مولانا احمدیار خان مخاطب بہ ترکی خان آپکے اتالیق تہے ترکی زبان آپکو سکہلاتے تہے۔ مرأت الصفا کے مولف نے لکہا کہ آپ موزون الطبع تہے شعر گوئی وشاعری کے آشفتہ تہے۔ مرزا عبد القادر بیدل سے اصلاح کلام فرماتے تہے ذکاوت وسنجیدگی طبع خداداد تہی جو کچہہ آپکے زبان وقلم سے کلام موزون ومضمون بلاغت مشحون نکلتا تہا۔ نہایت ہی شستہ وصاف ہوتا تہا۔ اصلاح غیر کا محتاج نہین ہوتا تہا۔ اس فن کے اساتذہ آپکا لوہا مانتے تہے۔ بجز تحسین وآفرین کچہہ نہین کہتے تہے واقعی آپکے دو دیوان فارسی ضخیم جو مطبع سرکار آصفیہ مین اعلیحضرت بندگانعالی متعالی کے حکم سے مطبوع ہوئے ہین ان سے ہمارے معززین مورخین کے کلام کی تصدیق ہوتی ہے مولف فقیر کے پاس دونون دیوان موجود ہین اُن کے مطالعہ سے محظوظ ہوتا ہون ناظرین کیلئے بطور نمونہ ہر ایک دیوان سے اشعار انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین آپکے تبحر علم ومذاق شاعری سے واقف ہوجائین اور اُن کو اسبات کی پوری تصدیق ہوجائے کہ آپ عالم وحکیم صوفی تہے۔ آپ ابتدا مین شاکر تخلص اشعار مین لکہتے تہے

اس دیوان کے اشعار تقریباً دو ثلث تصوف و معرفت کے مضامین مین ڈوبے ہوئے ہین
ہر ایک شعر سے وحدت الوجود کے رموز نمایان ہین - اور ہر ایک فقرہ سے فقیری
و خاکساری کے کنوز عیان ہین - اور بعض اشعار سے اولیاء کرام و اتقیاء عظام کے
ساتھہ آپکی حسن عقیدت و ارادت ثابت ہوتی ہے اور بعض سے نصائح و پند و حکم
و امثال پائی جاتی ہین - اور ہمدردی و رحم دلی غربائے بی سر و سامان کے ساتھہ
معلوم ہوتی ہے - علی ہذا القیاس دوسرے دیوان کے اشعار بھی جسمین آصف تخلص
فرماتے ہین مضامین متفرقہ علی الخصوص تصوف کا خزینہ ہے) اور آپنے معشوق حقیقی کے
خط و خال و ابروئے رشک ہلال و چشم غیرت غزال و رخسارہ مہ پارہ کی توصیف
و تعریف مین عالم عالم مضامین رنگین گلشن گلشن معانی شیرین سے صفحات کتاب کو
رشک فردوس برین بنا دیا - اور استعارات و تشبیہات کے لباس رنگین سے ایسا
آراستہ کیا کہ ارژنگ چین کردیا - آپکے دونو دواوین کی عبارت فارسی سلیس
با محاورہ مثل اہل زبان ہے - میرے نزدیک ایک گلستان دیگر بوستان ہے - مدعیان
این زمانہ میرے کلام پر قہقہا اڑائینگے اور کہینگے کہ مولوی صاحب نے تملقاً مبالغہ
کیا ہے - واقع مین مبالغہ نہین ہے غور سے ملاحظہ کرین منصفانہ داد دین -
آپکے دونو دواوین کی نسبت مین نے جو کچھہ لکھا امر بدیہی ہے برہان و دلیل کا محتاج نہین ہے
اب مین یہان سے آپکی حکمرانی و کامرانی و عطیہ سلطانی و تعلق سلاطین تیموریہ
گورگانی و غیرہا کی کیفیت بطور گوشوارہ مشتے نمونہ از خروارہ گزارش کرتا ہون
تاکہ ناظرین آپکے مجمل حال سے واقف ہو جائین - یہان تفصیل و تشریح کا محل
و موقع نہین ہے - مین نے آپکا تفصیلی حال شرح و بسط کے ساتھہ محبوب الوطن

تذکرہ سلاطین دکن کی تیسرے حصہ مین پورے طور سے لکہا ہے جو شائق ہوگا وہان ملاحظہ کریگا - احوال الخواقین کے مولف نے لکہا کہ آپ خلد مکان عالمگیر کے عہد مین عالم شباب مین چین قلیچ خان خطاب و منصب پنجہزاری سے سربلند ہوئے - اور بادشاہ موصوف کے آخر عہد مین بیجاپور کی صوبہ داری پر سرفراز اور شاہ عالم کے زمانہ مین خاندوران بہادر خطاب و صوبہ داری اودہ سے ممتاز ہوئے - پہر آپنے چند روز بسبب ناواقفیت امرائے سلطنت منصب و امارت ترک کرکے درویشی اختیار کی گوشۂ عافیت مین معتکف ہوئے - یہہ امر آپنے حکمت عملی و دانائی سے اسلئے اختیار کیا تہا کہ اُسوقت شاہزادگان عالمگیر مین فتنہ و فساد برپا تہا - ہر ایک سلطنت کا مدعی بن رہا تہا - امرا اغراض نفسانی کے سلاسل مین بندہے ہوئے تہے - کوئی کسیکی نہین سنتا تہا - فتنہ کا بازار گرم تہا - ایسے ہنگامہ بیجا مین آپ درویشی و گوشہ نشینی اختیار نکرتے تو کیا کرتے آپ گوشہ مین بیٹہہ کے تاک رہے تہے کہ کیا کرنا چاہئے - آپ اگرچہ بظاہر گوشہ نشین و فقیر لباس بنگئے تہے - لیکن منتظر تہے کہ اونٹ کروٹ بدلے - پہر آپ جہاندار شاہ کے اصرار سے گوشہ ترک کرکے حضور مین آئے - اصل منصب و خطاب سے سرفراز ہوئے اور محمد فرخ سیر کے سنہ جلوس کے ابتدا مین فتح جنگ نظام الملک بہادر خطاب و ہفت ہزاری منصب و صوبہ داری دکن سے سربلند ہوئے - چند روز کے بعد دکن کی صوبہ داری امیرالامرا سید حسین علیخان کے تفویض ہوئی - آپ دارالخلافہ مین پہنچے - مرادآباد کی حکومت پر مقرر ہوئے - پہر آپنے رفیع الدرجات کے عہد مین مالوہ کی صوبہ داری پائی آخر آپ نے امرائے حضور سے نفاق و کینہ کی بو قوت شامہ سے محسوس کی بیدل و پریشان ہوئے - اور دل مین عزم بالجزم کیا کہ ملک دکن کو جو ایک صوبہ زرخیز ہے -

اور امرائے حضور کی باہمی ناموافقت کی وجہ سے ملک زر خیز مین غنیم مرہٹہ کی مداخلت ہو جائیگی - ایسا زرخیز ملک ہمارے اہل اسلام کے دست قدرت سے چلا جائیگا تسخیر کرنا چاہیے تاکہ اسلام کے قبضہ مین رہے - بنا ًٔ علیہ آپ سنہ گیارہ سے بتیس ۱۱۳۲ ہجری مین مالوہ سے دکن کی طرف متوجہ ہوئے - ورودہا سے عبور کرکے اولاً قلعہ آسیر پر پہنچے - اسوقت سید طالب علیخان سادات بارہ سے قلعدار تہا - آپنے قلعہ کو سید موصوف سے صلحاً مسخر کیا کشت وخون کی نوبت نہ آئی - اسیطرح شہر برہانپور کو محمد انور خان صوبہ دار سے تسخیر فرمایا - دونون مقامون سے بیشمار زروسامان رسد ہمدست ہوا - پہر تیرہ تاریخ ماہ شعبان سنہ مذکورہ مین آپنے سید دلاور علیخان برادرزادہ حسین علیخان امیر الامرا سے جو آپ سے محاربہ کے لئے بہتر غیب سادات بارہ دار الخلافہ سے مقرر ہوکے آیا تہا موضع حسن پورہ علاقہ سرکار ہنڈیہ مین قتال وجدال کے بعد فیروزی وکامیابی پائی - دلاور علیخان مقتول ہوا سادات بارہ کی فوج درہم برہم ہوگئی - آپنے کامیابی کے بعد بلدۂ برہانپورہ مین مراجعت کی - پہر چہٹی تاریخ ماہ شوال سنہ مذکورہ مین سید عالم علیخان برادرزادۂ امیر الامرا حسین علیخان سے جو صوبہ دکن کا نائب تہا - بالاپور ضلع برار کے اطراف مین سخت معرکہ ہوا - بفضل خدا اس معرکہ مین بہی آپکو فتح وفیروزی حاصل ہوئی - اور عالم علیخان مقتول ہوا - سادات بارہ کا طبقہ درہم برہم ہوگیا - ان کے اقبال مین زوال آیا - انہین ایام مین اعتماد الدولہ محمد امین خان جو سادات کے بعد محمد شاہ بادشاہ کا وزیر ہوا تہا فوت ہوا - سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین آپ حضور مین بلائے گئے - آپ حسب الطلب دار الخلافہ مین پہنچے - پانچوین تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین خلعت وزارت سے ممتاز ہوئے - حاسدین رشک حسد کی آگ سے جلنے لگے - اور آپ جو انتظام کرنا چاہتے تہے

اُسکے مخالف ہوتے تھے اور بادشاہ کو غیر واقع سمجھا کے آپ کے نسبت بدگمان کرتے تھے بعض نے رشک سے وزارت سست تاریخ کہی۔ آپ نے سنتے ہی فی البدیہہ جواب مین تاریخی فقرہ کہا کہ وزارتم نتحمل۔ انہین ایام مین معزالدولہ حیدر قلیخان اسفراینی ناظم گجرات نے بغاوت اختیار کی۔ فردوس آرامگاہ محمد شاہ نے صوبہ داری گجرات و مالوہ کو وزارت و امارت دکن کا ضمیمہ کرکے آپ کو سرفراز فرمایا۔ اور حیدر قلیخان کا مہم آپکے سپرد کیا۔ آپ حسب الحکم فی الفور جہا بودہ قریب گجرات مین پہنچ گئے۔ حیدر قلیخان مقابلہ کی تاب نہ لاکے مجنون بنگیا مقابل نہین ہوا۔ پھر آپ اپنے عم بزرگوار حامد خان بہادر کو نیابتاً صوبہ داری گجرات پر مقرر کرکے صوبہ مالوہ مین آئے۔ مالوہ کی صوبہ داری پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے پھوپوزاد بھائی کو نیابتاً معین کرکے دار الخلافہ مین مراجعت کی۔ بادشاہی امرا آپکی وزارت کے مخالف تھے۔ لہذا بادشاہ کو خلاف واقع سمجھا کے ورغلایا اور آپکے جانب سے بدگمان کیا۔ بادشاہ نے دکن کی صوبہ داری آپ سے تغیر کرکے مبارز خان ناظم حیدرآباد کے تفویض کی۔ اُسوقت آپنے حضور مین عرض کیا کہ دار الخلافہ کی آب و ہوا میری مزاج کے مخالف ہے۔ اور مرادآباد کی ہوا موافق ہے۔ مرادآباد جانیکی رخصت عطا کیجیے۔ آپ کی درخواست حضور مین منظور ہوی۔ آپ سرعت و عجلت کے ساتھہ دکن کے طرف روانہ ہوئے تھوڑی مدت مین دکن پہنچ گئے۔ ۱۱۳۷ھ ہجری محرم کی تیسری تاریخ مقام شکر کھیڑہ برار مین مبارز خان صوبہ دار دکن سے مقاتلہ و مقابلہ ہوا۔ مبارز خان مع فرزندان مقتول ہوا۔ تمام ملک دکن آپکے قبضہ اقتدار مین آگیا کوئی مانع و مزاحم نہین رہا بادشاہ نے اس خبر کے سنتے ہی صوبہ گجرات پر مبارز الملک سربلند خان تونی۔

اور صوبہ مالوہ پر گردہر بہادر کو مقرر فرمایا۔ پھر چند ایام کے بعد فردوس آرامگاہ محمد شاہ
آپ کی دلجوئی ودلداری کرنے لگے۔ سنہ ۱۱۳۹ گیارہ سو انتالیس ہجری مین آصفجاہ خطاب سے
سرفراز فرمایا۔ پھر سنہ ۱۱۵۰ ہجری مین دوبارہ بمبالغۂ تمام دارالخلافہ مین بلایا۔ آپ حسب الطلب
نواب نظام الدولہ ناصر جنگ خلف الصدق کو نیابتاً دکن مین مقرر کرکے بادشاہ کے
حضور مین روانہ ہوسے۔ آخر ربیع الاول سنہ مذکورہ مین دارالخلافہ مین داخل ہوے
دو مہینہ کے بعد بادشاہ نے آپ کو غنیم کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ اور اکبرآباد و مالوہ
کی صوبہ داری عطا کی۔ آپ اکبرآباد آئے محی الدین قلیخان کو جو سعد اللہ خان
وزیر کے بنائر اور آپ کے قرابتدارون سے تھے۔ اکبرآباد کی صوبہ داری پر نیابتاً مقرر فرمایا
اور آپ عازم مالوہ ہوئے۔ رستہ مین دریائے چنبل کے کنارے بہت تکلیف سہنی پڑی
پائین اکبرآباد دریائے جمنا سے عبور کرکے مشرقی جانب روانہ ہوئے۔ اٹاوہ ہوتے ہوے
پائین کالپی دوبارہ دریائے جمنا سے گذر کے ملک بوندیلہ مین آئے۔ بوندیلہ کا
راجہ مع جمعیت ہمرکاب ہوا۔ منازل طی کرتے ہوئے بھوپال مین پہنچے۔ باجی راو
مرہٹہ باافواج سنگین دکن سے برآمد ہوا۔ ماہ رمضان سنہ مذکورہ مین بھوپال کے
اطراف مین باہم جنگ و جدل کی آگ مشتعل ہوئی۔ طرفین مقابلہ مین برابر و ہم پلہ
تھے کسیکی شکست و کشائش نہین تھی۔ کہ نادرشاہ کی آمد آمد کی خبر گرم ہوئی۔
آپ نے ایسے وقت مین صلح کو جنگ پر ترجیح دی باہم جلد صلح کرکے دارالخلافہ
مراجعت کی۔ نادرشاہ سے معرکہ ہونیکے بعد آپ ہی کے توسل سے باہم صلح ہوئی
بہ نسبت امرائے دیگر نادرشاہ نے آپ کے ساتھہ بہت حسن سلوک فرمایا۔ آپ کی
بزرگی ودانائی کی تحسین کی۔ دہلی کا قتل عام آپ ہی کی عذرخواہی وسفارش سے

معاف ہوا۔ امیر الامراء صمصام الدولہ خاندوران کے مقتول ہونیکے بعد امیر الامرائی کا منصب آپکے دیگر مناصب کا ضمیمہ ہوا۔

اُنہین ایام مین نواب نظام الدولہ ناصر جنگ نے مفسدین کے ورغلانے سے خلاف وبغاوت کا راستہ اختیار کیا۔ آپ حضور بادشاہ سے رخصت لیکر فرزند دلبند کی اصلاح کے لئے سنہ ۱۱۵۳ ہجری مین وارد دکن ہوئے۔ بیسوین تاریخ جمادی الاول سنہ ۱۱۵۴ ہجری مین اورنگ آباد کے اطراف مغربی جانب پدر و پسر کے فیمابین جنگ واقع ہوا۔ نظام الدولہ زخمی ہوکے پدر مہربان کے ہاتھہ آیا۔ پند و نصائح کے بعد قصور معاف کیا۔ سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین کرناٹک کی تسخیر کا عزم بالجزم کیا۔ اول ترچناپلی کے قلعہ پر محاصرہ کرکے فتح کیا۔ اور ملک رکاٹ کو قوم نواعط سے مسخر فرمایا۔ سنہ ۱۱۵۷ ہجری مین قلعہ بالکنڈہ علاقہ حیدر آباد پر محاصرہ کرکے متقرب خان دکنی کے ہاتھہ سے مسخر کیا آخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین برہانپور مین آئے۔ بیمار تھے سنہ مذکورہ مین فردوس برین روانہ ہوئے نعش مبارک کو برہانپور سے روضہ خلد آباد مین لاکے حضرت شاہ برہان الدین غریب کے پائین قبر دفن کئے۔ یزار و یتبرک۔ آپکا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ فقرا و مشائیخ کو طعام دیا جاتا ہے۔ اسی سال محمد شاہ بادشاہ و اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر نے عالم بقا کو رحلت کی۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تاریخ موزون کی[۵]

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند   فتاد حیف سہ دُر یگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہر سہ یافتم تاریخ   نماند شاہ زمان و وزیر آصف دہر

آپ[۶] دولت تیموریہ کے اعاظم امرا سے تھے۔ عالمگیر کے تربیت یافتہ۔ عالمگیر کے زمانہ سے محمد شاہ کے آخر زمانہ تک امارت وزارت کی صدارت پر صدر نشین رہے

۵ از سرو آزاد بلگرامی ۱۲ ۶ از تاریخ تحفة الخواتین ۱۲

تقریباً تیس برس تک شش صوبجات دکن کی حکومت پر حکمران رہے۔ محمد شاہی دربار مین اکثر امرا آپ کے قرابتدار تھے۔ تمام آپکی خدمت مین نیاز مندانہ تسلیم بجالاتے تھے۔ دربار شاہی مین عقیل و فہیم و متین باوقار و تمکین اگر تھے تو آپ ہی تھے۔ آپکا نظیر کوئی نہین تھا اکثر امرا آپ سے رشک و حسد کرتے تھے۔ آپ ہر ایک کے ساتھہ حسن سلوک فرماتے تھے دوست و دشمن کے ساتھہ ہمدردی مساعدت کرنے مین کوتاہی نہین فرماتے تھے۔ علما و صلحا و فقرا کی بہت ہی تعظیم و توقیر کرتے تھے۔ ہر ایک آپ کے عطیۂ عام سے بقدر قسمت پاتا تھا۔ عرب و عجم و ماوراء النہر و خراسان و سمرقند و بخارا و ہندوستان سے آپکی خدمت مین آتے تھے۔ آپکے خوان کرم سے سیراب و تازہ ہوتے تھے۔

آپ کے یادگار دکن مین متعدد عمارات ہین۔ برہانپور کی شہرپناہ جو آپنے سنہ ۱۱۴۱ ہجری مین تیار کی۔ دوم نظام آباد کی آبادی۔ و مسجد و کاروان سرا و دولتخانہ۔ و پل عنبر کو تعمیر کیا کہ رب اجعل ھذا بلداً آمناً سے تاریخ ختم تعمیر و آبادی برآمد ہوتی ہے یعنی ۱۱۴۱ ہجری۔ سوم حیدرآباد کی شہرپناہ کی تکمیل کی۔ چہارم ہرسول کی نہر جو عنبر کے زمانہ سے جاری تھی ازسرنو اُسکی ترمیم و تعمیر کرائی۔ بعض مورخین نے لکھا کہ آپنے عنبری نہر کے سوا علیحدہ ایک نہر تعمیر کی۔

فہرست امرا آصفجاہی جو دہلی سے دکن مین ہمرکاب آئے ہین

معزالدولہ صلابت جنگ نواب حامد خان عم آصفجاہ۔ نصیرالدولہ عبدالرحیم خان عم دوم عوض خان عضدالدولہ قسورجنگ شوہر عمہ آصفجاہ۔ رعایت خان ظہیرالدولہ برادر محمد امین خان اعتمادالدولہ وزیر محمد شاہ۔ متوسل خان رستم جنگ بہادر داماد آصفجاہ

از تاریخ فتحیہ ۱۲

[۶] ہدایت محی الدین مظفر جنگ آصفجاہ بہادر اول ۔ [۷] قادر داد خان عرف شیخ نور اللہ انصاری
[۸] حرز اسد خان نبیرہ سعد اللہ خان وزیر برادر علاتی متوسلخان ۔ [۹] طالب محی الدینخان
نبیرہ سعد اللہ خان وزیر برادر متوسل خان ۔ [۱۰] حسن محی الدین بن محی الدینخان
[۱۱] حفیظ الدینخان ۔ [۱۲] و محمد سعید خان پسران عنایت خان نبیرہ لطف اللہ خان مرحوم
[۱۳] محتشم خان بہادر ۔ [۱۴] حشمت اسد خان ۔ [۱۵] ارادت خان بن میر ہدایت اللہ خان
[۱۶] ہدایت اسد خان ۔ [۱۷] میر حافظ خان بن ہدایت اسد خان ۔ [۱۸] خدا بندہ خان نبیرہ
شائستہ خان امیر الامرا ۔ [۱۹] محمد عنایت خان ۔ [۲۰] رحیم اسد خان بن عنایت خان
[۲۱] عزیز بیگ خان ۔ [۲۲] خواجہ عبد اللہ خان ۔ [۲۳] خواجہ سعد الدین ۔ [۲۴] احمد خان مرزا مہدی
[۲۵] شیخ عاقل خان کنبوہ ۔ [۲۶] محمد انور خان ۔ [۲۷] میر مرزا خان ۔ [۲۸] میر سیف الدینخان ۔ [۲۹] سیم بیگخان
[۳۰] میر اسمعیل المخاطب میر مسافر خان ۔ [۳۱] برقنداز خان ۔ [۳۲] پورنچند دیوان ۔ [۳۳] مرزا محمد
[۳۴] حکیم عبد الحسین خان ۔ [۳۵] صف شکن خان مجاہد جنگ ۔ [۳۶] میر اعظم ارادت خان
[۳۷] ہاشم قلیخان عرف میر محمد ہاشم جرأت تخلص ۔ [۳۸] شیخ محمد انور مراد آبادی ۔ [۳۹] محمد عاقل خان
عاقل تخلص ۔ [۴۰] محمد امین خان متخلص بہ مطلع ۔ [۴۱] حکیم محمد امین الدین اصفہانی
[۴۲] حکیم محمد جعفر شیرازی ۔ [۴۳] حکیم محمد اصفہانی ۔ [۴۴] حکیم جعفر ثانی ۔ [۴۵] محمد ولایت ۔
[۴۶] محمد نیابت ۔ [۴۷] مرحمت خان بن امیر خان ۔ [۴۸] طالب علیخان ۔ [۴۹] حکیم محمد نقی خان
[۵۰] رحیم خان مغل رفیق قدیم ۔ [۵۱] فتح اسد خان بہادر عالمگیری ۔ [۵۲] فتحیاب خان برادر زادہ
فتح اسد خان ۔ [۵۳] راو رنبھا بنالکر ۔ [۵۴] سید جمال خان بن قسورہ جنگ ۔ [۵۵] شیخ ابو الخیر خان
[۵۶] محمد غیاث خان بہادر ۔ [۵۷] علی اکبر خان ۔ [۵۸] فدوی خان ۔ [۵۹] سیادت خان ۔ [۶۰] دیانت خان
[۶۱] اسد اللہ خان بن عمدۃ الملک امیر خان ۔ [۶۲] عنایت اسد خان ۔ [۶۳] اسمعیل خان خویشگی

[۶۴] کنور رجانچند بہادر بن راجہ سترسال - [۶۵] خواجم قلیخان - [۶۶] بہادر دلیخان قلماق - [۶۷] راجہ گوپال سنگھ - [۶۸] ہمت یار خان - [۶۹] بایزید خان - [۷۰] منور خان خویشگی - [۷۱] ترکتاز خان [۷۶] باجیراو - [۷۷] راجہ ساہو - [۷۸] سید غضنفر علیخان - [۷۹] رائے سلطانجی نبالکر - [۸۰] عبدالمجید خان [۸۱] عبداللہ خان - [۸۲] طاہر خان - [۸۳] عطا یار خان - [۸۴] محمد یوسف خان تورانی مولف تاریخ فتحیہ [۸۵] عبدالفتاح خان - [۸۶] عبدالعزیز خان - [۸۷] میر عبدالرزاق خان - [۸۸] میر صفی اللہ خان [۸۹] میر شمس الدین خان [۹۰] لشکر خان - سید شریف - میں نے ان تمام امرا کے حالات چوتھی جلد محبوب الزمن تذکرۂ امرائے دکن میں لکھے ہیں -

مشائخ وقت معاصر آصفجاہ مرحوم

شاہ نظام الدین اورنگ آبادی - میاں شیخن - شاہ محمود نقشبندیہ - شاہ سلیمان شاہ نور اللہ - شاہ محمد علی - میر محمد ماہ - غلام حسن قادری - شاہ یونس درویش سید شاہ علی - میاں یار محمد - شاہ محرم وغیرہم قدس سرہم اجمعین -

آپ کی اولاد

شش پسر - پنج دختر - کل (۱۱)

[۱] محمد پناہ المخاطب بہ غازی الدینخان فیروز جنگ ثانی - [۲] میر احمد المخاطب نظام الدولہ ناصر جنگ - [۳] میر محمد خان المخاطب صلابت جنگ - [۴] میر نظام علیخان اسد جنگ [۵] خواجہ شریف خان بہادر بسالت جنگ - [۶] میر مغل علیخان بہادر - [۱] دختر اول مسمی خیر النسا بیگم منکوحہ متوسل خان - [۲] دوم منسوب با خلاص خان بن سعد اللہ خان سوم با میر ابراہیم خان بن میر کلان خان قلعدار بیدر -

ناصر جنگ کی دو ہمشیرہ حقیقی کی نسبت کس سے ہوئی - معلوم نہیں ہوا -

انتظام مملکت

آپ جب دکن مین دلاور علیخان و عالم علیخان و مبارز خان کے مقابلہ و مقاتلہ سے فارغ ہوئے۔ تب انتظام مملکت کے طرف متوجہ ہوئے۔ اُسوقت دکن کے تمام بلاد وقصبات و دیہات مین محمد شاہی امرا و افاغنہ کرنول و شاہنور۔ و بدنور و کڑپا وغیرہا بلاد مذکورہ پر قابض و متصرف تھے۔ مالکانہ تصرف کرتے تھے۔ اگرچہ اونکو ملک سے دیہات وقصبات بصیغہ جاگیر دئے گئے۔ لیکن وے اُسکو جاگیر التمغا یعنی جاگیر نسلاً بعد نسلٍ تصور کرتے تھے۔ اور بادشاہ کو سالانہ بطور پیشکش و نذرانہ کسیقدر رقم بھیجدیتے تھے۔ اور امرا وزرا کو بھی تحائف و نذرانہ معقول دیکے فراغت سے من بھائے حکمرانی کرتے تھے۔ بیچارہ رعایا اُن کے تابع و مطیع تھی۔ رعایا مظلوم کی داورسی و فریادرسی کی کوئی سبیل نہین تھی۔ افاغنہ سیاہ و سفید کے مالک تھے۔ آپکو باوجود کامیابی دکن مین امرائے بادشاہی و افاغنہ مرفوع القلم کا تابع کرنا دکن کے معرکون سے زیادہ مشکل مسئلہ تھا۔ آپنے دانائی و حکمت عملی و بردباری کا طریقہ اختیار کیا۔ ہر ایک فرد امرائے افاغنہ کے ساتھہ خوش خلقی و حسن لطف سے پیش آتے تھے۔ اور اُنکی دلجوئی و دلداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تھے۔ اور اُن کے خواہش کے موافق کاربند ہوتے تھے۔ اور آپ ہر ایک سے یہی فرماتے تھے کہ اے برادران من! مین نے ملک دکن جو زرخیز ہے اس غرض سے تصرف مین لیا۔ کہ اہل سلام کے ہاتھہ سے غنیم مرہٹہ کے تصرف مین نجائے۔ آپ خوب جانتے ہین کہ امرائے بادشاہی اغراض نفسانی کے شکنجہ مین مبتلا ہین۔ اور حضرت پادشاہ عیش و عشرت مین مصروف ہین۔ علاوہ اسکے امرائے دربار مین باہم اتفاق نہین۔ نفاق کا بازار گرم ہے۔ افاغنہ و امرای بادشاہی

آپ کی جادو بیانی سے مسحور ہوئے۔ اور آپکے مطیع و معین ہوئے۔ جو نذرانہ و پیشکش بادشاہ کو دیتے تھے۔ آپکی خدمت مین پیش کرنے لگے۔ آپ بھی ہر ایک کو بحسب منصب و خلعت و انعام و خطاب عطا کرتے تھے۔

کرنول و کڑپہ کے افاغنہ اولاً آپ کی اطاعت سے انکار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم اور آصفجاہ ایک ہی بادشاہ کے ملازم ہین۔ ہم باہم مساوی درجہ ہین۔ ہان ہم اس شرط پر اطاعت کرین گے۔ اور آصفجاہ کے معین و مددگار ہون گے۔ کہ آصفجاہ ہم سے مساوی طریق سے ملین۔ اور ملاقات کیوقت ہمارا استقبال کرین۔ اور ہم کسیقدر جہکے سلام کرینگے۔ اور دربار مین بازو مین بیٹھین گے۔ آپنے افاغنہ کی تمام شرائط قبول کین۔ اور انکو اطاعت کے دائرہ مین لیا۔ افاغنہ نہایت خوشی سے مطیع و فرمان بردار ہوئے۔

اسیطرح مچھلی بندر کے صوبہ دار خواجہ عبداللہ خان و خواجہ رحمت اللہ خان دونون بھائی بھی آپ کے حسن اخلاق و اشفاق دیکھکے صلحاً تابع ہوگئے۔ تخمیناً ایک کرور روپیہ نذرانہ و پیشکش دیا۔ آپ خواجگان عالی شان سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور خلعت فاخرہ و انعام وافرہ و جاگیر معقول سے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے خاندان کی ایک دختر نیک اختر سے شادی کردی۔ خواجگان تا بہ زندگی آپکے مطیع و تابع رہے۔ اور خدمات جلیلہ پر فائز المرام ہوتے رہے۔ چوک کی مسجد خواجہ صاحب کی یادگار ہے۔ مینے خواجگان عالیشان کا حال محبوب الزمن تذکرہ امرائے دکن مین مفصل لکھا ہے۔

علیٰ ہذا القیاس جب آپ دورہ مین نکلے۔ شاہنور پہنچے۔ وہان عبدالمجید خان میانہ حکمران تھا۔ آپ بیرون بلدہ میدان پر فضا مین فروکش ہوئے۔ آپکے ہمراہ

جمعیت پیادگان و سواران ایکہزار سے زاید تہے۔ علاوہ این نقبا و چوبداران و خدم وحشم بہی تہے۔ آپنے خانصاحب کو یاد فرمایا۔ خانصاحب غرور رعونت مین ڈوبے ہوے تہے۔ ملاقات کے آنے مین پس و پیش کرنے لگے۔ لیکن آپکی لطف و مدارات جادو کا اثر کرتی تہی ملنے کیلئے راضی ہوا۔ اور کہا مین آصفجاہ سے اس شرط پر ملونگا کہ انکا صاحبزادہ میرے لینے کے لئے آئے۔ اور عند الملاقات آصفجاہ میرا استقبال کرین۔ آپنے خانصاحب کی درخواست قبول کی۔ فی الفور ناصر جنگ کو مع جمعیت سواران و پیادگان خانصاحب کے پاس بہیجا۔ خانصاحب خوشی کے مارے پہولے کہ جامہ مین نہ سمائے۔ ناصر جنگ کے ہمراہ آپکی خدمت مین آئے۔ آپنے نہایت خندہ پیشانی سے چند قدم استقبال کرکے خانصاحب سے معانقہ و مصافحہ کیا۔ خانصاحب آپکی مدارات و خاطرداری سے ممنون و مشکور ہوئے۔ اور اپنی غلط فہمی کی معافی چاہی۔ اور پیشکش و نذرانہ پیش کیا۔ آپنے نہایت ہی مسرت کے ساتہہ منظور فرمایا۔ اور خانصاحب کو خلعت و جاگیر و منصب بر بدستور سابق بحال کیا اسیطرح آپنے آہستہ آہستہ دکن کے تمام امرائے بادشاہی و افاغنہ و راجگان و نایکان کو مسخر فرمایا۔ آپکے مزاج مین تحمل و رحم زائد تہا۔ تالیف قلوب لطف و مدارات سے کام لیتے تہے۔ اور سرکاری امور مین عجلت نہین فرماتے تہے۔

مالگزاری کا انتظام

جب آپ ملک کی کشائش و امرائے محمد شاہی کی تسخیر سے فارغ ہوئے۔ تب مین مزروعہ و غیر مزروعہ و محاصل کی کمی بیشی کے طرف رجوع ہوئے۔ دکن مین زمین کی پیمایش و غلہ کی تقسیم کا کوئی دستور العمل و قانون مقرر نہین تہا۔ ایک جریب ٹری یل کی ارزراعت مہم

تہوڑا سا محصول مقرر کر لیتے تہے۔ پرگنات و بلاد مین مختلف طور سے لیا جاتا تہا غلہ کی آمدنی کی کمی و بیشی کی کچہہ باز پرس نہین ہوتی تہی۔ اور سلاطین چغتائی و راجگان دکن کے فیما بین معارکے و محاربے ہونیکی وجہ سے دکن کے اکثر پرگنات و دیہات ویران و خراب ہوگئے تہے۔ بی چراغ و بی ملکین پڑے ہوئے تہے۔ رعایائے مالگزار فرار ہوگئی تہی۔ کوئی زمیندار وطن کیطرف رخ نہین کرتا تہا۔ روز بروز ویرانی بڑہتی جاتی تہی۔ مرشد قلیخان صوبہ دکن عالمگیری نے جو سیاق دان ہوشیار و متصدی پیشہ تہا دکن مین ٹوڈرمل اکبری کے طرح ایک دستور العمل مرتب کیا۔ ملک کی آبادی مین کوشش کرنے لگا۔ ہر ایک ضلع مین امنائے فہمیدہ و متدین مقرر کئے۔ اور زمین کی پیمایش شروع کی۔ زمین پیمایش شدہ کو رقبہ کے نام سے ملقب کیا۔ اور زمین کو دو حصون پر تقسیم کیا۔ ایک قابل زراعت دوم غیر قابل یعنے زمین کوہ و ہامون۔ ہر ایک گاؤن و پرگنہ مین پٹیل مقرر کیا۔ جس مقام مین اصلی مقدم سابق کے وارث ہوتے تہے تو انکو بحال کرتا تہا۔ اور جہان مقدم قدیم مفقود الخبر ہو تو وہان متدین شخص کو جدید مقدم کرتا تہا۔ اور زمینداروں کی تالیف قلوب مین ہمہ تن مصروف رہتا تہا۔ زمینداران نادار کی ہیلون اور مایحتاج زراعت سے بطریق تقاوی اعانت و امداد کرتا تہا۔ اور موسم فصل پر مقدم کے ذریعہ سے قسط قسط وصول کرتا تہا۔

محصول کے وصول کے طریقے

محاصل کے وصول کے تین طریقہ تہے ایک یہہ غلہ کا تودہ تخمینہ کرکے۔ ثلث یا نصف لیتے تہے۔ یا ثلث و نصف غلہ کی قیمت اندازہ کرکے وصول کرتے تہے۔

دوسرا یہہ تہا غلہ کی تقسیم یعنی بٹائی تین قسم پر تہی - اولاً جو غلہ بارش کے پانی سے پیدا ہوا ہو اوس سے نصف لیا جاتا تہا - ثانیاً جو غلہ کوئین و باولی کے پانی سے پیدا ہوا ہو سمین سے ثلث لیا جاتا تہا - اور غلہ کے سوا جو چیز مثلاً انگور و انجیر و نیشکر و خشخاش و ہلدی و زیرہ وغیرہ پیدا ہو اوسکا نوان حصہ لیا جاتا تہا - مولف فتحیہ نے لکہا کہ نوین حصہ سے چوتہی تک لیتے تہے - ثالثاً جو چیز ندی و نل و چشمہ کے پانی سے پیدا ہو اوسکا قاعدہ مقامات کے لحاظ سے نوان حصہ یا اوس سے کم و بیش مقرر کیا جاتا تہا - تیسرا طریقہ غلجات و بقولات کے ہر ایک جنس سے ربع لیا جاتا تہا - مزروعہ کا مقدار نرخ مشخص کرکے فی بیگہ دستور العمل مقرر کیا تہا - پچاس کے بعد ہر ایک جنس سے مختلف طور پر محصول لیا جاتا تہا - یہہ قاعدہ دکن کے تین چار صوبجات مین جاری ہوا تہا - اسکو مرشد قلیخان کا دہارہ کہتے تہے

اعلیحضرت آصفجاہ قدس سرہ کے

عہد[1] میمنت مہد مین بموجب دہارہ مرشد قلیخان عمل درآمد رہا - بعد مین مختلف طریقے رہے - اکثر تعلقدارون کو ایک ضلع بالمقطع دیا جاتا تہا - تعلقدار سے ایک معتدبہ رقم سالانہ مقرر کی جاتی تہی - علاوہ این سالانہ پیشکش و نذرانہ حسب موقع و مقتضائے وقت لیا جاتا تہا - تعلقدار ضلع کے سفید و سیاہ کا مالک مختار ہوتا تہا - جسقدر چاہتا تہا رعایا سے وصول کرلیتا تہا - اسوجہ سے رعایا تنگ حال رہتی تہی - اکثر زمیندار تعلقدارون کی سختی و بیرحمی سے جلاوطن ہو جاتے تہے - دیہات و مواضع ویران و بے چراغ پڑے رہتے تہے - سرکاری محاصل پر نقصان پہنچتا تہا - کوئی اس نقصان کیطرف توجہ نہین کرتا تہا - جاگیرات مین بہی اسی قسم کی بدانتظامی

[1] از روزنامچہ آصفی مولفہ لچہمی کرامین ۱۲

رہتی تہی - جاگیر دارون کے نائب جو چاہتے تہے کرتے تہے - رعایا کے لئے کوئی قانون و دستور العمل نہین تہا جسکی پابندی ہو - اسیطرح سے عالیجناب نواب سالار جنگ بہادر مرحوم اول کے زمانہ وزارت تک پریشانی رہی - پہر عالیجناب نے از سر نو پیمایش کرائی خراج و محاصل کے قوانین و دستور العمل مرتب کرائے - بالمقطع دینا بالکلیہ موقوف کیا - سرکار انگلشیہ کی طرح زمینداروں کو قول و پیمان سے زمین دینے لگے اور محاصل واجبی مقرر کئے - تاکہ کسیکو موقع شکایت نرہے - مین نے عالیجناب مدار المہام کی سوانح عمری تفصیل کے ساتہہ محبوب انجمن تذکرہ وزراء دکن مین لکہی ہے - یہان اُسکا موقع و محل نہین ہے صرف بطور نمونہ لکہدیا - میرے پاس تین روزنامچے بطور گزیٹیر ایک اورنگ آباد - دوسرا بیدر - تیسرا برار موجود تہے - اُنمین محاصل زمین کی کیفیت شرحاً مرقوم تہی - افسوس صد افسوس وہ تینون روزنامچے میرے کتب خانہ نوادر کے ساتہہ موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگئے -

فہرست خدمات مفوضہ خانساماں یعنی دیوان خانگی

۱ تقرری و تقرر اہل خدمات شاگرد پیشہ	۲ جواب محاسبات و دور جہوست مطالبات	۳ دستور کار خانجات و خزانہ
۴ فرمائش حضور	۵ تصفیہ کرایہ و اجرت	۶ ضبط محصول سامان باغات و کرایہ کالین و جہولیہا
۷ جواب التماس متصدیان کارخانجات	۸ افراد عرض کار خانجات	۹ دستک انعام
۱۰ روزنامچہ صوبجات و روزنامچہ رکاب	۱۱ دستخط بر عرائض	۱۲ تمسکات مال ضامنی شاگرد پیشہ و متصدیان
۱۳ تصدیقات حاضری داروغہ و امناء و مشرف تحویلداران	۱۴ عرض کار خانجات	۱۵ تشخیص قیمت جنس پیشکش
۱۶ نذر خیرات و سوغات	۱۷ تصدیق انعام جنسی و انعام بصاحب رسالہ تعلقدار	۱۸ جانورونکا یومیہ خوراک مقرر کرنا -

۱۹	۲۰	۲۱
باربرداری کارخانجات کو تقسیم کرنا۔	دستکات اجناس ستغار جوکارخانہ سے دیتے ہین	بادشاہ زادونکی شادی کا انتظام واہتمام
دستک راتبہ طعام بہ نسبت کمی واضافہ بدفتر خانساماں	طوامیر تحصیل محاسبات بخشیان بدفتر خانساماں	ضبط اموال بانفاق خانساماں
طرح عمارات	تعین مقامات رواۃ	سرانجام کارخانجات
نرخ اجناس		

خدمات مفوضہ میرآتش متعلقہ توپخانہ

جماعت امیدواران بندگی از ہرکہ اسپ بکار آید وستعطی شود وبرائے ہرکہ اضافہ باید گرفت استادہ نماید۔ پیش کند	برقندازان تیراندازی ودستخط چہرہ ملاحظہ کند
دستک داغ وتصحیحہ وچوکی برقندازان از دفتر میرآتش نوشتہ شود	دستک متصدیان توپخانہ وافواج وصوبجات ومتصدیان داغ تصحیحہ از دفتر میرآتش نوشتہ شود
مطالبہ عرضی عرض کند	دستک تنخواہ اجناس توپخانہ وافواج وقلعجات بمہر میرآتش
سوال تنخواہ حاضری ودیگر مقدمات بدستخط میرآتش	روزنامچہ داغ تصحیحہ بدفتر میرآتش

آپنے دارالخلافہ مین وزارت کے بعد انتظامات ذیل محمد شاہ بادشاہ کی خدمت مین خیرخواہانہ عرض کئے

حاسدین نے بادشاہ کو آپکے جانب سے بدگمان کیا۔ وہ انتظامات خارج مین بہیج جو دیتے ہونے نہین پائے

آپ دل مین کشیدہ ورنجیدہ ہوئے ۔ اسی قسم کے اسباب یہان یعنی دربار شاہی سے نکلنے کے مہیّا ہوئے ۔

تفصیل انتظامات

اول ۔ محال خالصہ کا اجارہ موقوف کرنا چاہئیے ۔ اس لئے کہ اجارہ و مقطع ملک کی خرابی و تباہی کا باعث ہے ۔

دوم ۔ رشوت جو نامزد پیشکش ہے اوسکو موقوف کرنا چاہئیے ۔ اسطرح سے لینا بادشاہون کی شان کے خلاف ہے ۔

سوم ۔ جزیہ ہنود پر بدستور مثل زمانہ خلد مکان عالمگیر جاری رکھنا چاہئیے

چہارم ۔ عرض کیا کہ ہمایون بادشاہ شیر شاہ کی وجہ سے ایران گیا تہا ۔ اور شاہ ایران نے اعانت کی تہی ۔ فی الحال افاغنہ ایران پر حملہ کر رہے ہین ۔ اسوقت اگر شاہ ایران کی اعانت کی جائے تو آیندہ تیموریہ خاندان کی نیک نامی ہمیشہ تک باقی رہیگی محمد شاہ نے فرمایا کسکو روانہ کرون ۔ آپنے فرمایا آپ جسکو تجویز کرین وہ حکم کی تعمیل کریگا ۔ ورنہ اس خانہ زاد کو تجویز کرین بدل و جان کوشش کرے گا ۔

ایضاً

آصفجاہ[1] مرحوم نے ۱۱۳۵ ہجری مین دکن کا پورے طور سے بندوبست کیا ۔ اور رعایا کو زمینداران مفسد و مقدمان ظالم و نایکان سرکش کے شکنجہ ظلم سے رہا کیا ۔ تمام سرکشون کو مطیع و مسخر فرمایا ۔ اور واکنکیرہ و پرگنات گدوال و سرکار ایلگندل وغیرہا کے راستون و جہاڑیون کو رہزنون کی تاخت و تاراج سے پاک و صاف کیا ۔ کوئی راہزن باقی نہین چہوڑا ۔ آپ کے اہتمام سے تمام راستے جاری ہوئے ۔ مسافرین و تجار کو

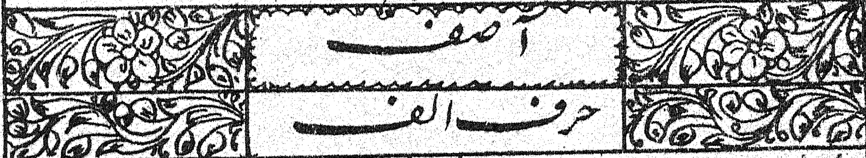
از منتخبہ ۱۲ [1] از خافیخان جلد دوم ۲ ۹ ۷ صفحہ ۱۲

امن و آرام ملا۔ فراغت سے آمد و رفت کرتے تہے۔ کسیکا مال و اسباب تاراج و غارت نہین ہوتا تہا نہ کسیکی جان ہلاک ہوتی تہی۔ تمام رعایا آپ کے عدل و انصاف سے خوش تہے۔

ایضاً[۲]

ساداتِ بارہ نے مرہٹہ کو دکن کے محاصل سے چوتہہ کی سند عطا کی تہی۔ اور جاگیردار چوتہہ سے مستثنیٰ تہے۔ لیکن مرہٹہ کے گماشتے جاگیرداروں سے بہی ظلماً چوتہہ لیتے تہے۔ اور علاوہ چوتہہ فی صدی دس روپیہ حق دیسکہی بہی رعایا سے وصول کرتے تہے۔ رعایا پر سخت ظلم و ستم ہوتا تہا۔ آپ جب دکن مین حکمرانی کرنے لگے۔ تب آپنے ایسا بندوبست کیا کہ چوتہہ کا معاوضہ زر نقد صوبہ حیدرآباد کے خزانہ سے دیا جائے۔ اور مرہٹہ رعایا و جاگیرداروں سے کچہہ تعلق نہ رکہے۔ اور آپنے حق دیسکہی کو موقوف فرمایا۔ اور چوتہہ و حق دیسکہی کے محصلین کو برخاست کیا۔ تمام رعایا و جاگیرداران دکن آپکے حسن انتظام سے خوش خرم ہوئے۔ اور مسافرین بہی آپکے شکرگزار ہوئے۔ سر دیسکہی راہداری کے گماشتے مسافرین تجار کو بہت تنگ کرتے تہے۔ مرہٹہ کے ظلم سے تجارت کا بازار سرد تہا۔ آپ کے عہد میمنت مین تجارت کا بازار گرم ہوگیا۔ سوداگران دولت سے مالامال بنگئے۔

اس دیوان کے اشعار منتخبہ جسمین آپ آصف تخلص فرماتے ہین مندرجہ ذیل ہین



اشتیاقِ دیدنِ آن بیوفا داریم ما	گو کدورت درد دلش باشد صفا داریم ما

[۲] از خافیخانی جلد دوم ۶۳ ۹ صفحہ ۱۳

از پناه دیگران باشد پناه ما قوی　　هر کس اینجا گر کسی دارد خدا داریم ما
در حضورش راست استادن عبارت سروریست　　این غبارا در نگاه او بپا داریم ما
از یکی ده بشنو نقدی که کس را میدهیم　　در میان کیسهٔ خود کیمیا داریم ما
توتیائی در ضیا بخشی ازین بهتر کجاست　　در فضای چشم خود آن خاک پا داریم ما
سرمه شبها روزی دنیا پرستان باد و بس　　در دل خود شیوهٔ تسلیم و رضا داریم ما
از تصور کردن روی چمن پیرای او　　در نظر آصف چه باغ دلکشا داریم ما

ولہ

گریه و نالهٔ شبینهٔ ما　　هست مفتاح گنج سینهٔ ما
در تواضع نشان رفعتهاست　　پستی ما شده است زینهٔ ما

ولہ

با صاحب آنی سروکار است دلم را　　با سرو روانی سروکار است دلم را
شد سینهٔ من چاک ز عشق رخ صافی　　با ماه و کتانی سروکار است دلم را
شد شهرهٔ عالم دل بیتاب بهجرت　　با نام و نشانی سروکار است دلم را
آصف شده ام کشتهٔ گفتار نگاری　　با تیغ زبانی سروکار است دلم را

ولہ

در کارها رعایت اسباب لازم است　　باشد کمان و تیر جدا تیر زن جدا
شبهای ماه تیره شد از دود آه ما　　تا گشته ایم آصف از آن سیمتن جدا

ولہ

درد و سوز و وجد و ذوق دل بود سامان ما　　عشق نازل کرد این آیات را در شان ما
می کند آن مه جفا و ما تحمل میکنیم　　شد باحسانش مقابل صورت احسان ما
در جدائی گرم بیتابی ست اعضا یک قلم　　می طپد دل در رهٔ وصلت برنگ جان ما
میرویم آصف بکوی او سبکتر از نسیم　　هیچ ننشیند غبار راه بر دامان ما

ولہ

رونقی دارد ز عشق ماه رویت کار ما　　همسری با عرش جوید گوشهٔ دستار ما

بسکہ یکرنگیم با نیرنگ حسن از عشق تو — کمتر از زلف نباشد رشتۂ زنار ما
صرف کن ای بوالهوس فهمیده نقد خویش را — جز متاع درد عشقی نیست در بازار ما
هرچه می باید ز مشک عنبر سارا درست — زلف خوشبوی تو باشد طبلۂ عطار ما
حیف آصف عشق با یک لحظه پنهان نماند — آشکارا می کند فریاد دل بر یار ما

ولہ

دعا گفتم ز شور جنون امروز طاقت را — که ما دیدیم در جولان آن قامت قیامت را
نه آسانست عاشق گشتن ای بیدل غم بجور چندی — در آیین محبت جلوه پروازیست محنت را
ز میدان وفا تنگست سر برداشتن رفتن — ازین شیران هر آنکس نه فهمید این قباحت را
ضرور افتاد طالب را ذکائی در سبق خواندن — ندارد گر کسی همت چه فهمد رکاکت را
نمایان ست آصف را باید نقد جانبازی — غنیمت دان برای سود خود امروز فرصت را

ولہ

بود از موجها چین جبین محفل دریا — هوائی گر نباشد حل شود این مشکل دریا
اگر مردانه کس را لجۂ هستی برون آید — ز هر موجی باد آماده باشد ساحل دریا
تجلی عشق و بحر شوق باشد در دل آدم — که شد از خاکساریها درینجا محمل دریا
خراج از بحر میگیرد ببین ابر نیسان را — حباب گوهرست و قطره آصف حاصل دریا

ولہ

درد سر ز فکر دنیا می کشی بیدل چرا — چون قناعت صندلے داری شدی غافل چرا
خودنمائی می کند کس را ز معنی بی نصیب — همچو خط موج دریا گشته باطل چرا
هستئ بی همتان را چون سراب بگو — کشت زارے بود پیدا گشت بی حاصل چرا

حرف التاء

ولہ

چندان نبود معتقد محض توکل — تا بر کمر خویش کسی زاد سفر بست
چون رواج بد درین دوران بود — اعتبار شخص در پا چیگر بست

هر کرا باشد نظر انسان بود		هر که بشناسد گهر را جوهریست
مغز هر کار است محو او شدن		ورنه کار هر دو عالم سرسریست
بود مراد دل آصف اینکه حافظ گفت	وله	سلامت همه آفاق در سلامت تست
بعجز کوش که مقصود یابی ای دل زار	وله	که دام صید مرادت ز خاکساری تست
دلیر عفو تو امروز کرد آصف را		گناهگار بامید پرده داریست
پاس مهمان داشتن آمد ضرور	وله	هر نفس خود میهمان دیگر است

حرف دال مهمله

در حال تردد نرسد شخص بجائے		مانده است بره هر که گاهے به قفا کرد
عاشق ز موج گریه دلے شاد میکند	وله	برروی آب خانهٔ آباد میکند
سزاوار محبت نیست قطع دوستی کردن	وله	نپرسد یار ما گر هیچ می باید کسی پرسد
ز یاران زمانی نیست امید وفا هرگز		خوشا یارے که در شادی بیاید در غمی پرسد
برگ غفلت تواند نشتر تیزی زدن	وله	هر که مژگان را ز آب اشک ندامت تر کند
میرسد از صحبت نیکان بدانرا فیضها		عاقبت آمیزش اکسیر مس را زر کند
فیض چشم اشکبار آصف تماشا کردنیست		آب در گوهر چو باشد قدرش افزونتر کند
عاصیان هم قائل حدت چو نیکان می شوند		هر عرض پیش نظرها جلوهٔ جوهر کند

حرف رای مهمله

تفقدے کن و افزائے جانفشانی ما	وله	که کار بیش نماید بخوشدلی مزدور
همچنان کز انتها جام دلم لبریز است	"	کیسهٔ طبع نگار از نقد استغنا است پر
عفوست گل تازهٔ افضال الهی		از شرم عرق ریخته در دامن تیغ گیر

بجلوه گاه تو بیگانه گشت دل ز شعور
غبار راه تو گرمی شود بود معذور

چنانکه دل نفسی نیست غافل از یادت
تغافل تو کند کار را برین دستور

نگینه داشت چو رنگینی لبش شهدی
ز میل سبزهٔ خط همچو جستن زنبور

ز گرمی که کشیدست در جوانی طبع
سفید گشتن ریش ست شربت کافور

قوی ز شیوهٔ تدبیر گشته است ضعیف
ز اتفاق چو زنجیر میشود صف مور

ظهور راحت و رنج ست در فضائے جهان
ز آتش ست و زبان پر تمام صحن تنور

تفقدے کن و افزائے جانفشانی ما
که کار بیش نماید بخوشدلی مزدور

بحیرتیم ز قرب و بعد جلوهٔ او
که یار ماست بنزدیک و نیست از ما دور

محیط آن نشد چشم ما نمی بینیم
بهار حسن تو در غیبت ست و هم بحضور

بسمع قامت او عرض می کند آصف
که بهر سوختنم در تو روشنی ست ضرور

وله

دل سراسر خیال آن بت زیباست پر
از فروغ صورت او چشم این شیداست پر

شیشه هائے باده میگردد ز رشک خوردن تهی
چشم او بینا ولی همواره این بیناست پر

نازها چون قطره دریا موج حسن دلبر است
از هجوم قطره صحن خانهٔ دریاست پر

نیست پائے جستجو را مانعی در راه عشق
گرچه خار مغیلان دامن صحراست پر

در دل روشن ندارد جائے آصف غیر یار
از فروغ جلوهٔ او دیدهٔ بیناست پر

وله

در میان گلرخان دارد تبسم آنے دگر
کعبهٔ مقصود من دارد ازو شانے دگر

گو ربائی گرچه این خوبان بچوگان می کنند
گوئے دلها میبرد خوبم بچوگانے دگر

چون زبان با دل یکے شد لذت توحید یافت
من نگیرم چاشنی را از نمکدانے دگر

گرچه درمان طبیبان سودمند آصف نشد
میرساند دردمندیها بدرمانے دگر

ولہ

اے چہ پیری سی زما از درد دوریہائے یار
در پرید نہائے رنگ ماست مطلب آشکار

استقامت کی کند بر شعلہ یک ساعت سپند
لیک دل در عشق خوبانست بر آتش سوار

گرد تشویشے نمی یابیم ما در راہ عشق
در نگاہ ما نمی آید بجز خطش غبار

اے بہار خوبی جاوید یک آن جلوہ کن
تا کجا آصف کشد از بہر دیدن انتظار

ولہ

چون بر آرد از میان غرفۂ خود یار سر
دانہ سان بہر تماشا سر کشد بسیار سر

دیدنت مقصود چشم و الفتت محبوب دل
جامہ را تن خواست ما خواستہ دستار سر

میدمد صبح امیدت کمتر از شبنم مباش
گر ترا سودائے خورشیدش لعل و ہزار سر

دفع سودی کردنت لازم بود پیش از گزند
کوفتن باید چو پیش کس کج آرد مار سر

دور کن سودائے دنیا از سرت آسودہ زی
موی چون گیرند از سر می شود ہموار سر

آصف از درد محبت پیشت آہے رو چہ شد
نالہ بلبل کشد در محفل گلزار سر

ولہ

از رنگ گل آئینۂ رخسار تو بہتر
وز ماہ بود پرتو دیدار تو بہتر

خوبان دل و جان بردہ ز عیاری دیدن
زان جملہ بود دیدۂ عیار تو بہتر

نقشے کہ زمانی ست درین صفحۂ عالم
زان سبزۂ خط لب پرکار تو بہتر

اے دل کشش از رہبری خضر تو منت
یادش بود امروز برہ یار تو بہتر

اے برہمن از رشتۂ تسبیح رہائی
در پیش نظر رشتۂ زنار تو بہتر

بے لطف بود رفتنت از پہلوی آصف
در آمدنت خوبی رفتار تو بہتر

ولہ

از گل ہزار جا رخ یار ست خوبتر
رنگینیش ز رنگ بہار ست خوبتر

جز دل مکن تو روئے سوئے صید آہوان
صید دل از تمام شکار ست خوبتر

از سرمہ گرچہ روشنی آید بچشم کس
در جلوہ گاہ یار غبار ست خوبتر

آصف بہار پستۂ خندان اگرچہ خوب — سنجیدہ ام ازان لب یار است خوبتر

وله

دل از تو چہ دید یاد میدارد — بر جان چہ رسید یاد میدارد
ابروی تو روز وصل ای شوخ — تیغی کہ کشید یاد میدارد
تیر تو رسید بر دل و جان — ہر جا کہ رسید یاد میدارد
صید خم زلف تست آصف — دامت چہ کشید یاد میدارد

وله

حلقۂ زلف بتان را دام گیر — در خمش ای صید دل آرام گیر
کار لقمان و فلاطون عشق نیست — پیش عشق این پختگان را خام گیر
کارہا کردن بموقع خوشنماست — دامن رخ صبح و ز زلفش شام گیر
در عناب گلرخان لطفی بود — لذتی از دادن دشنام گیر
گر ہوای سیر باغ آصف تراست — دامن عشق بت گلفام گیر

وله

لب پرخندہ و خال و قدش آید بنظر — نخل امید دلم کرد گل آورد ثمر
تنگدل می شود آنکس کہ کند ترک تلاش — دست و پا چون بزند قطرہ بدریا گہر

وله

بی ثبات است آشنائی یار — مغتنم ہر قدر کہ ہست شمار
مزرع وصل سبز اگر خواہی — عرق افشان براہ تخم بکار
جہد کن تا مراد دل یابی — مقصد آئینہ ایست در کف کار
گفت خذ ما صفا الی آخر — جز محبت ز غیر دل بردار
فرصت خویش را ز دست مدہ — کہ بود ہر نفس ببرق سوار

وله

این کن و آن مکن نمیگوید مجال آرزو — ہرچہ خواہی کن تو ای امروز صاحب اختیار
عالم ایجاد باشد نعمتی از خوان حق — شکوہ ناشکری بود از کار و بار روزگار

جائے نامحرم فضائے محفلِ اسرار نیست — هرچه آصف غیرِ یادِ اوست از خاطر برآر

وله

پردهٔ ستاریش جرم مرا افشا نکرد — عفوِ او در گوش میگوید که باش امیدوار
بسکه از توفیق او یاری دمادم می‌شود — هر نفس با نفس سرکش هست ما را کارزار
میکند آماده عجز ایدل حیاتِ تازه — خاکساری پیشه کن بار دگر هم سر برآر
اصل در اشیاست حلیت غرض ساز حرام — شرط در شطرنج چو بندد می گردد قمار
دل بدستِ تست هر جا خواهی ایدل بر ببر — در کفش آصف نمی بیند عنانِ اختیار

وله

آن علامت ز خاکسار آمد — هر کجا مے شود بلند غبار

وله

نقشِ قدم ببین و قدم بر قدم بنه — از رفتگان براه نشان هست در نظر
از خوف و رجا که نشانست در نظر — کیفیتِ بهار و خزانست در نظر

وله

پشیمانی کند سترِ گناهان — درین پرده خطای من نگهدار

وله

بعد محنت میرسد راحت بپایان غم مخور — عسر دارد آفتابِ یسر تابان غم مخور
آشنائیها مبدل شد چو با بیگانگی — ایدل غافل ز بهرِ آشنایان غم مخور
مانع فیض مربی نیست اسبابِ حجاب — سائبانِ ابر دارد موجِ باران غم مخور
آصف آنگه ز پرورش در صدف چون گوهرست — گر نشیند در درونِ پرده پنهان غم مخور

وله

در محنت و محبت یک نقطه هست فرقی — ز آبروئے عاشقان را هست اعتبار دیگر

وله

برو محتسب نیست این جائے تو — همیخانه باشد جهانِ دگر

وله

محسوسش به بیند کس ناگزیر لیکن — دنیا بچشم آزاد آید بسے محقر

وله

از فیضِ خاکساری سوزست در دلِ ما — خاکستریست هر جا پنهان درست اخگر

وله

متاعِ محبت ببازار نیست — خریدار شو از دکانِ دگر

ردیف حرف زائے منقوطه

بناز گشت عزا یار و شد پشیمان ناز که بعد ازین نرگیرد سر گریبان ناز
بهار ناز نگارم ز عالم دگرست ندیده ام بجهان یک نگار با آن ناز
نشسته ثابت زلفت به عین عارض تو کند بشیوه هر کافر و مسلمان ناز
ز روز عید بود بیش و نشاط آصف دمی که در نظر شوق کرد جانان ناز

وله

دست عشق از لوث دنیای دنی آزاده است نیست جز اعجاز چیزی در ید بیضای ناز
عالم از صوت صدای گیر و دار او پر است شور محشر کند دریوزه از غوغای ناز
از نیاز آصف بیتاب رشک پری بایدت پرسید قدر بی نیاز بهای ناز

وله

در راه طلب بعدم حیرت شده بودی ای دل تو درین بحر چه لنگر زده باز
ای دل پی دلدار شدی گرم تردد یارا تو درین راه برا خگر شده باز
قطع طمع از هوش کند همت آصف از دیدن چشمش تو که ساغر زده باز

وله

صبح شد پیر و رخ مهر ندیده است هنوز دل افسرده گل وصل نچیده است هنوز
از ره عشق خبردار دل او نبود او چه داند که درین راه دویده است هنوز
چشم او طرفه بلایست که صد رنگ درست نگهم از گل این فتنه چه دیده است هنوز

وله

[illegible] کسی بها در یا دانه تسبیح سازد رشته زنار سبز
چون بموقع هر چه افتد از ندامت سالم است نیست بد باشد گر آب تیغ جوهر دار سبز
سوی بار است آصف تا مگر فیض بهار کشت امید دلم را کرد آن دلدار سبز

وله

بهار آمد و دلدار چون بهار امروز برای باده کشی چیست انتظار امروز
گذشتم از خود و گشتم با و دو چار امروز برو بشور جنون کرده ام دو کار امروز

بیا بیا که ز هر قطرهٔ اشک چشم ترم — پر است دامنم از گوهر نثار امروز
دلم بدام سر زلف یار می گوید — که صید را نبود هیچ اختیار امروز
بهار چهرهٔ رنگین او نگر آصف — شگفته ست چه گلها بباغ یار امروز

ردیف السین المهمله

عاقلان را یک اشارت هم کفایت میکند — گر درون خانه فهم ست کس یک حرف بس
هر که را توفیق باشد احتیاج پند نیست — تازیانه نیست حاجت چیست باشد گر فرس

وله

خاکساری می کند معمور دل — خانه را بر پا ز دیوار است و بس
از سماجت جان من آگاه نیست — در دلم مقصود اظهار است و بس
دانش آصف بود تا دست گیر — زندگی یعنی همین کار است و بس

ردیف الشین المنقوطه

از خاطر ما دوئی بود دور — در یاد لبت شکر فراموش
آصف نرود بجز در تو — کرده ست در دگر فراموش

وله

از بار فراق تو قدم شد چو کمان خم — از قامت موزون خود اندر عصا بخش
ای جذبهٔ عشق تو فزاینده نگاهت — ما ئیم خریدار تو این قبله نما بخش
چون ما نبود هیچ گنهگار بعالم — چون تو نبود هیچ کس ای روز خطا بخش
آصف نکند تا در ره عدل تجاوز — او را نه کرم چاشنی خوف رجا بخش

وله

بهم از ذکر نامت نیست فراموش — بجز یادت ز دل جمله فراموش
حضور یار جز مستی مزن دم — بهار آمد و ما هم جام می نوش
مراد دل ز رقت می برآید — گرفته مهر را شبنم در آغوش

زستاریش چون جوئے مرائے
برون ازدام گیسویش نمی بینم صیدے را
زگلزار نگارم نیست واقف غیر دل دیگر
خوبی آزادگی آزاد بیند روشنش
جلوه گاه ناز شوخ ما فضای دل بود
بسالک ره عشقش نه بخشد سود سرائے
زخاموشی براحت بود هم آغوش جان آصف
گردا زبرق خلعت مهر امروز شمشیرش
لبش شیرین و شیرین تر ازان افتاده تقریرش
فضائے نامه یکسر شعله ریز شوق ان باشد
رحمی کر تیغ کشد غمزه هائے بیباکش
چو کار دبار جهان جلوه کرد پیش نظر
گل صحبت دنیا نمیگذاشت دے
چو اختیار زمین کرد عجز را آصف
بهند اعتقادش کافر و گبر و مسلمانست
دل می برد و می کند انکار ز بیرون
خاک قدم پاکدلانست چو آصف
هر که بهر خدا طعام دهد
پرورش پا شمرده بگدا ریم

اگر بینی تو آصف عیب کس پوش

وله
تعلق دار دایں دنیا و ما فیها بیکسوئیش
صباحی پرسد از من تا کجا باشد سرکویش

وله
سرکشیها شعله را باشد ز اوج گردنش
آن پری آمد ولی بی شیشه نتوان دیدنش

وله
نگر همت درین وادی ببیند دور گرد ادش
بیاد جور آن بدخو فغان و ناله ام وادش

وله
نگر خونریزی بسیار گرد و عنان گیرش
بود هر حرف او دام و دلم آنجاست نخچیرش

وله
قلم را نیست طاقت بر زند دامان تحریرش
خورد دلم دهم آبے ز دست چالاکش
صحبت است که کرد اختیار ادراکش
بباغ دهر نبودی چو خار و خاشاکش
بهار رتبه والا شگفت از خاکش

وله
بهر بند بے موافق هست شاید خال هندویش

وله
جان نیست به تن تا که بیاد یم گواهش
نبخشد ازین راه مگر جرم گناهش

وله
نه فلک کم بود ز یک قالبش
که دهد بار پاس ادابش

بقدر طاقت خود از بدان گریزان باش		ز کردہ ہائے خود ات اندکے پشیمان باش
ز ہرچہ خوب نکردی ازان پشیمان باش		برائے بہ شدن خود بفکر درمان باش
چو سرو شیوۂ آزادگی درین گلشن	ولہ	اگر مراد تو باشد بہ بند احسان باش
کم نسازد مایۂ دولت نمود بخششت		مشک با خود دارد و بہرو ز خود ہم بوئے خویش
آشیانے بہر ہر طایر درین گلشن بود		نیر او را جائے بنائیم در پہلوئے خویش

ردیف صاد مہملہ

گل خوشبوے کجا بوے وفائے تو کجا		نیست عطرے کہ بود ہمدم بوئے اخلاص
چشمۂ خضر چسان دم ز مساوات زند		آب کوثر چو برد رشک بجوئے اخلاص

ردیف طاء مہملہ

گرد سیہ بچشم عدو کار میکند	ولہ	شد منکر صفای لبت پائمال خط
بیگانہ گشت یار و دلم می طپد زغم	ولہ	رفت آشنا ز کار کجائی تو ارتباط
بیگانگی گرفتہ رہ کوئے یار را		راہم نما کہ رہنمائی تو ارتباط
گر دارو ے طبیب بود موجب شفا	ولہ	بخشد شفائے تازہ بہ بیمار احتیاط
بیمار را ز بار مرض بے دوا کند		مانند تندرست سبکسار احتیاط
روشن نمودہ ست دلم را سرور وصل	ولہ	شد جلوہ گر در آئینہ ام چہرۂ نشاط
روز وصال بہر نثار نواے نگار		جان بلب رسیدہ بود نقد در بساط

ردیف طاء منقوطہ

در اتفاق کار جہان راست رونقے		دل برد حسن معنی خوب نگار لفظ
در لفظ معنی چو نباشد مکدر ست		گردد بلند بیش نظرہا غبار لفظ

ردیف حرف عین مهمله

حرف هر یک لبت با هم مشابه بود و هست
هر یکی را مطلب آسودگی در دل بود

گفتگوی دلبر ما هست بر لب مخترع
در دل عشاق محنت جو ست مطلب مخترع

ردیف حرف غین منقوطه

کی توان برون به پیش تنگ خوبان نام باغ
فرق باشد در میان ناقص کامل عیان
گذشت عمر بامید وصل یار افسوس
بجستجوی تو فرسوده شد سراپایم
سخن ز لعل لبش سر نزد هزار افسوس
بغیر آه ز اجزای ما نماند اثر
دم فراق ندیده ست چشم خونبارم
رسید بر تن بیجان و دل نگار آصف

وله

رنگ می بازد ز رشک چهرهٔ گلفام باغ
میوهای پخته خوب است فیض تام باغ
نمانده ست بت شوخ در کنار دریغ
بدو نکرد یکی هم بوقت کار دریغ
پیاله‌ای اگر نیست در بهار دریغ
نشد رفیق بما کس هزار بار دریغ
بگرد سیر گل و موج آبشار دریغ
کنون که نیست بکف این گل شتار دریغ

ردیف حرف فا

آن غمزه سینه زند ناوک اگر بهر طرف
دل چه بجز حوصله وا کن و قدر خود نگر
ناوک غمزه اش چه شد که ز دل و جان ما گذشت
حاصل عمر و زندگی دیدن یار آشناست
جنبش دست در دعا گر ز تو هست می ربا
صدق یقین جان ما میکند آصف این سخن

ای دل غمزه جوی او سینهٔ خود نما هدف
نیست بگوهری عیان قیمت خویش در صدف
هر مژهٔ سیاه او هست بجای او خلف
بی تو دمی که بگذرد ضایع و حیف هم تلف
گوهر بمراد تو بوسه دهد بهر دو کف
یار کسی ست هر کسی جامی ما شه نجف

ولہ

عالم ز دل پرست ولی آگهی کجاست
آئینه هست و جلوهٔ دیدار نیست حیف

بینند عیان کہ کیست مسلمان کہ کافر است
در دست یار رشتهٔ زنار نیست حیف

در جلوه هست یار و ندارد کس آگهی
وقت سحر کہ دیدهٔ بیدار نیست حیف

آصف از آن آمدیم یار منکر ست
خود گفته است و قائل اقرار نیست حیف

ولہ

جمال عصمتی چون دید چشم روشن یوسف
نشد آرائش حسن زلیخا رهزن یوسف

فضائے عالم از شادی و غم خالی نمی باشد
کہ در زندان و چاه و تخت آمد مسکن یوسف

ندارد کار دنیائے دنی خبر اقترا آصف
از آن رو پاک از تهمت نیامد دامن یوسف

حرف ردیف قاف

آن دل کہ زنده نیست بود بی نیاز عشق
در عالم حیات بود امتیاز عشق

نسبت مکن بشور قیامت کہ در جهان
صوت و صدائے تازه بود دیار ساز عشق

از زیب لفظ رتبهٔ معنی بود زیاد
انسان چو لفظ و معنی آن سرفراز عشق

آصف بہ شش جهت کہ تجسس نمود دل
جز در دو نیست پیش نظر کارساز عشق

حرف ردیف کاف

از فروغ ماه می باشد کف دریا نمک
ماهتاب از چهرهٔ یارم کند پیدا نمک

در ادائے شکر آصف بند لذت می دهد
بر لب هر یک بود در خامشی گویا نمک

ولہ

درد ما را تو ئی دوا عینک
دیدن تست مدعا عینک

تا کجا انتظار تو بکشم
نور چشمی بیا بیا عینک

از برائے خدا تو روئے نما
بر زبانم بود خدا عینک

همچو آصف در انتظار تواند
مردم چشم ما بیا عینک

حرف ردیف کاف فارسی

محمود از صفات پسندیده ذات است
بخشند به برگ نازک گل اعتبار رنگ

گر بنگری به آصف گوئی سخن بجاست
بوئے خوش است در گل و هم در کنار رنگ

حرف ردیف لام

کامل آنست که نقصان نپذیرد گاہے
ماه هم نیست درین دائره از اهل کمال

وله
شده است نشو و نما آسے قتے درین گلشن
که دیده است خزان از ریا بهار قبول

عمل ز دیدهٔ اغیار چون بود مستور
ز بی ریائی خود دارد اشتهار قبول

ولت بدست تو سر رشته عمل بدله
اگر برشتهٔ تسبیح تست تار قبول

سخن چگونه شود سبز در جهان آصف
اگر به همه مشن نیست اعتبار قبول

وله
خنده گل لب گل و هن گل خوبی گفتار گل
در جهان جز باغ حسنت نیست یکجا چار گل

بوئے مقصود آصف در مشام آنجا رسد
بیشک بی شبه باشد صحبت ابرار گل

وله
کس بکس نیست در امداد بجز صاف ضمیر
آید از آئینه امروز مددگاری دل

وله
آرائش ظاهر کجا مقبول اهل باطنست
رنگ و روئی امروز ما داریم پنهان در بغل

پیوسته در آغوش ما دل می طپید و یاد حق
تعظیم ما واجب بود داریم قرآن در بغل

وله
ترا چون آشنائی نیست با کار
اگر علم جهان دانی چه حاصل

اگر راحت بدلها نیست از تو
بدولت گر تو خاقانی چه حاصل

برو چون عاقبت باشند خاکی
اگر خورشید تابانی چه حاصل

قبول آصف تمنا بخشش لهاست
جز این گر سبحه گردانی چه حاصل

پلاوت زیره کرمان که دارد
تو آخر رزق کرمانی چه حاصل

چو نعمتهائے دنیا نیست پادار — تو بر این خوان که مهانی چه حاصل

وله

شوخی که بر سجده بلا می — مشغول دعا شدن مشکل

خواهی که به پیش تو بنیائیم — راضی برضا شدن مشکل

ردیف حرف میم

فریاد میکنم چو دلم اوست با دلم — افتاده است کار من امروز با دلم

از فیض عشق نیست غم از گرم و سرد دهر — تا آشیانه ایست بروے ہوا دلم

وله

تا شود دا روئے الفت کارگر درد مرا — برنگین خاطر خود نام جانان می کنم

کندن جان درو فایش عمر جاوید آمده است — این زمین را از برائے آب حیوان میکنم

وله

حرف شد اوقات در باطل تمام — حیف قدر زندگی نشناختیم

وله

دل راجنون بدامن صحرا رہنمون — امروز ہم بخاطر یاران نشسته ایم

آصف ز زور عشق چو شد کار ما تمام — آسوده دل ز خواهش درمان نشسته ایم

وله

بهر آن گل از دو عالم بیخبر گردیده ام — آشنائے یکدلی ها زین هنر گردیده ام

شوق منزل یا مراعات رفیقان گشت یار — شد فراہم معتدل تا راہبر گردیده ام

شبنم را در گلستان از حقارت منگرید — همسر خورشید من هم دیده ور گردیده ام

وله

گر باین خوبی بجولان آن نگار آید بچشم — موج گل رنگ چمن جوش بهار آید بچشم

نیست آصف شش جهت خالی ز نور آفتاب — هر طرف نظاره ام تا از که یار آید بچشم

وله

دل میکشند بسیر گل اما کجا روم — تا همرهم نه تن تنها کجا روم

سامان عیش زندگی من وصال نیست — نی دست بیتو دارم و نی پا کجا روم

وله

داره نه مروت و وفا هم — بر ما که کند ستم جفا هم

بر لطف تو هست چشم آصف — چون درد تو میدهی دوا هم

وله

دیدن کجا که نیست صدا از حریم او — در گوش هم اثر شنیدن نیافتیم

وله

هر چند که با روی تو امروز ندیدیم — لیکن همه جا صوت و صدای تو شنیدیم
آصف نگر آن رشک پری برق خرام است — هر چند دویدیم بگردش نرسیدیم

وله

شعلهٔ عشق سر کشید ز دل — روز روشن چراغ می‌بینیم
نیست محروم بد که در گلشن — رنگ طاوس و زاغ می‌بینیم
در چمن چون رسید یار آصف — خرمن گل بباغ می‌بینیم
وضع او شوخ و شنگ می‌بینیم — وسعت کار تنگ می‌بینیم

وله

یافتم زاشک چشم نشو و نما — وادا این چشمه آب حیوانم
میکنم بحث با فلاطون لیک — با تو گفتن جواب نتوانم
آصف امروز دعوت سیفی — پیش ابروی یار میخوانم

وله

صدق بود هر طرف جانب آن دویدیم — بر روش تیر راست سوی نشان پریدیم
گر نرسد دست ما هیچ بدامان او — از پی دلدار خود نعره زنان پریدیم

وله

نیست جز آرزوی بوسه‌ات — زاد راهی که در کمر داریم
از وفا و محبت و الفت — هر چه خواهی تو بیشتر داریم

وله

تیرم به نشان رسد به پیری — بر زور فتاده این کمانم
لب شکوهٔ او نکرد آصف — بیرون بود از حد بیانم
نه روی گل نه بوی گل درین گلزار می‌گیرم — چه هستی گر بپرسی من به هستی بر سر جنگم
نمی‌گویم که با یارم نمی‌گویم که بی یارم — خموشی پیشه از راه ادب داده است آهنگم

وله

بحث جوئے تو گر جان رود چه باک بدل — که جان تازه از شوق استعاره کنم

گذشته ام ز خودی بی تاملی آصف — بکار خیر چه حاجت استخاره کنم

وله

درجهان تحصیل دنیا تا نگاهم می دوید — عمرها از هرچه میدیدم که بر میداشتم

گر نمیرفتم ز خود در دوربینت هر زمین — در دلت از ناله امید اثر میداشتم

سرمهٔ چشمم که آصف راه طاقت بسته است — ناله‌ها میکردم آوازے اگر میداشتم

وله

نشان غفلت دل را ربود موے سفید — دمیده صبح نمایان دگر چه خواب کنیم

ز لغزشے که به پیری کنیم از ره حرص — چو ریش گاو شدن حمل بر شباب کنیم

کار را بر خویش از آه آسان می کنم — غنچهٔ دل زین نسیم فیض خندان میکنم

گرچه طوفان میکند پیش نگاهم دوربیش — طرح طوفان دگر از چشم گریان می کنم

وله

خاکساریهائے ما بر نفس غالب کرده است — باز بردستی نفس از زیردستی میکنم

نشئه از بس میکند آصف ز هستی بیخبر — ما بجائے خودپرستی می پرستی میکنم

وله

رفتار تو چون خاک کند دانهٔ دل را — گر سرمه کشم در پی او ریشه دوانم

تا مرتبهٔ عجز بمن گشت نمایان — دل خاک شود در رهت امروز برآنم

بر غفلت خود چو زدم جان دلم بست — آئینهٔ بیداری خواب دگرانم

پیوند کند آصف اگر دل شکند یار — گر شیشه شکن اوست من شیشه گرانم

وله

صید دل بسکه بود محو جمال دامش — آشکارا بنظر جلوه کند صیادم

تا بجنبش آتش بود شعلهٔ دل — در ره عشق چو او خواست بپا استادم

فهم هر رمز ترا می کنم از دولت عشق — نکته نیست که تعلیم نکرد استادم

چون سمندر که ز آتش نکشد تیغ آصف — در جهان هستم و از فکر جهان آزادم

اگر خمی بی رخت چو شد بفضل تو بها
ازغمش گشتم ضعیف و ناتوان و پیر لیک
دلم پسند کرده است شیوهٔ محبوب
دلم که هست در آزادگی علم چون سرو
در عضو عضو پیکر من جلوه پرسیت
ناز و نیاز هر دو بکار خودند گرم
در اعتدال وضع بود مژدهٔ نجات
بحمدالله برآمد از لب لعل بتان کامم
بحمدالله که ایام بهار جلوه اش آمد
دمید بر روی امید دلم صبح مراد آصف
تا رشتهٔ تسبیح من از دولت گفت
تا نرگس او داد ز کاتم زنگاهش
در دوری آن صاف دل از چشم تر آصف
پیش خوبان که تر آمد نظر داشته ام
در فراقت چو زدم آه و اثر کرد ترا
همتم اوج رسائی بدر او دارد
آصف از مهر مه روی و لب شیرینی
دهنت غنچه بخاموشی و در حرف گل است
تا و یان رنگ نو و تازه بلعل لب تو

چون نمک آب بی زنم از چشم و بی جوشش کنم
قامت خم گشته خود حلقهٔ گوشش کنم
وفا بورزم و من کار نیکنام کنم
بذوق حلقهٔ زلفش نه بند دام کنم

وله

چون دل ازانکه سربسر آیینه خانه ام
گر ناوک است آن مژه من هم نشانه ام
آصف براه خوف و رجا در میانه ام

وله

بهم از خنده بگشاد آن شکر خنده جامم
بکام دل هم آغوش طرب گردید ایامم
خبر آید ز آمد آمد آن ماه گرشامم

وله

من بهرچه دل بسته زنار نباشم
امروز چرا مالک دینار نباشم
پیوسته چرا ابر گهربار نباشم

وله

دل بجز دوستیت از همه بر داشته ام
شکر کردم که درین نخل ثمر داشته ام
زاد از قوت دل تا بکمر داشته ام
در بساط دل خود شیر و شکر داشته ام
به بهاره چمن آرای دهان تو قسم
میتوان خورد برنگینی پان تو قسم

وله

گر غبار ما بدامان تو بنشیند چه باک — شرط عجز و خاکساری را بجا آورده ایم

دور بودیم از درت گشتیم خاک درگهت — ما کجا بودیم خود را تا کجا آورده ایم

در جمیع کارهائے مشکل آصف ما بصدق — رو بفضل و لطف و تائید خدا آورده ایم

وله

گر بسحر در خاطر امید دل جا میکنم — دولت جاوید وصلت را تمنا می کنم

در تلاش و جست و جویت گر بکار پیکرم — خاک راهت را در آن دم جز و اعضا میکنم

اینکه می بندم دل خود را بمهر این بتان — شیشه را من آشنا با سنگ خارا می کنم

وله

خاک ما وادی بباد و هر نسیمی گویدت — من زشیدائے لبت خط غبار آورده ام

نو بهارم گفت می آید نگارت شاد باش — من نشان جلوهٔ آن گلعذار آورده ام

چیست آهنگ ترحم ای بیابان جنون — دامن خود را برائے نیش خار آورده ام

وله

سرمهٔ چشمش برائے ماست اکسیر مراد — ما نگاه مست او را کیمیا دانسته ایم

دوستی کردن بجان عاریت باشد غلط — آصف این بیگانه را ما آشنا دانسته ایم

وله

نسبت گیسو و زلفت را بسنبل میکنم — طرهٔ گل را مشابه من بکاکل می کنم

میشوم بیتاب تا جورت نمی بیند دلم — چون ستمهائے تو می بینم تحمل می کنم

وله

پیش رفت کار ما بوده است دست در جنون — نامهٔ فتح دل از چاک گریبان خوانده ایم

گر سخن گفتیم از حال خود آصف پیش یار — قصهٔ از درد دل در پیش دربان خوانده ایم

وله

اگر نیکم وگر بد وانم او را — از و هستم در اینجا هرچه هستم

چه میپرسی کرا آصف پرستی — بتی دارم که او را می پرستم

وله

می طپد دل در برم بگذار دستی بر دلم — منتشر گردد وگرنه در جهان آب و گلم

از بیابان گردیم صیادیش آزاد ساخت — کرد آسان دام زلف تا بدارش مشکلم

باه نو چو بیند خلق من روی تو می بینم — که همشکل هلال عید ابروی تو می بینم
نشان مسجد آمد دیدن محراب مردم را — چو خواهم قبله را جویم بابروی تو می بینم

وله

ز عصیانم عجائب خوفها در دل بود پیدا — رجائی هست از جان پشیمانی که من دارم

وله

ندامت پیشه کن ای دل اگر داری شفا مقصد — جز این مرهم ندارد داغ عصیانی که من دارم
ای بهار زندگی تا حسن رویت دیده ام — بهر عیشت طالب عمر خضر گردیده ام
حکمت العینت نه فهمد جز شهید ناز تو — از اشارتهای ابرو درس آن فهمیده ام
زعفران زاریست رنگ زرد من از درد عشق — از نشاط عشق او همرنگ گل خندیده ام
کاروان عمر می بندد چو محمل هر نفس — آگهی تا گم نگردد چون جرس نالیده ام
هر یکی را سروری آصف نزیبد در جهان — در میان گل رخان آن شوخ را گزیده ام

وله

چو رسیده درد و سوزت بدل شکسته گفتا — چه بحیرتی تو اینجا که بمقصدت رسانم
بنود ز لطف و قهرت غرضی بجز رضایت — نه بسود هست میلی نه تنفر از زیانم
زغم تو چشم آصف همه ریخت اشک خونین — چو عیان فنا و جانم چه کنی تو امتحانم

وله

هیچو تا خود را سلامت دیده ام — جان و دل را غرق خجلت دیده ام
حرمت بیعت داده ام با شیخ جام — تا گشائش در ارادت دیده ام
من شباب عمر را صیاد دوار — در کمین صید فرصت دیده ام
دیدم آصف گه عتاب یار را — لیک در عین لطافت دیده ام

وله

حرف لب نازکش نغمهٔ داؤد سبب — باز سماعش بوجد رقص کنان میرویم
نام خدا در نظر هست نشان نبی — تا بسوی کشور نام و نشان میرویم
شعلهٔ شوق بپرواز در آمد شب هجر — شمع افروخته در راه طلب بال و پرم

خاک گشتم بر بهشت اوج مرا سیر نما — در پی قافلات هست نمایان اثرم
هر کجا می نگرم موج طهور دریاست — قطره در بحر نموده ست و نجشکی گهرم
رهبری کرد ز بس کار توکل همه جا — خطری چهره نیفروخت برہ در سفرم
نیست جز رنگ رخ یار بجستیم آصف — محو نظارهٔ گلزار بوجه دگرم

وله

بغیر درد محبت که دائم ست بپا — بنای کار جهان را خراب می بینم
چه خوش بود که کنم عمر تی بدل حاصل — که کار عمر عجب در شتاب می بینم

وله

غرض بود ز وطن راحتی و آرامی — بذوق وصل براه تو من وطن دارم
زبان کشاده پی وصف خوبی قره است — نشان هر سر موئی که من بتن دارم
در دل خود محبتش دارم — در جدائی حضور دلدارم
سوز و درد و محبت و شفقت — بهزار آرزو خریدارم
ای صبا از من بگو آن یار را — یوسف عهدی خریدار توام
گوید آصف کای دکان ناز یار — طالب هر جنس بازار توام

وله

ورزا بدان ز درد نشانی نیافتیم — تصویر بود گرمی جانی نیافتیم
پیری ز رنج هرزه دویدن نجات داد — منزلش لطیف راحت جانی نیافتیم

وله

از تارکان دنیا هر چند ما نباشیم — لیکن بکوی ایشان ما نقش بوریائیم
درد محبت او هر دم شفای جان ماست — بگذر طبیب از ما کی طالب دوائیم
فرشند خاکساران فهمیده زن قدم را — هر جا که در خرامی ما خاک زیر پائیم
سودای یار آصف فزود قسمت ما — از دولت محبت ما جنس بی بهائیم

وله

بادیامی که یار مهربانی داشتیم — در بهار سرو قدش آشنائی داشتیم

یاد آن صحرا که پیش شوخی صیاد خود
ما دل از صید گشتنها گمانی داشتیم

یاد آن آهی که همرنگ جرس آواز داشت
بود تا بر لب نفس ما کاروانی داشتیم

یاد آن سودا که در کوچهٔ زلف بتی
جنس دل را چیده بودیم دوکانی داشتیم

تشنه لب مردیم در هجران او با آنکه ما
در فضای چشم خود آب روانی داشتیم

یاد آن ساعت که سودا بود آصف همنوا
ما سر خود را بخاک آستانی داشتیم

وله

ز حال دل که درد محبت چیست پرسیدم
نمود آئینه تا محرم اسرار گردیدم

چو او در عالم و بیرون ز عالم هست از شوقش
درون پیرهن بیرون از آن من نیز بالیدم

اگر باور نداری من تشبه جو ان الی آخر
بجائے میرساند رهنمائیهای تقلیدم

وله

نه از جوش مستی از الست و از بلی آگه
ازین دانی که امروز ای صنم عشق تو ورزیدم

شناسائی بود تکلیف آرا در جهان آصف
لباس عافیت تا دل بحیرت رفت پوشیدم

وله

بعشق آن پری رو خویش را دیوانه میسازم
دلم را گرد شمع عاشقش پروانه میسازم

بدل توحید تا بخشید از اهلیتم سوزی
باهل خانقاه و کعبه و بتخانه می سازم

رسائی نیست آصف در فراقش جز بفریادی
بیاد چشم او با نعرهٔ مستانه می سازم

وله

بشارت اشک را داده چشم پرنم شبنم
که هر برگ گلی در بوستان شد بجام شبنم

بهر شاخی که گل وا کرد چشم عبرتی بر خود
مهیا گشت در بزم چمن جام جم شبنم

عرق از بسکه بر روی تو باشد صاف نازکتر
توان گفتن درین گلزار اورا ابن شبنم

دلم قمری است بر سرو قدش آصف بیا خاکی
زمین و آسمان دارد خبر از عالم شبنم

وله

در آیین نیازم جبهه سائی نقش اثبت
بهر جا یار پا بگذاشت بهر سجده رو کردم

ظهور کار ما را جوش طاقت می کند یاری
بقا لب بود تا جانم براهت جستجو کردم

دل صد چاک می گوید که عشرت نیست بی رنجی
برنگ شانه سیر زلف خوبان مو بمو کردم

وله

به بدبد نامهٔ شوق این دل بیتاب بسیار رد
که بال و پر بود موجود در کار طپیدن هم

درین گلشن سر شادی و غم پهلوی هم باشد
بود گل غنچه گاهی گاه سرگرم شگفتن هم

وله

چون برات عاشقان بر شاخ آهو گفته اند
پاک زین تهمت دل ما شد که ما پروانه ایم

ناتوانی را ز جوش باده کم نتوان شمرد
درره کوی تو گرم لغزش مستانه ایم

وله

در نفی خودی جلوهٔ اثبات نگارست
آگاه ز هستی هیم و محو جمالیم

پیوسته توئی بسکه بدل حاضر و ناظر
کفر است که گوییم که سوی یار خیالم

وله

شکر احسان نیست جز احسان نمودن مثل آن
برلب شیرین او دستی پی از شکر زدم

تا عرق در گرمی جولان بخاک ما فشاند
دانهٔ موران درزیر پای نازکش سر بر زدم

وله

سرو مراد آصف است در چمن راستی
آنکه بتعظیم خلق خوی کند با قیام

وله

گرد عالم همدم باد صبا گردیده ایم
همچو روی او گل خوشبوی ما کم دیده ایم

در گلستان محبت رتبه باشد بلند
تا به بندیم آشیانه بر سرو بالیده ایم

آصف از زور دستر نیائی دون ما را چه غم
صندلی بر جبهه از خاک درش مالیده ام

وله

لطف کن لطف کن که در پیش تو باز آمده ایم
با کف باز پر از نقد نیاز آمده ایم

پیش آن مه بقد خم شده آصف چه رسید
گفت آن ماه که ما ناله نواز آمده ایم

وله

عشق بازی نبود سهل که مشکل کاریست
هر کجا پای نهی من سر خود را بازم

وله

در دل آزادگان دنیای دون را جای نیست
نقش خود ننشاند هرگز بر سر دریا قدم

اتفاق آئینه مقصود روشن میکند
جذب از یار و نفس در راه او از ما قدم

وله

زور دم یار آگاه نیست افسوس
که محمود دم نمیداند ایازم

شود مقبول کس از خاکساری
کنم گر خدمت محمود ایازم

چو یک کس بی رعونت نیست آصف
بود در خاکساری امتیازم

وله

اختلاطی نیست پیدا لیک در راه وفا
انتظار گرم جوشیهائی یاران می کشم

گر مددگاری کند حیرانی نیرنگ حرص
دست خود از مهر این دنیا چه آسان می کشم

سینهٔ گل چاک می بینیم چو خود آصف بباغ
تا سر خود را در آنجا از گریبان می کشم

وله

حرص دنیا هیچ کمتر از گره در کار نیست
تا بچشم آمد زفقر کانش عصا بر داشتیم

از پی درد سرم کبر و رعونت ره نیافت
تا ز زیر پای او خاک شفا بر داشتیم

وله

صید دل تا رسید در کو بیت
از حرم حرف هم رحل گفتیم

وله

هر کجا باشد طلوع آفتاب مهر یار
میرسد در گم شدن دنیا و ما فیها قدم

همچو عیسی هر که در تجرید باشد سرفراز
می گذارد بی سخن بر عالم بالا قدم

وله

دارد این دنیای دون بر لب پیغام غم
خود نمائی کرد در آئینهٔ او نام هم

کام آگاهان بود شیرین ز عیش معرفت
غفلتش بسیار و آگاهیست در ناکام کم

در تلاش شهرتش حاصل جز این چیزی نشد
بر جبین خویش دارد از عرق گمنام نم

از نصیب خویش هر یک را بود شکر بلب
بر و فیض از آئینهٔ اسکندر و از جام جم

پختگان را سر بلندی در نظر سرنج نیست
میشود از بار رحمت قامت هر خام خم

بی مضرت کی بود گر حرمتی در لقمه است
میکند بی شبه تاثیر در اجسام سم

پند ما بشنو که هیچ دولتت محکم شود
کامیابیها بود در شیوهٔ خود کام کم

تا بهنگ ساز خون عاشقان رنگین کند
می کشاید حلقهٔ آن زلف عنبر فام فم

قطرهٔ از آبرو بهتر بود آصف ز بحر
در بساط عزتش دارد سراپا نام نم

وله

در جهان ظلم ست بیش و عدل کمتر در نظر ... مائل کار خرابی هر یک ست و معمار کم

خاک کم باشد بکوه آصف هجوم سنگ بیش ... بی ترحم در جهان خلقی بود غمخوار کم

وله

رسان ای طپش بر کف پائے یارے ... درین خون فشانی حنائے که دارم

نیابم دگر غیر جانبازی آصف ... براه وفا رهنمائی که دارم

وله

مسلمان کی در حلقهٔ گیری او افتد ... ندارد کافری ره در خم زلفش برهمن هم

کند ناصب همان کارے که فرماید منیب آنرا ... چو آن مه میکند پامال را نعل تعرسن هم

بت سنگین دلم آصف نپرسد هیچ از حالم ... که آرد دوست رحمی در چنین زاری و دشمن هم

وله

دمی که طالب آن یار بیوفا شده ام ... بتحلف و عادهٔ هر روزه مبتلا شده ام

زسوز درد و صحبت چه شد که سوخت دلم ... هنوز قابل عشق بتان کجا شده ام

بهار لاله ز خاکم دمد که جا دارد ... شهید خنجر مژگان سرمه سا شده ام

ز ناتوانی تن رشته ایست هر رگ من ... لباس پوش که چون صرف قبا شده ام

بمجلسش نظر افتد مگر ز دور آصف ... غبار وار پی یار بر هوا شده ام

وله

به نیک و بد خبر کردیم از درد ... بهر مست و بهر هشیار گفتیم

لب از شکر و شکایت پر ز یار ست ... ز گل حرف و سخن از خار گفتیم

وله

دل با ئین خاکساری گفت ... مثل آن قطرهٔ چکیده رسیم

نیست گر طاقتی بدل آصف ... بر آن دلربا طپیده رسیم

وله

نه همین گرد و غباری دیدم ... شکر لله که سوارے دیدم

شب چو بیدار نشستم آصف ... صبحدم چهرهٔ یارے دیدم

وله

تا ترا ز اشک مژه جانب بالا زده ام ... پنجه بر آبروئے درد هویدا زده ام

اے رہ کوئے محبت مکن از من گلۂ
ہر قدم را بسر آبلۂ پا زدہ ام

شب چو آخر شود از شمع اثر کی ماند
سر دشمن نہ بہ تیغی بجدا راز دہ ام

وله

دل صیاد پارہ ام بیاد آمد
سبحہ را تا شمار می کردم

پیش تیغ دو ابرو بہ پیش آصف
وصف آن ذو الفقار می کردم

وله

تا نظر بر چہرۂ آن شوخ و شنگ انداختیم
با جنون و عقل کامل طرح جنگ انداختیم

تا ببزم آن گل رخسار غیرے سر کشید
ما درون کاسہ آتش قدرے رنگ انداختیم

وله

بجبیر تند نویسندگان اعالم
گر از اشک چشم ترم شستہ می شود گنہم

سر من است و ہمان خاک آستانۂ تو
درے ترا بہ بہشت برین نہ کف ندہم

وله

اگر دروے بود سر را بر آن در زمین مالم
ز خاک پاک آن گلزار صندل بر جبین مالم

بگویم از لب شیرین او تا حرف شیرینی
ز نشان شوق آصف بر لب خود انگبین مالم

وله

تا قصہ ہائے درد زلبہا شنیدہ ایم
یک شب در فراق کہ شبہا شنیدہ ایم

فردائے محشر است مگر روز وعدہ ات
ہر روز از زبان تو فردا شنیدہ ایم

وله

نظر بر مہر مکتوبے در اسناد باید کرد
کہ از نقش نگین در ہر دو عالم نام میخواہیم

پی اسباب بنیاد تعب کے افگنم دل را
کہ جان کندن نگین آسا برائے نام میخواہیم

ردیف حرف نون

نقش نیکی بعد مردن ہم نخواہد شستہ شد
مردگان را می کند این نقش احیا چون نگین

وله

جز نگین ہر نقش آصف می تواند شستہ شد
نقشہا بسیار دیدم نیست اما چون نگین

وله

حفظ آدابم بمنزلگاہ مقصودم رساند
راہ گردیدہ است طی از پا کشیدنہائے من

گوش ہوشم می کند تفریق کذب و صدق را
بر کف آئینہ دارد شنیدنہائے من

هست در پرواز بیتابی رسید نهائی من ‌ ‌ ‌ بال و پر افشانده در راهت طپید نهائی من
انبه دعوی بالب شیرین خوبان کرد و گفت ‌ ‌ ‌ میبرد دل چون لب پاکش مکید نهائی من
در مقام کوشش آصف این ترنم می کند ‌ ‌ ‌ برق را افکند در خجلت دوید نهائی من

وله

الفت ما از رمید نهائی او گردد فزون ‌ ‌ ‌ گوهر نایاب باشد بها از حد برون
در عروج اهل دنیا نیست اینجا اعتبار ‌ ‌ ‌ میشود خورشید هم هنگام مغرب سرنگون

وله

جلوه پیرائی کند گر آن گل رعنائی من ‌ ‌ ‌ در تماشا محو او گردد ز سرتا پائی من
شور محشر نیست گرد پیش هائی هوئی عشق ‌ ‌ ‌ سربلند از دولت دردش بود دعوغائی من

وله

صفائی نام در بیجا از آب پیدا نیست ‌ ‌ ‌ بدست کار سیاهی نشست و شوئی نگین
اگر نصیب کسی آصف ز نام نیک بود ‌ ‌ ‌ روان بود بر جشن آبرو ز جوئی نگین

وله

رحم و لطفت ساز یارم یا محمد تاج دین ‌ ‌ ‌ از عنایت سازگارم یا محمد تاج دین
دانه تسبیح باشد دل بدست شوق من ‌ ‌ ‌ نام پاکت می شمارم یا محمد تاج دین
جبهه سائیدن بخاک درگه نورانیت ‌ ‌ ‌ میفزاید اعتبارم یا محمد تاج دین
چهرهٔ نورانی خود را نما خورشید وار ‌ ‌ ‌ بر رورت در انتظارم یا محمد تاج دین
خاک راهت گشته ام در آرزوی پابوس ‌ ‌ ‌ در هوائی تو غبارم یا محمد تاج دین
گر تو صیادی بود صید دلم در دام تو ‌ ‌ ‌ در خم زلفت شکارم یا محمد تاج دین
پیش الطاف تو آصف قایل از جان و دل است ‌ ‌ ‌ جز تو دیگر من که دارم یا محمد تاج دین

وله

بسیار در فراق تو خواهم گریستن ‌ ‌ ‌ دل را ملول بیش کند کم گریستن
در وصل آفتاب جهانتاب آن نگار ‌ ‌ ‌ تدبیر صائب است چو شبنم گریستن
آصف مزاج خلقت عالم همین بود ‌ ‌ ‌ بر بیش خنده کردن و بر کم گریستن

گرد هستی ز عشق برخیزد	وله	نیست غیر از هوا غبار شکن
غیر تسلیم نیست زیر فلک		گردن سخت این سوار شکن
چه غم دارم اگر طوفان کند موج تردد ها	وله	که باشد همدم و مونس رفیق ره خدای من
بباد میرود از جنبش ریا کردار	وله	ازین به است پشیمانی گنه کردن
همتی باید که در آغوش مقصد جا کند	وله	بگذر از جهان کار مشکل تو آسانش ببین
دل اگر در یاد او تسبیح گردانی کند		برفراز تخت مقبولی سلیمانش ببین
جزای یک حسنه میدهند ده حسنه	وله	چه لطف اوست که یک را حساب ده کردن
میدهد حسنت بشارت از عروج دولتم	وله	در زنخدان تو دیدم همچو یوسف جاه من
آصفا مدار بلندیهای بخت و طالعت		تا نظر کردم بسرو قامت آن شاه من

ردیف حرف واو

بعرصه گاه جهان راه و جاده بسیارست	وله	بجز طریق محبت به هیچ راه مرو
ای چه میجوئی ز دنیای دنی آرام دل	وله	نیست جز تشویش خاطر الفت اسباب او
نفعی ز باغ دهر اگر هست مقصدت		چون شاخ باردار ازینجا خمیده رو
آخر نتیجه بخشش بود کوشش مدام		باقیست تا نفس نفس پی این عقیده رو
دلم در سینه دارد مهر گیسوی چو دام تو	وله	که از روز ازل نقش نگینم گشته نام تو
بملک دیده و در عالم دل الصنم خواهم		بود دائم چو حکم حاکم عادل نظام تو
نام من زیر فلک عمر درازی یابد	وله	دیده ام زلف بتی نقش نگین نام از او
دل یکی یار یکی اوست چو آئینه فکر		نه بدل فکر ز دنیا نه ز دین دارم از او
تا دیده ایم دلبری چشم مست او	وله	رفت اختیار جان و دل ما بدست او

ردیف حرف ہائے ہوز

تا مشام دہر را ای گلچہرہ خوشبو کردہ — بہر صید عالمی پنہان تگاپو کردہ

تا بسنجی نیک و بد با پنجہ و چشمت دادہ اند — ای چرا خود را تو غافل بین ترازو کردہ

اشک کم ساز و نمازی ساخت سجادہ را — مژدہ بادت گر وضوئی ز آتشین جو کردہ

ولہ

می تواند آشنا گشتن بہ پشت پا زدن — گر دلت را آگہ از نیرنگ دنیا کردہ

میتوان گفتن از آن اسرار با ما شمہ — نرگس حیران چہ در گلشن تماشا کردہ

ولہ

جز فیض نسیمت نبود حاصل گفتار — از برگ درختان کہ شنیدیم ترانہ

گر بشنوی ای محتسب از ما سخن خوش — بشنو ز رباب و نی و ہم چنگ و چغانہ

ولہ

نمک ز آن لب شیرین خود بجان زدہ — کہ تا کباب کنی آتشی در آن زدہ

چو سنگہای ملامت بره فتادن من — بنازکی سر این جان ناتوان زدہ

ولہ

دل چہ سنجید بمیزان گل رعنائی تو — چشم بد دور کہ از پیش و چندان شدہ

دردمندی من اسباب نشاطت افزود — گریہ ہا کردہ ام ای یار کہ خندان شدہ

غیر احسان نبود دولت آصف چو مراد — پیش دلدار تو شایستہ احسان شدہ

از اشارات دو ابروی دو چشم بیمار — نکتہ دان گشتہ ای یار و شفادان شدہ

ولہ

رونق بود کہ گوہر کان مروت ست — سر را براہ الفت حباب دادہ

در نظرہا سبحہ گردانی نباشد جز ریا — اینقدر خود را تو ای زاہد چہ رسوا کردہ

چو ذوالفقار عدو افکنی ست در دستت — مدد نمای بما یا علی ولی اللہ

ولہ

تا کجا بار دنیا می کشی — گر بیندازی ز سر این بار بہ

گر عمامہ بندی از بہر ریا — سر برہنہ بودن از دستار بہ

از ریا اعمال باطل می شود		از چنین تسبیحها زنار به

ردیف حرف یای تحتانی

مشکل نباشد یافتن حال فی الطبع را		باید تامل کردنت در کار دنیا اندکی
با عسر یسر آمد مگر ناخوانده زان بگذاشته		بسیار کردی جهد یار حمی بفرما اندکی
بتدبیری کنی عالم مسخر	ولہ	بخاطر فکر بسیاری نداری
همین بندگیت جمله آزاد		ازین صنعت گرفتاری نداری
بخاطر کینه آصف هیچ یاران		هزاران شکر کن یاری نداری
چیزی به باد و عالم	ولہ	بهتر نبود ز آشنائی
از زشت جهان هر چه بینی		بدتر نبود ز خودنمائی
ای دل آغشته دنیای دنی چون شده	ولہ	در نظر آ نهمه خوابست تو هم میدانی
رنج سفرت چهره نمای برکاتست	ولہ	اینجاست عیان راحت جاوید چه پرسی
از گنج قناعت نبود هیچ نصیبت	ولہ	تا در دل و جان الفت درویش نیابی
منمای صرف بیجا تو شب عزیز خود را	ولہ	بجهان دگر نیابی ز متاع زندگانی
دروت اگر نصیب دل و جان ما شدی	ولہ	جان بخش تر ز آب حیات و دوا شدی
ایدوست کجائی بوطن باز کی آئی	ولہ	در راه نگرانم برهمن باز کی آئی
بدست آویز آصف هیشت آمد	ولہ	سلیمان وار چون عالیجنابی
مکن در فعل بد تعجیل هرگز	ولہ	بکار نیک آصف شتابی
دل رمیده کجائی که یار در هر راست	ولہ	جمال بینی اگر باز در وطن آئی
راحت جاوید ادل روزیت خواهد شدن	ولہ	گر پی آسوده کردنهای مهمان بشنوی

ایدل از رمز محبت گر بیانی شمهٔ — درمیان عاشقان از اهل عرفان میشوی
در بهار وصل آن صف سبز گردد کشت دل — در فراق یار اگر چون ابر گریان میشوی

وله

تعب کش در سفر گردد حریفش — بکار اینجا نباید میرزائی
جهان پرگشت از نور تو لیکن — نه بیند کس که در عالم کجائی

وله

غنیمت بشمر ای غافل که فرصت حاصل عمر است — بود خرمن عالم همین امروز و فردائی
فروغ جلوه اش پیداست اما کس نمی بیند — بود خالی تماشاگاه او از چشم بینائی
متاع زندگی آن به که حرف آشنا گردد — سر ما را بفتراکت چه بندی هست سودائی

وله

دلست آئینه وار صیقل او — نمی بینم بجز یاد الهی
مکن در مو سفیدی خواب غفلت — ز جائے خویش خیزد کس بگاهی

وله

وارسته نیستی اگر از خویش نگذری — آگه نهٔ ز غفلت اگر بیش نگذری
تفریق نیک و بد ثمر آگهی دهد — اے مه درین میانه ز تفتیش نگذری
سیر بهار گلشن وحدت بود محال — تا در دولت تو از کم و بیش نگذری
آصف درین بساط بود نقش اینکه تو — خدمت نکرده از بر درویش نگذری

وله

محبت میدهد هر دم گواهی — که دلرا میبری خواهی نخواهی
اگر پرسی تو حال ما ز مردم — دو عالم میدهد پشت گواهی
درا صلاح گناهم دخل دارد — پشیمانی ندامت عذر خواهی
علامت هائے فیروزی و فتح است — نشانهائے دعا طوع و ماهی
بحال خاکساران محبت — تفقد کن که صاحب دستگاهی
دهد آئینه را اعزاز صیقل — دل آصف شد از یادت مباهی

دل حیرت‌زده را دیدهٔ حیران مددی   شرط یاریست بهر کار ز یاران مددی
دل بظلمتکدهٔ فکر جهان افتاده است   شمع روشن توئی ای پرتو ایمان مددی
گنج و معموری عالم متصور نبود   تا بشاهان ننماید گدایان مددی
درد عشق است که منت ز دوائی نکشد   دردمند تو نخواهد ز طبیبان مددی
یکدگر بود از ربط فوائد بسیار   نانخورش یافته در لذتش از نان مددی
آصف از یاری ما یار تنفر دارد   کی طلب میکند از مور سلیمان مددی

وله

بجز دامت ندارد صید دل سامان آرامی   بنای خانهٔ عاشق ز زلف حلقه دامی
نشان پخته کاریهاست بر جورش شدن راضی   امید از لطف او بیرون بود اندیشهٔ خامی
اگر سوی حرم روئی توجه هست حاجی را   بطوف زلف مشکین آصف بسته احرامی

وله

دامن خواهش دنیا چه دراز افتاده است   وقت آنست که ای خار مغیلان مددی
آصف زگاو و خر امداد نباید صورت   کند انسان همه باب بانسان مددی

وله

برنگ رویم از عشقست زردی   دلم دیوانه شد آیا چه کردی
نخواهی باد در دامان کرد ای دل   اگر محرم نجو بیهای دردی
برو بد گلشنی از خاکت آصف   بزیر پای نیکان گر تو گردی

وله

برخاست من از دل تا رو بره نهادی   نظاره ماند قایم هر جا که ایستادی
زین بوستان خرم در باب غنچه هست   آواز پا بگوشت هر دم زند منادی
گر ممکن است آصف بیگوش در تدارک   فرصت غنیمتی بود از دست چون فتادی

وله

تجاوز کردن از حد نیست دستور ادب هرگز   تعرض با تو می‌پیچد چو بی دستور بنشینی
نشست و خاست باید کرد ای دل در رضای او   بحکم یار برخیزد ز جا مأمور بنشینی

چنان از غیر آصف بیخبر جز یار باید شد — که روی آن پری بینی اگر با جور بنشینی

وله

مروت تو اگر چند عام هست چه سود — ز حال خستهٔ ما هیچگه نپرسیدی

ز پخته هیچ صدائی نمیرسد در گوش — بکار عشق تو ئی خام چون نخروشیدی

وله

باشند بلند همچو علم در صف نماز — در گوش اهل سجده اذان محمدی

در رتبه اش تنزل دیگر ضرور شد — عیسی چو گفت بعد من اسم احمدی

هر جا که پیروی بیت آصف گرفته ایست — تو مقتدای مفتی و مائیم مقتدی

اگر نقاب رخ لمحه بر اندازی — شوم چو مهر بپای تو گرم مهربازی

سخن بلند ز لب همچو سرو شد آصف — بیاد سعدی شیرین زبان شیرازی

وله

در نظر زلف سیه شبرنگ آید اندکی — تار شکیبش مگر در چنگ آید اندکی

معنی محوش ندارد لفظ غیر از نیستی — این لغت پیدا نه در فرهنگ آید اندکی

وله

لذت افزائش نعمت نصیب کام تست — گر تو شکری بزبان از رزق رزن میبری

شکر لله چشم عیبی همچو ما رویت ندید — ای پری خود را نهان از چشم رهزن میبری

نو بینداش رو حرفی بس اگر در خانه کس باشد — اثر در آشنا خواهد نمود از دوستان حرفی

کند پرواز شهرت در فضای عالم دلها — اگر دارد ز جوش معنی برجسته جان حرفی

وله

دل میبرد آن دلبر طناز نهانی — داغی بجگر میزند از بهر نشانی

در دوست توانائی ما نیست جز افسوس — تا همدم برقی شده ایام جوانی

در باغ جهان است خزان آفت پیری — پیداست ازین رو که بهار است جوانی

وله

با این همه ستم که تو دلدارم آمدی — صد شکر می کنم که خریدارم آمدی

در هیچ مذهبی نبود این ستم روا — زینسان که چون نهنگ تو خونخوارم آمدی

چیست راز دل نمیداند کسے / حل این مشکل نمیداند کسے
عالمے در جستجوے ساحلند / کیست بر ساحل نمیداند کسے

وله

شدیم خاک و زهستی همین بود کافی / گواه سجده کویت زمین بود کافی
گواه درد محبت چه شد که نیست کسے / به پیش یار دل پر حزین بود کافی

وله

چه بودی آن پریرو یک نفس هم یار من بودی / زمانے همدم و از لطف با من هم سخن بودی
نبودی جز همین پروانه گشتن شیوهٔ جانم / شبے گر موزون تو شمع انجمن بودی
ایدل فدائے غمزهٔ خونخوار کیستی / ایدل بدام کاکل پر کار کیستی
تنها نمیکشی تو که صد پاره می کنی / در بسملان بگوی که در کار کیستی

وله

دیده ام از تو من امروز نگاه عجبی / که دلم هست بنیتش گواه عجبی
بدعا دست برای اگر از دل آصف / در خطرها بنظر هست پناه عجبی

وله

اے یار شگفته رو کجائی / وے شوخ فرشته خو کجائی
دل بستهٔ موی تست آصف / اے کاکل مشکبو کجائی
ما بیخبریم در جدائی / مائیم کجا و تو کجائی

وله

تا نه نشین چو خاک بدر پا نمی شوی / جوهر شناس گوهر یکتا نمی شوی
هرگز حضور دل بتو روئی نمی کند / یک سو اگر زمردم دنیا نمی شوی
حرص مزخرفات جهان را رسد حزین / تا آشنا بترک تمنا نمی شوی
آزاد تا نمی شوی از یار دنیوی آصف / سرو ریاض گلشن عقبی نمی شوی
مروتهائے تو عام ست و ما همنا در حیرت / هزار افسوس قدر الفت ما نمیدانی
بحیرت رفته است آصف به پیش جلوهٔ نازت / نمیدانم که میدانی زحالم یا نمیدانی

بی روی تو یک ذره نداریم قراری
روزیکه دو چارش شدم این عرض نمودم
و بدگو سر جای خود غبارم را بجا باشد
صحبت نیست محتاج محرک در طلب آصف
زخاکساری ما بوی خوش جهانگیر است
نگشته خاک پان گرد آستان نرسی
بغیر جنس تو از راز دل مگو آصف
دادند ترا دیدهٔ بینا ترا ازان هم
رنج سفر چهره نمای برکات ست
جز یار تسلی ندهد جان مرا
انوار رخش بسکه عیانست بعالم
ای پری رخسار تو آئینه روشن بود
خورشید و مه را کی رسد همسر شدن با حسن تو
ور دولت اگر نصیب دل و جان ما شدی
آصف کسی چو چشم کشادی بعبرتی
همرهان را چون قفا بگذاشتی
ای برآصف چون نکردی اعتماد
دل را نشد ز جلوه ات ای یار آگهی
در گلشن مراد سرافراز می شود

وله
با صبر نباشد دل ما را سر و کاری
آنکس که دلم برد تو ئی گفت که آری
وله
که دارد آشنا از آشنا امید اعزازی
بغیر بال و پر دل میکند سوی تو پروازی
زپای همچو گل خود که بر زمین داری
وله
برون ز خود نشوی تا بآنجهان نرسی
خموش باش تو تا پیش همزبان نرسی
از جام جم روشن جمشید چه پرسی
اینجاست عیان راحت جاوید چه پرسی
ایدل خبرم او که نپرسید چه پرسی
آصف خبر از مطلع خورشید چه پرسی
وله
دیدم چو قرص ماه را در حسن از آن لاغری
از طرهٔ طرار خود از بسکه صاحب افسری
وله
جان بخش تر ز آب حیات دوا شدی
هر مشکلی نماندی و هر عقده وا شدی
وله
پرده از رو بعد از ان برداشتی
بر طریق دیگران پنداشتی
وله
حیران ندارد از روش کار آگهی
بر نخل قامتی که بود بار آگهی

امید هر دولت جاوید با سایهٔ حسنت — که بفرق سر ما لب که ایماه همائی
طالب بدین رویت نبود از چه دل زار — درد مند تو بود آصف و ای یار شفائی

وله

ای شوخ چیست سوی گلستان نمیروی — گلها شگفته ست به بستان نمیروی

وله

بعهد خویش نگار استوار بایستی — انیس جان و دل بیقرار بایستی
چه سود ازینکه بهار آمده است و سبزه دمید — که یار گلرخ ما در کنار بایستی
بهتر از وضع ملائم نیست جانرا حارسی — آب سیمی ندید از صدمهٔ سنگ کسی

وله

آهن زنجیر باشد زر کامل عیار — سختی خوبان هندی هست بارسی
جلوهٔ گلزار دنیا هست آصف همچو برق — نیست جا بگذر ز رنگ گل درینجا فارسی

وله

فریاد و ناله است و صدا و فغان یکی — مقصود ما ز شور جهانست آن یکی
چون یک دمی مفید سر انجام کار ماست — غم نیست گله را اگر آمد شبان یکی

وله

از رنج خار راه اگر جبهه چین ندید — گلهای تازه روی بدامان کند کسی
نقشی بر آب میزند آهنگ معصیت — آندم که نفس خویش پشیمان کند کسی
پیری ربود خواهش عیش و طرب ز دل — آمد خزان چه سیر گلستان کند کسی

وله

می کند هوش و حواسم چو جدا میگردی — عهد بستی نروی باز چرا میگردی
نیست امید که از دست تو بینم آرام — گر شوم خاک تو ای شوخ هوا میگردی

وله

بوسه گاه لب افلاک بود جای علی — اوج امید گرفته ست چمن پای علی
نیست جزو وجودش ز کرامت خالی — حل مشکل شود از ناخن زیبای علی
الفت اوست چو ارکان مسلمانی من — شده ام شیفته و واله و شیدای علی
بیسند قیمتش افزون ز دو عالم آصف — بی بها هست ز بس گوهر یکتای علی

حریص را نبود روز حشر قدرت نطق — دهان پرست از آن در جواب معذوری
وله
جمال یار ز خورشید نیست کم آصف — اگر به پیش رخش نیست تاب معذوری

دیوان دوم کے اشعار منتخبہ جسمیں آپ شاکر تخلص فرماتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں

ردیف الف

صبح دمید باده ده نالهٔ عذرخواه را — پاک ز زنگ جهل کن آئینهٔ گناه را
اوج مقام جاه او کرده بعرش همسری — سرمهٔ بینشی کشم دیدهٔ اشتباه را
کشت مراد منکر است طرفه تر اینکه بهر او — گوش نمیکند کسے زمزمهٔ گواه را
خندهٔ گل نمیشود زنگ زدائے گلفتم — شاکر اثر بود بسے گریهٔ صبحگاه را
لالهٔ داغ ست دل خستهٔ سودائے ترا — گل بود ساغر خون محرم مینای ترا
چشم دل فاخته سان گرد سرت می گردد — دیده تا سرو قد سرکش رعنای ترا
دی شنیدم که ملائک بمسیحا میخواند — بر فلک شاکر پر شور غزلهای ترا

وله

در بهار خط صفائی حسن افزون میشود — آب بگر میزند بر رخ غبار آئینه را
از حدیث مهر و کین پیش منافق دم مزن — تا نه بیند راز پنهانی بیمار آئینه را

وله

در فراقش هر سر مو شعلهٔ آهست آه — میرود از عرش برتر ناله و فریاد ما
راستیها رهبر آزادی شاکر شود — قامت سروی درین فن گر بود استاد ما

وله

به که تصویر کشی هیهات انسانی را — تا تماشا کنی این انجمن فانی را
گر ز انصاف بمعموری عالم کوشد — شاه در خواب نه بیند غم ویرانی را
خار و گل پیش نگاهش همه یکسان گردید — هر که پوشید بخود جامهٔ عریانی را

زلف مشکین ترا کجا فطرت مانی ز کجا ... قلم صنع نوشت این خط ریحانی را
محرم معنی خویش است درینجا شاکر ... هر که در سجده نخواند خط پیشانی را

وله

نگاه میفروشش پر کند مینای خالی را ... رخش از خون تر می بخشد بهار پرتگالی را
نه هر صورت بود لازم که معنی آشنا باشد ... شکوه پنجهٔ صولت نباشد شیر قالی را
ز شور سیکستان تا واعظان بد فرقها باشد ... بحرف و صوت کی نسبت بود اشعار حالی را
بچشم همت خود در بنیار وضع درویشی ... نه طاق مشرقی شاکر نه ایوان شمالی را

وله

مدعی از رشک میسوزد چو شمع ... گر به بیند گرمی بازار ما
خار فکر باطل از دل بر کشیم ... گر بود صاحبدلی غمخوار ما

وله

جنابش آستان بی نیازیست ... گدا در سجده و سلطان هم آنجا
ز محنت میرسد هر کس براحت ... الم هر جا بود درمان هم آنجا
شکر خواهی بشکرش کوش شاکر ... که باشد لطف هم احسان هم آنجا

وله

هر سو رویم یار مقیم خیال ماست ... او را چه غم که رنج سفر می کشیم ما
از حال ما چو آینه اینجا گراست غم ... گر زحمت خود بملک دگر می کشیم ما

وله

در بیابان طلب راه حرم گم کرده ایم ... یک مدد از خواجهٔ احرار می خواهیم ما
عمر در داز حاصل گیتی چه باید خواستن ... آه گرم و دیدهٔ خونبار می خواهیم ما

وله

بستر آسودگی در خاکساری یافتیم ... بر زمین پهلو چو نقش بوریا داریم ما
جام ما از درد و صاف عرض طلبها تهیست ... شاکریم از خود دل بیمدعا داریم ما

وله

تو در اینجا فسردهٔ همه گرداب گوهری ... بطپیش بند رخت دل بجهان دگر گشا
نبود جز جنون دوا مرض کار بستهٔ را ... همه در بند بر رخت ز دل چاک در گشا

آه دردآلودے باید مرا	وله	نغمهٔ داؤدے باید مرا
شکر شد فارغم از نیک و بد		نی زبان بے سودمی باید مرا
سوخت تا داغ محبت دل دیوانهٔ ما	وله	شمع گردید بگرد سر پروانهٔ ما
چهره بنماید واز شاکر اگر دل طلبد		نیست جز دادن جان تحفهٔ شکرانهٔ ما
خوش ندارم صحبت عاقلان	وله	صحبت مجذوب می باید مرا
نیست از دشمن غمی چون دستگیر ماست پیر	وله	در جناب حضرت والتجا داریم ما
محو آن زلف پریشان چکند سامان را	وله	بر در خانه مگر جائے دهد طوفان را
یک ساعتی بحرص مده اختیار را	وله	محرم مکن بدیدهٔ هوش این غبار را
شاکر چو شرع پاک نبی حکم ایزد است		بی رخصت رسول مکن هیچکار را
کار جهان برشتهٔ تدبیر بسته اند	وله	وابستهٔ عنایت او کارهائے ما
مارا چه میشود که دران حلقه بشمرند		شاکر رسان بخلوت یاران دعائے ما

ردیف باء موحده

صفائے عارض گلرنگ یارے را دریاب		چمن طرازی این نوبهار را دریاب
زیاد دوست مشو یک نفس جدا شاکر		بکنج خلوت دل آن نگار را دریاب

ردیف تاء فوقانی

ز سرد و گرم جهان فارغند آزادان		گذشتن از سر او هم کار مردانیست
زجان گذشته بجانان سپرده ام شاکر		متاع وصل باین نقد سخت ارزانیست
محتسب را بر در میخانه هرگز بار نیست	وله	منکر آنرا با تماشاگاه جنت کار نیست
دامن هر عشرت و راحت بدست محنت است		عمرها گشتم درین گلشن گلی بیخار نیست

حاصل هستی اگر باشد حضور وصل اوست — بی جمال یار یکدم زندگی در کار نیست
گریهٔ گوهرفشان شاکر بهار دیگرست — همچو سیل آشوب چشم ابر دریا بار نیست

وله

موسم عیش ست و جای دلکش و دلها جوان — در چنین هنگامهٔ عشرت هوای قهوه ات نیست

وله

در دل ما اثری از طرب عالم نیست — غیر درد تو درین خانه کسی محرم نیست
میرود عمر ز کف تا دلت آگاه شود — غنچه تا چشم گشاید بچمن شبنم نیست

وله

چمن عشق و محبت گل درویشانست — پردهٔ راز آگهی دل درویشانست
جلوهٔ همت ایشان مقامیست بلند — منزل خلد کجا قابل درویشانست
جوهر آزادی ما را فروغی دیگرست — هر کجا دل صاف گردید آن گهر روشن ترست
کیمیای بی نیازی همت درویش ست — کبریای فقر از ادای این خاکسترست
سوز جگر و دل قبول عبادتست — آن زهد کافرست که در وی نیاز نیست
بیفرع راه اصل نمایان نمی شود — شاکر مگو دلیل حقیقت مجاز نیست

وله

هر یکی را عملی دیگر و حالی دگرست — رنگ گفتار دگر صورت قالی دگرست
گر شکوهٔ زمانه کنی مختصر بس است — عیش و وام رستن ازین درد سر بس است
در باغ آرزو و هوس رنگ و بو کراست — ما را خیال آن گل رخ درد سر بس است

وله

دل ز خیال تو یک شهر خرمی دارد — همین لطف تو اینخانه دولت آبادست
بود فزونی نعمت بشاکر مسکین — شکر دانیش نعمتی خدا دادست

وله

اینجا نه تن پرستی و نی آرمیدنست — از ساغر عمر نغمهٔ نامی شنیدنست
شاکر ز عیب خلق بعبرت شو آشنا — این ساز دیدنی که تو داری ندیدنست

وله

الفت او تا بروز حشر زنجیر منست — مهربانیهای افسون تسخیر منست

نصرت دین یاور هم گردید شاکر شکر کن — آب از لطف علی در جوی شمشیر من است

وله

پیرو عقل است هر کس تا می گلفام نیست — عالمی گمراه میگردد چه شیخ جام نیست

از طراوت دستگاه رنگ دارد هر گلی — هر که شاکر نیست در وی بوی از اسلام نیست

وله

مست الفت را شراب دیگری در کار نیست — گردش چشم تو دیدم ساغری در کار نیست

هر کرا باید سفر کردن اقامت آفت است — کشتی طوفانیم را لنگری در کار نیست

وله

عیش اگر در وطن بود شاکر — تا توان هر کجا فتد وطن است

دردمندانرا زبانی دیگر است — هر طپش در دل بیانی دیگر است

گلشن ایجاد را کاین رنگهاست — زینت از باغبانی دیگر است

وله

حب وطن باعث آزار ماست — شوق سفر پیشرو کار ماست

الفت دنیا بدل ما نزد — این مدد از خواجه احرار ماست

ردیف ثاء مثلثه

یار رنجیده ز ما باز چه باشد باعث — با رقیبان شده همساز چه باشد باعث

شمع این بزم همان پرتو نازش برجاست — مانده پروانه ز پرواز چه باشد باعث

مدتی دلبر بیرحم بما بود رحیم — باز کرد آن ستم آغاز چه باشد باعث

ناله ها گردم و زین کوه صدائی نه رسید — همچو یخ بسته شد آواز چه باشد باعث

شاکر آن راز که دلدار ز ما می پوشید — خود بخود گفت بما باز چه باشد باعث

ردیف الجیم

مستی عشق نباشد بهاران محتاج — نبود شور قیامت به نمکدان محتاج

فکر آرایش خود شیوه آزادان نیست — گردن سرو نباشد بگریبان محتاج

از دل چاک منست اوج غرور شاکر		نیست با شانه چه از زلف پریشان محتاج

ردیف حاء حطی

هر کس کجاست محرم آب و هوای صبح		داغ است آفتاب بذوق صفای صبح
انجام هر نفس بود آغاز جلوه اش		در ابتدای صبح ببین انتهای صبح
سیدوزد آفتاب بصد تار زرنگار	وله	تا چاک شد ز غفلت عالم قبای صبح
بهر علاج مرگ گران خواب غافلان		شاکر بود مسیح دم جانفزای صبح

ردیف خاء

نکرده است بت سبز من لب پان سرخ		شده ز خوردن خونهای عشقبازان سرخ
بیاض گردنش از خون من خطی دارد		غریب نیست اگر باشدش گریبان سرخ
نگر ز خاک شهیدان گذشته امروز		که شد لباس تو از گرد این بیابان سرخ
قبول فیض مدان جز بقدر استعداد		هنوز بهار نشد رنگ باغبانان سرخ

ردیف الدال مهمله

آن کیست بر سفر بگذارد بنای خود		هر کس خوش است در غم شادی بجای خود
هر چند دل ز درد غم هجر داغ شد		شاکر نگفته ایم بکس ماجرای خود
عارفان را رغبت شوق تماشا تهمت است	وله	دیدهٔ عبرت بروی اینجهان وا کرده اند
بیخبر از سیر دل بگذر که خوبان جهان		انجمن در خلوت آئینه ما کرده اند
از نسیم صبح توفیق رسا صاحبدلان		کار دنیا را چو گل شاکر بسر وا کرده اند
بر سر خاک شهیدان گذرے خواهی کرد	وله	در دولت گر هوس بدین گلها باشد
شمع کاشانه بفریاد دل ما نرسد		آتش افروز جنون دامن صحرا باشد

زناوکی که از نگه او بما رسید … صد رنگ نو بهار گل مدعا رسید
جان و دل و جگر صید گاه اوست … هر جا رسید ناوک شوخش بجا رسید
بر آسمان رسوز جنونم فسانهاست … کارم بعشق او ز کجا تا کجا رسید

وله

چه حالتست درین عصر کز تغافل چرخ … دعای خسته دلان کارگر نمی آید
نظام کار دو عالم باختیار کسی ست … ز دست کوشش ما هیچ بر نمی آید

وله

بدوستی چشمت می و ساغر نمی ارزد … بان رنگینئ عارض گل احمر نمی ارزد
نسیم طرهٔ اش دل نمی ربا بد ترک سودا کن … بوئی گیسوئے او طبلهٔ عنبر نمی ارزد
کجا مجذوب با سالک نوا ند همسری کردن … بذوق قطرهٔ یک نشاک صد گوهر نمی ارزد

وله

یک گل ازین بهار با ترو نمی رسد … سنبل خوش ست لیک بگیسو نمیرسد

وله

عنان بدست نویسندگان تقدیرست … باختیار کسے را کجا گذاشته اند
بلاکشان محبت بسجدهٔ تسلیم … چه نقشها بمقام رضا گذاشته اند

وله

ناز صد بیگانه بهر آشنا باید کشید … رنج کوشش ها برائے مدعا باید کشید
دامن مقصود تا افتد بدست آرزو … در بیابان طلب بس رنجها باید کشید

وله

محبت پیشه دل از جور الفت بر نمیدارد … حبابم سر ز پیش موج تیغت بر نمیدارد
چو شبنم از زمین سر بر نخواهد داشتن شاکر … نقاب از رخ گران خورشید طلعت بر نمیدارد

وله

دوستیها که بیریا باشد … همچو عنقا و کیمیا باشد
فارغم زینجهان بیگانه … یار می باید آشنا باشد
نتوان در حساب آوردن … الفتے را که انتها باشد
شاکر از طالبان مخلص را … هر که دل بستهٔ وفا باشد

نگاهی سوی مستان می توان کرد ‌‌ ‌ ‌ بمژگان تیر باران می توان کرد
بنور شمع حسن عالم افروز ‌ ‌ ‌ ‌ شب ما را چراغان میتوان کرد
چه از نیکی نباشد هیچگاهی ‌ ‌ ‌ ‌ بدشمن نیز احسان می توان کرد
درین گلشن ز رنگ و بوئی اخلاق ‌ ‌ ‌ ‌ گلی شاکر بدامان می توان کرد

وله

مقتدیان رحمی بحالم کرده اند ‌ ‌ ‌ ‌ باده نوشیها حلالم کرده اند
مست جام آشتیا قم دیده اند ‌ ‌ ‌ ‌ سرخوش ذوق وصالم کرده اند
کوشش یاران غمم افزوده است ‌ ‌ ‌ ‌ گرچه تدبیر ملالم کرده اند
درگلستان محبت اہل دل ‌ ‌ ‌ ‌ از کرم شاکر نهالم کرده اند

وله

بمحفلی که مرادشه و گدا بخشند ‌ ‌ ‌ ‌ چه میشود که دل زنده بما بخشند
ببند کوشش ز اخلاص در شب شاکر ‌ ‌ ‌ ‌ که گنج نعمت جاوید از ین او ابخشند

وله

بهر کشادن در میخانه شیخ جام ‌ ‌ ‌ ‌ دردست ساقیان ز رشته نو کلید داد
شاکر بعیش کوش که ساقی بروئی گل ‌ ‌ ‌ ‌ ما را نوید شوق بجام نبید داد

وله

ای آنکه ناامید شدی از گناه من ‌ ‌ ‌ ‌ بارے به بین که فضل آلهی چه می کنی
آگاه نیست زاهد خود بین ز حال ما ‌ ‌ ‌ ‌ این بیخبر خیال تباهی چه می کند

وله

بنور روی تو خورشید شد بجا شاگرد ‌ ‌ ‌ ‌ دگر بغیر جهالت شود کرا شاگرد
عنان خدمت استادگی ز دست دهد ‌ ‌ ‌ ‌ شود بشاه معنی گر آشنا شاگرد

وله

دلم از درد پیش آشنا خالی شد و پر شد ‌ ‌ ‌ ‌ برنگ جام می کی جا بجا خالی شد و پر شد
بهارتی و خزانی روز و شب در کار می بینم ‌ ‌ ‌ ‌ ز رفت و آمد خلق این سرا خالی شد و پر شد
کلام عالیست این از صفا شاکر اثر دارد ‌ ‌ ‌ ‌ دل پاکان از هر مدعا خالی شد و پر شد

گوشه گیری قطره را گوهر کند — کامل آنکس کز جهان پا می کشد
شاکر آگاه هم ز مکر آرزو — در کمند مهر دنیا می کشد

وله

شاکر از کنج قناعت هر که فیض اندوز شد — منت احسان کی از ارباب دولت می کشد

وله

هر کمالی را زوالی در قفاست — غفلت آخر ها پشیمانم کند
زنده ام شاکر باین امید و بس — درد مندیها مسلمانم کند

وله

چون می دیرینه در آفاق شهرت میکند — منزوی شد هر که در کمین رگ یکسان ماند

وله

بی برگ ز آفات جهان باک ندارد — رنجبت نخلی که ثمر داشته باشد
از عالم راحت طلبی بهره ندارد — آن شخص که در پیش سفر داشته باشد

وله

کم کن سخن که حرف تو بی آب میشود — این شیوه ننگ صحبت احباب می شود

وله

درد مرا بهار مدارا نمی کند — سعی نسیم غنچهٔ دل وا نمی کند

وله

نقش جهان بغیر سبب نیست جلوه گر — آئینها و آئینه ساز آفریده اند
ز آغازه کار رسید گیسو دراز را — دشمن گدا ز بنده نواز آفریده اند
شاکر بمعنی تو و من وا رسیده را — صد بار نیست کرده و باز آفریده اند

وله

ندارد زیب حسنت حاجت مشاطهٔ دیگر — جهان را بی سپاهی شاه عالمگیر میگیرد
ز رنگ بی نیازیهای ناز او چه پردازم — بصد تقصیر می بخشد بیک تقصیر می گیرد
بلند و پست ما از عشق گردد در نظر یکسان — ز سیلاب این بنا با صورت تعمیر می گیرد
دل میرود ز دست و ندارم اختیار — مطرب درین بساط چه آهنگ ساز کرد
دستش ز دامن مقصود کوته است — هرکس که بر بساط ادب پا دراز کرد

وله

تمیز کامل و ناقص نماند در عالم — درین زمانه رواج گهر خزف دارد

فلک مددگر خلق ست لیک شاکر ما
امید گوشهٔ چشم از شه نجف دارد

وله

نعمت ز خاکسار صحبت دریغ نیست
اکثر فروغ مهر بدیوار می رسد

ای غرّه فریب هوسهای زندگی
غافل مشو که مرگ بیکبار می رسد

افزون کنیم شکر و بهر حال شاکریم
هرچند غم ز دست تو بسیار می رسد

وله

تدبیر عزیزان چه کند با من محزون
دل کی شود آراسته زین شیشه گری چند

خوردیم بسی غصه درین بحر بامید
شاید که بگیریم بدامن گهری چند

وله

دارم امید گوشهٔ چشم از عنایتش
حافظ که خاک را بنظر کیمیا کند

وله

در ابروش اشارهٔ تحقیق مدعاست
در پیش طاق قبله نما جلوه می کند

وله

نیستم ممنونِ احسانِ بهار
دامنم پر گل توکّل می کند

هرکه شاکر بخت دل ریزد ز چشم
دامن مقصود پر گل می کند

وله

بفکر خستن من نیست حاجت کوشش دشمن
نفس چون خار ماهی نیشتر در آستین دارد

وله

کشتیم باک ندارد ز شکست طوفان
کار دشوار چو افتاد خداساز شود

وله

جوشِ غم و نشاط جهان پایدار نیست
بیدل مشو که اندک و بسیار بگذرد

برگشته عالمی ز مریدان شیخ جام
کو محتسب که بر در خمّار بگذرد

وله

طینت اہل کرم از آفت مرگ ایمن ست
نیکنامی تا قیامت کار ہستی می کند

هرکه شاکر آشنائی معنی تحقیق شد
گرچه در بتخانه باشد حق پرستی می کند

وله

آنها که در حمایت همت سفر کنند
اندیشه کی ز وادی خوف و خطر کنند

دانادلان که نسخهٔ آداب خوانده اند
هرچند قرب بیش حذر بیشتر کنند

وله

وصل کمال پیروی کامل ست و بس
در منزل آن رسد که پی پیر میرود

ز دنیا در لباس دوستیها	وله	فریب دشمن جانی به بیند
بر اوج فلک سایه کند طرف کلاهم	وله	از گوشهٔ چشمش نگهی گر بمن افتد
جای گله اش نیست که نعم البدلی یافت		از کشور هند آنکه بملک دکن افتد
ایمان بدل از حب وطن ریشه دوانده		خوش وقت غریبی که بفکر وطن افتد
تا خاک شدن دیگرش از کف نگذارم		کو بخت که دامان تو در چنگ من افتد
گر شاهان را سیاستی نیست	وله	کی کار جهان نظام دارد
پیری ز سینه جوش شباب هم نمی برد	وله	ذوق شراب میل کباب هم نمی برد
مرا از ذکر محمود و ایاز این نکته شد روشن	وله	که صید عشق خوبان عاقبت محمود میگردد
صلاست باده پرستان که یار می آید	وله	بچشم مست و سر پر خمار می آید
فصل گل ست امروز دیوانه می توان شد	وله	با لیلی جنونی همخانه می توان شد

حرف الذال المعجمه

در فراق تو نهادم چو قلم بر کاغذ		تر شد از اشک من از سر تا بسر کاغذ
رقم نامه ام از بدنگاه شوق ست		یافت زین تار رسا رشتهٔ مسطر کاغذ
خط نشنا کر طپش دل برساند بر یار		نیست محتاج به پرواز کبوتر کاغذ

حرف الرا المهمله

دل برده میکند طلب از من وسے دگر		با زلف او فتاده مرا مشکلی دگر
با یاد جانفزای تو سر سبز عشرتیم		در کشت عمر کو به ازین حاصلی دگر
من ندارم جز تو دلسوزی و غمخواری دگر	وله	غیر مهرت در دل من نیست دلداری دگر
بهر زاهد سبحه و زنار بهر برهمن		بر سر و سودای دیگر هر کسی کاری دگر

ولہ

میفزاید قدر مرد از بردباری بیشتر
آدم با حلم باشد اعتباری بیشتر
می‌شود سرسبز شاگردانهٔ امیدوار
چون زمین ور سرکه باشد رازداری بیشتر

ولہ

شود زنگت فزون طبع چون گهر دلگیر
برنگ آب روان نیست از سفر دلگیر
چرا از اهل محبت ملول میگردی
که طبع نخل نگردد از خطر دلگیر

ولہ

ای محبت اشک گرمم بر سر مژگان ببر
یعنی از دل شیشه نذر پریان ببر
نیست حاجت اینقدر سختی بنا گردنت
جان عشق چون نفس بر لب بود آسان ببر

ولہ

نقش و نگار منظر اقبال دیده گیر
عرض مکرر از لب دولت شنیده گیر
هر جا و هر مقام که قصدت رسیده نیست
منزل گزیده گیر و بانجا رسیده گیر
دنیاست زهر مار قناعت فسون او
پیش از گزند آفتش افسون دمیده گیر

ولہ

باغ امکان مظهر رنگ است از ایوان یار
صبح هستی نیست جز گل کردن فرمان یار
مصرع برجسته هرگاه موزون میکنم
انتخاب بیت ابرو نیست از دیوان یار

ولہ

ساغر چشم تو دارد بادهٔ ناب دگر
موج خیز نشئهٔ او هست سیلاب دگر
خواب مخمل فرش را غفلت آرائی بود
جسم او دارد درین ره راحت سیر خواب دگر
در خم ابروی او مذهب پرست عشق را
بهتر از تسلیم گشتن نیست آداب دگر

ولہ

جز روی یار نیست گلی خوشترک دگر
این گل یقینی است و درین نیست شک دگر
ممتاز هست ابر بهاری ز هر نسیم
همرنگ او کجاست بحسن نمک دگر

ولہ

چشم ابر نوبهاری در سراغ دانه‌هاست
جز متاع دل نمی‌جویند در دوران یار
نیست موجودی درین گلشن که بی داغش بود
ابر و رعد و شعله و دود است از مستان یار

ولہ

رنگ شهرت گل را خود نمائی بیشتر
بالد از اظهار الفت آشنائی بیشتر

دست از تدبیر دنیا هوش تو اند کشید		ببخشد از کار جهان غفلت رهائی بیشتر
نمی شود بفراق تو آشناک و آه آخر	وله	ز سعی جان بلب آمد نگشت راه آخر
مکن ملامتم ای مدعی که عارف پاک		نوشته است خط نسخ حب جاه آخر
یکدم بیا و بر سر این خفته کن گذر	وله	ببینم بسیر یکدمت آهسته کن گذر
شایسته نیست پای ترا گلشن دگر		در باغ دل بصورت شایسته کن گذر
محبت تو بدل می کنم بجان اظهار	وله	مفید آنچه بود کرده ام همان اظهار
رسانده عرض محبت بیار خاموشی		فضولیست که سازیم با فغان اظهار
از نگاه عالم عقل و هوش و جان ببر		چون دلم آخر تو خواهی برد با سامان ببر
تا به گلزار دلت درد محبت گل کند		نقش خواهشها ز لوح سینه درمان ببر

ردیف الزاء المعجمه

دل عاشق ز درد آسوده هرگز		که دید این شعله را بی دود هرگز
ز دل فاش است اسرار محبت		نشد پوشیده بوی عود هرگز
دل شاکر که از هجر تو تنگست		کشاید نغمهٔ داؤد هرگز
صبا به آن بت شیرین ادای صبر گداز	وله	بگو سلام من خسته دل ز روی نیاز
بیا که خانهٔ دل بی غبار رنگ دوئیست		صفائی آئینه در راه تست پا انداز
ز صبح فیض عنایات محی الدین		صفای قلب طلب میکنم بعجز و نیاز
برون نداده فغانم نوای پردهٔ راز	وله	شکسته رنگی من گشته اینقدر غماز
قبول بندگی درگهم کند چه شود		جناب سید گیسو دراز بنده نواز
دل شکسته ارادت بشیخ جام آورد		کشاد کار نه در روزه بود نی بنماز

رسید موسم گل ساز عیش کن آغاز ‌ ‌ بجام و شیشه و نقل و کباب و می در ساز
ہمین ہمت آن پیشوائے اہل سخن ‌ ‌ نمودہ ام غزلے نذر حافظ شیراز

وله

خرمی گل کرد جز با غم نمی سازم ہنوز ‌ ‌ در چمن آمد بہار و رنگ میبازم ہنوز
داغ انجام وفا شاکر کجا باید شمرد ‌ ‌ دیدۂ محرم نشد از رنگ آغازم ہنوز

در عشقش راز چاک سینۂ خود چارہ ساز ‌ ‌ گر کشاد کار میخواہی گریبان پارہ ساز
صید دل کردی بوجہ احسن و روئے سفید ‌ ‌ سیر این مہتاب در آئینۂ رخسارہ ساز
اجتماع لفظ بد تاثیر دارد در کلام ‌ ‌ نفس را گر زور باشد دور از امارہ ساز

وله

از جوش بہار قدمت گشت چمن سبز ‌ ‌ بلبل بنوا آمد و گردید سخن سبز
در فصل خزان سیر چمن نیز توان کرد ‌ ‌ زان روئے کہ گردید بدل یاد وطن سبز
از باد خزان نخل بہشتی نبرد رنج ‌ ‌ از فیض حق و لطف نبی ہست دکن سبز
شاکر نتوان خانہ نشین ساخت جنون را ‌ ‌ امروز کہ صحراست نہ از طرف چمن سبز

وله

دادند تا بدست بتان اختیار ناز ‌ ‌ رنگین تر از بہار گل آمد بہار ناز
شاکر چو وضع شنی گلشن بود صواب ‌ ‌ جز گوہر نیاز نزیبد نثار ناز

وله

زہستی کی شوی واصل بدلدار ‌ ‌ غبار رہ توئی از راہ برخیز
بلطف مولوی رومی و جامی ‌ ‌ ببین شاکر جمال شمس تبریز

ردیف سین مہملہ

آشیان در دہر کجا بستی نسیم بیرحمت نبود ‌ ‌ گوشۂ آرام ما چاہ زنخدانست و بس
کسی از خوان قسمت روزی خود می خورد ‌ ‌ رزق غفلت پیشگان اندوہ و حرمانست و بس

وله

بباغ دہر مگو نیست بار و زر نرگس ‌ ‌ شہ و گدا ہمہ دل بستۂ اند بر نرگس

درین چمن دلی ز حب جاه خالی نیست   هتی نساخته پهلو ز سیم و زر نرگس
فروغ باغ ز نرگس بود از آن شاکر   که هست از همه گل صاحب بصر نرگس

ردیف شین معجمه

آسوده ز اندیشهٔ هر سود و زیان باش   چون آینه از عالم حیرت نگران باش

وله

هر کجا رنجست راحت میرسد   دردمند و خسته و بیمار باش

وله

تلاش معرفت خویش از آن و این غلط است   مرو بهیچ طرف گوشه گیر دامان باش

وله

غافل مشو ز خاک نشینان چو آفتاب   ای صدر آستان خبرے می گرفته باش
ای دل چنین به بستر راحت چه خفته‌   از غم کشندگان خبرے می گرفته باش
چون عاقبت ترا بتهٔ خاک رفتن است   غافل ز آن نهان خبرے می گرفته باش

وله

طالب درد هم درمان نباشد گو مباش   پرسش جوئی از طبیبان گر نباشد گو مباش

وله

ای سخن در وصف خوبان بر لب امید باش   از فروغ این معانی کوکب امید باش
جز محبت نیست امید دگر در خاطرم   ای محبت در دل من مطلب امید باش
تا بفهمی معنی اشک محبت را که چیست   همچو طفلان روز و شب در مکتب امید باش

وله

بشوق کوئے محبت تردے داریم   شبے بود که بیاید بچشم ما سحرش
فغان که یار بفریاد ما دمے نرسید   هزار ناله کشیدیم و نیست یک اثرش
زفیض نقش فزون تر بود ز و یمنے   کسی نام محبت نکند بر جگرش
نهالے صبر نشانی اگر بدل شاکر   بقدر حوصله یابی حلاوت از ثمرش
خاکسار رهپائے من بوسید نقش پائی یار   خواب راحت می کنم در سایهٔ دیوار خویش

وله

طرح گلشن ریزد از خندیدنش   غنچه ها را وا کند با لبدنش

نیست رنج شور و شر در آبشار سیر عالم نیست پابند همین پا سودنی گر خبر داری ز اقرار لسان تصدیق قلب	وله	عاشق آسوده است از نالیدنش گر خیال تو رسائی میکند سیار باش در چمن زار بیان گفتار با کردار باش

ردیف صاد مهمله

در محبت خلوص می باید جز محبت کجاست درمانی فرق باشد در آسمان و زمین بی نصیب از وجد و حال افتاده اند این صوفیان غافلان را نیست تکبیری بغیر از وجد و حال	وله	می کند صحبت جو وفا اخلاص درد بیمار را شفا اخلاص زاهدان در کجا کجا اخلاص می نماید جای اینها گوشهٔ دستار رقص میکند خوابیده را از هایهو بیدار رقص

ردیف صاد معجمه

با مقدم بهار نداریم ما غرض تن پروران با گل و شهر بند مبتلا بر در گهش که نیست غباری جبین ماست		در دل بود رسیدن آن آشنا غرض زانرو که آشناست آب و هوا غرض شاکر کجا فتاده و باشد کجا غرض

ردیف طاء منقوطه

تا بنازم سر به تیغ آبروت جان را چه حظ عیش ما جز پرسش و جوئی لطف تو آماده نیست در دولت اغم نباشد غمگساران را چه حظ رخت بیماری ز تن افکند بیرون احتیاط چون رود افسردگیها از چمن بی لطف ابر	وله	کفر زلفت گر زند در راه دل ایمان را چه حظ گر نباشد میزبان خوش خلق مهمان را چه حظ بی امید یاریت امیدوار را چه حظ ای زر در عشق تو پرهیزگاران را چه حظ جلوه پیرا گر نگردی خاکساران را چه حظ

لذت احسان ز ناشکران نمی یابد کریم
گر بیارد بر زمین شور باران را چه حظ

درد عضوی میبرد اعضائے دیگر را ز کار
گر بود یاری سپهر رنج یاران را چه حظ

تا نماند غنچهٔ دل تنگ سا غیر از زمین
زین روا رود در جهان باد بهاران را چه حظ

ردیف عین مهمله

دلها چو عجب ساخت خم زلف یار جمع
مردم شوند بهر امان در حصار جمع

تا دل علم بعشق شد از خویش میبرود
کی مانده هست میوهٔ سر شاخسار جمع

کز پرتو جمال و سواد نگاه
در چشم خلق آمد لیل و نهار جمع

چون موج کز جدائی بحر است مضطرب
در دوری تو نیست دل بیقرار جمع

شاکر امید شد که کشد دامن الم
تا کرد یار از مژه اش خار زار جمع

ولہ

سراپایش بهار کفر و ایمانست در واقع
کجا زلف و چه رخ زنار و قرآنست در واقع

چراغ عالم افروز است شاکر عارضش بیشک
جبینش بیگمان خورشید تابانست در واقع

ولہ

پیش آن رخسار تابان گر بسیم نام شمع
آتش خاموشی فتد در زبان و کام شمع

نیست جز بر باد رفتنها درینجا حاصلی
غفلت ما را اشارت می کند انجام شمع

حرف غین معجمه

تازه شد از زخم گیسوی تو سودائے دماغ
فکر من شمع دل افروخت ازین دو چراغ

وحشتم را هبر بادیهٔ گمنامی ست
که دران بادیه گرد پر عنقاست سراغ

ولہ

بهوس چون سحر آمدم که رسیدیم بباغ
پیرهن بیرخت ازیاس بدیدیم بباغ

چون گل آخر ز جهان قطع تماشا کردیم
ساغری چند بهر رنگ ندیدیم بباغ

باغبان گرچه ز ما را ز چمن پنهان داشت
روغن از مغز دل غنچه کشیدیم بباغ

شاکر از خاطر یار رفت خیال دو جهان | دلربا ناله امروز شنیدیم بباغ

حرف فا

ناله زارم نشد همدم بگوش یار حیف | می سزد گفتن بجای ناله‌ها صد بار حیف
در هوای ابر و جوش سبزه و فصل بهار | جلوه پیرائی ندارد قامتش بسیار حیف
بر هنرور می کند تعطیل ظلمی آشکار | ناوک مژگان او باشد اگر بیکار حیف
جز بدل شاکر نباید راز عشق او | آشنا گردد اگر گوشی باین اسرار حیف

ردیف قاف

گر شود شوق طلب یار رفیق | می توان رفتن بمنزلها رفیق
بهتر از شوقش رفیقم نیست کس | درد جانم شد از آن رو یار رفیق
پاس انفاسم درینجا شد ضرور | تا دمی همراه شود آنجا رفیق

وله

نظر بلطف تو دارند یک جهان مشتاق | همین منم بجفاهای تو بجان مشتاق
زمان زمان بسرت سایه شوقش اندازد | تو هم شو از سر انصاف یکزمان مشتاق
مرنج گرچه رقیب از درش ترا راند | که نیست هیچ خسیسی بمیهمان مشتاق

وله

یار شمع است و دل سوخته پروانه عشق | داغ کافیست همان چاره دیوانه عشق
بر در دوست گدائیست ز شاهی بهتر | گنج دولت همه فرش است بویرانه عشق

وله

گر شود تشویش دنیا خار دامنگیر شوق | قطع اسباب موانع می کند شمشیر شوق
خضر باید اقتدا اینجا بصد منت کند | تدآه من شده امشب بهر شبگیر شوق

ردیف کاف تازی

رسید غم ز دلم شد چو او بنزد نزدیک | ز شب اثر نبود چون شود سحر نزدیک

زقرب وعدهٔ او جوش عشق افزاید — ببال کسب هوا چون فتد سفر نزدیک
درین جهت سخنم سبز گشت در عالم — که آه خسته دلانست با اثر نزدیک
دعائے صاف دلان مستجاب میگردد — دران زمان که شود شیر با شکر نزدیک

وله

دماغ نازک یارم ز بوئے گل گیرد — بناله گرم مشو ای جرس مدارا ای باک
هجوم خلق بخلوت گزین زبان نکند — شکر نصیب تو شد از مگس مدارا ای باک
فدائے مصرع برجسته‌ام که شیخم گفت — هزار جان بلب آری ز کس مدارا ای باک

وله

سخت تر میسازی از بهر شکستم دل سنگ را — کرده این بیضهٔ فولاد را حاصل ز سنگ
باوجود سخت جانی نیستم هیچوش اشتنگ — در محبت کرده‌ام آئینه حاصل ز سنگ

وله

زیاد عاقبت کار در بدایت حال — برنگ غنچه درین باغ مانده‌ام دل تنگ
فغانم آن بت بیرحم هیچگه نشنید — گداز درد رهی وا نکرد دل سنگ
اگر بعشق شهادت طلب کنی شاکر — گواه درد دلم نیست جز پریدن رنگ

وله

باین نشاط که داد هوائے کرناتک — کجاست خلد چو عشرت سرائے کرناتک
چه شرح آب هوایش و هم بمیدانم — که صبح جامهٔ زر در بر صفائے کرناتک
کشاد بستگی طبع عالمے دارد — سواد گلشن بهجت فزائے کرناتک
ز آبیاری حسن بتان ماه جبین — چو جوئے شیر بود کوچه هائے کرناتک
غبار او همه زر بخش تر ز اکسیرست — چه گوییم از عمل کیمیائے کرناتک
عروس ملک باین زیب بدنی دارد — که دوختند ملائک قبائے کرناتک
ز کوس نصرت دین محمدیست بلند — اذان بمنبر بتخانهائے کرناتک
زفیض سایهٔ عدل محمدی امروز — گرفته خواب عدم فتنهائے کرناتک

گر انجمن کو نین در نظر آید
دمے کہ سایہ فگن شد ہمائے کرناتک

کشودن در فردوس ہم ہمین باشد
وگرچہ وصف کنم فتحہائے کرناتک

ز عاشقان نظر باز میبرد دل و دین
برنگ خط بتان سبزہائے کرناتک

ببین بچشم بتان میبرد چہ سرمہ بکار
غبار کشور گوہر صفائے کرناتک

فزون بود بمراتب ز خسروان عجم
بطمطراق تجمل گدائے کرناتک

عجب مدار گر از شوق بستہ ام زنار
دلم ربودہ بت خوش ادائے کرناتک

دل شکستہ درونائے تازہ گلخوست
باین صفت چمنے کو سوائے کرناتک

ز سیب نار بہشت آرزو چہ بہرہ برد
مگر دوبارہ چشند انبہائے کرناتک

کسے نیافتم اینجا ستم کش افلاس
فگندہ سایہ بعالم ہمائے کرناتک

درین طربکدہ آثار غنچہ نتوان یافت
کہ یک گلست سراسر فضائے کرناتک

گلے درین چمن از رنگ ناز خالی نیست
پریست جلوہ گر از شیشہائے کرناتک

یکی ز صد نتوان گفتن و صدائے ز ہزار
بدور لیل و نہار از ثنائے کرناتک

ز جنس تافتہائے و مشجر زرباف
کشیدہ سر بفلک خیمہائے کرناتک

ز کشت زار کرم میدہد بجیب امید
بجائے دانہ گہر خوشہائے کرناتک

نہشاہ طرب انبساط شاکر با
فزون ز بادہ باہبت لائے کرناتک

وله

ظلم است وضع ہر شئی در غیر موضع او
عرفان چو رو نماید بر اہل آن مبارک

آئینہ حضوری جائے حضور حسن است
دیدار دیدن او بر حاضران مبارک

آشفتہ شد نہ تنہا جانم بآن دو گیسو
بیدار بودن ما بر پاسبان مبارک

ردیف لام

در بهاران میفزاید رونق خیار گل — موج آبی تازه می آید بروی کار گل
جلوهٔ حسن خزان کم نیست از جوش بهار — میبرد از هوش بلبل شوخی رفتار گل
برنجها باید کشیدن جنت اینجا مفت نیست — گل توانی چید اگر بینی جفای خار گل
نیست آسان محرم راز ادب سنجان شدن — هست هر برگی زبان خامش گفتار گل
فکر گلریزان کند شاگر اگر جا در سرم — میشود دستار من گلبن تر از دستار من

وله

شور جنون فکنده در آفاق بوی دل — تسخیر کرده هر دو جهان هایهوی دل
جولان کس بعالم معنی نمیرسد — سعی قدم کجا و کجا جست و جوی دل
مینا زمی تهی کن و ساغر بسنگ زن — لبریز راز کن ز محبت سبوی دل
غنچهٔ ما انتظار آن تبسم میکشد — کی نسیم صبح بگشاید گره از کار دل
ای خریدار محبت از متاع درد و داغ — هر قدر خواهی مهیا گیر در بازار دل

وله

تا خیال آن پری رو تنگ وا رد در بغل — شیشهٔ دل صد هزاران رنگ وا رد در بغل
از دل زاهد کجا سختی برون خواهد شدن — شیشهٔ قلبیست کاین بی ننگ وا رد در بغل
فاضل بمعنی این عصر از بهر جدال — خشت جای نسخهٔ فرهنگ وا رد در بغل
تا کند وضع با اهل عالم اندکی ارتباط — گل بجای خشت بهر جنگ وا رد در بغل

وله

بنخو بی نیست چون روبش دگر گل — کجا این رنگ و بو باشد بهر گل
درین گلزار بی آن مهر تابان — جمال آب و رنگی نیست در گل
بدنیا بسکه دل بستند یاران — شگفته نیست یک خاطر مگر گل
چو شاگر گشت تسلیم رضایش — برنگ شاخ گل شد سبز بر گل

وله

باتفاق نتوان عالمی تسخیر کرد — برآر گرچه به آئین پا صحبت گل

برنگ و بوی دو عالم مسخرست اینجا بدوش شاه و گدا میبرد رایت گل

وله

گر الفت علی ست بجانت چو آیینه از کوثر قبول کنی شست و شوی دل

وله

طبع یارم گلشن ست و صفحهٔ رخسار گل بلکه در پیشش خجالت می کشد صد بار گل

گر ز مستی نرگسش ساغر نگیرد در چمن می نشیند گوشهٔ چون زاهدان بیکاره گل

از دوام رنگ دارد حسن او نسبت بحق جلوه گر تمنا گر بیاے بشنوی یکباره گل

حرف میم

خاطرم دارد هوس تا حرف مشکل بشنوم از لب آیینه یعنی چیزے از دل بشنوم

آرزو دارم که رمزے از لب جان بخش یار با ادب از رو نشینم مقابل بشنوم

واعظ بیدرد از افسونهاے پوچم می کشد پند جان بخشی مگر از صاحبدل بشنوم

بیدل صاحبدل تمنا گرچه خوش فرموده است هرچه لیلی گویدم باید ز محمل بشنوم

وله

بے جمالت بچمن جام تمنا نکشم گر نمایند بهشتم سرے آنجا نکشم

تیغ و خنجر نشود سد ره الفت من محو تسلیم توام گردن از اینها نکشم

عشرت زندگی اینست که دلدار اینجاست ورنه زین یکدو نفس منت بیجا نکشم

بچه کار آیدم این دست معطل فردا تمنا گر امروز اگر دامن او را نکشم

وله

وقت آنست که دل محو پریزاد کنم گوشهٔ حیرتی از آیینه ایجاد کنم

جست و جوے حرم پایهٔ جامی دارد کو جنونی که بطور خودش شاد کنم

اے تمنا با ادب باش که آن محرم راز حرف دل می شنود بهرچه فریاد کنم

وله

بسکه شوقت بدل رقم زده ایم نفسی غیر آه کم زده ایم

نسخهٔ دل نقوش او دارد بر خیال دگر قلم زده ایم

لباس آن پریرو از پر طاوس می بافم
درین گلشن ز هر شئ تنگ رنگ همتی دارم
تماشای بهار بیمثالی میکنم
تحمل و دیبا بخواب خاکساری کی رسد
خانهٔ بهتر درینجا از بنای عجز نیست
در وصف خط او سخنم سبز شد مدام
جز درد نام او نبود آرزو دگر
شاکر درین دکان هوس هیچ آئینه
تا یا دیار را بهر خود گرفته ام
در کیش خاکساری عاشق دمی کجاست
از جوش فیض دیدهٔ بیدار شاکرم
هر شبنم بیدار دارد حیرت افزا جلوهٔ
میر می از برم الشوخ و بیت می سازم
شاکر از رهبری یاد با یوست کرد
سراغ راحت منزل درین وادی نمی دانم
آئینه محو آن رخ گلفام کرده ام
شاکر بغیر شکر ندارم وظیفهٔ
یاد آن رخسار کردم گل دمید از پیکرم
با وجود گریه نومید از محبت نیستم

وله
ز داغ بشمع کرته فانوس می بافم
همین نام و پیراهن ناموس می بافم
وله
خانهٔ دل را ز فکر غیر خالی میکنم
زین قماش از بهر تارش فرش قالی میکنم
ظرف دل از خاکساری ها سفالی میکنم
وله
چون خضر یافت ز آب بقا لبم
با دل موافق است درین مدعا لبم
جنسی نچیده است ز یک مدعا لبم
وله
خوش میوهٔ ازین شجر خود گرفته ام
از نقش پای او اثر خود گرفته ام
فال مراد ازین سحر خود گرفته ام
وله
میر نجم چشمک چو انجم با سدار کیستم
وله
چه شود باز بپای بسرت جان بازم
شوق از آن رست که شد بال و پر پروازم
وله
تلاش جست و جو بیهوده چون ریگ روان دارم
وله
خیال پری بشیشه ازین وام کرده ام
تا دل اسیر آن بت خود کرده ام
نو بهار تازه جوشید ام تب از برم
گوهر افشانست در راه بتان چشم ترم

آشنای شکوه کی گردد لب تسلیم من   در جفا و جور خوبان از ته دل شاکرم

وله

آگه از رمز محبت شد دل دیوانه ام   گشت لبریز زلال معرفت پیمانه ام

وله

دل را بسیر دیدهٔ خونبار می بریم   دیوانه را بدیدن گلزار می بریم
مست عشقیم و باسرار جنون پی برده ایم   ما عنان دل بعقل دوربین نسپرده ایم

وله

نامهٔ بیرنگ را قاصدی درکار نیست   هست بربال نگه پیغام از خود رفتنم
شاکر از سیر جهان بنگاه نارسا   دوخت از طول امل صد رشته بر پیراهنم

وله

نور درد و داغ وفا سوختم کرا گویم   رنگینی ندارد این هوس در فکر کار خود خرم

وله

رسته ام از غم وابستگی کار جهان   بستهٔ سلسلهٔ کاکل پیچان توام
گر غبارم نرسیده است بکامی اینجا   روز محشر برسد دست بدامان توام

وله

سوخت از بس در جدائیها سراپا پیکرم   عالمی گردید پنهان در دل خاکسترم
دانهای اشک اگر از هجر میریزم بخاک   پای تر تاج شهان دارد ز عزت گوهرم
می نگارد بسکه نقش طرهٔ او خامه ام   کوچهٔ زنجیر باشد سطرهای نامه ام

حرف نون

کیست گوید با تو آن کن این مکن   جز ترحم بر من مسکین مکن
مخمل و کمخواب رنگ اعتبار   دستگاه بستر و بالین مکن
راه و رسم کجروی را دل مده   پادشاه خویش را فرزین مکن

وله

هست دنیا زراعت عقبی   غافل امروز کار فردا مکن

وله

خاک درگاه ترا مالیده ام تا بر جبین   کی گذارم چون فروغ مهر بر هر در جبین
صورت تدبیر را میدید و تمثال هوس   داشت بر آئینه زنگار اسکندر جبین

بدیدن دل بود مائل چه دیدن دیدن یاران		الهی دور کن ظلمت چه ظلمت ظلمت هجران

حرف واو

جسم بیجا بینم مارا دستگاه ناز کو		بال ناپیداست دیگر شوخی پرواز کو
رنگ گلزار جهان شاکر ز فیض اولیاست		غافلست آن که گوید حافظ شیراز کو
از گفتگوی بیهده باید به بست لب	وله	شاکر زبان بکوش که آید بکار تو
در ملک دلبری همه جا سکات زند	وله	صاحب تو فی بکشور خوبان غلام تو
بر روی نیک و بد در آئینه هست یار		روشن برنگ صبح بود فیض عام تو
هر که شد مبتلای تمنا کو		جان نبرد از بلای تمنا کو
سوخت خود را بآتش دوزخ		هر که شد آشنای تمنا کو

حرف هاء هوز

زلف تو تا دل برد از گره		بهر همین ست سرا سر گره
ابرویت ای شوخ گره گر زند		لطف نمائے از دل من بر گره
عقده بکار تو ز تر دامنیست		وانشود هیچ چو شد تر گره
هر گرهی هست ندامت طلب		چشم تامل که بود بر گره
زد بسر زلف تو شاکر بشوق		از دل صد پاره مکرر گره
جز روئے تست روی دگر دیدنم گناه		یارب مرا نمای بسویت ز لطف راه
خم گشت پشت زاهد و آهش اثر نداشت		چون حلقهٔ کمان که شود چله اش تباه
جز درد دل بیار نگفتیم مطلبی		شاکر سخن زیاده کسی چون کند تباه
دل براه انتظار جلوه ات بیچاره	وله	میتوان بر حال کردن ترحم پاره

دردمند بها نباید خالی از آسودگی — شد طپیدن های ما از بهر دل گهواره
شب بسر بردیم در فکر دل را وا نساخت — پشت چشمم و در انتظارش بود چون سیاره
از دعایم چون دل احباب قانع شد ز غم — زینجهة تنها گر نباشد حاجت غمخواره

وله

می کند سیر لوح و کرسی و عرش — آنکه گردید خاک پای همه
شور عالم کجا بود بیجا — داشتی گوش بر صدای همه

ردیف یای تحتانی

نیست دردی در دل و از عاشقی دم میزنی — نقش بر باد است این آبی که بر هم میزنی
بگذر از تشویش دنیا اندکی آسوده شو — تا بکی غافل نفس از بیش و از کم میزنی

وله

بمکتوبی دلم را شاد کردی — محبت خانهٔ آباد کردی
دل از نقش دورنگی پاک کردند — ز زنگ آئینه را آزاد کردی
خراب آباد ملک بیخودی را — بخوابم آمدی آباد کردی
نمی آید ز تنها گر غیر شکرت — گر انعام و اگر بیداد کردی

وله

بخط جادهٔ تسلیم باید از خود رفت — عنان کار نباشد در اختیار کسی
بسیر این گل و گلزار کی شوم مائل — دلم فریفتهٔ ست الفت بهار کسی

وله

بمردن هم هوس ست از عزیزان بر نمیدارد — کشود و مردهٔ صد ساله از حرص کفن چشمی
کجا دوری شود تنها گر حجاب ره که مجنون را — ز بینش عشق لیلی گشته هر رگ در بدن چشمی

وله

یک قلم روئے زمین زیر نگین عاجزیست — یاد می باید گرفت از بوریا افتادگی
سرکشیها دوزخست و خاکساریها بهشت — آرزویم عاجزی و مدعا افتادگی

وله

گوشت آندم رموز حق شنود — که بفریاد بینوا برسی

وله

گر او آرام جان بودے چه بودے — انیسم یکزمان بودے چه بودے

گل روئے تو اے گلزار جانی — جهان عاشقان بودے چه بودے

وله

نهال ناله می کارم گل سودا بر دارم — اسیر شوق دیدارم تو هم ای شوخ میدانی

وله

صبح گاہے از دل صد چاک من — سیر کن گلزار و گل چین اندکے

وله

ترا از حیرت دل آگهی نیست — طریق پاکبازان را چه دانی

فسون ز نا دلت از آتش عشق — حدیث جانگدازان را چه دانی

ز استغنائے حسنت آگهی نیست — مزاج بادشاهانرا چه دانی

تو خوناب جگر نا خورده شاکر — بهائے لعل خوبان را چه دانی

وله

درینجا آخر کاهشهاست مسجود جهان گشتن — مه نو گر به بینی شکل محراب است پنداری

هنر میهاے دشمن سخت نتوان شد درین دریا — گلو را گر بگیرد قطره گرداب است پنداری

وله

اگر از لطف بکاشانۀ ما می آئی — دل و جان ما فدایت که بجا می آئی

بر سر خاک شهیدان گذرت افتاده ست — که تو امروز چنین لعل قبا می آئی

وله

جان ز تن خواهد رمیدن فکر کار خویش کن — گر سلیمانی که روزی داغ این خاتم شوی

از دو عالم گوئے اقبال سعادت برده — گر به نیکان یکنفس از صدق دل همدم شوی

چون نباشد کار و بارت بیریا شاکر چه سود — گر به بخشش شهرۀ آفاق چون حاتم شوی

وله

قصر جهان ندارد بنیاد پائداری — در گل نشسته بینی رفته بآب بینی

آسودنت درینجا با اعتدال بیاست — یعنی به سایه بینی در آفتاب بینی

زین بهر قطره ها را یکسان نمی توان یافت — چون گوهرست بینی همچو حباب بینی

معموری جهان بود چون شیشهائے ساعت — آباد گشت بینی تا شد خراب بینی

زان اشکها که در هجر شاکر ز دیده ریزد
چو شعله هست همی همرنگ آب نیمی

وله

خاک ما بر باد خواهد داد آخر آسمان
دانه چون بشکست دار از رحمت پرویزنی

همچو عیسی نیست ممکن رو بمقصد بردنش
هر که با خود دارد از اسباب دنیا سوزنی

وله

همه تن حضور گردد دلت از فروغ حیرت
اگر از ادب زبانی بصفا رسیده باشی

وله

شمع بزم ماست امشب روی تابان کسی
باده در جامیم از لعل درخشان کسی

عمرها شد از بد و نیک دو عالم فارغیم
نیست مستانرا خیال کفر و ایمان کسی

فارغیم از خلد رضوان در خیال عارضش
نیست ما را آرزوی باغ و بستان کسی

وله

قدم بردار ازین گلزار کلفت سوی صحرایی
مگر بویی برد دل از گل خودروی صحرایی

ز اسباب تعلق خویش را بیگانه کن شاکر
اگر وارستگی خواهی نشین پهلوی صحرایی

وله

جهان را بیک چشم اگر دیده باشی
بد و نیک هستی چه فهمیده باشی

ندیدی سرانجام احوال خود را
چه حاصل دو عالم اگر دیده باشی

وله

دوربیت نیست کم از رنجوری
می طلبم عمرهاست از دوری

وله

الهی با طرب پاینده باشی
برنگ گل سراپا خنده باشی

از خردمندان قدم برتر زند تدبیری
میرسد در پای شیران سبزه زنجیری

هر دو عالم حاصل سوز محبت آمده است
نغمه با تاثیر شد نخواه در جا گیری

وله

ساخته عاشقم باز پشیمان تویی
منتظرم بر رهت پای بدامن تویی

باخته ام جان و دل تا عوض آمد بدست
در تن و در جسم من هم دل و هم جان تویی

عشق تو بر باد داد صبر و قرار دلم
خاک ضعیف مرا رهبر جولان تویی

چون تو بتان را کجاست صد هنر دلبری
مالک دلها شدی صاحب سامان تویی

از تو بود هر چه هست لیک ز روی ادب
درد نگوییم ترا صورت درمان تویی

ذره صفت شاکرست محو فروغ رخت
بر فلک دلبری مهر درخشان تویی

ولہ

خوبان تمام انجم و خورشید آن یکی
از گلرخان بهر دلم جز همان یکی

کثرت نمودست بجز پردهٔ خیال
در پیش چشم آمد و هفت آسمان یکی

دل داده ایم ما بهمان یک نگار و بس
چون ممتحن یکی ست بود امتحان یکی

نیرنگ اینجهان نفریبد اگر دلت
گردد به پیش تو بهار و خزان یکی

وضع خوشت اشاره بتوحید میکند
جز یک سخن مگوی که باشد زبان یکی

شاکر فریب ظاهر و باطن نمیخوریم
با ما چو یار هست نهان و عیان یکی

ولہ

فریاد و ناله است صد آه و فغان یکی
مقصود ما ز شور جهانست آن یکی

چون یکدلی مفید سرانجام کارهاست
غم نیست گله را اگر آمد شبان یکی

نقصان براستی نشود جمع هیچ جا
بالید پای پای سرو در آب روان یکی

ولہ

ز کوی یار خبر یابد از هزار یکی
بقصد صید جهان میکند شکار یکی

باختیار تو گردیم کارها و نبود
بهیچ وجه ازینها باختیار یکی

ولہ

احتمال صدق یا کذب خبر باشد یکی
نیک و بد محسوس در پیش نظر باشد یکی

ظاهر و باطن همان یک جلوهٔ یارست و بس
در خبر باشد یکی و در نظر باشد یکی

محنت و آرام یکرنگانه صحبت داشتند
پیش تسلیم و فاجویان خیر و شر باشد یکی

سعی دنیا را مکن نسبت بعیش آخرت
راحت و آسودگی کی با سفر باشد یکی

ولہ

ز اختلاط اهل اغراض است نفرت ایمنی
به بود زین آشنائیها رم بیگانگی

دام پنهان کی نماید صید را راه امان
آفت نفس ست پیش از دشمنان خانگی

وله

گر ترا در وادی عشقش نباشد زهرهٔ | همتی دریوزه کن از عالم مردانگی

می شود ز گوهر مقصود دامنش | گر پیروی بدیدهٔ گریان کند کسی

پیری ربود خواهش عیش و طرب ز دل | آمد خزان چه سیر گلستان کند کسی

هر آفتی که هست ز گوش و دست و چشم | تا چند احتیاط ز یاران کند کسی

جز جان ناتوان چه بود در بساط مو | گر عرض هدیه اش بسلیمان کند کسی

وله

بازی دهد مرا ز گل رعنای طبع تو | گاهی چو رنگ پخته گهی خام می شوی

از سعی ما چه فائده حاصل شود بگو | از خویش میرویم که تا رام می شوی

وله

فزودت ایدیده چو آئینه بحر حیرت | تا بهر رنگ درین باغ تو وا میگردی

دولت راحت اگر کس برد از سایه تو | جلوه پرواز پر و بال هما میگردی

وله

بوسه گاه لب افلاک بود جای علی | اوج امید گرفته است چو من پای علی

نیست یک جزو وجودش ز کرامت خالی | حل مشکل شود از ناخن زیبای علی

برگ برگ چمن امروز چراغان کرده است | چهره افروخت درین باغ سراپای علی

میشود زنده بحرفش تن بیجان بیشک | چشمهٔ آب حیات است سخنهای علی

راه مقصود باین نور به بیند همه کس | روشنی داد بخورشید و مه رای علی

میسر و قیمتش افزون ز دو عالم شاکر | بی بها هست بس گوهر یکتای علی

رباعیات

منزلگه عاشقان مکانی دگر است | در سیر نگاه شان جهانی دگر است

در دیر و حرم گر نروم معذورم | پیشانی من بر آستانی دگر است

ولہ

گردید سفید مویت از پیر بہا — داری ز خضاب صولت شیر بہا

چشمت قطره ریخت در تماشا و هنوز — با هر ره نگاه بیست بدل سیر بہا

ولہ

از جور تو ام لطف نهانی دگر است — با دل ز خیالات امتحانی دگر است

هر چند میکشی ز شوق بیعت — هر دم به تنم چو شمع جانی دگر است

ولہ

شور دل هر کس ز جهانی دگر است — در جرگه عاشقان فغانی دگر است

زین ناله و آه نتوان بردن — در عالم عشق امتحانی دگر است

ولہ

مهرت بدل خلق بیاض بغلی است — خطش وسط است نی خفی و نه جلی است

چون آئینه روی عالمی جانب تست — وضع تو ز بسکه خوگر صاف دلی است

ولہ

هر چند جهان نقش نگینت باشد — یا خنگ فلک بزیر زینت باشد

هرگاه بحال خویش واهی نگری — او هست که در سجده جبینت باشد

ولہ

من با تو چو شیشها بمل نزدیکم — با آب بقا ز وضع یل نزدیکم

در پیش تو ام گرچه بظاهر دورم — ای غنچه بتو چو بوی گل نزدیکم

ولہ

دربار تو ام از تو جدا نزدیکم — چون دل بخیال تو دعا نزدیکم

دایم بتو روی هر کجا خواهی بود — دایم بتو چون قبله نما نزدیکم

ولہ

از حسن خیالت بصفا نزدیکم — در پرتو مهرت بضیا نزدیکم

از یاد خدا چو غفلت ممکن نیست — من در یاد تو با خدا نزدیکم

ولہ

ای آنکه بحسن خویشتن مغروری — بر بستر ناز و خرمی سروری

شاکر چو غبار جلوه گاهت باشد
گر بر سر رفتار نه معذوری

آصف ثانی تخلص

آصف تخلص - میر محبوب علیخان نام - فتح جنگ نظام الملک مظفر الممالک آصفجاہ بہادر
ششم خطاب ہے - آپ غفران منزل میر تہنیت علیخان افضل الدولہ نظام الملک
آصفجاہ پنجم بادشاہ دکن کے صاحبزادے بلند اقبال ہین - آپکی ولادت باسعادت
بتاریخ شب ششم ماہ ربیع الثانی یوم جمعہ عید المومنین ۱۲۸۳ھ ہجری شہر حیدرآباد دکن
مین واقع ہوی - پیدا ہوتے ہی خوشی مبارکبادی کے رسوم تجمل و تزک کے ساتھہ
ادا ہوئے - یعنی چند توپین بتقریب ولادت سَلک کی گئین - اور خوشی کے نقارے اور
مبارکبادی کے شادیانے بجوائے گئے - تمام ارکان دولت و امرائے سلطنت
و مشائخ دکن و علمائے زمن نے تہنیت کی نذرین پیش کین - غفران منزل
فرزند دلبند کی میلاد سے بہت ہی خوش ہوئے - کثرت خوشی مین امرا و مشائخ
و علما و فقرا کو انعامات وافرہ و خلعتہا فاخرہ سے سرفراز کیا - خوانق و مساجد مین
فقرا و غربا کے لئے طعامہائے لذیذ و حلوائے شیرین بہیجے - و طوائف ارباب نشاط
بہی صلات و انعام سے مالا مال ہوئے چند روز تک راگ و رنگ کا جلسہ و آوازہ
مزمار و چنگ کا ہنگامہ گرم رہا شعرائے زمانہ نے تاریخی قصائد پیش کئے - حسب
مناسب انعام او حیب سے ممتاز ہوئے - حسب معمول قدیم دستور کے موافق پیشکاری
و دیوانی سے منجے تجمل و عظمت کے ساتھہ حضور مین بہیجے گئے اسیطرح امیر کبیر
کے جانب سے بہی مراسم مبارکبادی ادا ہوئے - حسب الحکم حضور آپ کی تربیت
و رضاعت و حضانت کے لئے متعدد انائین اور مامائین مقرر کی گئین - بقول

بعض مخبرین چار انائین اور چار ماما ئین خادمہ معین ہوئین۔ پس آپکا نشو نما حیدر آباد فرخندہ بنیاد کی آب وہوا کی آغوش مین ہونے لگا۔ اور رات دن خوشی کے گہوارہ مین روز بروز نونہال چمن کی طرح بڑہنے لگا۔ اور آپ کی حضانت و رضاعت کا اہتمام آپکی جدہ ماجدہ مخدومۂ جہان والا ورالنسا بیگم صاحبہ کے سپرد تہا۔ مخدومہ آپکی نگرانی عمدہ طرح سے فرماتی تہین۔ کثرت محبت سے آپ پر جان نثار ہوتی تہین آپ کو ایک منٹ بہی نظر سے جدا نہین کرتی تہین۔ حضرت مغفرت منزل آپکو کبہی کبہی دیدار کے لئے طلب فرماتے تہے۔ انائین و ماما ئین پیش کرتی تہین۔ حضور نور چشم کے دیکہنے سے خوش ہوتے تہے۔ اناؤن کو بیشمار انعام دیتے تہے حضور مغفرت منزل کے ہاتہہ مین زر و جواہر مردود تہا۔ کبہی زر و جواہر کے طرف التفات نہین کرتے تہے۔ حاتم و معن بن زائدہ۔ و برامکہ و برامکہ کے اسما کو صفحۂ زمین سے مٹاتے تہے چنانچہ آپ کے و حضور مرحوم کے مفصل حالات و سیر و عادات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین ذکر کئے جائین گے۔ شعرا و مورخین نے آپ کی ولادت کی تاریخین فقرات ذیل سے بحساب جمل برآمد کی تہین۔ ھو ھذا

ہوالمختار	چراغ دکن	امیر افضل الملک
سنہ ۱۲۸۳ ہجری	سنہ ۱۲۸۳ ہجری	سنہ ۱۲۸۳ ہجری

پس آپ سرو تازہ کی طرح نشو و نما مین ترقی کرنے لگے۔ جب آپ دو برس آٹہہ مہینے کے ہوے تب یکایک ستیرہ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ ہجری مغفرت منزل عالیجناب افضل الدولہ بہادر جو آپ کے والد بزرگوار تہے اس دار فانی سے عالم جاودانی روانہ ہوئے۔ اس حادثہ سے امرا و اہل ریاست کو سخت رنج و غم ہوا

شہر مین خانہ بخانہ کوچہ بکوچہ نوحہ و گریہ کا شور و غوغا بلند ہوا ۔ محلسرا و شہر کے دروازے بند کئے گئے ۔ نواب مختار الملک بہادر نے دفن سے قبل بمشورۂ امیر کبیر شہر مین آپ کے حکمرانی کی منادی کردی تہی تاکہ کوئی فتنہ برپا نہو جائے ۔ منادی ہوتے ہی عام و خاص مطمئن ہوئے ۔ صاحب عالیشان مسٹر سانڈرس رزیڈنٹ حیدرآباد و کرنل ٹوڈی صاحب مددگار رزیڈنٹ نواب مختار الملک کے پاس آئے ۔ ملاقات کرکے فی الفور چلے گئے ۔ پہر مختار الملک بہادر کے حکم سے شہر کے دروازے کہولے گئے مدار المہام و امیر کبیر و دیگر امرا و علما و مشائخ و فقرا بادشاہی محل مین جمع ہوئے مرحوم کی تجہیز و تکفین کرکے نعش مقدس کو مکہ مسجد مین لائے ۔ نماز جنازہ ادا کرکے مسجد کے صحن مین سکندر جاہ کے دہنے جانب مین دفن کئے ۔ دفن و کفن مین نصف شب گذر گئی تہی ۔

جلوس اعلیحضرت

پہر ہفدہم تاریخ سوم کی فاتحہ مین کل امرا و صاحبان سیف و قلم مثلاً سر سالار جنگ مختار الملک و نواب شمس الامرا بہادر و مقدم جنگ جمعدار عرب و راجہ نریندر پرشاد بہادر پیشکار جمع ہوئے ۔ فاتحہ و ختم قرآن سے فارغ ہوکے مراسم تعزیت ادا کئے اور صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بہی مع دو افسرون کے تشریف لائے اور ماتم پرسی کرکے چلے گئے ۔ پہر سولہ تاریخ ماہ مذکور دربار منعقد ہوا ۔ مدار المہام و امیر کبیر و پیشکار و ارکان دولت و جمعداران ریاست و صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر مع مسٹر فریزر صاحب و ڈاکٹر وانڈ و صاحب و غیرہ افسران جلیل القدر حاضر دربار ہوئے ۔ اور حضور کے تخت نشینی کی تیاری ہوئی ۔ اُسوقت آپکی عمر شریف

تین برس آٹھ مہینے کی تھی۔ نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر حضور کو سفید لباس و دستار مع طرّہ زیب بدن کرکے گود میں لائے اور تخت نشین کیے۔ جب جناب عالیشان سانڈرس صاحب بہادر رزیڈنٹ نے فرمایا مبارک ہو۔ جلوس ہوتے ہی سلامی کی توپیں داغی گئیں اور خوشی کے نقارے بلند آوازہ ہوے۔ تمام امرائے حاضرین نے تہنیت کی نذریں پیش کیں۔ اور دربار میں یہہ قرار پایا کہ نواب مختار الملک بہادر مہمات سلطنت کے کفیل اور نواب امیر کبیر شمس الامرا بہادر تا سن شعور نائب حضور رہیں۔ نواب مختار الملک بہادر نے مقرر کردیا تھا کہ دستور قدیم کے موافق معززین امرا و اہل مناصب جمعداران وغیرہم روزانہ سلام مجرا کے لئے دولتخانہ پر حاضر ہوا کریں۔ حسب الحکم تمام حاضر ہوتے تھے۔ سلام و کورنش ادا کرتے تھے اور خود نواب صاحب امیر کبیر بھی تشریف لاتے تھے۔ آداب و کورنش بجا لاتے تھے اعلیحضرت کی خیر و عافیت استفسار کرکے رخصت ہوتے تھے۔ جب آپکی عمر شریف پورے چار سال کی ہوئی۔ تب آپکی تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر میں اس جشن کے چرچے کوچہ بکوچہ محلہ بمحلہ ہو رہے تھے۔ تمام اہالی دکن اس جشن کے سرپا مشتاق تھے۔ الحمد للہ کہ وہ زمانہ آیا مشتاقان جان نثار کی مراد بر آئی۔ اور تمام کی دعاؤں نے قبولیت کا اثر پایا۔

جشن تسمیہ خوانی و تعلیم کا ذکر

جب حضور چار برس کے ہوے۔ تسمیہ خوانی کی تیاری شروع ہوئی۔ شہر آرائش سے سجایا گیا۔ شہر کے تمام امرا و اہل مناصب ملازمین کو تورے و جوڑے تقسیم کیے گئے بتاریخ دہم شعبان ۱۲۸۷ھ ہجری بڑی عظمت و شان سے دربار منعقد ہوا۔ ارکان و الیت

و امرائے ریاست و علما و فضلا وغیرہ حاضر دربار ہوئے۔ تسمیہ خوانی کی رسم ادا ہوئی خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ ارکان دولت نے مبارکباد کی نذرین پیش کین پھر آپ کی تعلیم کے لئے جامع العلوم حضرت مولوی محمد زمان خان صاحب شہید ایک ہزار روپیہ ماہانہ سے مقرر کئے گئے۔ شہید مرحوم آپکو نہایت ملائمت و سہولت سے تعلیم فرماتے تھے۔ جب ساتھہ تاریخ ماہ ذیحجہ ۱۲۹۲؁ ہجری مین مولوی صاحب ایک مہدویہ افغان کے ہاتھہ سے شہید ہوئے۔ تب نواب مختار الملک مدار المہام نے بجائے شہید مرحوم برادر شہید مولوی مسیح الزمان خانصاحب کو مامور کیا۔ مولوی صاحب کے متعلق اور بہی مہمات محلات وغیرہ تھے بناءً علیہ مولوی صاحب نے حسب الاجازت مدار المہام اپنے دو مددگار ایک حافظ حاجی مولوی انوار اللہ صاحب قندہاری حیدرآبادی دوسرے مولوی محمد اشرف حسین صاحب سہسوانی کو مقرر فرمایا۔ یہہ دونون بزرگ اوقات معینہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور تعلیم دیتے تھے۔ لیکن تعلیم کی نگرانی مولانا کے سپرد تھی۔ اعلیحضرت کی طبیعت مین ذکاوت و فطانت خداداد تھی۔ آپ اردو فارسی مین ایسے مستعد ہوگئے کہ املا و انشا درست و صحیح لکھنے لگے۔ اور سنہ مذکورہ مین آپ کی انگریزی تعلیم کے لئے ولایت سے مسٹر کلارک صاحب بلائے گئے۔ اور آغا مرزا بیگ لمخاطب سرور جنگ سرور الدولہ سرور الملک دہلوی کو کلارک صاحب کا مددگار کیا۔ اور میرزا محمد علی بیگ المخاطب افسر جنگ افسر الدولہ افسر الملک بہادر بن میر ولایت علی بیگ افشار رسالدار نیزہ بازی و جمناسٹک لان ٹنس و کرکٹ و پولو وغیرہ فنون سپاہگری کے تعلیم کے لئے اور ٹیپو خان بہادر شہسوار سواری سکھلانے کے لئے۔ اور منشی مظفر الدین خان بہادر خوشنویس۔ و مرزا نصر اللہ خان بہادر

دولت یار جنگ وغیرہم مقرر کئے گئے۔ تمام اساتذہ آپ کو علوم وفنون کی تعلیم نہایت سہولت کے ساتھہ فرماتے تھے۔ آپ نہایت ہی ذہین وفہیم تھے سرعت کے ساتھہ علوم وفنون مین ترقی کرتے گئے۔ تائید آلہی سے فارسی وعربی وانگریزی وفن سپاہ گری مین ایسی لیاقت حاصل کی کہ آپ ہی اپنا نظیر ہوئے۔ تقریر وتحریر مین بھی بے نظیر۔ انتظام وتدبیر مین بدر منیر مین۔ اللھم زد فزد

آپکی جلوسی سواری کا ذکر

سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین آپ کی پہلی سواری جلوسی دستور قدیم کے موافق دار الامارۃ حیدرآباد سے نہایت تجمل وتزک شاہانہ کے ساتھہ برآمد ہوئی۔ تمام افواج عرب وحبشی وافاغنہ سوار وپیادہ جلوس مین ہمرکاب تھے۔ رعایا کا ہجوم کثرت سے تہا۔ در ودیوار پر تماشائیون کا مجمع تہا۔ تمام اپنے بادشاہ نونہال بلند اقبال کے دیدار سے خوش ہوتے تھے سواری کے مقابل ہوتے ہی تمام سرو کی طرح تعظیماً ایستادہ ہوتے تھے اور اپنے مالک کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور صدق دل سے دعا دیتے تھے آلہی اس روشن چراغ سلطنت کو تا ابد روشن رکھہ۔ سواری تجمل وشان کے ساتھہ فرمان باڑی عرف لالہ گوڑہ پہنچی۔ وہان تہوڑی دیر توقف کرکے مراجعت کی۔ مراجعت کیوقت رزیڈنسی کوٹھی مین اُترے۔ رزیڈنٹ صاحب نے استقبال کیا۔ کوٹھی مین تہوڑی دیر قیام کرکے رخصت ہوئے۔ وہان سے آکے محلسرا مین داخل ہوئے۔ آپ کی جدہ ماجدہ نے فقرا ومستحقین کو بیشمار صدقات دئے۔

دہلی کا سفر بتقریب جشن قیصری بعہد لارڈ لیٹن گورنر جنرل ہند

اعلیحضرت بتقریب جشن قیصری ۱۹ تاریخ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین مع نواب مختار الملک بہادر

وامرائے ریاست شاہانہ شان کے ساتھہ اسپیشل ٹرین پر سوار ہو کے دلی روانہ ہوئے
۴ تاریخ ذیحجہ سنہ مذکور مین دلی پہنچے۔ آپ کے پہنچتے ہی توپخانہ شاہی سے
۲۱ ضرب اتواپ سلامی سر ہوئین۔ دوسرے روز گورنر جنرل ہند بھی وارد ہوئے
نہم تاریخ ماہ ذیحجہ اعلیحضرت مع مختار الملک بہادر و امرائے دولت گورنر جنرل لارڈ
لیٹن صاحب کی ملاقات کے لئے گئے۔ لارڈ صاحب کے خیمہ گاہ مین پہنچتے ہی
۲۱ ضرب اتواپ سلامی شلک ہوئین۔ گورنر جنرل نے اعزاز و اکرام سے ملاقات کی
اعلیحضرت نے ایک عربی گھوڑا مع سازوسامان تحفہ دیا۔ ویسرائے نے منظور فرمایا
پھر آپ نے فرودگاہ پر مراجعت کی۔

۱۳ تاریخ ماہ مذکورہ مین نواب گورنر جنرل بہادر اعلیحضرت کے فرودگاہ پر بازدید کیلئے
تشریف لائے۔ توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب توپ سلامی شلک ہوئی۔ اعلیحضرت
گورنر جنرل سے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھہ ملے۔ تھوڑی دیر کے بعد ویسرائے
بہادر رخصت ہوئے۔

۱۴ تاریخ مذکورہ کو راجہ بنارس۔ و راجہ جیپور۔ و راجہ ریوان۔ و راجہ ہلکر والی اندور
اعلیحضرت کی ملاقات کے لئے آئے۔ آپ تمام سے حسن اخلاق و محبت کے ساتھہ ملے
تمام حضور کی ملاقات سے محظوظ ہوئے۔

۱۵ ذیحجہ سنہ صدر مین دربار قیصری منعقد ہوا۔ تمام راجے و مہاراجے و رؤسائے ہند
دربار مین رونق افزا ہوئے۔ اعلیحضرت بھی مع امرا پہنچے۔ اعلیحضرت کی کرسی
گورنر صاحب کے مقابل مین حضور کے داہنے بائین جانب امرائے آصفیہ۔ اور امرائے
آصفیہ کے بعد حسب مراتب راجگان و نوابان ہند تھے۔ لارڈ صاحب نے اسپیچ پڑھی

اُسکا خلاصہ یہہ ہے کہ (ملکہ کوئین وکٹوریہ نے قیصر ہند کا خطاب قبول فرمایا -)
جلسہ کے بعد توپخانہ شاہی سے سلامی کی توپین سرہوئین - جلسہ برخاست ہوا -
۱۹ ماہ مذکورہ کو بیگم صاحبہ والیہ بہوپال نے اعلیحضرت سے ملاقات کی - اعلیحضرت
حسن اخلاق سے ملے - تہوڑی دیر کے بعد رخصت ہوئی -
۱۲ ذیحجہ سنہ مذکورہ مین اعلیحضرت دہلی سے حیدرآباد روانہ ہوے - ۲۷ ذیحجہ
مع الخیر والعافیہ شہر حیدرآباد مین داخل ہوئے - اُسروز تمام رعایا و اہل شہر نے
بہت خوشی منائی - اسٹیشن سے شہر تک درودیوار نقش و نگار سے اراستہ
کئے تہے - جابجا کمانین ہنوائین تہی - سڑک کے دونون طرف سرخ سبز جہنڈیان
قائم کین تہین - اور راتکو تمام شہر مین روشنی کی گئی تہی - اعلیحضرت نے علما
وفقرا کو بیشمار انعام عطا کیا -

اعلیحضرت کا دورہ بطریق سیر رائیچور و گلبرگہ و اورنگ آباد

پندرہوین سنہ جلوسی مین اعلیحضرت مع نواب مختار الملک بہادر اول مع
مصاحبین ۲۷ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین گلبرگہ تشریف فرما ہوے -
گلبرگہ مین پہنچ کے قلعہ و تعمیرات قدیمہ کو دیکہہ کے تعمیرات جدیدہ جنکو نواب
اکرام اللہ خان المخاطب نواب یار جنگ بہادر نے تعمیر کی تہین - مثلاً گلزار حوض
بازار آصف گنج - و باغ گلشن وغیرہ دیکہکر اپنی خوشی کا اظہار فرمایا - اور
محبس کے دار الصنائع کو بہی ملاحظہ کیا - نواب یار جنگ نے آپکی تشریف آوری
کی تقریب مین شہر کو آرائش سے آراستہ کیا تہا - اور راتکو شہر مین روشنی
کی گئی تہی - آپ کی تشریف آوری کی بیحد خوشی منائی تہی - اور تین روز اعلیحضرت

گلبرگہ مین رونق افروز رہے۔ اور ۲۹ تاریخ ماہ مذکور مین تعلقہ ضلع و عدالت ضلع وخزانہ کا ملاحظہ فرمایا۔ دفاتر کی درستی وخزانہ کی حفاظت دیکھہ کے بہت خوشی ظاہر کی۔ پہر محبوب گلشن و چڑیا خانہ و مکان کلب کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی غرۂ ربیع الاول سنہ ۱۳۱۹ ہجری گلبرگہ سے اورنگ آباد روانہ ہوے۔ وہان رونق افزا ہوکے بزرگان سلف و اولیائے کرام و جد اعلی آصفجاہ اول مرحوم بانی ریاست آصفیہ و بادشاہ عالمگیر خلد مکان کی زیارت کی ہر ایک بزرگ کی درگاہ کے سجادہ و مجاورین کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا۔ اور بزرگون کے قبور پر غلاف چڑہائے اور اشرفیان نذر دین۔ علما و فقرا کو خیرات و صدقات سے ممتاز فرمایا۔ ۱۴ تاریخ اورنگ آباد سے مع الخیر والعافیت حیدرآباد مین داخل ہوئے۔ تشریف آوری کے روز اہل شہر نے بموجب سابق حسن عقیدت سے بہت خوشی منائی۔

اب وہ زمانہ قریب تہا کہ اعلیحضرت مہات سلطنت و اقتدارات و اختیارات ملکیت کی باگ اپنے اختیار مین لین۔ یکایک مختار الملک بہادر اول کی وفات حسرت آیات کا واقعہ پیش آیا۔ سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین ڈیوک آف میکلنرگ بطریق سیر حیدرآباد مین آیا۔ نواب مختار الملک بہادر نے آپکی دعوت کا اہتمام میر عالم کے تالاب پر کیا دعوت مین صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب و افسران فوجی بہی مدعو تہے اسی دعوت کے جلسہ مین یکایک وہی رات کو سوء ہضمی سے نوابصاحب کی طبیعت علیل ہوگئی۔ ڈاکٹری و یونانی معالجہ کیا گیا مگر کچہہ مفید نہین ہوا۔ آخر ۲۹ تاریخ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ ہجری بروز پنجشنبہ ساڑہے ساتہہ بجے شام کےوقت (۵۶) برس کی عمر مین عالم آخرت کو روانہ ہوئے۔ بروز جمعہ دس بجے میر دائرہ مین

مدفون ہوئے۔ اس وزیر نامور کی رحلت سے اہل دکن کو سخت رنج والم ہوا۔ اور اعلیحضرت
کو اس حادثہ عظیم کا نہایت ہی اندوہ غم ہوا۔ جب جنازہ مرحوم کا پورانی حویلی کیطرف
سے گذرا تو آپ جنازہ کو دیکھہ کے آبدیدہ ہوئے۔ مرحوم کے دونون فرزند زندہ درگور
تھے۔ جنازہ کے ساتھہ خلایق کا ہجوم تیس پچیس ہزار سے زیادہ تہا۔ شہر مین گھر گھر
کہرام مچگیا تہا۔ ہر ایک کوچہ و بازار مین محشر کا سما نمایان تہا۔ نوحہ و گریہ کا شور
و غل فلک الافلاک تک پہنچا تہا۔ مرحوم کے بعد راجہ نرہندر پرشاد بہادر منصرمانہ
مدارالمہامی پر مقرر ہوئے۔

سفر کلکتہ واقعہ سنہ ۱۳۰۱ ہجری

حسب الطلب وبسرائے گورنر جنرل لارڈ رپن صاحب سولہ تاریخ ماہ صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری
روز دوشنبہ شہر حیدرآباد سے کلکتہ روانہ ہوئے آپکے ہمرکاب امرائے ذیل تھے
[1] مہاراجہ پیشکار بہادر۔ [2] نواب شمس الامرا بہادر۔ [3] نواب وقار الامرا بہادر۔ [4] نواب ظفر جنگ
بہادر۔ [5] نواب میر لائق علیخان مختار الملک ثانی۔ [6] نواب میر سعادت علیخان
منیر الملک۔ [7] فخر الملک بہادر۔ [8] نواب اکرام جنگ بہادر۔ [9] نواب قدیر جنگ بہادر
[10] نواب سرور جنگ بہادر۔ [11] نواب افسر جنگ بہادر۔ [12] راجہ مرلی منوہر بہادر۔ [13] راجہ
گردہاری پرشاد بہادر۔ [14] نواب میر حشمت علی صاحبزادہ۔ و [15] نواب میر منور علی
صاحبزادہ۔ [16] حکیم الحکما میر وزیر علی صاحب۔ [17] ڈاکٹر صفدر علی صاحب۔
[18] سی کلارک صاحب بہادر۔ [19] ولکنس صاحب بہادر۔ [20] ڈالبس صاحب بہادر وغیرہ تھے
آپ ۲۰ تاریخ ماہ مذکور کلکتہ مین مع الخیر والعافیہ پہنچے۔ توپخانہ شاہی سے
۲۱ ضرب توپون کی سلامی ادا ہوئی۔ آپ گورنر جنرل بہادر ہند سے ملے

دیر تک باہم مکالمہ ہوتا رہا۔ گورنر جنرل بہادر آپ کی تقریر و حسن دیکھکے بہت خوش ہوے اور فرمایا کہ آپ تخت نشینی و حکمرانی کے لائق ہین۔ اللہ مبارک کرے۔ آپ ربیع الاخری مین تخت نشین کئے جائینگے۔ آپنے شکریہ ادا کر کے فرمایا آپ بہی حیدرآباد تشریف لائے۔ اور مجکو شرکت جلسہ تخت نشینی سے خوش کیجئے۔ گورنر بہادر نے خوشی سے آپکی دعوت قبول کی۔ زبان مبارک سے فرمایا مین ضرور حیدرآباد آونگا۔ دربار برخاست ہوا حضور رخصت ہوکے فرودگاہ پر آئے

۱۹ ماہ صفر سنہ مذکورہ مین محمد رحیم الدینخان و نصیر الدینخان حیدر میسوریہ۔ و جہانقدر مرزا محمد علی لکہنویہ و نواب عبد اللطیف خان بہادر سی ای اے نائبان صدر کمیٹی انتظامی و جماعت اسلامی مجلس مذاکرہ علمیہ کلکتہ بذریعہ ڈالسن صاحب بہادر اعلیحضرت سے ملے اور تہنیت نامہ خیر مقدم پیش کیا۔ آپنے اڈریس منظور کر کے سب کا شکریہ ادا کیا۔ اور حسب الحکم منجانب اعلیحضرت سرور جنگ بہادر نے اڈریس کا جواب نہایت محبت آمیز فقرات مین ادا کیا۔ بعد ازین جماعت مذکور رخصت ہوئی

۱۱ ربیع الاول سنہ مذکور مین اعلیحضرت کلکتہ سے مراجعت کر کے حیدرآباد مین مع الخیر آئے جس روز اعلیحضرت شہر مین داخل ہوئے۔ اُس روز شہر کا کوچہ و بازار رشک گلزار تہا اسٹیشن سے اعلیحضرت کے محلسرا تک سڑک کے دونون طرف سُرخ و سبز جھنڈیان آویزان کئے تہے اور چند کمانی دروازے بنائے تہے۔ رات کو روشنی بہی کی گئی تہی اس زمانہ مین روز نوروز اور رات شبرات تہی۔ یہہ تمام آرائش و تکلف اہالی شہر کیطرف سے تہا۔ سب نے کیا امیر و کیا فقیر آپ کی تشریف آوری کی خوشی حسن عقیدت و صدق محبت سے منائی تہی۔ اسوقت شہر کے در و دیوار سے یہہ مترشح ہو رہا تہا کہ دکن کی جا آیا

اپنے بادشاہ و ممالک کے ساتھہ کسقدر جان نثار و فرمان بردار ہے ۔

تشریف آوری لارڈ رپن گورنر جنرل ہند بتقریب جشن مسند نشینی اعلیحضرت اقدس خلد اللہ ملکہ ؛

۲۸ ربیع الاولی سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین لارڈ صاحب مع اپنی لیڈی صاحبہ کلکتہ سے جہاز پر سوار ہوکے برآمد ہوئے دوسری تاریخ ربیع الاخری سنہ مذکور مین مدراس پہنچے تیسری تاریخ ماہ مذکور دن کے بارہ بجے بذریعہ اسپیشل ٹرین حیدرآباد روانہ ہوئے اعلیحضرت کیطرف سے مہاراجہ نرسنہہ پرشاد بہادر منصرم مدار المہام و نواب میر لائق علیخان بہادر مختار الملک ثانی استقبالا رایچور تک گئے ۔ چوتھی تاریخ شام کے ساڑے چار بجے گورنر جنرل صاحب بہادر مع لیڈی صاحبہ حیدرآباد مین پہنچے ۔ لارڈ صاحب کے اُترتے ہی ۳۱ ضرب توپون کی سلامی سر ہوئی ۔ اعلیحضرت پانچ منٹ پہلے اسٹیشن پر پہنچ گئے تھے ۔ امیر کبیر و دیگر امرائے ریاست ہمرکاب تھے ۔ کل سولہ امرائے برگزیدہ ساتھہ تھے ۔ اول تعظیمی گارڈ نے سلام ادا کیا ۔ اور بینڈ بجنے لگا ۔ اعلیحضرت نے آگے بڑہکے ویسرائے و لیڈی صاحبہ سے ہاتھہ ملایا ۔ ویسرائے نے اعلیحضرت سے ملنے کے بعد امرا سے مصافحہ کیا ۔ پھر چوکڑے پر سوار ہوکے لوال روانہ ہوئے ۔ ۶ ربیع الثانی سنہ صدر مین دن کے چار بجے لارڈ صاحب مع چند یورپین معززین اعلیحضرت کی ملاقات بازدید کے لئے محلسرائے آصفی مین رونق افزا ہوئے ۔ الوال سے محلسرا تک سڑک پر کوتوالی کا کمال انتظام تھا کوئی آمد و رفت نہین کر سکتا تھا ۔ پولس کا انتظام عمدہ تھا ۔ محمد عنایت حسین خان بہادر کوتوال و محمد رستم علیخان نائب صدر مہتمم کوتوالی و دیگر افسران فوجی اہتمام و انتظام مین سرگرم تھے ۔ جب ویسرائے بہادر محلسرائے آصفیہ مین

داخل ہوئے توپخانہ آصفی سے ۳۱ ضرب توپونکی سلامی ادا کی گئی - اعلیحضرت نے دروازہ تک استقبال کیا - گورنر صاحب نے اعزاز کے ساتھہ ملاقات کی تہوڑی دیر کے بعد قیام گاہ پر مراجعت کی -

جشن مہتابی یعنی راتکو لارڈ صاحب و معززین یورپین و امرا کی دعوت کا جلسہ

جشن مسند نشینی کے روز راتکو جناب گورنر جنرل ہند لارڈ رپن صاحب بہادر و گورنر مدراس و کمانڈر انچیف بہادر ہند و غیرہم معززین یورپین و امرائے ریاست کی دعوت کی تیاری شروع ہوئی - دیوان عام مین فرش زرین و قالینہائے رومی و فرنگی و ایرانی بچہائے گئے دیوارون و دروازون پر زربفت و کمخواب کے پردے لٹکائے گئے - اور چہت رنگین و زرین طلسون سے آراستہ کیا گیا - اور کرسیان طلائی و نقرئی اور کوچ جنپر زربفت و مخمل کے گدے و تکئے تہے ترتیب سے جمائے گئے - اور روشنی کے لئے بلورین جہاڑ و فانوس لالٹین و جہومر آویزان کئے گئے - اور دیوارون پر دیوارگیریان لگائی گئین - تمام شہر مین باشندگان شہر نے جوش مسرت و حسن عقیدت سے اپنے گہرون مین خوب روشنی کا انتظام کیا تہا - چار منار پر چارون طرف دو دو قندیلین بجلی کی روشنی کی تہین - افضل گنج کے پل سے لوال تک تقریباً پانچ کوس کا فاصلہ ہے برابر رستہ مین دو طرفہ گلاسون کی روشنی کی گئی تہی - شام ہوتے ہی روشنی کیگئی کثرت روشنی سے رات دن معلوم ہوتی تہی - اور گلزار حوض مین جو فوارے چہوٹتے تہے اہل نظر اوس سے وجد کا لطف مزہ پاتے تہے - دربار عام مین نہایت ترتیب پسندیدہ کے ساتھہ کہانے میز پر چنے گئے تہے - شاہی باورچیخانہ مین اقسام اقسام کے کہانے ہندی و انگریزی تیار کئے گئے تہے - قریب آٹھہ بجے گورنر جنرل بہادر و گورنر مدراس

و کمانڈر انچیف بہادر ہند وغیرہم معززین یورپین و امرائے دولت بادشاہی محل مین رونق افزا ہوئے۔ قریب دس بجے کہانے سے فارغ ہوئے۔ پہر آتش بازی شروع ہوئی۔ انواع انواع کی آتشبازی چہوڑی گئی۔ اسکے بعد اعلیحضرت نے ویسرائے بہادر کو پہولون کا ہار پہنا کر عطر دیا۔ قریب بارہ بجے جلسہ برخاست ہوا۔ گورنر جنرل بہادر وغیرہم رخصت ہوئے۔ اس مجلس دعوت مین دو سو دعوتی تہے۔

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے حکمرانی کا جشن

ساتوین تاریخ ربیع الثانی بروز سہ شنبہ صبح کیوقت سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین عظمت وشان کے ساتہہ مسند نشینی کا جشن منعقد ہوا۔ تمام شہر آرائش سے سجایا گیا تہا سڑک پر دونون طرف سرخ و سبز جہنڈیون کے پہریرے لہرا رہے تہے۔ اور ہر طرف خوشی کے نقارے بج رہے تہے۔ دارالامارت مین ایک طرف حبشیون کا رسالہ دوسرے طرف جمعیت بیسرم کا گروہ دو رویہ ترتیب کے ساتہہ صف بستہ آراستہ و پیراستہ کہڑے تہے۔ بیرون محلسرا سڑک پر جمعیت باقاعدہ ورسالہ سوار و پیادہ حسن ترتیب سے دو طرفہ قیام پذیر تہے۔ افسران کوتوالی نے ہر طرف ناکہ بندی کر دی تہی۔ سڑک پر میانہ و بگی و سواری کا گذرنا دشوار تہا۔ بلکہ پیدل بہی روکے جاتے تہے۔ ہر طرف تماشائیون کا ہجوم تہا۔ سڑکون پر پانی چہڑکا گیا تہا۔ اُسوقت شہر کیا تہا ؟ رشک ارم تہا۔ در و دیوار سے سور و سرور کا عالم نظر آتا تہا۔ کوچہ و بازار مین نور علی نور دکہائی دیتا تہا۔ حسب الحکم اعلیحضرت نواب جان نثار جنگ نے دو سو جوان باقاعدہ بیسرم کی جمعیت سے بطرز جدید سلامی ادا کرنے کے لئے مع بیانڈ بیرونی گیٹ کے روبرو ایستادہ کیا تہا۔ دربار آراستہ ہونے کے بعد اعلیحضرت و تمام لارڈ صاحب کے منتظر تہے

یکایک ٹہیک دس بجے صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب مع سپہ سالار ہند آئے۔ اور
سوا دس بجے سپہ سالار مدراس مع لیڈی صاحبہ و اسٹاف۔ بعد ازان گورنر صاحب
مدراس مع لیڈی صاحبہ و اسٹاف۔ پہر چند منٹ کے بعد لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل
ہند چوکڑے پر سوار مع دو سو سوار و توپخانہ شاہی آئے۔ جب دار الامارہ مین پہنچے تب
اعلیحضرت مع امرائے عظام استقبال کے لئے بگی تک آئے۔ مصافحہ کرکے اپنے ساتہہ
محل شاہی مین لائے۔ حاضرین دربار تمام تعظیماً کہڑے ہوگئے۔ توپخانہ آصفی سے
۳۱ ضرب کی سلامی ادا ہوئی۔ اعلیحضرت و گورنر جنرل بہادر مطلا کرسیون پر رونق افروز
ہوئے۔ اور ارکان دولت حسب مراتب کرسی نشین ہوئے۔ ابہی پانچ منٹ نہین گذرے تہے
کہ گورنر جنرل بہادر کہڑے ہوئے۔ تمام حاضرین دربار بہی کہڑے ہوگئے۔ اولا
لارڈ صاحب نے مختار الملک بہادر مرحوم کے طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ افسوس یہ جلسہ ایسے
شخص سے خالی ہے جو اسکی تمنا مین گذر گیا۔ سرکار انگریزی کا محسن و سرکار نظام کا
خیرخواہ تہا۔ ثانیاً فرمایا رعایا کو بادشاہ کی طاعت مین ہر وقت مستعد رہنا چاہئے
اور بادشاہ کو رعایا پر ایسی شفقت رکہنی چاہئے۔ جیسے والدین اپنی اولاد کے ساتہہ
مگر انصاف اس شفقت کا جزء اعظم ہے۔ الخ یہہ اسپیچ طویل ہے۔ آپکے تاریخی حال مین
گذارش کیجائیگی۔ لارڈ صاحب اسپیچ تمام کرکے بیٹہہ گئے۔ ایک یورپین افسر نے کہڑے ہوکے
اسپیچ کا پورا ترجمہ فارسی زبان مین حاضرین دربار کو سنایا۔ مختار الملک بہادر مرحوم کا
افسوس سنکے حاضرین و اعلیحضرت کو بہت رقت ہوئی۔ اللهم اغفر له
ترجمہ ختم ہونے کے بعد اول لارڈ صاحب کرسی سے اُٹہے۔ پہر حضور بہی کہڑے ہوئے
اعلیحضرت کو مسند کے جانب لیگئے اور حضور کی کمر مین تلوار باندہ کر فرمایا۔ کہ آپکو ملکہ معظمہ قیصر ہند

کے طرف سے سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوئے ۔ مبارک ہو۔ تمام یورپین لیڈیون نے آپکے پاس جاکے درجہ بدرجہ مبارکباد دی۔ پہولون کے ہار و عطر دان تقسیم کئے گئے

اعلیحضرت کی تقریر

اعلیحضرت نے لارڈ صاحب کے جواب مین کہڑے ہوکے فرمایا۔ مین نہایت خوش ہون کہ مجھے حیدرآباد مین آپ کے خیر مقدم کا موقع ملا۔ اگر آپ میری مسند نشینی مین شریک نہوتے تو مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا۔ بیشک یہ شرف ہمکو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپ کو اس ریاست کی بہبودی کا بہت خیال ہے۔ اور مجھسے آپ کو ذاتی محبت ہے۔ یہ امر خوب ثابت ہوگیا۔ اور مین کبھی نہ بہولونگا۔ آپ دونون صاحب کہ گورنر جنرل بہادر۔ اور گورنر مدراس کہ یقین جانین کہ مین دونون کے احسان کو خوب سمجھتا ہون اور توقع رکہتا ہون کہ آپ میری دلی شکرگزاری کو کہ آپنے میرے لئے اتنے سفر دور دراز کی زحمت اُٹھائی۔ اور یہانتک قدم رنجہ فرماکے میری مسند نشینی کی رسم مین شریک ہوکر مجھے شرف اندوز کیا۔ کہ قبول فرمائینگے۔ میری حکمرانی مین آئندہ کیلئے یہہ اچھا شگون ہوا۔ اور مین خوشی سے تسلیم کرتا ہون کہ وہ اتحاد جو مابین سرکار انگریزی اور میرے بزرگون کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہوگیا۔ اور جو نصیحتین آپنے براہ شفقت مجھے کی ہین۔ مین اُنکو بڑی خوشی کے ساتھہ قبول کرتا ہون۔ اور ہمیشہ کوشش کرونگا کہ اُن معاملات مین جنکو اس ملک کی بہبودی اور ترقی سے تعلق ہو۔ آپسے اور سرکار انگریزی سے جسکے آپ ایک معزز سردار ہین صلاح لیا کرونگا۔ اور مین یقین کرتا ہون کہ اُن باتون کے خیال رکہنے مین میرا اور میری رعایا دونون کا فائدہ متصور ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ آپ جہانتک ممکن ہو جلد میرے اتحاد و وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہنچائینگے۔ اسکے بعد جلسہ

برخاست ہوا۔ اور گورنر جنرل صاحب وغیرہم رخصت ہوئے۔ پہر دو بجے امرائے عظام
وارکان دولت نے نذرین پیش کین۔ اور خطابات و مناصب سے سرفراز ہوئے۔
نواب میر لایق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب خدمت وزارت و ہفت عدد
جواہر سے سرفراز فرمایا۔ اور میر سعادت علیخان بہادر کو غیور جنگ شجاع الدولہ خطاب و خلعت
و جواہرات سے ممتاز۔ اور راجہ نرسندر بہادر کو مہاراجہ خطاب و منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار
سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار۔ اور نواب ظفر جنگ کو شمس الدولہ۔ و نواب امام جنگ
کو خورشید الدولہ اصل و اضافہ و منصب چار ہزاری و نہ ہزار سوار۔ علم و نقارہ

اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے شکار کا ذکر

اعلیحضرت کے مزاج مین قدرتی چستی و چالاکی ہے۔ فن سپاہگری سے آپ کو خاص طور سے
مناسبت و دلچسپی ہے۔ بندوق کی نشانہ زنی مین بے نظیر۔ اور نیزہ اندازی و سواری
اسپ مین بہی ممتاز ہین۔ جمناسٹک و پولو و لان ٹینس و چوگان بازی وغیرہ مین فرد فرید ہین
نشانہ زنی مین کبہی خطا نہین کرتے۔ شکار کے شائق ہین آپنے اکثر شیرون کو شکار
کیا ہے۔ اور آپ جفاکش و قوی دل ہین۔ شکار کیوقت اکثر جنگل و پہاڑیون مین گرما کے
موسم مین شکار کے تاک مین ایسے جمے رہے ہین کہ بہوک و پیاس کی کچہہ پروا نہین کی بعض
مصاحبین تن پرور گرما کے موسم مین مضطرب الحال ہوتے تہے۔ لیکن اعلیحضرت کے خوف سے
دم نہین مار سکتے تہے۔ اعلیحضرت کی دلیری و جفاکشی دیکہہ کے چار و نا چار جفاکش و دلیر بنجاتے تہے
اکثر اوقات شکار کو گئے ہین۔ اور ہر ایک وقت مین متعدد شکار کئے ہین۔ آپنے شکار کے
موقع مین مظلومین کی دادرسی بہی کی ہے۔ آپ کی طبیعت عالی مین انتظام سلطنت کا
جوش اور ملک کی آبادی اور رعایا کی آسودگی کا ولولہ موجزن ہے۔ آپکا شکار کیلئے برآمد ہونا

گویا رعایا کی دادرسی کرنا ہے۔ ظاہر مین شکار کا نام تہا لیکن واقع مین ملک کی بہتری ورعایا کی آسودگی مطلوب ہوتی تہی۔ چنانچہ آپ سولہ تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین بروز سہ شنبہ شکار گاہ موضع میلواڑہ کے طرف مع صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر و نواب مختار الملک ثانی و نواب افسر جنگ بہادر و نواب محبوب یار جنگ بہادر مع خدم وحشم روانہ ہوئے۔ صبح کیوقت نانڈگی کے اسٹیشن پر سواری پہنچی۔ پہر وہان سے بسواری اسپ خاصہ خیمہ گاہ موضع مذکور مین رونق افروز ہوئے۔ وہان پہنچتے ہی اعلحضرت شکار گاہ کے طرف متوجہ ہوئے۔ اور ایک شیر کو ضرب بندوق سے مارڈالا۔ اُسی روز رستہ مین ایک مقام پر رعایا نے استغاثہ پیش کیا۔ آپنے مستغیثین کی درخواستین لے لین اور مدار المہام کو اُن مظلومین کی دادرسی کے لئے ہدایت کی جب شام کو صاحب عالیشان رزیڈنٹ صاحب بہادر بارگاہ آصفی مین باریاب ہوئے اور حضور کی سلامتی کا جام نوش فرمایا۔ اور کہڑے ہوکر مبارکباد دی اور فرمایا بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلحضرت نہ صرف شکار کے لئے برآمد ہوئے ہین بلکہ شکار کے ساتہہ ملک کی رفاہیت کے طرف بہی توجہ فرماتے ہین۔ مجہے امید قوی ہے کہ جب سواری مبارک شکار گاہ مین رونق افروز ہوگی۔ جسقدر حضور شیرونکا شکار فرمائینگے اُسیطرح ملک کی شکایتین بہی دور ہو جائینگی۔ اور مین زیادہ اسبات کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ شکار گاہ مین شکار سے محظوظ ہوا۔ اور حضور کی مہمانی و مدارات سے آرام پایا۔ انتہی کلام اعلحضرت نے رزیڈنٹ صاحب کے طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین بہی مشکور ہون کہ آپ نے میری صحت کا جام نوش فرمایا۔ اور مبارکباد دی۔

سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین بذریعہ لارڈ رپن صاحب گورنر جنرل ہند ملکہ معظمہ قیصر ہند کیطرف سے

اعلیحضرت کے لئے جی نائٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیا کی خطاب آیا۔ بارگاہ عالی مین خریطہ پیش ہوا۔

کونسل آف اسٹیٹ کا ذکر

بتاریخ سلخ ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۰ ہجری مین اعلیحضرت نے کونسل آف اسٹیٹ قائم کی پہلا جلسہ پرانی حویلی راحت محل مین ہوا۔ میر مجلس حضور پرنور ہوے۔ اور ارکین مندرجۂ ذیل قرار پائے۔

نواب[1] سالار جنگ منیر الدولہ مدار المہام۔ راجہ راجایان[2] مہاراجہ نریندر پرشاد بہادر نواب شمس[3] الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر۔ نواب[4] بشیر الدولہ امیر اکبر آسمان جاہ بہادر نواب[5] وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر۔ نواب[6] شمشیر جنگ بہادر۔ نواب[7] شہاب جنگ افتخار الملک بہادر۔ نواب[8] فخر الملک بہادر۔ مولوی[9] سید حسین صاحب عماد الملک معتمد[10] مجلس

اعلیحضرت میر مجلس نے اجلاس فرماکے ارکین مع صفوف کے روبرو زبان مبارک سے فرمایا کہ آج شاید حیدرآباد کی تاریخ مین یہ اول روز ہے کہ یہان کے امرا بالاتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کامون مین مدد دینے کے لئے جمع ہوئے ہین۔ میری بڑی خوشی و آرزو تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو جائے۔ مجھے امید قوی ہے کہ جن امرا کو مین نے انتخاب کیا ہے اُنسے مجھکو اور میرے ملک کو بہت مدد ملیگی۔ اور مین یہہ بھی امید رکھتا ہون کہ آپ لوگ اپنے ذاتی اغراض کو سرکاری امور مین راہ نہ دینگے۔ اور سب ملکر بالاتفاق کام کرینگے۔ آپ لوگ اگر چاہین تو اپنے ملک کی بہت بہتری کر سکتے ہین۔ اور ملک کی بھلائی گویا میری بھلائی اور عین آپکی بھلائی ہے۔ اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمے مین نیک نیتی اور خیر خواہی کے ساتھہ آزادانہ رائے دینگے۔ آپ لوگ

یقیناً جانیں کہ مجھے ہر فرقے اور ہر گروہ کی رعایت مدنظر ہے۔ میں نہیں چاہتا ہوں کہ کسی کے واجبی حقوق تلف ہو جائیں۔ میں سرکار اور رعایا دونوں کے حقوق کی یکساں حفاظت کرونگا۔ اور ہر مہینے میں دوبارہ پنجشنبہ کے روز کونسل منعقد ہوا کریگی انتہی کلامہ۔

نواب شمشیر جنگ بہادر نے اجازت کے بعد عرض کیا۔ آج بڑا دن مبارک ہے۔ آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدردان جوہر شناس خداوند نعمت کو خدا تعالی نے ہمارا سردار کرکے ہمارے سروں پر اُنکا سایہ ڈالا ہے۔ اب ہمارے جوہر کھلیں گے۔ اور ہماری قدردانی ہوگی۔ اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

مجلس انتظامی صرف خاص کا انعقاد

حسب الحکم اعلیحضرت غرہ محرم ۱۳۰۳ ہجری میں مجلس انتظامی صرفخاص منعقد ہوئی اُسکے میر مجلس سی کلارک صاحب بہادر و نائب میر مجلس نواب اکرام جنگ بدر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر۔ اور معتمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب ہوئے صرف خاص کے تعلقات کے مخارج ومداخل کا انتظام اسی مجلس کے متعلق کیا گیا۔ مگر تھوڑے ہی روز کے بعد مجلس برخاست ہوگئی۔ اور مولوی سید عبد الرزاق صاحب المخاطب بہ آصف نواز الملک بہادر خدمت معتمدی صرف خاص پر مقرر ہوئے۔ صرفخاص کا کل انتظام معتمد صاحب کے سپرد ہوا۔ مولوی صاحب تا بہ زندگی انتظام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ صرف خاص کا انتظام بدستور قدیم جو معتمد مقرر ہو اُسیکے تفویض ہوتا ہے

اعلیحضرت کا سفر نیلگری

اعلیحضرت تبقریب تبدیل آب وہوا۔ رجب ۱۳۰۳ ہجری نیلگری کی طرف روانہ ہوئے

آپ کے ہمراہ امرائے ذیل تھے۔
اعظم الامرا[۱] امیر اکبر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ بہادر۔ نواب[۲] عماد نواز جنگ بہادر
منیر[۳] نواز جنگ بہادر۔ و عماد[۴] الملک بہادر۔ و محبوب[۵] یار جنگ بہادر۔ و نواب[۶] افسر جنگ بہادر
و حکیم[۷] الحکما بہادر۔ و فتح[۸] نواز جنگ بہادر۔ و آغا[۹] سید علی شوستری۔ و راجہ مرلی منوہر بہادر
وغیرہم تھے۔ تقریباً دو مہینے وہاں بسر کرکے سولہ تاریخ ماہ رمضان سنہ مذکور میں واپس آئے

اعلیحضرت کا سفر مدراس کیطرف

اعلیحضرت۔ لارڈ ڈفرن گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے لئے ۲۴ تاریخ جمادی الاولی
سنہ ۱۳۰۵ ہجری میں مع نواب مختار الملک بہادر مدار المہام۔ و صاحب عالیشان رزیڈنٹ
صاحب و نواب شمس الامرا امیر کبیر خورشید جاہ بہادر۔ و نواب وقار الامرا بہادر۔ و نواب
عماد الملک بہادر۔ و نواب افسر جنگ بہادر۔ و نواب محبوب یار جنگ بہادر۔ و مختار یار جنگ بہادر
و منیر نواز جنگ وغیرہم مدراس روانہ ہوئے۔ ۲۵ تاریخ ماہ مذکور روز سہ شنبہ مدراس میں
مع الخیر پہنچے۔ پندرھوین پلٹن کے سو جوان تعظیماً مع بہاند و نشان اسٹیشن پر کھڑے ہوے
تھے۔ اعلیحضرت کے پہنچتے ہی ۲۱ ضرب توپ سلامی کی سر ہوئین۔ اور تعظیمی گارڈ نے سلامی
ادا کی۔ اعلیحضرت ریل سے اُتر کے بیگم صاحبہ زوجہ نواب کرناٹک کے عمدہ باغ میں
فروکش ہوئے۔ دوسرے روز مع وزیر و چند امرائے دولت گورنر جنرل بہادر کی ملاقات
کے لئے گورنمنٹ ہوس میں تشریف فرما ہوئے۔ گورنمنٹ ہوس میں ۲۱ ضرب سلامی
کی توپین شلک ہوئین۔ ملاقات کرکے فرودگاہ پر واپس آئے۔ اُسی روز شام کے
ساڑھے پانچ بجے گورنر جنرل بہادر بھی فرودگاہ پر بازدید کی ملاقات کے لئے آئے
ملاقات کرکے رخصت ہوئے۔ ۲۷ جمادی الاخری سہ پہر کے وقت حضور نے لیڈی صاحبہ

ڈفرن سے ملاقات کی۔ اور ۲۸ جمادی الاول دن کے گیارہ بجے اعلیحضرت نے
گورنر صاحب مدراس سے ملاقات کی اُسی روز شام کے ۴ بجے گورنر صاحب مدراس
عمدہ باغ میں آئے۔ اور حضور سے بازدید کی ملاقات کی۔ مدراس میں سرکار انگریزی
و اہل سلام نے حضور کی بے انتہا مدارات و تعظیم کی۔ اور وہان سے اہل اسلام اہل صنائع نے
تہنیت نامے پیش کئے۔ حضور نے اُن کے جواب مین فرمایا **وھو ھذا**
مین بہت مسرور و خوش ہوا۔ کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی و حسن عقیدت
ظاہر کی ہین۔ مین اُنکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ یہان کم اقامت کی
بہت خوشنما یادگار اپنے ہمراہ لیجاؤنگا۔ انتہی کلامہم۔
آپنے مدراس مین پانچہزار روپیہ کمشنر پولس کے ذریعہ سے غربا و فقرا پر تقسیم کیا۔
۲۸ جمادی الاول عمدہ باغ مین کثرت سے روشنی ہوئی۔ اور کثرت سے آتشبازی
چھوڑی گئی۔ بیگم صاحبہ نے اعلیحضرت کی ضیافت تکلف و تجمل سے کی۔ گورنر جنرل ہند
۲۷ ماہ مذکور کلکتہ گئے۔ بتاریخ سلخ جمادی الاول اعلیحضرت مع مصاحبین حیدرآباد
روانہ ہوئے۔ غرہ جمادی الثانی کو مع الخیر والعافیہ دارالریاست مین پہنچ گئے۔
امرائے ریاست و جمعیت استقبال کیلئے اسٹیشن پر حاضر تھے۔ پولس کا انتظام درست تھا

اعلیحضرت کے شمائل و مشاغل

آپکے فضائل و شمائل پسندیدہ بیشمار ہین۔ اگر پورے پورے لکھین جائین تو کتاب
ایک دفتر ہو جائے بنابرین مین قلیلے از کثیرے و عشرے از عشیرے مجملاً بطور گوشوارہ گزارش کرتا ہون
آپ جب تخت نشین ہوئے۔ اور ممالک کے انتظام کی باگ اپنے دست قدرت مین لی
نظم و نسق کے مہمات کو مختارانہ کرنے لگے تو ریاست کی درستی و رعایا کی بہتری مین ہمہ تن

مصروف ہوئے۔ اُسوقت سے ابتک برابر رفاہ عام کو مدنظر رکھتے ہین۔ خلائق کی داد رسی مین توجہ فرماتے ہین مستحقین کے حقوق خواہ اہل اسلام خواہ اہل اصنام سے ہون برابر ادا کرتے ہین۔ اور ہر ایک فریق کو درجۂ مساوات مین رکھتے ہین۔ معاملات مین تو سیدھا کا طریق ملحوظ رہتا ہے۔ افراط و تفریط سے منزلون دور رہتے ہین۔ دادخواہون کی داد و فریاد سنتے ہین مظلومون کو ظالمون کے پنجہ سے بچاتے ہین۔ آپ ہی کے عدل و انصاف و بذل و الطاف کی برکت ہے کہ تمام اہل دکن خوشحال و فارغ البال ہین۔ آپکے سایۂ ہمایون پایہ مین آرام سے زندگی بسر کرتے ہین۔ ہر ایک فرد بشر شکر گزار ہے۔ کوئی شاکی نہین۔ آپ کی ذات بابرکات فضائل حمیدہ و شمائل پسندیدہ سے موصوف ہے۔ عدالت و حکمت و شجاعت و سخاوت مین معروف ہین۔ اگر مین آپکو نوشیروان عادل و لقمان حکیم و رستم زال و حاتم و معن بن زائدہ و اسخیائے برامکہ سے تمثیل کرون تو یہ مری تمثیل و تشبیہ بیجا ہوگی۔ ہان اگر یہہ کہون کہ آپ مجسم عدل و حکمت و ممثل شجاعت و سخاوت مین تو بیجا نہ ہوگا۔ آپ ابر کرم و بحر سخاوت ہین آپکے خوان نعمت و آب رحمت سے سیراب و شاداب ہین کیون نہون آپکے نسب کا سلسلہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملتا ہے۔ اور شیخ کا سلسلہ حضرت امیر المومنین ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے بزرگان سلف کی برکت سے آپکے خاندان مین اکثر صاحبان علم و عمل و اہل اللہ تکمیل کئے ہوئے ہین علم و فضل اور ہدایت خلق و افادۂ عوام الناس آپکے خاندان کی موروثی فطرتی صفت ہے نسلاً بعد نسلٍ یکے بعد دیگرے علم و فضل و معرفت و ہدایت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوتے رہے۔ اسیطرح حکمرانی و ملک کشائی کی صدارت پر صدر نشین۔ چنانچہ خواجہ عابد مخاطب بشیخ الاسلام بخارا مین سبحان قلی خان بن نذر محمد خان والی بلخ و بخارا کے

عہد مین ظاہراً صدر عدالت و باطناً مسند نشین رشادت تھے۔ یعنی قلوب خلائق پر حکمرانی کرتے تھے۔ اور حضرت عزیزان عالم شیخ پدر بزرگوار خواجہ موصوف کی زیادہ توجہ خلائق کی ہدایت اور خالق کی عبادت کے طرف تھی مدۃ العمر با صفت ہدایت مین مشغول رہے بلخ و بخارا سمرقند و تاشقند کے ترک و ازبک آپکے معتقد تھے۔ خوانین و ترا کمہ آپکے آستانہ مبارک کو سجدہ گاہ سمجھتے تھے۔ آپکی خانقاہ انبیا مین دو ہزار سے زیادہ مریدین تہجد گزار رہتے تھے۔ اور حضرت عزیزان مومن شیخ پدر عزیزان درویش شیخ وغیرہم مرتاض و مرجع خاص و عام تھے۔ مین نے آپکے بزرگان سلف کے حالات سلسل و واقعات مفصل محبوب فی المنن تذکرہ اولیائے دکن کے مقدمہ مین لکھے ہین۔ تذکرہ زیر طبع ہے۔ اس تذکرہ کے طبع ہونیکے بعد مطبوع ہوگا۔ شائقین خاص اعلیحضرت قدر قدرت اُسکے ملاحظہ سے بہت خوش ہون گے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت کی بھی ہی شان ہے۔ جو بزرگان سلف کی تھی۔ ظاہر کیطرف آپکا میلان خاطر زیادہ ہے۔ مقتضائے حال بھی اسی میلان کا طالب ہے۔ آپکی طبیعت و فطرت مین اصلی میلان مطلق ہے۔ وقتاً فوقتاً باطنی میلان بھی کرسی ظہور پر جلوہ نما ہو جاتا ہے۔ آپ حسن عقیدت و ارادت و اخلاق و مروت و استقلال و ہمت۔ دلیری و جرأت سیرت و صورت مین بزرگان سلف کے قدم بقدم ہین آپ کے رگ و پی مین بلخ و سمرقند کی آب و ہوا کا اثر پایا جاتا ہے۔ اور آپکے چہرے مہرے سے بخارا و تاشقند کی شان نمایان ہوتی ہے۔ انہین بزرگان سلف کے خصائل و شمائل سے ہے کہ آپ مشائخ و اہل اللہ سے حسن اعتقاد رکھتے ہین۔ اور حسن ارادت سے ملتے ہین انکی تعظیم و تکریم مین کوئی بات فروگذاشت نہین فرماتے۔ فی زماننا مشیخت و مشائخ عنقا صفت ہین۔ جو اہل اللہ ہین وہ گوشۂ گمنامی مین ہین۔ اور پیران مرید طلب و مریدان پیر طلب کو

خوب پہچانتے ہین - ہر ایک کے جوہر کو امتحان کی کسوٹی پر پرکھتے ہین - کھرے کھوٹے کو
خوب سمجھتے ہین - آپ نقاد انسان ہین انسان کے نقد انسانیت کو اچھی طرح سے
آزماتے ہین - بھلے برے مین تمیز کر لیتے ہین - مگر باوجود تمیز کسیکی پردہ دری نہین فرماتے
اور کسیکی تعظیم و تکریم مین فرق نہین کرتے - آپکا حلم و وقار آفرین و تحسین کے لائق ہے
آپکی قوت فیصلہ ایسی مستقل ہے کہ فی الفور معاملۂ فیصلہ طلب کا تصفیہ کر دیتے ہین
اور منتظرہ حالت مین نہین رکھتے - اور استقلال کے راستہ سے کبھی نہین ہٹتے - اور
حکم آپکے قلم عطار رقم سے جاری ہوتا ہے وہ کبھی رد نہین ہوتا - گویا وہ قلم تقدیر ہے
کسی کے مٹانے سے نہین مٹتا - سنا گیا ہے کہ بعض اوقات آپنے کسی مشائخ یا سائل
کی عرضداشت وظیفہ پر بجائے سو ہزار لکھدیا - اہل دفتر نے عرض کیا - بجائے سو ہزار
ہوگئے کیا ارشاد ہوتا ہے ؟ آپنے فرمایا جو کچھ ہوا درست ہے ہمارا حکم حکم مبرم ہے - ہزار ہی
جاری کیا جائے - اور بھی اسی قسم کی بہت سی اچھی حکایتین ہین - آپکے تاریخی واقعات مین لکھونگا

آپ کی قدردانی ارباب علم و ہنر

آپ علم دوست و ہنر پرور ہین - آپکی قدردانی و مہمان نوازی کی شہرت نے اکثر عجم و عرب
و ترک و یورپ کے ارباب علم و ادب کو ریزہ کر دکن مین کھینچ لایا - اور آپکے خوان کرم سے ہر ایک
مستفید و سیراب ہوا - آپ علما و شعرا و حکما کی بہت قدر کرتے ہین - اور مشائخین سنجیدہ کو
کو بھی بیحد دیتے ہین - ملک دکن فی زماننا دار العلوم و الفنون ہوگیا ہے - بلحاظ آسائش
و آرام غربائے امصار و دیار کے لئے دار الامن و الامان بنگیا - آپ ہی کی قدردانی
و جوہر شناسی کی برکت ہے کہ شہر کے ہر ایک کوچہ و بازار مین جابجا مدرسے و شفاخانے و شعرا کے
جلسے قائم ہین - کہین فقہ و حدیث کا درس - کہین تشخیص مزاج و علاج کا ذکر - کہین

قافیہ وردیف کا چرچا ہو رہا ہے۔ مساجد و خانقاہوں میں ذکر بالجہر و بالخفی کا بازار گرم ہے

آپ کی شعروشاعری کا ذکر

چونکہ اس تذکرہ میں آپ کی شعروشاعری کا ذکر مقصود بالذات ہے۔ میں نے جو کچھ آپکے حالات تفصیلی کا ایک مختصر و مجمل گوشوارہ گویا مشتے نمونہ از خروارہ ہے۔ میں نے آپکے تفصیلی حالات محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ میں شرح وبسط کیساتھ گزارش کئے ہیں وہ ابھی طبع نہیں ہوا ہے۔ زیر طبع ہے قریب میں اشاعت کے زیور سے آراستہ ہوکے جلوہ نما ہوگا۔ بناءً علیہ اب یہاں شعروشاعری کا ذکر واجب ولازم ہے گزارش کرتا ہوں۔ **وھوھذا**۔

جب آپ سن شعور کو پہنچے اور تخت نشین ہوئے۔ ملکی انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور خلائق کی آسائش وآرام کی فکر کرنے لگے۔ فطرۃً وقدرۃً آپکی طبیعت میں شعروشاعری کا جوش موجزن تھا۔ اور مزاج میں سخن سنجی وسخن فہمی کا ولولہ برق افگن تھا۔ باوجود اشتغال مہمات سلطنت وحکمرانی واصلاح حالات مخلوقات سبحانی وریاضت جسمانی واداے حقوق مستحقین اقاصی وادانی طبع آزمائی وسخن سنجی فرماتے ہیں۔ آپ جو کچھ موزون فرماتے ہیں سنجیدہ وپسندیدہ آپکے کل اشعار برگزیدہ وبرجستہ ہوتے ہیں۔ ہر ایک شعر کا مضمون لطف ومزہ سے خالی نہیں۔ خوبی معانی ورنگین بیانی میں ڈوبا ہوا۔ فصاحت وبلاغت کی ترازو میں تولا ہوا ہوتا ہے۔ حشو وزوائد سے پاک صاف نہایت ہی شستہ وشفاف۔ مضامین کی شوخی الفاظ پاکیزہ سے عیان۔ درر معانی شیرین کی ولاویزی فقرات سنجیدہ سے نمایان۔ آپکی طبیعت کیا ہے بحر مواج ہے اور معانی ولآلی مضامین کا خزانہ ہے۔ جب چاہتے ہیں فوراً دست فکر سے نکال کے بذریعۂ زبان قلم صفحۂ کاغذ پر سطور کی

لڑیون مین منظوم فرماتے ہین۔ نقادان سخن جوہریان کلام آپکے جواہر پارون کو دیکھکے حیران ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ ہیرے ایسے گران بہا ہین کہ ہم نے کبھی آنکھون سے دیکھے نہ کبھی کانون سے سُنے اور آپکے کلام کی صفائی و جادو بیانی سے سامعین کو تعجب ہوتا ہے کہ آپنے ابتدائے زمانہ مین ہی اپنے کلام کو ایسا شستہ و صاف کیا۔ کہ اگر کوئی برسون اساتذہ کی خدمت مین مشق کرتا تو یہہ خوبی اسکو نصیب نہوتی۔ آپکی جادو بیانی و طاقت لسانی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ خوبی خداداد ہے وعطیہ رب العباد ہے۔ آپ غزلیات و سلامون مین واقعات ایسے ڈھنگ سے ادا فرماتے ہین کہ بعینہ واقعہ کا سمان دکھلائی دیتا ہے۔ اور آپ محاورات زبان کو اہل زبان کی طرح برابر استعمال کرتے ہین جب آپ زبان مبارک سے تکلم فرماتے ہین تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اہل زبان استاذ زبان تکلم کر رہا ہے۔ آپ ہی کے صفات مین سے یہہ بھی ایک صفت ہے کہ آپ ایک ہی معنی کو متعدد پیرایون مین ایسے ڈھنگ سے آراستہ کرتے ہین کہ ہر ایک کا رنگ نرالا۔ مگر واقع مین مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ آپکے کلام مین کمال خوبی یہہ ہے کہ برجستہ و شستہ ہوتا ہے حشو و زوائد سے پاک و صاف۔ متکلم کی زبان سے نکلتے ہی سامع کے گوش دل مین مثل نقش نگین جانشین ہو جاتا ہے اور ایسا حلاوت آمیز و لطف انگیز ہوتا ہے کہ سُننے و پڑھنے سے لطف و مزہ آتا ہے۔ آپکے اشعار کی لطافت و شگفتگی مردہ دلون کو زندہ و پژمردہ گلون کو تازہ کر دیتی ہے۔ لطافت کیا ہے گویا آبحیات و ابر بہار ہے۔ آپکو نظم کلام مین قوت مستحضرہ حاصل ہے۔ انواع کلام کے ہر ایک نوع کو آسانی سے موزون کر سکتے ہین۔ اب مین ایک نظیر قوت مستحضرہ گزارش کرتا ہون تاکہ ناظرین کو میری گزارش کی تصدیق ہو جائے۔ کوئی کوتاہ بین مبالغہ و تملق پر محمول نکرے چنانچہ یہان شہر مین محرم شریف مین جا بجا مرثیہ خوانی کی مجالس منعقد ہوتی ہین۔ اُن مین سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے مراثی و سلام پڑہے جاتے ہین۔ اور ہند سے

مشاہیر مراثی خوان بلائے جاتے ہین۔ مراثی ایسے دردانگیز و جگرخراش سنائے جاتے ہین کہ اہل مجلس کے قلوب رقت و حسرت کے صدمہ سے ہل جاتے ہین۔ کبھی باعتبار خوبی مضمون و ترکیب موزون اہل مجلس کے زبان سے واہ واہ کا نعرہ ایسا بلند ہوتا ہے کہ عرش برین تک پہنچ جاتا ہے و باعتبار معنی جانسوز و دلگداز ہر ایک فرد کی آہ آہ کا آوازہ زمین آسمان کو ہلا دیتا ہے۔ اعلحضرت قدر قدرت مجلس عزا مین حسن عقیدت و ارادت سے شریک ہوتے ہین۔ شہدا کے واقعات سنکے افسوس و حسرت فرماتے ہین۔ ایکروز آپکو مراثی کے سننے سے بہت ہی رقت و حسرت ہوئی۔ آپ مجلس ختم ہونیکے بعد اُسی رقت و حسرت مین و تنجانۂ مبارک پر آئے۔ جوش رقت مین چند سلام شہداء امام کے بیان مین لکھے۔ دوسرے روز مجلس مین سلام پڑھا گیا۔ حاضرین مجلس کے دلون مین غم و رنج کا دریا امنڈ آیا۔ تمام واویلا وامصیبتا کہنے لگے۔ اور آنکھون سے آنسو بہنے لگے۔ شور و شین کا بازار گرم ہوا مجلس کا رنگ بدل گیا مجلس مین کہرام مچگیا۔ یہ تمام دلون کا ہل جانا آپکے کلام پر تاثیر کا نتیجہ ہے۔ مجکو جسقدر آپکے اشعار دستیاب ہوئے ہین گزارش کرتا ہون۔ کاش اگر ردیف وار پورے ملتے تو ناظرین کو مطالعہ سے زیادہ لطف مزہ اور میرے اس تذکرہ کو فخر حاصل ہوتا۔

آپکے اشعار مندرجۂ ذیل جنکی شان مین کہا جاتا ہے

کلام المحبوب محبوب الکلام

آصف	بسم اللہ الرحمن الرحیم	حرف الف

محشر مین کون دوست ہے مجھہ داد خواہ کا	دل اپنی راہ کا ہے جگر اپنی راہ کا
دیکھا یہ شعبدہ تری چشم سیاہ کا	محفل مین ہوگیا ہے تماشا نگاہ کا
دل حکمران ہے لشکر فریاد و آہ کا	پھر وا رہی کے دم سے ہے ٹرہنا سپاہ کا
وہ دیکھتے ہین حشر مین منہ داد خواہ کا	یہہ دیکھتا ہے ناز سے پھرنا نگاہ کا

ضبط فغان اگر نہ کرون مین تو حشر ہو
گردون ہے ایک نالہ کا دشمن اک آہ کا

محشر مین جب ہو ساری خدائی اسی طرف
کیون حال ہو تباہ نہ مجھ دادخواہ کا

اے آسمان خدا کیلیئے اب تجھے رحم کر
خاکا اُڑا چکا مرے حال تباہ کا

بجلی کبھی بنی کبھی تلوار بن گئی
دیکھا عجیب شعبدہ اُسکی نگاہ کا

برسون مین اُسنے ملنے کا وعدہ کیا ہے آج
اس شرط پر کہ حرف نہ آئے نباہ کا

جب آئے وہ خیال مین آئے نہ خواب مین
دشوار نازکی سے ہوا پھیر راہ کا

ڈسنے لگا ہے یہ تو مرے دلکو صبح و شام
کیا کوڑیالا ناگ ہے زلف سیاہ کا

بخشش پہ جنکی بخشنے والیکو ناز ہو
ایسا ہے مرتبہ مرے جرم و گناہ کا

اُس مہرو نے چہرے سے اُلٹی ہے جب نقاب
شب کو ذرا سا منہ نکل آیا ہے ماہ کا

کسکو سنوگے کونسا قصہ پسند ہے
یوسف کی چاہ کا کہ زلیخا کی چاہ کا

اُس خارزار مین مجھے اب لیچلا جنون
کھٹکا صبا کو بھی ہے جہان خار راہ کا

اک ہاتھ اور بھی تجھے قاتل مری قسم
اک شور اُٹھے چار طرف واہ واہ کا

آجائے گرم و سرد زمانہ نگاہ مین
ہنگامہ دیکھلو جو مرے اشک و آہ کا

اُس ترک چشم کی صف مژگان ہے جنگجو
یہ ہے چھری کٹاری سے لڑنا سپاہ کا

ہمشکل سے ہے اپنے اُسے رشک اسقدر
منہ دیکھتا نہین وہ کبھی مہر و ماہ کا

اُس سے شب فراق بہلتا رہا ہے دل
مجکو خیال تھا کسی زلف سیاہ کا

شاہ و گدا کا حشر مین بس ایک حال ہے
کسکو وہان خیال ہے رتبہ کا جاہ کا

پانی کے ساتھ آگ کا شعلہ نکل گیا
دیکھا طلسم ہم نے عجب اشک و آہ کا

یہ اُسکے دل سے پوچھ نہ سکے جگر سے پوچھ
کیا مزا ہے چاہنے والے کو چاہ کا

یہ ہاتہہ سے چرائے تو وہ آنکہ سے چرائے — درد حنا سے جو رہے بڑہکر نگاہ کا
تمکو وفا شعار بنائیگا غیر کیا — لب خشک رنگ زرد ہے جہوٹے گواہ کا
شب کو نہ نیند ہے اُسے دنکو نہ چین ہے — یہ حال اب ہے عاشق خوار و تباہ کا
سنتا ہے کون حشر مین مجہہ دادخواہ کی — سنتے ہین عذر پیار سے سب عذرخواہ کا
آصف سے یہ چہٹا ہے نہ ہرگز کبہی چہٹے — لپکا ہے اُسکو دید کا چسکا ہے چاہ کا

ولہ

نرگس کو چشم مست سے مستانہ کردیا — عارض پہ تونے شمع کو پروانہ کردیا
آئینہ خانہ کو جو پریخانہ کردیا — دل تہا یگانہ اُسکو بہی بیگانہ کردیا
کیا تونے سحر نرگس مستانہ کردیا — دل تہا یگانہ اُسکو بہی بیگانہ کردیا
دل کو تمہاری زلف نے دیوانہ کردیا — شمع جمال نے اُسے پروانہ کردیا
اے یاس تونے داغ تمنا مٹائے — گلزار تہا یہ دل سے ویرانہ کردیا
رسوائیون کے ساتہہ نہین اسکا شکر ہے — شہرت نے میرے عشق کو افسانہ کردیا
رکہا نہ ایک حال پہ عاشق کا اُسنے دل — کعبہ بنادیا کبہی بت خانہ کردیا
پرتونے تیرے جان مرے دلمین ڈالدی — اعجاز تونے جلوۂ جانانہ کردیا
اُسکی نگاہ مست سے آتا ہے غش مجہے — دیوانہ تہا مین اور بہی مستانہ کردیا
کیا جہوٹ ہے شکایت بیداد سچ کہو — تم نے بڑہا کے بات جو افسانہ کردیا
دشمن ہماری بزم مین رویا نصیب کو — لبریز اُسنے اشکون سے پیمانہ کردیا
ہوتا جو زندہ قیس تو لیتا مرے قدم — آباد مین نے دشت کا ویرانہ کردیا
وہ سختیان اُٹہائین محبت کی راہ مین — نام اپنا تونے ہمت مردانہ کردیا

خون جگر فراق مین پیتا ہون رات دن
دلکو سبو تو چشم کو پیمانہ کر دیا

محبوب حق کی زلف وہ ہے جسکے واسطے
مژگان کو اپنی حور نے بھی شانہ کر دیا

بھولی جو اُسکی یاد کبھی یہ بھی تھا قصور
عاشق نے آپ اپنے کو جرمانہ کر دیا

جلتا ہے جسکا ظرف وہ دیتا ہے اسقدر
ہر چارہ گر کو اُسنے مسیحانہ کر دیا

یہ سادگی کی وجہ ہوئی یا غم رقیب
کیون تم نے ترک سرمہ حنا شانہ کر دیا

مین نے تو کی تھی بات فقط وصل کی کیا
تمنے جو اُسکو عشق کا افسانہ کر دیا

رکھے ہین اچھے اچھے جو چن چن کے ظرف مے
مسجد کو محتسب نے تو میخانہ کر دیا

اسکی نشیلی آنکھ سے کیا بچ سکے کوئی
زاہد کو جسنے بیخود و مستانہ کر دیا

رکھا کسیکو گلشن عالم مین شکل گل
اُسنے کسیکو سبزہ بیگانہ کر دیا

جس نور کی وہ طور پہ چمکی تھی روشنی
روشن اُسی نے دلکا سیہ خانہ کر دیا

بیٹھے بٹھائے آج یہ کیا دلمین آ گئی
آصف نے ترک مشرب رندانہ کر دیا

وله

مژدہ قاصد کا روح افزا تھا
وہ فرشتہ خدا نے بھیجا تھا

جلوۂ یار کیا کہون کیا تھا
اُسکی قدرت کا اک تماشا تھا

مین نے پوچھا رقیب کیسا تھا
جلکے بولے ترا کلیجا تھا

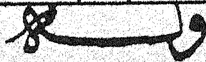
اب یہ جانا کہ ہمکو دھوکا تھا
دل ہمارا نہ تھا تمہارا تھا

لوٹتا تھا کوئی تڑپتا تھا
کوئے قاتل مین اک تماشا تھا

ابھی آنسو پلک تک آیا تھا
ابھی دیکھا تو ایک دریا تھا

بزم مین اُسکے ایک میلا تھا
ہم نہ تھے اُس جگہ زمانا تھا

حشر مین بھی کہین گے تجھسے ہم | تجھپہ دعوی ہے تجھپہ دعوا تھا
اختلاف مزاج سے نہ بہی | کوئی قصہ نہ کوئی جھگڑا تھا
اُنکو بزم عدو مین جب دیکھا | راگ تھا رنگ تھا تماشا تھا
ماتم غیر مین وہ سو سو بار | مجھسے کہتے تہے تجھسے اچھا تھا
جاکے کنج لحد مین ہم سمجھے | زندگی عمر بھر کا جھگڑا تھا
در جانان پہ جبہہ سائی کی | اپنی تقدیر کا یہہ لکھا تھا
دل عشاق پر چھری سی پھری | کیا کہون اک نگاہ مین کیا تھا
کہتے ہین وہ کہے سنے پہ نجاؤ | غیر کے پاس تمنے دیکھا تھا
کہتے ہون گے عدم مین اہل عدم | زندگی کا عجیب میلا تھا
چال تھی اُسکی یا قیامت تھی | نقش پا سے بھی فتنہ برپا تھا
زلف مین دل اگر نہ تھا نہ سہی | کیون جی مٹھی مین آپکی کیا تھا
کہتے ہین قتل کرکے عاشق کو | اسنے کیا اپنے دلمین سمجھا تھا
غور کرلو شب فراق کا غم | مجھسے کیا پوچھتے ہو تم کیا تھا
جلوہ تیرا کسی زمانے مین | جسنے دیکھا تھا اُسنے دیکھا تھا
دل نشین غیر کا خیال رہا | وہ تو خلوت مین بھی تنہا تھا
اب زمانے کا رنج ہے آصف | کیا خوشی کا کبھی زمانا تھا



دل حور کی اداؤن سے بیزار ہو گیا | جنت مین جاکے مین تو گنہگار ہو گیا
نالون سے آگ کوچہ دلدار ہو گیا | خورشید حشر سایہ دیوار ہو گیا

پرہیزگار جب کوئی میخوار ہو گیا
پرہیز کرتے کرتے وہ بیمار ہو گیا

آئے تھے میرے دلکے خریدار بنکے وہ
دل دیکھتے ہی اُنکا خریدار ہو گیا

منصور نے کہا جو انا الحق تو حق ہے
اس کلمہ کا الف ہی اُسے دار ہو گیا

غم کھا گیا ہے ہجر کا تیرے مجھے تمام
پیاسا مرے لہو کا تہا خونخوار ہو گیا

اے فتنہ گر یہ حال تری رہگذر کا ہے
نقش قدم بہی فتنۂ رفتار ہو گیا

لائے تھے وہ رقیبوں کو میرے مزار پر
اُڑکر غبار سامنے دیوار ہو گیا

سیدھا ہوا جو تیر نظر دل کو تاک کر
غمزہ بہی ساتھ کہینچ کے تلوار ہو گیا

رنج و فراق و درد و غم و ضعف قلب نے
بیمار کر دیا مجھے بیمار ہو گیا

پوری جھلک بہی دیکھنے پائی نہ چشم شوق
اتنے میں بند روزن دیوار ہو گیا

سرکار عشق میں ہے بڑا جرم احتیاط
میں بے قصور رہ کے خطاوار ہو گیا

صہبا کے پیتے ہی چودہ طبق کہل گئے
میں نشۂ شراب سے ہشیار ہو گیا

ذرات کی لڑائی ہے جھگڑے مدام ہیں
دل آپکے ستانے سے بیزار ہو گیا

مجکو خیال زلف میں کچھ سوجھتا نہ تہا
روز فراق بہی تو شب تار ہو گیا

یارب بتوں کا عشق مرے جان کے ساتھ ہے
یا رشتۂ حیات بہی زنار ہو گیا

سامان وصل کی مجھے پروانگی تو ہو
تمنے ادہر کہا کہ وہ تیار ہو گیا

پہلے سے اگرچہ وہ کافر دغا شعار
دلکو چرا کے اور بہی عیار ہو گیا

تکلیف اپنے نفس کو دی اور اسقدر
زاہد عبادتوں سے گنہگار ہو گیا

اتنے کہاں نصیب ہوں گلچہر گلبدن
محشر ہمارے واسطے گلزار ہو گیا

قاصد پہ تہا گمان کہ یہ عاشق مزاج ہے
کیا جانے کس بلا میں گرفتار ہو گیا

طاقت کہان ہے دلمین کہ اب نالہ بہی اُٹہائے | صدمہ اُٹہا اُٹہا کے یہ بیمار ہو گیا
غیرون کیواسطے ہی یہ دربان نے روک ٹوک | یہ گہر ترا اخیر کو بازار ہو گیا
آصفؔ غمِ زمانہ نے تجکو کہلا دیا | تیرا تو غیر حال مرے یار ہو گیا

ولہ

عاشق ترا جو تارک دیر و حرم ہوا | دوزخ کو آگ لگ گئی جنت کو غم ہوا
روز فراق کا گذرنا اہم ہوا | یہ دن وہ دن نہین جو بڑہا اور کم ہوا
سنتا ہون غیر مورد لطف و کرم ہوا | یہ کیا غضب کی بات ہوی کیا ستم ہوا
وہ نقش پائے غیر مٹاتے ہوئے چلے | نقش قدم پہ اور بہی نقش قدم ہوا
صورت وہی رہی جو تصور مین جم گئی | ہر سنگ راہ بتکدہ مجکو صنم ہوا
تو بے نیاز مند سے کب عذر ہو سکے | اے بے نیاز لے سر تسلیم خم ہوا
فکر رقیب ہی مین گرفتار تم رہے | مین مرگیا تو کچہہ بہی مرا تمکو غم ہوا
دیکہا جو اُسنے نیم نگہ سے ذرا بلطف | کچہہ دلکی آگ کم ہوئی کچہہ درد کم ہوا
وعدہ کیا اشارہ سے وصلت کا غیر سے | اُسکا وہان اشارہ سراپا قلم ہوا
مرنیکا میرے غم نہین انکو یہ رنج ہے | کیون ناتوان پہ صرف ہمارا ستم ہوا
احسان ضعف کا ہے گہٹا اضطراب شوق | طاقت جو کم ہوئی تو تڑپنا بہی کم ہوا
وعدہ پر آئے وہ تو شب وصل کیا کرون | ہوتے ہی شام صبح جدائی کا غم ہوا
بہرتی ہے ہجر یار مین موج سرشک کی | مژگان اشکبار کا جاری قلم ہوا
عشاق کی گذرتی ہے مرمر کے زندگی | اُنکے لئے تو ایک وجود و عدم ہوا
ایسا گمان تجہپہ نہ تہا اے دغا شعار | دہوکا پڑا مجہے ترے سر کی قسم ہوا

کیا اور اس سے بڑھ کے کہوں کیا ہوا مجھے ۔ صدمہ ہوا فراق ہوا رنج و غم ہوا
فریاد بے سبب تو نہیں داد خواہ کی ۔ تو نے ستم کیا تو کسی پر ستم ہوا
ہے میرے دل پہ داغ محبت بنام دوست ۔ کیا مٹ سکے جو صورت نقش قدم ہوا
کیسا رقیب کون عدو کسکی چل سکے ۔ جب اتفاق میرے تمہارے بہم ہوا
کرتے ہو وعدہ وصل کا دیکھو تو آئینہ ۔ چہرہ کا رنگ اور ہی وقت قسم ہوا
دنیا کی سیر اور ہے عیش و نشاط اور ۔ جام جہان نما نہ کبھی جام جم ہوا
دل تھا کہ دلربا تھا کچھ اسکی خبر نہیں ۔ رخصت مری بغل سے کوئی صبحدم ہوا
ہم سے چھپا کے وصل کا وعدہ عدو سے ہو ۔ کیا قہر ہو گیا یہ ستم پر ستم ہوا
سوچو تو مجھ پہ عشق مین کیا کیا گذر گئی ۔ غم مجکو رنج مجکو الم مجکو کم ہوا
خط اون کے ہاتھ سے ہوا تحریر غیر کو ۔ سرنامہ پر خطاب ہمارا رقم ہوا
تمنے دیا جو غیر کی محفل مین مجکو جام ۔ وہ بھی تمہارے سر کی قسم مجکو سم ہوا
آصف کے دم قدم سے یہ نشو و نما ہے سب ۔ ایسا جہان مین مرد خدا کوئی کم ہوا

ولہ

انصاف پناہ اے بت عیار ہو چکا ۔ جب تو ہوا عدو تو خدا یار ہو چکا
بس انتظار وعدہ دیدار ہو چکا ۔ وہ آئے یا نہ آئے یہ بیمار ہو چکا
کرتا ہون آہ تیغ نگہ کھا کے بے سنبھل ۔ اب میرا وار روک ترا وار ہو چکا
کسطرح سے اُسنے اُٹھائی ہے دقتین ۔ غم کھاتے کھاتے آپکا غمخوار ہو چکا
آتی نہین ہے شرم تمہین جھوٹ بولتے ۔ وہ وعدہ کرتے ہو جو کئی بار ہو چکا
تم کیا نیا پہناؤ گے دلکو کہ لاکھ بار ۔ آزاد ہو چکا یہ گرفتار ہو چکا

پوچھا نہ جھوٹے منہ بھی کسی دن مجھے ذرا
سو بار اس امید مین بیمار ہو چکا

مین بھی اب آزمایش مہر و وفا کرون
تیرا تو امتحان کئی بار ہو چکا

ورد نظر نہ ٹھہریگا زرد حنا کی طرح
یہ چور دل چرا کے گرفتار ہو چکا

اس عاشقی پہ خاک پڑے دل لگی بری
رسوا مین ہر طرح سر بازار ہو چکا

اس مصلحت سے شور فغان کر رہا ہون مین
سویا اگر نصیب تو بیدار ہو چکا

پوچھا یہ میرے مردہ پہ اس بدگمان نے
کچھہ اس مین جان ہے کہ یہ بیمار ہو چکا

میری بھی بات کوئی سنیگا کہ تو نہین
ہان ہان کا وعدہ تیرا تو ہر بار ہو چکا

کچھہ التجائے وصل کی اب حد نہین ہی
شدمان لیجئے انکار ہو چکا

رحمت کا تیری رات دن امیدوار ہون
نادم مین اپنے فعل سے غفار ہو چکا

معشوق کی خطائین ہون ثابت یقین نہین
اللہ عاشقون کا طرفدار ہو چکا

اب تو خدا کے واسطے بیت پہ اسکی جا
عاشق ترا تمام مرے یار ہو چکا

اس چشم شوق کو بھی ذرا دیکھہ لیجئے
بس آئینہ تو دیکھہ چکے پیار ہو چکا

پورا کبھی ہوا بھی ہے اقرار آپکا
سو بار وعدہ کر چکے سو بار ہو چکا

تاب نظارہ چاہیے اسکے جمال کو
آنکھین اگر یہی ہین تو دیدار ہو چکا

کس پر کریگا جور و جفا تو ہمارے بعد
دلدار تیرا اے مرے دلدار ہو چکا

اس حسن بے تغیر سے سبکا ہی ایک حال
اب اختلاف کافر و دیندار ہو چکا

طاقت دل و جگر مین نہ ہے ہاتھہ پاؤن مین
سامان اب تو کوچ کا تیار ہو چکا

دیوار ہی گراؤنگا مین سیل اشک سے
سو بار بند روزن دیوار ہو چکا

آئے ہو گھر سے غیر کے جھیپ ہو مہربان
اخلاص ورد کہو بس اب پیار ہو چکا

کہتک سنون دماغ مین طاقت نہین رہی
بس شکر مہربانی اغیار ہو چکا

کس کے آگے اسکی شکایت نہو چکی
آصف تو بے خطا ہی خطاوار ہو چکا

ولہ

وہ بھی کیا دن تھے ہمین غم سی سروکار نہ تھا
دل کو ارمان نہ تھا جان کو آزار نہ تھا

جان دیتا نہ تڑپ کر یہ وہ بیمار نہ تھا
دل پہ جب ہاتہ رکھا تھمنے تو آزاد نہ تھا

ایلچی کو بھی کوئی قتل کیا کرتا ہے
مین خطاوار تھا قاصد تو خطاوار نہ تھا

وجہ کیا اسکو قلمبند کیا آپنے کیون
یہ تو روداد غم ہجر تھی اظہار نہ تھا

منصفی شرط ہے شایان کرم غیر ہی تھے
مین ترے جور و ستم کے بھی سزاوار نہ تھا

رہگیا کوئی نہ کوئی مرے دلکے اندر
تیر مین اسکے تھا پیکان تو سوفار نہ تھا

ایک کیا مین ہی ترے ہجر مین نالان تھا فقط
کون ایسا تھا جو وہ جان سے بیزار نہ تھا

کیا عیادت کی توقع ہو ستمگر تجھسے
بچگیا کوئی تو کہتا ہے یہ بیمار نہ تھا

عرصۂ حشر کے مانند تھی نفسی نفسی
اسکی محفل مین کسیکا بھی کوئی یار نہ تھا

واہ اے شان کریمی ترے صدقے قربان
جس گنہگار کو دیکھا وہ گنہگار نہ تھا

لطف کیا تھا جو اک آزاد رہا ایک اسیر
ہم گرفتار تھے جسکے وہ گرفتار نہ تھا

اُس نے جب ظلم کیا مجھپہ تو غیرون نے کہا
یہ وفادار کبھی اسکے سزاوار نہ تھا

محفل رقص تھی وہ تیری بہت ہوش ربا
سب ہی بیہوش تھے اک کوئی بھی ہشیار نہ تھا

حسرت مشق ستم کیون ترے دلمین رہی
مین تو حاضر تھا اگر کوئی خطاوار نہ تھا

تو نے افسوس ہے بیگانہ کو اپنا سمجھا
غیر سے رشتہ ترا اے بت عیار نہ تھا

وہ شب وصل بناوٹ سے بگڑنا اسکا
غصہ تھا قہر تھا اخلاص تھا پیار نہ تھا

دور ہی سے وہ مجھے دیکھ کے فرماتے ہین
نہ ہوا ہے کبھی ایسون سے سروکار نہ تھا

مجھکو کیا کوئی پھنسا ئیگا ازل سے ابتک
دل تو آزاد رہا میرا گرفتار نہ تھا

جنس دل دا کے ہم اپنی بغل مین لے آئے
جا کے بازار کو دیکھا تو خریدار نہ تھا

لیجئے غیر سے دو دن بھی نباہی نہ گئی
آپکے ذہن مین آصف تو وفادار نہ تھا

حرف ذال

تیری ہیکل مین مرصع ہین مسلسل تعویذ
دلکو تسخیر کرینگے یہی ہیکل تعویذ

یون تو زیبا سبھی زیور ہین ترے بازو پر
خوشنمائی مین مگر سب سے ہے اوّل تعویذ

درد سر کا تو نہو شکوہ نصیب اعدا
آپ لکھواتے ہین کیون لیکے یہ صندل تعویذ

غیر کی نکلی وہ تصویر گلے مین اُنکے
ہمنے جانا تھا کہ ہوگا یہ مخمل تعویذ

واسطے دفع نظر کے وہ اگر باندھتے ہین
شوخی حسن سے ہوجاتے ہین ہیکل تعویذ

وہ گئے پھیر کے منہ لکھ گئے کچھ اُس پر
قبر کا میری رہا آنکھ سے اوجھل تعویذ

مین نے جانا کہ یہی بار سیہ کا مَن ہے
اُسکی چوٹی مین جو چمکا تھا ذرا کل تعویذ

یہ جو لَسَن ہے ترے سینہ پرے ماہ جمال
ہے خداداد مبارک بہت افضل تعویذ

چشم مشتاق ہے پائے ترے سینہ پہ جگہ
کاش اس آنکھ سے ہوجائے مبدّل تعویذ

اسقدر ضعف ہے کیون رات انکو کیسی گذری
پھر اُتر آ ترے بازو سے گیا ڈہل تعویذ

ہوگیا آج وہ بیمار تمہارا رخصت
گھو لکر جسکو پلاتے رہے تم کل تعویذ

سایۂ فضل خدا آصفِ دیندار پہ ہے
سحر بیکار رقیبون کا ہے مہمل تعویذ

حرف لام

ہوا چالاک تجھسے بھی سوا دل
چھلاوا شوخ چنچل چلبلا دل

یہ سچ ہے باوفا ہے آپکا دل ‌‌ بہت ہی بیوفا ہے یہ مرا دل
تری کنہِ حقیقت کو نہ پہونچا ‌‌ مقدر سے سوا ہے نارسا دل
وہ تھی اور وقتِ صبحِ لذّت ‌‌ تڑپکر بھی یہ دیتا ہے مزا دل
بہت دیکھے ہین ہمنے بیوفا بھی ‌‌ ترا سب سے ہے بڑھکر بیوفا دل
ترستی ہین یہ آنکھین دیکھنے کو ‌‌ کرون کیا ہین تڑپتا ہے مرا دل
یہ بتخانہ کو یا کعبہ کو لیجائے ‌‌ عجب میرا بھی دل ہے رہنما دل
سنی تعریف جب اُس غنچہ لب سے ‌‌ سمٹکر اور غنچہ ہو گیا دل
لئے جاتا ہے پھر اُسکی گلی مین ‌‌ یہ بے غیرت یہ کیسا بیحیا دل
ہین کیا جانون محبت اور الفت ‌‌ یہ پہلے ہی پہل تجھ سے لگا دل
نہ دے اے سنگدل تو رنج اسکو ‌‌ نکر تو ظلم ٹوٹے گا مرا دل
ہماری بندگی ہے ایسے دل کو ‌‌ نہ دے بندے کو ایسا بھی خدا دل
ہمارا بھی کبھی تو آشنا تھا ‌‌ ارے او بیوفا نا آشنا دل
برائے نام اسکا بھی نشان ہے ‌‌ دہن ہے آپکا یا ہے مرا دل
خراب و خستہ ہوکر خوب سنبھلا ‌‌ محبت مین بگڑکر بنگیا دل
بچانا عشق کی آفت سے مجھکو ‌‌ مرا اب مانگتا ہے یہ دعا دل
تڑپنے کی جو عادت ہے تو آصف ‌‌ تسلی سے ہوا اتڑا یا مرا دل

ولہ

کہا جب اُس نے کہئے کیا ہوا دل ‌‌ بس اتنی بات سنکر آ گیا دل
ہر اک دلبر کی خاطر چاہئے ایک ‌‌ کہان سے روز لاؤن مین نیا دل

مرا دلسوز ہے داغ جگر اب
مرا ہمدرد ہے درد آشنا دل

بہت ہی ٹھیک کہنا آپکا ہے
مرا ہی نو ہوا ہے بیوفا دل

ہمارے دشمن جان عاشقی مین
یہی ہین ایک آنکھین دوسرا دل

کہین آیا نہو وہ فاتحہ کو
تڑپتا ہے جو مرقد مین مرا دل

سبھی کہتے ہین دل کو کعبہ ہے یہ
نہ ڈھا اسکو نہ مٹی مین ملا دل

اگر دل مین نہ دل ڈالون تو کہدے
کہ مین یہ کہلون کلیجے مین ترا دل

گلی مین دیکھکر اپنی وہ بولے
پھر آیا کسقدر ہے بیحیا دل

سما جائے غم کونین جس مین
کہان سے لاؤن مین اتنا بڑا دل

بہت آنکھون سے کی ہے خونفشانی
نہرا بنگیا ہے یہ مرا دل

وہ کہتے ہین کہان کہیے کوئی بات
پڑے ہین عاشقون کے جا بجا دل

یہ ہے گفتار یا رفتار کیا ہے
تری باتون پہ میرا بس گیا دل

مرا دل ہے نہ کر پامال اسکو
ارے ظالم کلیجے سے لگا دل

کسی پر جان جاتی ہے جب اپنی
خدا حافظ یہ دیتا ہے دعا دل

ہزارون دیکھنے والے ہین اسکے
صفائی سے ہے آئینہ مرا دل

جسے دیتا ہون وہ کہتا ہی آصف
مبارک آپکو ہو آپکا دل

ولہ

جب اُسکے کام کا نہ رہے کام کا ہی دل
پھر کس مرض کی بار خدایا دوا ہے دل

اُس سنگدل کے جور و جفا پر فدا ہے دل
کمبخت میری جان کے پیچھے پڑا ہے دل

پاس ادب نہ ضبط محبت رہا مجھے
بے اختیار اُن سے کہا آ گیا ہے دل

جسطرح ٹوٹ کر نہ جڑے رشتۂ حیات
ایسا ہی اسکا حال ہے جب ٹوٹتا ہے دل

تم دلستان ہو اور دل آزار بھی نہین
تم جانتے ہو دلکو نہین جانتا ہے دل

جس دن سے سنا ہے کہ ہرجائی آپ ہین
اور دن سے بدگمان ہون ہرجا بجا ہے دل

پہلے لڑی تھی آنکھہ تری اسکا ہے قصور
اسپر ہے کیون عتاب مرا نچیطا ہے دل

بچنا محال ورنہ نکلنا محال ہے
اس بیوفائی زلف مین پہنسا ہے دل

اکسیر کی تلاش مین کیون خاک چھانئے
کشتہ کرے جو نفس کو پھر کیمیا ہے دل

کچھہ وسعت زمین و فلک کی نہین بساط
گر حوصلہ ہو دلمین تو سب سے بڑا ہے دل

باہم ہو کیا ملاپ کہ دونون ہین بیقرار
تم شوخ ہو اگر تو بہت چلبلا ہے دل

بدنامیان اسی کی تو ہین اک جہان مین
تم باوفا ہو سچ ہے مرا بیوفا ہے دل

دام وفا بچھا کے گرفتار جو کرے
ایسے سے آنکھہ اٹکی ہے اس سے پہنسا دل

دلبر چھٹے نہ مجھسے نہ مین دلسے چھٹ سکون
مین اسکے پیچھے یہ مرے پیچھے پڑا ہے دل

انجام کیا ہو دیکھئے اس اختلاف کا
سنتا ہون دلکی مین نہ مری مانتا ہے دل

کیسا فراق وصل مین کب چین ہے مجھے
ترچھی ادائین دیکھتے ہی لوٹتا ہے دل

آصف کا امتحان تو کیا منصفی بھی کر
یہ ہر کسی کا حوصلہ ہر ایک کا ہے دل

حرف نون

وصل مین تلخ بہی دشنام مزا دیتے ہین
کوسنے والون کو ہم ایسے دعا دیتے ہین

عفو کرتے ہین خطائین نہ سزا دیتے ہین
جان عاشق کی یونہین وہ تو گہلا دیتے ہین

حال دل کہئے جو ہنستون کو رلا دیتے ہین
تو ہنسی ہنسکے وہ روتون کو ہنسا دیتے ہین

ایسے لوگون مین نہین ہم جو کہین اور نکرین
مرد جو کہتے ہین وہ کرکے دکہا دیتے ہین

وہ شہادت کو سمجھتا ہے حیات جاوید / زندگی آپ تو عاشق کی بڑہا دیتے ہین
سنکے آواز چلے آتے ہین وہ گھبرا کر / میرے نالے مری قسمت کو جگا دیتے ہین
دل مرا کسنے چرایا ہے بتائین مجھکو / زُلف پیچ کہینچکے جو نام بتا دیتے ہین
ان حسینون سے کوئی خون کا دعوی نکرے / خونبہا دیتے نہین خون بہا دیتے ہین
اُن کو لاؤ مرے گریہ کا کرینگے وہ علاج / بات کرنے مین جو روتون کو ہنسا دیتے ہین
بیوفا یاد نہین تجھکو وفا کا شیوہ / یاد رکھہ تو کہ یہہ ہم تجھکو سکھا دیتے ہین
آنکھہ ملتے ہی یہ خود ملتے ہین دل ملتا ہے / خوبرو پھر بھی تو مل ملکے دغا دیتے ہین
اُن سے کہتا ہون جو مین ہجر کی آفت شب وصل / قہقہہ مارکے وہ صاف اُڑا دیتے ہین
خط پہ خط بہیجین گے کچھہ تو کبھی آئیگا جواب / آج سے ہم بھی یہی تار لگا دیتے ہین
قول ہو بوسہ ہو معشوق تو دے مانگتی ہی / پھر وہ دیتا ہے کہان جسنے کہا دیتے ہین
دل لگی یہ بھی شب وصل رہا کرتی تہی / ہم جلا دیتے ہین وہ شمع بجھا دیتے ہین
راز افشا نہ ہو لوگون مین یہ ہے اندیشہ / غیر کے خط کو وہ پڑہتے ہی جلا دیتے ہین
روز ہان ہان کے سوا اور نہین ہے کچھہ بات / دلکو دیتے نہین پر کہکے منا دیتے ہین
دل بیتاب جو پنکھے کی طرح ہلتا ہے / روح کو ہم اسی پنکھے سے ہوا دیتے ہین
وہ تو خط پڑہتے نہین ہمکو یہ سوجھی تدبیر / دلکی تصویر لفافے پہ بنا دیتے ہین
ہوکے عاشق مرے مرنیکی مبارکباد دی / اُس ستمگر کو مرے اہل عزا دیتے ہین
ہم تو مرتے ہین مگر اپنی وفائین تم کو / یاد رکھنے کے لئے یاد دلا دیتے ہین
جان کیونکر تجھے دیدون یہ خدا کا ہی مال / کیا پرائی بھی امانت کو لٹا دیتے ہین
یہ کچھہ احسان ہے دل باندہ کے گر چھوڑ دیا / گیسوئے یار گرہ سے ہمین کیا دیتے ہین

ابھی کم سن ہیں وہ مانوس بہت کھیل سے ہیں — خط مرا پھاڑ کے وہ پرزے اڑا دیتے ہیں

لب جانان کو چکھائینگے مزا وصل کی شب — ہوتی آئی ہے کہ جھوٹے کو سزا دیتے ہیں

چشم بادام دہن پستہ ہے رخسار ہیں سیب — ہم ترے وصف میں اک باغ لگا دیتے ہیں

وہ گئے دن جو اسے کوستے تھی آٹھ پہر — اب تو آصف کو وہ جینے کی دعا دیتے ہیں

ولہ

تو کرے مجھ سے پیار کی باتیں — ہیں یہ پروردگار کی باتیں

نہ کرو اعتبار کی باتیں — دور رکھو یہ پیار کی باتیں

صاف آئینہ ہو گئیں ہم پر — ترے دل کے غبار کی باتیں

ہم ہیں مشتاق ہاں سُنا واعظ — بادہ و بادہ خوار کی باتیں

رنج کے ساتھ رنج کا ہے کلام — پیار کے ساتھ پیار کی باتیں

غیر بھی نوحہ گر ہے یوں مجھ پر — جیسے ہیں سوگوار کی باتیں

کیا کہیں تجھ بغیر کس سے کہیں — دل امیدوار کی باتیں

رات جاتی ہے کیجئے موقوف — قصۂ روزگار کی باتیں

جبر کیجے کہ لطف دونوں ہیں — آپ کے اختیار کی باتیں

کیا گزرتی ہے کس طرح سے سُنیں — ہائے اہلِ مزار کی باتیں

کہہ دیا غیر سے تمہارا بھید — لو سنو رازدار کی باتیں

جو ہیں کُنجِ لحد میں خاک نشین — جوشِ فصلِ بہار کی باتیں

اُبھرے جوبن نے کر دیا بچپن — کیا کہیں ہونہار کی باتیں

روکے رکتا نہیں ہے طفلِ سرشک — دیکھو اس جانہار کی باتیں

آنکھ سے سب عیان ہے دیکھو تو — چشم مست خمار کی باتین
یاس ہو ہو گئی مگر ہین وہی — اس دل جان نثار کی باتین
اے صبا کیا خبر ہے کہہ تو ذرا — میرے اُس شہسوار کی باتین
کان رکھکر کبھی سنو تو سہی — اپنے تم دوستدار کی باتین
دل نہ دیتا اگر تو کیون سنتا — چارہ کے طعنے چار کی باتین
بیوفا ایک تیری خاطر سے — سن رہا ہون ہزار کی باتین
تجکو رسوا کرین یہ ہین آصف — اس دل بیقرار کی باتین

ولہ

ارمان بہت ہین ترے پیکان بہت ہین — دلمین مرے ہرطرح کے مہمان بہت ہین
تھوڑے بھی تو معشوق کے احسان بہت ہین — دو چار بھی نکلیں تو وہ ارمان بہت ہین
عاجز تری آنکھون سے مسلمان بہت ہین — یہ تاکتے یہ لوٹتے ایمان بہت ہین
جھگڑے تو ہزارون ہین مگر بات ہے اتنی — ہم تم سے وفا کرکے پشیمان بہت ہین
اے نامہ بر آئندہ کو اقرار تو ہو جائے — کم سن ہین اگر وہ ابھی نادان بہت ہین
کیون خوش ہو مری حسرت دیدار مٹا کر — مٹنے کے لئے اور بھی ارمان بہت ہین
دل ڈھونڈھ رہا ہے اُنہین اے ناصح مشفق — وہ کام محبت مین جو آسان بہت ہین
مایوس نہو کوئی زمانہ مین خدا سے — ہونے کیلئے غیب سے سامان بہت ہین
یکبار بھی کو نہ گرا اپنی نظر سے — آنکھون مین بھی کہہ لینے کی انسان بہت ہین
قسمت یہ ہماری ہے کہ ارمان نہ نکلے — وہ جان کے ہم سے ہوے انجان بہت ہین
تم جیسے پریرو ہونکا سایہ نہین پڑتا — یارو نہین ہمارے بھی نگہبان بہت ہین

زاہد سے قیامت مین بھی بنے کے نہین رند / اسکے لئے ہر حال مین ہر آن بہت ہین
ہم پیتے ہی کرین گے ابھی توبہ پہ توبہ / دنیا کے لئے دین کے سامان بہت ہین
دیوانون کو جنت ہے ترا سایۂ دیوار / ہان خاک اڑانیکو بیابان بہت ہین
وعدہ نہین کرتے ہو کبھی وصل کا ہم سے / کیا پوچھتے ہو دلمین تو ارمان بہت ہین
ٹلنے کے نہین ہم کہ گزرتے ہین گمان اور / محفل مین تری عیش کے سامان بہت ہین
دل جتنے شکستہ ہین اگر کیجئے گنتی / ٹوٹے ہوے آنسے ترے پیمان بہت ہین
کیا تونے کسیکا دل آشفتہ پھنسایا / گیسو کے ترے بال پریشان بہت ہین
آتے ہین خدا جانے تصور مین وہ کیونکر / دربان وہان آنکے نگہبان بہت ہین
یون کھینچکے خنجر مجھے قاتل نے پکارا / آ چاہنے والے تجھے ارمان بہت ہین
جانباز ہمین ہین کہ ہے جان سے حاضر / یون نام کے ہونیکو تو قربان بہت ہین
ہان دیکھنے والے کو نظر اور پرکھ ہو / انسان جنہین کہئے وہ انسان بہت ہین
دل لیکے کیا مجھسے سلوک آپنے کیا خوب / یون مفت جتانیکو تو احسان بہت ہین
کچھ اور ہو غم حضرت آصف کی بلا کو / ہان تیری محبت مین پریشان بہت ہین

حرف واو

نہ ہے کیا تم سے گو تم خوبرو ہو / ستمگر بے مروت تند خو ہو
کہا جب مین نے رنجیدہ عدو ہو / وہ بولے سنتے ہی وہ کیون ہے تو ہو
وہی ہے خوبرو جو نیک خو ہو / وہی ہے پھول جسمین رنگ و بو ہو
ادہر مین ہون ادہر محشر مین تو ہو / جو ہونی ہو خدا کے روبرو ہو
تجھے دلمین تو رکھلون مین پہ ہے رشک / اسی مین جان ہو اس مین ہی تو ہو

گداز عشق نے چھوڑا ہی کیا ہے
مژے سے ٹپکے گر دل مین لہو ہو

اُسے کیونکر نہو انداز پر ناز
کسی کی دہوم جب یون چار سو ہو

وفا داری ہے گو عاشق کا شیوہ
کرے کیا کوئی بے پروا جو تو ہو

یہ حسرت ہے تری تیغ ہلالی
گریبان کی طرح زیب گلو ہو

لڑائی کی ہین باتین اُنکی مجہ سے
کہین یہ ختم یارب گفتگو ہو

نقاب اُٹہے جو رخ سے روز دیدار
صفِ محشر مین بہی پہر تو ہی تو ہو

کرین بیگانہ سے ہم کیا شکایت
یگانہ ہوکے جب اپنا عدو ہو

ہمارا خون وہ ہے آبرو دار
تری تلوار جس سے سرخرو ہو

نہو اسکے سوا کچہہ بہی تمنا
دلِ بے آرزو کی آرزو ہو

یہ ہے خاکِ درِ میخانہ زاہد
شکستہ اسکے چہونے سے وضو ہو

رہے ہر دم مین ہر دم یاد تیری
جدہر دیکہون اُدہر بس تو ہی تو ہو

چلے جو سر کے بل اُس رہگذر مین
وہی عاشق سراپا جستجو ہو

بگڑتے ہو بظاہر بات سے تم
یہ بہتر دل ہی دلمین گفتگو ہو

وہ پوچہین اپنے دامن سے جو آنسو
مرے اشکون کی کیسی آبرو ہو

تبرک ہے ہمارا ہی دل پاک
لگائے ہاتہہ وہ جسکو وضو ہو

سمجہہ مین آئے کیونکر بات قاصد
تری اُلجہی ہوئی جب گفتگو ہو

عدو کو بزم مین ہو شربتِ خضر
مرے حق مین مے احمر لہو ہو

مقابل یون ملے جب حسن کی داد
اُدہر یوسف اِدہر بے پردہ تو ہو

بُرا کہتے ہین جو تیرے ستم کو
ہماری اور اُنکی گفتگو ہو

قیامت کی ہے اُسکی نا امیدی | کہ جسکو آرزو کی آرزو ہو
جب اُس سے ہمنے کرلی قطع امید | تو پھر کیون آرزو کیون جستجو ہو
جو ہو تکیہ کرم پر اُس کے اپنا | بر آئے دل کی جو کچھ آرزو ہو
خدا عزت رکھے دونون جہان مین | اور آصف کی ہر اک جا آبرو ہو

ولہ

دل کے عاشق سے جدا ہوتے ہو انصاف کرو | ابہی کیا تھے ابہی کیا ہوتے ہو انصاف کرو
تم تو ناحق ہی خفا ہوتے ہو انصاف کرو | اور پھر حد سے سوا ہوتے ہو انصاف کرو
ہین یہی ڈھنگ تو امید رہیگی کسکو | اب جوان نام خدا ہوتے ہو انصاف کرو
وقت پر کام جو آئین گے یہی آئین گے | دشمنِ اہلِ وفا ہوتے ہو انصاف کرو
جان ہم دیتے ہین تم سے ہی وفا کرتے ہین | تم تو غیرون پہ فدا ہوتے ہو انصاف کرو
منصفی شرط ہے یہان یونہین رہتے ہین | تم تو آتے ہی ہوا ہوتے ہو انصاف کرو
خو گرِ لطف و عنایت ہون مجھے تاب کہان | مہربان ہو کے خفا ہوتے ہو انصاف کرو
داد عاشق کی نہ دی بادشہ حسن بنے | اور سر گرم جفا ہوتے ہو انصاف کرو
تم تو دل کے رقیبون سے جلاتے ہو ہمین | اور پھر ہم سے جدا ہوتے ہو انصاف کرو
ہے برا شیوۂ بیداد سے رسوا ہونا | سب مین انگشت نما ہوتے ہو انصاف کرو
آج بیداد جو کرتے ہو تو کل کیا ہوگا | منفعل روزِ جزا ہوتے ہو انصاف کرو
مار رکھتے ہو ذرا آنکھ دکھاتے ہو جسے | دوسری تم تو قضا ہوتے ہو انصاف کرو

یاد بھی ہے کبھی آصف سے ملے تھے کہ نہین
آج پابند حیا ہوتے ہو انصاف کرو

حرف یائے تحتانی

مچی ہے دہوم زمانہ مین جابجا کسکی
بندہی ہے ہوا کہ ترے حسن کی سوا کسکی

وہ حوروش بہی تو مسجد مین تہا خدا جانے
نماز کسنے ادا کی ہوئی قضا کسکی

نگر کسی سے محبت یہ ہم نہ کہتے تہے
دل فریفتہ سنتا ہے تو بہلا کسکی

قصور تہا مری آنکہون کا دل نے پائی سزا
ہوئی ہے عشق مین یہ کسکے سر بلا کسکی

مزا جدا ہو تمہین جب تمہین سے کچہہ نہوا
مریض عشق کو راس آئیگی دوا کسکی

ہزار رنگ سے نیرنگ ہین زمانے مین
ہوئی ہے شعبدہ گر چشم فتنہ زا کسکی

فلک بہی گو ہے ستمگر مگر نہین تجہسا
یہ دیکہہ کم ہے جفا کسکی ہے سوا کسکی

لڑی نظر سے نظر میری آپ کی لیکن
ثبوت کیجئے ہے پیشتر خطا کسکی

تمہین بہی اسکی خبر ہے وہ کون ہی ایسا
بندہی ہوئی ہے زمانہ مین یہ ہوا کسکی

کہین نکرنے سے چہپتا ہے عیب دنیا مین
رقیب پر کہو اب جان ہے فدا کسکی

غضب تنے ہوئے ابرو کہنچی ہوئی تلوار
برے مین طور ترے آئی ہے قضا کسکی

عدو بہی میری طرح ملتجی رہا شب قدر
وہان قبول ہوئی دیکہئے دعا کسکی

یہ امتحان تو دیکہو وہ مجہسے پوچہتے ہین
پسند ہے تمہین اس شہر مین وفا کسکی

کہبی لحاظ ہے دلکو کہبی ہے یہ گستاخ
سمائی اسمین شرارت بہری حیا کسکی

ہوئے ہین دیدہ و دل دونون والہ و شیدا
یہ کیا خبر ہے کہ اچہی ہوا تہا کسکی

نہ جان کا ہے بہروسہ نہ عمر رفتہ کا
یہ بیوفا ہوئی کسکی وہ آشنا کسکی

مئے طہور کے اوصاف سن لئے واعظ
لگی ہے رٹ تجہے لے بندہ خدا کسکی

خبر بہی ہے تمہین یا بیخبر ہو تم اس سے
خبر بہو یہ پہنچتی ہے ہمکو ذرا ذرا کسکی

ستم بھی آپ کرین اور آپ ہی پوچھین
جو کامیاب نہو کوئی یہ نصیب اُسکا

زبان زبان پہ شکایت ہے برملا اسکی
نہین قبول کی آصف نے التجا اسکی

ولہ

اگر ہو امتحان کہین نگاہ یار کیسی ہے
نہین معلوم وہ کستی ہوئی تلوار کیسی ہے

مجھے کس وہم مین ڈالا ہے یہ گفتار کیسی ہے
لبون پر مسکراہٹ سی ہے گم گفتار کیسی ہے

تمہاری نرگس بیمار بھی بیمار کیسی ہے
کہ یہہ بیمار ہو کر پھر غریب آزار کیسی ہے

چُراتے ہین جو اپنی جان اے قاتل وہ کیا جانین
تری کھنچتی چمکتی کاٹتی تلوار کیسی ہے

نہین جانتے اگر تصویر ہی کھنچوا کے منگوا لو
یہہ تم کیا جانو شکل عاشق بیمار کیسی ہے

لئے مین رو ہی بوسے مین نے اُسپر کیون بگڑتی ہو
یہہ دیکھو سرخ ہو کر زینت رخسار کیسی ہے

پکڑتی ہے زمین ہر ہر قدم کوچہ مین قاتل کے
یہ کیون مشتاق ایسی ہے مری رفتار کیسی ہے

ہمارا خانۂ دل دیکھکر وہ سخت گھبرائے
کہ یہہ تعمیر بے سقف و در و دیوار کیسی ہے

تجھی سے چاہتے ہین داد اسکی وہ یہ فرما کر
کہو انصاف سے تم صحبت اغیار کیسی ہے

ستم کرتے ہین وہ مجھپر دعا دیتا ہون مین انکو
کوئی دل سے تو پوچھے یہ جفائے یار کیسی ہے

کوئی جب خواب مین آتا ہے کھلجاتی ہے آنکھ انکی
اجی صاحب تمہاری نیند بھی ہشیار کیسی ہے

نہ کیونکر آبلے سے سرفرازی دلکو حاصل ہو
ملی یہہ عشق کی سرکار سے دستار کیسی ہے

ہوا بھی ہم اسیرون تک نہین آتی جو یہ پوچھین
فضائے باغ کیسی نگہت گلزار کیسی ہے

نزاکت کے بہانے سے تو مجھ تک آ نہین سکتے
مری آنکھون مین تم پھرتے ہو یہ رفتار کیسی ہے

گری پڑتی ہین ٹھوکرین کھاتی ہین فریادین
یہ راہ عالم بالا بھی ناہموار کیسی ہے

وہ جانے دل لگی کا حال جسنے دل لگایا ہو
کبھی آسان کیسی ہے کبھی دشوار کیسی ہے

خدا پر چھوڑ بیٹھے چارہ گر بھی دوست بھی سکو
ذرا چلکر تو دیکھو حالت بیمار کیسی ہے

ترے طعنون سے اے ظالم کلیجہ ہوگیا چھلنی
ہوئی ہے تیر سے اک بات یہ گفتار کیسی ہے

نہین ملتے نہ ملئے ہمسے بھی نخرے نہین اٹھتے
یہ حجت روز کی کیسی ہے یہ تکرار کیسی ہے

کمر مین تو نے باندھی ہے کمر مین چاہئے رہنا
تری تلوار پھر پھر کے گلے کی ہار کیسی ہے

خدا نے عقل دی ہے اور کو بھی تو تو اے ناصح
نہین سنتا کسی کی یہہ خدا کی مار کیسی ہے

مخاطب غیر سے ہین بزم مین وہ اس سے مین خوش ہون
مری آنکھون کو حاصل فرصت دیدار کیسی ہے

سر شوریدہ سے سد سکندر توڑ ڈالین ہم
جہان روزن بھی ہے دشوار وہ دیوار کیسی ہے

بہت لڑتی تھی پہلے عاشق ناشاد سے ہردم
دہی اب آنکھ اُسکی شکل سے بیزار کیسی ہے

وہ کہتے ہین ہماری ہی صفت مین غزل جب ہو
کہون کیا مین کہ یہہ پابندی اشعار کیسی ہے

اُسے آصف کا غم ہے اور آصف کو یہ بیتابی
ہر اک سے پوچھتا ہے حالت غمخوار کیسی ہے

ولہ

کیا منہ ہے کوئی باتین بنائے مرے آگے
دعوی ہو جو دشمن تو آئے مرے آگے

فتنے تری نظرون نے اُٹھائے مرے آگے
جادو تری آنکھون نے جگائے مرے آگے

کرنی جو پڑی اُنکو رقیبون کی اطاعت
کہتے ہین بڑے بول سب آئے مرے آگے

بے پردہ کیا حور کی تعریف نے اُن کو
جھنجلا کے وہ باہر نکل آئے مرے آگے

وہ کہنے لگے دیکھہ کے پروانے کا جلنا
جلنے کو کوئی اور جلائے مرے آگے

محفل مین جلانے کو مجھے ہائے وہ ضد سے
پہلو مین رقیبون کو بٹھائے مرے آگے

جاتا ہون عدم کو وہ عیادت کو نہ آئے
اتنی بھی نہ تکلیف اُٹھائے مرے آگے

اُس منزل دشوار مین تقدیر نے ڈالا
رہبر بھی جہان ٹھوکرین کھائے مرے آگے

ہے نکہت گل مجکو قفس مین بہی غنیمت
یارب یہ بہار آکے نہ جائے مرے آگے

وہ بات نہ کرتے تہے جو کی بات تو یہہ کی
غیرون کے بہت عیب چہپائے مرے آگے

اندیشہ تہا اُنکو کہ آنکہون مین سما جاؤن
منہ کہولے نہ محفل مین وہ آئے مرے آگے

جاتے تہے وہ کل جبکے سرِ شام جو پوچہا
مین کیا کہون کیا نقرے بنائے مرے آگے

عاشق کو کیا قتل یہ احسان جتا کر
دنیا مین مصیبت نہ اُٹہائے مرے آگے

بلبل کی کہان ایسی گل افشانیٔ تقریر
باتون کے چمن اُس نے لگائے مرے آگے

بہر آئے جو دل عاشق مضطر کا کرے کیا
تم کتنے ہو آنسو نہ بہائے مرے آگے

روٹہے کا منانا مجہے آجائے جو کوئی
روٹہے ہوے اس دل کو منائے مرے آگے

اُس بزم مین بیجا نہ سمجہے اے دل مضطر
کیا ہو جو وہ کہدے یہ نہ آئے مرے آگے

دنیا کا جو ہے قافلہ رکہتا ہے کب آصف
جائے کوئی پیچہے کوئی جائے مرے آگے

ولہ

کب مرے دل پہ کارگر نہ ہوئی
وہ تو برچہی ہوئی نظر نہ ہوئی

غیر کو کاوش جگر نہ ہوئی
یہ ادہر کی بلا اُدہر نہ ہوئی

نازنین کو کہان ہے تاب نگاہ
خواب مین کیا اُسے نظر نہ ہوئی

مہربانی تری اس لفت پر
جتنی ہوتی تہی اُسقدر نہ ہوئی

تیری فرقت مین رونے والونکی
آستین کب لہو مین تر نہ ہوئی

مین نے جب کچہہ کہا زبانی حال
تیری تسکین پیامبر نہ ہوئی

کب ترا غیر پر نہ دل آیا
کب تری پیار کی نظر نہ ہوئی

غیر اُس بزم ناز مین پہنچے
خیر گذری مجہے خبر نہ ہوئی

تجکو دل دیکے اپنی رسوائی
وہ ہوئی اب جو عمر بھر نہ ہوئی

یہ شب وصل اُنکو حسرت ہے
شام ہوتے ہی کیون سحر نہ ہوئی

ہم بھی جیتی ہوئی کہے ہی گئے
کب سزا بات بات پر نہ ہوئی

پھر کہان جائین گے آئیں ہم
خلد مین بھی اگر بسر نہ ہوئی

ہم نے میدان عشق جیت لیا
فتح غیرون کے نام پر نہ ہوئی

درد سر کا اُنہین بہانہ ہوا
داستان اپنی مختصر نہ ہوئی

دیکھیے دیکھیے پھری آپ نکھہ
ہوتی ہوتی ادھر نظر نہ ہوئی

پاس ہوتی تو سب خلش مٹتی
نہوئی عشق مین مگر نہ ہوئی

مرگئے مرگئے فراق مین ہم
نہ ہوئی اُنکو کچھہ خبر نہ ہوئی

شب کا وعدہ وہ کرکے کہتے ہین
رات دو چار دن اگر نہ ہوئی

سامنے ہی رہی تصور مین
آنکھہ او جہل تری نظر نہ ہوئی

شاخ گل کی بھی دیکھہ لی جنبش
وہ لچکتی ہوئی کمر نہ ہوئی

مین جو رویا تو کیا گناہ ہوا
دامن تر سے چشم تر نہ ہوئی

شکوۂ ہجر سنکے اُسنے کہا
تجھکو اسد پر نظر نہ ہوئی

کب نظر تری اثر نہ ہوا
کب تری آنکھہ فتنہ گر نہ ہوئی

دھری تلوارین باندہ لین تمنے
یہ تو معشوق کی کمر نہ ہوئی

کب ہوا حشر کب تمام ہوا
مجھے محشر کی کچھہ خبر نہ ہوئی

بتکدہ مین جو دیکھی ہے صورت
وہ بھلے کو خدا کے گھر نہ ہوئی

صلح کی کچھہ امید ہے باہم
آج آصف سے پھر اگر نہ ہوئی

ولہ

لیتے ہین ہنس کے میرا نام اُٹھتے بیٹھتے
پیار سے دیتے ہین وہ دشنام اُٹھتے بیٹھتے

غیر کی تعریف میرا شکوہ اپنی خوبیان
وہ بیان کرتے ہین صبح و شام اُٹھتے بیٹھتے

سامنے آجا کہ ارے ظالم کہ گذری دوپہر
مجکو بیتابی سے زیر بام اُٹھتے بیٹھتے

چھیڑتے ہنس ہنسکے ہین عشاق کو رونا ہوا
دیکھکر معشوق گل اندام اُٹھتے بیٹھتے

میرے کہنے پر عمل کرتے تھے وہ دن اور تھے
اب تو ہے ہر بات پر الزام اُٹھتے بیٹھتے

سنکے قاصد سے رقیبون کے سنانیکے لئے
یاد کرتے ہین مرا پیغام اُٹھتے بیٹھتے

ہو چکی تعظیم غیرون کی کرو محفل تمام
شب تو گذری پھر خاص عام اُٹھتے بیٹھتے

ضعف مین کن مشکلون سے طے ہوئی ہے راہ شوق
پہونچے ہین منزل پہ ہر ہر گام اُٹھتے بیٹھتے

ہمکو کیا مطلب کہ سب اغیار محفل کو تری
دیتے ہین آغاز سے انجام اُٹھتے بیٹھتے

میکدہ مین مدرسہ کی قید اے زاہد نہین
بے تکلف سب ہین مے آشام اُٹھتے بیٹھتے

دل کے چھالون کی دکھاؤن سیر کیا مثل حباب
یہ نہین ہین ای بت گلفام اُٹھتے بیٹھتے

اب تو آ صورت کہا جا گرتے پڑتے ضعف سے
ہم بھی آبیٹھے ہین زیر بام اُٹھتے بیٹھتے

عاشقون کا قتل انکو کھیل ہے مشکل نہین
وہ تو کر لیتے ہین ایسے کام اُٹھتے بیٹھتے

دل ہی جب بیچین ہو آصف تو کیا کوئی کرے
چلتے پھرتے ہے نہ ہے آرام اُٹھتے بیٹھتے

ولہ

انداز شوخ شوخ جو ملتے ہین یار کے
اب ناز دیکھے کوئی دل بیقرار کے

نکلی ہے جان عشق مین اُس گلعذار کے
عشاق پھول لیتے ہین میرے مزار کے

وعدہ کا انتظار کہانتک کرے کوئی
ناچار ہم بھی بیٹھ رہے دل کو مار کے

دل مین ہمارے ایک صنم پردہ دار ہے
آئے خیال غیر تو پردہ پکار کے

رفتار اُسکی کیون نہ قیامت بپا کرے
فتنے قدم سے اُٹھتے ہین اُس شہسوار کے

بیٹھے شب وصال ہے چپ چپ الگ الگ
جب دل کھلے تو لطف ہون بوس و کنار کے

بیتاب دل کے ہاتھ سے ہے میری لاش بھی
اندر مزار کے کبھی باہر مزار کے

یہ تو شب وصال ہے ماتم کا دن نہین
کیون سادگی سے آئے ہو زیور اُتار کے

اُسکی نشیلی آنکھون سے ایمان کیا بچے
دشمن یہ دونون مست ہین پرہیزگار کے

چوری کی بات تھی جو پکارا رقیب کو
ٹھہرا رہے ہین سامنے میرے پکار کے

سرکار عشق کو ہے اب آزادگی پسند
قیدی نہ چھوٹ جائین کہین زلف یار کے

گنتی کے داغ پاس مرے دل مین رہ گئے
یہ ہین نشان لٹی ہوی فصل بہار کے

یہ دل نہین ہے زلف بگڑ کر جو پھر بنے
اسکو کہین بگاڑ نہ دینا سنوار کے

بس امتحان غیر تو اب ہو چکا تمام
اُمیدوار ہم بھی تو ہین ایک وار کے

زاہد کو ناز زہد پہ رندون کا ہے یہ قول
بندے گناہگار ہین پروردگار کے

سچ ہے نہین کسیکا کوی ہائے بیکسی
جاتے ہین یار قبر کے اندر اُتار کے

دونون طرف ہے بحر محبت مین ایک حال
بے صبر وار کے ہین تو بیہوش یار کے

بندون پہ اپنے شان کریمی سے رحم ہے
کیا فیض و فضل ہین مرے پروردگار کے

جب تک ہے منہ مین بات تو اخفائے راز ہے
وہ بات کیا چھپے جو پڑے منہ ہزار کے

انصاف کر تو خاک پہ کسکی ہی اے صبا
پیچھے پڑی ہے کیون مرے مشت غبار کے

آصف سے ہم نے پوچھا جو مذہب تو یہ کہا
ہم ہین غلام پنجتن و چار یار کے

ولہ

یہ دل آشنا اور نا آشنا ہے
بہلون سے بہلا ہے برون سے برا ہے

قیامت کی چتون غضب کی ادا ہے
بچائے خدا چشم بد سے دعا ہے

شکایت نہین تو اگر بیوفا ہے
یہ قسمت ہے میری اسیکا گلا ہے

نہین ہے اگر تو ہمارا تو کیا ہے
زمانے مین کوئی کسیکا ہوا ہے

پیو بہی پلاؤ بہی اسکا مزا ہے
یہ شیشہ بہرا ہے یہ ساغر بہرا ہے

رہے یا نہین کوئی کس کام کا ہے
سلامت رہو تم یہ میری دعا ہے

کرین بتکدہ سے عبث قصد کعبہ
یہان بہی خدا ہے وہان بہی خدا ہے

مزا ہے بہی بات مین بات نکلے
ادا سے ادا جب بہے پہر تو کیا ہے

نشانہ بنے دیکہیے کونسا دل
یہ تیر دعا ہے وہ تیر ادا ہے

گیا دل تو جائیگی جان حزین بہی
محبت کا آخر کو پہل کیا ملا ہے

یہ کافر حسین ایک جا جمع ہونگے
جہنم مین بہی اک طرح کا مزا ہے

نہ لکہتا اسے خط مین کیا جانتا تہا
مرا مدعی یہ مرا مدعا ہے

شب وصل مین ڈر کے ہر بار مجہسے
وہ پوچہا کئے صبح تک کیا بجا ہے

جفا کرکے تمنے وفا کی تو کیا کی
وہ دل ہی نہین مجہ مین اسکا برا ہے

نہ اتراو بس بس خدا سے ڈرو بہی
گر اچہے ہو تم تو برون کا خدا ہے

ترے توڑنے سے نہ ٹوٹیگا ہرگز
مرا دل بہی کیا تیرا عہد وفا ہے

کہان جائے انسان انسے نکل کر
زمین فتنہ گر ہے فلک فتنہ زا ہے

شب وصل کس طرح طے ہو یہ جہگڑا
نہ تم مانتے ہو نہ دل مانتا ہے

کہو پہر تو گہبرا کے ذکرِ عدو پر
نہین ہم تو واقف خدا جانتا ہے

نہ ہونا کبہی مائل زلف یا دل
اُسی کے رہے سر پہ جسکی بلا ہے

بجز میرے اورونسے مطلب نہ رکہو
مرا مدعا ہے تو یہ مدعا ہے

تمہارا ہی ہین ہون خطاوار عاشق
زمانہ کہو مجہ سے پہر کیون خفا ہے

ستایش مین ہے ایک لطف تبسم
شکایت مین سو طرح کا مزا ہے

بہت دور ہے منزلِ الفت اے دل
جو یہہ طے ہوئی پہر خدا ہی خدا ہے

یہ پوچہا کسی نے جو عاشق سے آنکے
ترا حال اب کیا سے کیا ہو گیا ہے

کہا اُس نے میری مصیبت نہ پوچہو
سراپا کا میرے یہ نقشہ بنا ہے

یہ سر تہا کبہی زانوے دلربا پر
یہی زانوے فکر پر اب جہکا ہے

کبہی یہ جبین رشکِ ماہ مبین تہی
یہی خاک مین صورتِ نقش پا ہے

کشیدہ کمان کی طرح تہا جو ابرو
وہ اب جوڑ ٹوٹی ہوئی تیغ کا ہے

وہ آنکہین جو تہین محوِ دیدار ہر دم
انہین اک قیامت کا اب سامنا ہے

وہ بینی جو تہی محوِ خوشبوئے الفت
وہ مدت سے محروم بوے وفا ہے

وہ لب غنچہ لب جسکو دیتے تہے بوسے
لبِ زخم کی طرح اب بدنما ہے

وہ گوش طربناک لبریز نغمہ
شکایت ملامت ہی اب سن رہا ہے

وہ گردن پڑے دستِ محبوب جسمین
گریبان اُسے طوق اب ہو رہا ہے

وہ گلرنگ رخ جسکے بلبل تہے گلرو
خزان دیدہ پہولون سے مرجہا گیا ہے

وہ سینہ جو عشرت کدہ تہا ہمیشہ
اُسے دیکہئے اب تو ماتم سرا ہے

پہرا جو حسینونکے سینون پہ برسون
اُسی ہاتہ سے اب تو سر پیٹتا ہے

کبھی پاؤن چلتے تھے راہ طلب مین — اُنہین پاس نے اب شکستہ کیا ہے
یہ دل رنج و غم سے نہا آزاد کیسا — یہی اب گرفتار دام بلا ہے
کوئی بیوفاؤن کے دم مین نہ آئے — محبت جو کی تھی یہ اُسکی سزا ہے
مرے حال بد پر کرم کرنے والا — خدا ہے خدا ہے خدا ہے خدا ہے
ہمارے بھی ہے امتحان تیغ آصف — لگا نا ہی دل کا سراسر خطا ہے



کبھی پر اے دل گمراہ تو ہے — مرا دشمن مرا بدخواہ تو ہے
نظر آتا نہین شب کو سیہ دن — کرین کیا ہم جو رشک ماہ تو ہے
فلک کو دیکھکر کوئے بتان سے — اُٹھے یہ کہکے ہم اللہ تو ہے
کہا جب اُن سے عاشق اور بھی ہین — قسم کہا کر کہا واللہ تو ہے
تصور غیر کا مین نے کیا جب — کہان جاتا کہ سد راہ تو ہے
مرا راز محبت ہو نہ افشا — خدایا اس سے بس آگاہ تو ہے
رقیبون کا جلائے دل تو جانین — کہان برق بلائے آہ تو ہے
دل اتنو دیدیا اُس بت کو مین نے — مرا یاور مرے اللہ تو ہے
پڑا پھرتا ہے کوچہ مین اُسی کے — ارے او دل بڑا گمراہ تو ہے
نہ پایا دل کے گوشہ مین کوئی اور — فقط اک زیب خلوتگاہ تو ہے
اثر دیکھا ترا اے عشق ہم نے — ارے ظالم بڑا جانگاہ تو ہے
کہا جب بیوفا غیرون کو مین نے — چہنجکر بولے وہ واللہ تو ہے
ترے در کا گدا ہی بین عرفان — شہنشاہون کا شاہنشاہ تو ہے

ادا سے ناز سے پاس آکے اُسنے
کہا آصف سے آصف جاہ تو ہے

ولہ

پھر رہی ہے سارے عالم مین دہائی آپکی
یہ خدائی ہے خدائی یا خدائی آپ کی

مار ڈالیگی ہمین یہ کج ادائی آپ کی
بیوفائی بیرخی بے اعتنائی آپکی

راست بازو نپر ہے روشن کج ادائی آپکی
ہے وفادارونپہ ظاہر بیوفائی آپکی

دیدۂ پرخون کو میرے دیکھکر کہتے ہین وہ
ہے یہ بیماری کی سرخی آنکھہ آئی آپکی

خوب پہل پایا ہے ملکر لیا آگے کو عہد
کیا ملائیگی خدا سے آشنائی آپکی

جو پھنسائیگا کسیکو آپ ہی پھنس جائیگا
ہو چکی پھندے سے میرے اب رہائی آپکی

بال تھے اُلجھے ہوے شانہ کیا ہے دیر تک
مین دبا دون دکھہ گئی ہوگی کلائی آپکی

چھیڑ کا اسمین مزا شکوے کا اسمین لطف ہے
صلح سے بہتر سمجھتا ہون لڑائی آپکی

جب تلون ہے طبیعت مین تو یکسان ہو گئی
آشنائی آپکی ناآشنائی آپ کی

کیا سکھائے گی قیامت آپکو فتنونکی چال
ابتدا سے یہ تو ہے سیکھی سکھائی آپکی

دلمین ہم جلتے ہین سنکر کچھہ اپنا بس نہین
لوگ کرتے ہین برائی پر برائی آپکی

پھر ہوے برہم یہ غصہ مجھپہ کیون ہے اسقدر
ہوگئی تھی وصل مین مجھسے صفائی آپکی

داور محشر کے آگے آپکا شکوہ کیا
حسب عادت پھر قسم بھی ہمنے کھائی آپکی

اپنے عاشق کو ستانا اسقدر اچھا نہین
بیٹھہ جائیگی مرے دلمین برائی آپکی

آپکی صورت جو دیکھین گے تو بھر آئیگا دل
یاد آئیگی قیامت مین جدائی آپکی

جانتے تھے جل کے ہونگے بزم دشمن مین سبک
کیا کرین ہمکو محبت کھینچ لائی آپکی

ہے تجلی نور کی لاکھون حجابون سے عیان
پردے پردے مین ہے کیا کیا خودنمائی آپکی

اپنی آنکھوں کی بلائین لون کہ شب کو خواب مین — خوب بے پردہ مجھے صورت دکھائی آپکی
رنج فرقت مین جو مر کر جئے تو کیا جئے — خاک مین ہمکو ملائیگی جدائی آپکی
روز محشر پرسش اعمال ہوگی جب مری — یا نبی رونگا دہائی پڑ رہا ئی آپکی
عاشق و معشوق کے لب پر ہوئی ہے داستان — یہ وفاداری ہماری بیوفائی آپکی
سیر گلشن کیا کہوں کیا باعث فرحت ہوئی — پھول کو سونگھا تو خوشبو مجھکو آئی آپکی
غیر کو بھیجا تھا چھلا خط کے اندر ڈالکر — وہ نشانی لیجئے میرے ہاتھ آئی آپکی
بدگمانی دیکھنا دیکھی جو میری آہ سرد — پوچھتے ہین وہ لگی کسنے بجھائی آپکی
کسطرح راضی ہوئے کیا اُسنے جادو کردیا — شب کو آصف سے ہوئی کیونکر صفائی آپکی

ولہ

نہ دل مین صبر نہ دل مین قرار باقی ہے — کسیکی یاد فقط یادگار باقی ہے
تری بہار جو ابر بہار باقی ہے — ابھی سرور مئے خوشگوار باقی ہے
حجاب وصل مین بھی اے نگار باقی ہے — نگہ نگہ کو مرے انتظار باقی ہے
لگا کے تیر مرے دلپہ تو جگر کو نہ چھوڑ — شکار وہ تو ہوا یہ شکار باقی ہے
مٹا سکے گا مجھے خاک چرخ کج رفتار — نہین مزار تو مشت غبار باقی ہے
نکالیو دل شیدا وصال مین ارمان — ابھی تو حسن کی کچھ کچھ بہار باقی ہے
کہ اب بھی وعدہ خلافی سے عہد اے ظالم — کہ کچھ یونہین سا ترا اعتبار باقی ہے
جوان ہوکے تجھے گرچہ آئی شرم و حیا — وہ کم سنی کی شرارت تو یار باقی ہے
وہ کس غرور سے کہتے ہین اب شباب کے بعد — یونہین رہیگی یہ جتنی بہار باقی ہے
خدا کے آگے بھی کہدونگا مین تو روز جزا — کہ دل مین آرزوے وصل یار باقی ہے

ہزار بار نکالو جو دل کی تم ارمان
یہ بار بار کہوں لاکھہ بار باقی ہے

تمہا قصور مرا اسکو کرو یا ثابت
تمہارے دلمین ابہی تک غبار باقی ہے

شبِ وصال وہ گہبرا کے صبح تک مجھہ سے
یہ پوچھتے ہی رہے ہے کوئی پیار باقی ہے

ہزار گن کے جو مین تہم گیا تھکی ہے زبان
بہت سا تیرے ستم کا شمار باقی ہے

تمہین رقیب کا جسطرح انتظار رہا
تمہارا ہمکو بہی یون انتظار باقی ہے

ترا جو سینہ ہے آئینہ مین بہی تو دیکھون
نہین ہے یا ترے دل مین غبار باقی ہے

نکل گئی مرے دل سے تری غمزہ کی پہانس
عدو کے رشک کا کمبخت خار باقی ہے

مٹے بلا سے مٹے ہم مگر جفا تو کرو
ابہی مزار کا سنگِ مزار باقی ہے

تمہارے ڈہنگ تو سارے ہین بیوفائی کے
یہ ہین سا وعدہ ناپائدار باقی ہے

مٹے مٹے نظر آتی ہین داغ دل اکثر
لٹی لٹی مرے دلکی بہار باقی ہے

نکالین تونے زمانے کی حسرتین کیا کیا
فقط یہی دل امیدوار باقی ہے

ہماری قبر پر اسکو چڑہا دے اے گلرو
ترے گلے مین جو پہولون کا ہار باقی ہے

نشان اہل نشان ہوگئے بہت معدوم
ظہور قدرتِ پروردگار باقی ہے

قد اسکا سرو ہے پستان انار سیب زنخ
بہار پر یہ ہے وہ جوبن بہار باقی ہے

پلادے ساغرِ مے ساقیا نہ دیر لگا
چمن مین جوشِ گل و برگ و بار باقی ہے

کوئی رہا نہین ارمان نزع مین مجہکو
جو ہے تو حسرتِ دیدار یار باقی ہے

بجا ہے قدر کرو جسقدر مرے دل کی
کہ عاشقون مین یہی یادگار باقی ہے

اٹہائے رنج کہان تک آہ صفی غمگین
کہ مجھہ مین کیا مرے پروردگار باقی ہے

وله

اب آشنا ہوئے ہین تمہارے نئے نئے — پھرتے ہین لوگ تکو ابہارے نئے نئے
انسان ہے کہ حور و پری ہے یہ کون ہے — چلمن سے ہو رہے ہین اشارے نئے نئے
پہلے ہماری چاہ سے یہ بات تھی کہان — ہین رنگ ڈھنگ اب ترے پیار کے نئے نئے
بستر پر اُنکے دیکھے ستارے جڑے ہوئے — دن کو نظر یہ آئے ہین تارے نئے نئے
مہجور و دلفگار و پریشان و بدنصیب — رکھے گئے خطاب ہمارے نئے نئے
گر ایک ہے عدم تو قیامت ہے دوسرا — دریائے عشق کے ہین کنارے نئے نئے
وہ التفات ہے نہ وہ ہین مہربانیان — بدلے ہین طور آپکے سارے نئے نئے
تصویر داغ دل کی ہے زخم جگر کی بہی — تحفے یہ اُن کو نذر گذارے نئے نئے
اُن کو ملے رقیب تو معشوق ہمکو بہی — اُن کے نئے نئے ہین ہمارے نئے نئے
دیکھے بہت سے زہرہ جبین اور مہ جمال — چمکے زمین پر بہی ستارے نئے نئے
چاہت مین ہے نیون کی پرانونکا کب مزا — ہوتے نہین ہین یان گزارے نئے نئے
ہمسے چھٹے تو پہر نہین ملنے کا کوئی بہی — تم ڈہونڈتے پہروگے سہارے نئے نئے
جانے دو اگلی باتون کو جو کچھہ ہوا ہوا — پہر عہد ہون ہمارے تمہارے نئے نئے
بہڑکی جو دل کی آگ پتنگے بنے ہین شہاب — آنکہون نے یہ دکہائے شرارے نئے نئے
ہمکو ملا نہ خانۂ دل کا سا ایک بہی — نقشے مکان مکان کے اُتارے نئے نئے
آصف نے غیر کا جو کیا شکوہ یہ کہا — معشوق کیا نہین ہین تمہارے نئے نئے

وله

ٹہرے ہوے ہین جب سے کسی گلعذار کے — پچھن سے جہڑ گئے ہین عروس بہار کے

حسن وجمال تیرے ہین کیا کیا بہار کے — دیتے ہین جان عاشق جانباز وار کے
صدمے بیان کیا ہون شب انتظار کے — سو بار چپ ہوا ہون اجل کو پکار کے
چلتا ہوا ہے پنجۂ مژگان اشکبار — لتے لئے ہین دامن ابر بہار کے
یہ قول وصل کا ہے نہ ٹوٹے خدا کرے — جاتے ہو میرے ہاتھ پہ تم ہاتھ مار کے
چکر مین تجکو ڈال دیا عشق غیر نے — یہ تھکھنڈے ہین گردش لیل ونہار کے
یہ عرصہ گاہ حشر ہے محفل نہین تری — اغیار رہے تو جائین تجھے اب بہار کے
کچھہ ہم نگاہ مہر وعنایت اگر کرو — کچھہ حوصلے بڑہین دل امیدوار کے
میرے دل وجگر سے کوئی پوچھلے ذرا — کیا کیا مزے ہین وصل مین اس گلعذار کے
کس عارف خدا کا گذر اسپہ ہو گیا — قربان شیخ وشاب ہین میرے مزار کے
اس خوش گلو کی ہے وہ سریلی صدا کچھہ اور — لیتے ہزار بار سُنے ہین ہزار کے
آنکھون مین ہے سرور نہ مستانہ ہی ادا — پالے پڑے ہو کیا کسی پرہیزگار کے
مجبور کر دیا ہے محبت نے کیا کرین — دل اختیار کا ہے نہ تم اختیار کے
اس حسن پر دوچند ہوا حسن اور بھی — ابھرے ہوے ہین گال جو اس نوبہار کے
انگڑائیان خمار کی لیتے ہو صبح سے — ہیئے چڑھے تھے رات کو کس بادہ خوار کے
ایسی ہے تیری اٹھتی جوانی کی دھوم دھام — جوش وخروش جیسے ہون آتی بہار کے
قطرے شراب سرخ کے یاد آگئے مجھے — توبہ کے بعد دیکھے دانے انار کے
دیگا چڑھے بڑھے ہے جوبن کی داد کون — پچتاؤ گے بہت مجھے دل سے اتار کے
تہنڈی ہوا ہے مے ہے بت شنگ گل ہی پاس — پھر اسپہ لطف بارش ابر بہار کے
کس سے کہون مین حال کہ بس جوش عشق سے — کیسے ہین رنگ ڈھنگ دل بیقرار کے

پہونچاے ہمکو دیکھئے عمر رواں کہاں
قابو مین یہ سمند نہین ہے سوار کے

آصف کے حال پر بہی تہی احسان معن کبہی
اخلاص کے وفا کے محبت کے پیار کے

ولہ

سامنے وہ بے نقاب دیکھئے کبتک رہے
دیکھنے والون کو تاب دیکھئے کبتک رہے

تشنہ مے ساقیا ہم بہی ہین جلد ہی پلا
بزم شراب کباب دیکھئے کبتک رہے

حشر کا دن ہے بڑا حال غم اُس سے ہوا
مجہسے سوال جواب دیکھئے کبتک رہے

ہجر کا دن یا خدا حشر کا دن ہوگیا
پیش نظر آفتاب دیکھئے کبتک رہے

رات تڑپتے کٹی چین نہین دن کو بہی
دل کو مرے اضطراب دیکھئے کبتک رہے

سوتے ہین وہ وصل مین ڈر بہی ہے کچہہ کچہہ نہین
چشم ہے وا نیم خواب دیکھئے کبتک رہے

مٹ گئین جو صورتین کیا کہین کس سے کہین
چرخ کا یہ انقلاب دیکھئے کبتک رہے

تلوون مین کی گدگدی پانون ہٹی بہی کبہی
وصل کی شب آنکہ خواب دیکھئے کبتک رہے

چین نہین تو نہین موت بہی اسکو نہین
یہ دل خانہ خراب دیکھئے کبتک رہے

تونے پہرایا ہے سر کہنے کا تیرے اثر
ناصح مشفق جناب دیکھئے کبتک رہے

ہاتہہ مین ہے جام مل پاس ہے اک رشک گل
نشہ جوش شراب دیکھئے کبتک رہے

وصل کی جو تہی گہڑی وہ تو گذر ہی گئی
ہجر کا تیرے عذاب دیکھئے کبتک رہے

رشک سے وہ مہ جبین خاک نہ ڈالے کہین
آئینہ کی آب تاب دیکھئے کبتک رہے

کہتی ہے شوخی تری اور یہ مستی تری
شرم سے منہ پر نقاب دیکھئے کبتک رہے

جور کیا تنگ نہین اشک کیا تنگ نہین
اور غم بیحساب دیکھئے کبتک رہے

حسن کا اُسکے ظہور دل کے ہوا نار نور
دور مہ آفتاب دیکھئے کبتک رہے

وصل کی شب ہمکنار آج ہے وہ گلعذار
لطف شراب کباب دیکھئے کبتک رہے

آصف ناشاد کا حال وہی ہے جو تہا
عشق مین مٹی خراب دیکھئے کبتک رہے

سلام

سلامی دیکھنا اشکون کے گوہر بہتے ہوتے ہین
لئے ہین تشنہ نے دہن مین مقدر ایسے ہوتے ہین

مضامین غم شبیر زور دل تہام کر سنئے
رگ جان کہو دیتے ہین یہہ نشتر ایسے ہوتے ہین

سنا شبیر کا نام اور اک بجلی گری دل پہ
جو دلمین درد رکہتے ہین وہ مضطر ایسے ہوتے ہین

فرشتون نے کہا جب سر کٹا نے آپکو دیکھا
ولی اللہ کے اللہ اکبر ایسے ہوتے ہین

لڑے اس ڈہنگ سے اکبر کہ دشمن بہی پکار اٹہے
بہادر اسکو کہتے ہین دلاور ایسے ہوتے ہین

زمین سے عرش پر پہنچا دیا شبیر نے حر کو
خدا کے خاص بندے بندہ پرور ایسے ہوتے ہین

مرے آئینہ دلمین ہے جلوہ ماہ زہرہ کا
سکندر سے کہو دیکھے سکندر ایسے ہوتے ہین

تن سرور پہ جتنے زخم تہے وہ سب بتاتے تہے
چہری تلوار برچہے تیر خنجر ایسے ہوتے ہین

محبت زینب و شبیر کی دیکہو تو ظاہر ہو
کہ خواہر ایسی ہوتی ہی برادر ایسے ہوتے ہین

لب و دندان مین تشنہ سے اور ہی کچہہ آب پیدا ہے
نہ لعل اس ڈہنگ کے دیکھے نہ گوہر ایسے ہوتے ہین

لڑے بچے جو زینب کے تعجب اسپہ بیجا ہے
کہ جو شیر نیستان پلتے ہین وہ اکثر ایسے ہوتے ہین

نہائی خون مین اصغر تو بانو نے کہا تشنہ نے
کہ دیکہو باغ جنت کی گل تر ایسے ہوتے ہین

ستم ظالم کربلا کی سنکے حیرت اسپہ ہوتی ہے
کہ یہہ ہٹی کے پتلے دل کے پتہر ایسے ہوتے ہین

عدو بہی ہوگئے حیران جو دیکہا صبر حضرت کا
یہہ کیا معلوم کہ سبط پیمبر ایسے ہوتے ہین

پہڑک کر تشنہ کی تشنہ رگ کہتی ہی نہی اپنے قاتل سے
کہ پیاسون کے مشتاق خنجر ایسے ہوتے ہین

مزا کیا دیے رہے ہین دیدۂ تر اپنے ای آصف
یہہ ہم نے آج جانا جام کوثر ایسے ہوتے ہین

سلام

رات دن دلمین خیال شہدا رہتا ہے
خوب رونے کا تڑپنے کا مزا ملتا ہے

ماتم شاہ شہیدان کبھی مٹنے کا نہین
یہ وہ ہے داغ ہمیشہ جو ہرا رہتا ہے

دل ہرا ساہے مگر دیکھئے وسعت اُسکی
داغ رہتا ہے جدا درد جدا رہتا ہے

خلف ساقی کوثر ہے ہمارا ساقی
مئے کوثر سے یہان جام بھرا رہتا ہے

عاجزی چاہئے اُن کو جو کرم والے ہین
خاک پر نخل ثمردار جھکا رہتا ہے

ہے تصور مین جو عابد کی برہنہ پائی
ایک کانٹا سا کلیجہ مین چبھا رہتا ہے

فیض یہہ چشم گہربار کا ہے ای آصف
موتیون سے مرا دامن جو بھرا رہتا ہے

آذری اسفراینی

آذری تخلص ۔ سید حمزہ نام ۔ شیخ نورالدین لقب ۔ آپ خواجہ علی ملک سربداریہ کے فرزند ہین ۔ نسب کا سلسلہ احمد یحیی ہاشمی مروزی سے منتہی ہوتا ہے ۔ خواجہ ملک سربداریہ کے عہد مین اسفراین مین صاحب اقتدار و اختیار تہا ۔ آذری کا مسقط الراس اسفرائن ہے ۔ اسی شہر مین نشو و نما پایا ۔ اور وہان کے علما و فضلا کی خدمت مین تربیت و تعلیم پائی ۔ جب فارغ التحصیل ہوا اُسوقت عالم شباب تہا ۔ شعر و شاعری مین مشغول ہوا شاعری کے میدان مین مشاہیر شعرا سے بڑہ گیا ۔ تیزی فہم و ذکا مین مشہور ہوا ۔ چنانچہ ایک وقت شیخ صدرالدین رواس کے ہمراہ مشہد مقدس مین میرزا الغ بیگ کے ملنے کیلئے گیا مرزا نے اول شیخ صدرالدین سے پوچھا کہ آپ کے اس بین بہلا یا رواث ثبا شلغہ مین

شیخ نے کہا رواص صاد سے ہون۔ میرزا نے فرمایا کہ آپ صاد سے بہی نہین ہین اسلئے کہ رواص
کلام عرب مین نہین آیا۔ پہر شیخ آذری سے پوچہا کہ آپکا تخلص آذری کس وجہ سے ہے
آپنے کہا چونکہ میری ولادت ماہ آذر مین ہوی تہی اسلئے مین نے آذر تخلص اختیار کیا۔ میرزا نے
کہا آپ شاعر پیشہ نہین تہے۔ وہ آذر بضم زال ہے نہ بفتح۔ شیخ نے بداہتہً جوابدیا۔ ماہ
آذر کے زال نے متعدد سال ذلت و خواری مین گذارے اور اسکی پیٹہ خمیدہ ہو گئی۔ قریب تہا
کہ اسکی پیٹہ شکستہ ہو جائے۔ لیکن مقام شعور و ہوش مین آیا۔ اور قائم ہو گیا۔ اسکی پشت
درست و راست ہو گئی۔ میرزا کو شیخ کا جواب پسند آیا۔ شیخ کو مصاحبین کے زمرہ مین شریک
فرمایا۔ اور بیشمار انعام و احسان سے سرفراز کیا۔ اور شیخ سے فرمائش کی کہ سلمان ساوجی
کے قصائد جواب لکہئے شیخ نے موزون کر کے پیش کیا۔ تمام شعرا نے پسند کیا۔ بعد ازان ایک
قصیدہ میرزا شاہرخ کی مدح مین بہی لکہا شاہزادہ کے توسل سے میرزا کے ملاحظہ
مین پیش کیا۔ میرزا بہت ہی خوش ہوا۔ ملک الشعرائی خطاب سے مخاطب فرمایا۔ اور صلہ
و انعام وافر سے مالامال کیا۔ اسی زمانہ مین شیخ نے دنیا سے برخاستہ خاطر ہو کے طریقۂ درویشی
مین قدم رکہا شیخ محی الدین طوسی کی خدمت مین پہنچا۔ کتب سلوک و احادیث کی سند
شیخ سے حاصل کی۔ اور اُن کے ہمراہ حج کو گیا۔ شیخ کے فوت ہونیکے بعد سید نعمت اللہ
ولی کرمانی کی خدمت مین آیا اور بیعت کی۔ ریاضت شاقہ کے بعد سیر و سیاحت مین
مشغول ہوا۔ بہارستان سخن کے مولف نے لکہا سفر کرتے وقت میرزا بایسنغر بن میرزا
شاہرخ نے شیخ کی خدمت مین ایک بدرہ زر پیش کیا۔ شیخ نے قبول نہین فرمایا۔ اور یہ بیت پڑہی

زر کہ ستانی و برافشانیش ہم بہ از آنست کہ نستانیش

مولانا مجاہد ہندی طالب العلم نے اُس بدرہ سے ایک مشت زر اٹہایا اور کہا اے شیخ

تونے اس مال کو اپنی ذات پر حرام کیا۔ خدا نے مجھپر حلال کیا۔ شاہزادہ طالب علم کے کلام سے مسکرایا۔ اور بدرہ اسکو دیدیا۔

شیخ سیاحت کے زمانہ مین ایک سال کامل بیت الحرام مین مقیم و مجاور رہا۔ قیام و مجاورت کے زمانہ مین ایک کتاب مسمی سعی الصفا مشتمل بر مناسک حج و تاریخ کعبہ لکھی۔

فرشتہ نے لکھا کہ شیخ آذری حرمین شریفین کی زیارت سے فارغ ہوکے دکن مین آیا۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے دربار مین باریاب ہوا سلطان کی مدح مین چند قصائد غرا پیش کئے انعام و خطاب ملک الشعرائی سے سرفراز ہوا۔ پہر حسب الارشاد سلطان بہمن نامہ کی نظم شروع کی۔ جب احمد شاہ کے داستان پر پہنچا تب کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین پیش کی۔ اور وطن مالوفہ جانیکے لئے رخصت طلب کی۔ بادشاہ نے کہا اے آذری فی زماننا مین مخدومی سید محمد الحسینی گیسو دراز کے فوت ہونے سے رنج و مصیبت مین ہون آپکے ملنے سے میرا رنج و غم کم ہوتا ہے۔ آپ اسوقت سجائے نہین تو آپکے فراق مین بہی مبتلا ہونگا۔ رنج و غم دوچند ہوگا۔ شیخ نے جب بادشاہ کی ایسی عنایت دیکہی تو دکن مین سکونت اختیار کی۔ اور اپنے عیال و اطفال کو خراسان سے طلب کیا۔ اتفاقًا بادشاہ نے انہین ایام یعنے ۸۳۲ہ ہجری مین دارالامارہ بیدر مین ایک قصر رفیع الشان بنا کیا جسن اتفاق سے تیار ہوگیا تہا۔ شیخ نے قصر کی شان مین دو بیتین لکہ کے خوشنویس کے ہاتہ سے لکہوا کے دروازہ پر چسپان کردین۔ ایکروز بادشاہ کی نظر بیتون پر پڑی بہت خوش ہوا تحسین کرکے پوچہا کہ یہہ کسنے لکہین حاضرین مقربین نے عرض کیا کہ یہہ شیخ آذری کا نتیجہ طبع ہے۔ اُسوقت شہزادہ علاءالدین نے موقع دیکہہ کے عرض کیا کہ شیخ مشتاق وطن ہے۔ کہتا ہے اگر بادشاہ مجکو رخصت کرین تو

مین حج کا نصف ثواب پیشکش کرتا ہون - بادشاہ راضی ہوا شیخ کو بلوایا چالیس ہزار تنکہ نقرہ کہ ہر ایک تنکہ وزنا ایک تولہ ہوتا ہے پیش کیا شیخ نے تمام زر کے بدرون کو دیکھکے کہا - لا یحمل عطایا کم الا مطایا کم - آپ کی عطیہ کو کوئی نہین اُٹھائیگا مگر آپکے اونٹ - بادشاہ مسکرایا اور بیس ہزار خرچ راہ و کرایہ کے لئے عطا کیا - اُسیوقت خلعت خاصہ اور پانچ خدمتگار ہندی بھی عنایت کئے - اور شیخ کو رخصت فرمایا شیخ نے رخصت کیوقت عضائری رازی کی بیہ دو بیتین پڑہین ؎

ثواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان	یگانہ داور دادار بی نظیر و ہمال
وگرنہ ہر دو بخشیدی بوقت کرم	امید بندہ نماندی بایزد متعال

وعدہ کیا تہا کہ بہمن نامہ وہان سے لکہکے بہیجا کرونگا - ہمایون کے داستان تک لکہکے بہیجا - ہمایون کے داستان تک آذری کی تصنیف سے ہے - باقی ملا نظیری و سامعی وغیرہ نے تکمیل کی - اور اصل کے ساتہہ ملحق کردیا شیخ آذری ہند سے اسفرائن مین پہنچا تا زندگی گوشہ نشین رہا - شبانہ روز ریاضت و عبادت مین گزارتا تہا - آخر بیاسی برس کی عمر مین ۸۶۶ہجری مین واصل حق ہوا - زندگی مین اپنے قبر کے لئے زمین و باغ خرید کے وقف کردیا تہا - زمین و روضہ کی آمدنی طلبہ و فقرا و صلحا اور روشنی و فرش کے لئے وقف کردی تہی حمد اللہ مستوفی نے اسکی وفات کی تاریخ لکہی ؎

چراغ دل بمصباح حیاتش	بانواع حقائق داشت پرتو
چو او مانند خسرو بود در شعر	ازان تاریخ فوتش گشت خسرو

ہفت اقلیم کے مولف نے لکہا کہ ایک بزرگ سے منقول ہے - فرمایا کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات خواب مین دیکہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتہہ جاتے تہے

مین نے چاہا کہ ایک شخص سے پوچھون کہ حضرت کہان تشریف لیجاتے ہین یکایک حضرت صلعم میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا کہ آذری کی زیارت کیلئے اس بیت کے صلہ مین جاتا ہون کہ اُس نے میرے فرزند کے مرثیہ مین لکھی وہ بیت یہہ ہے

سوراخ میشود دل ماچون گل حسین	هرجا که ذکر واقعه کربلا بود

باوجود این شیخ آذری کی شاعری و سخن گستری تمام طوائف انام کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اور اسکی درویشی و بزرگی بہی مقبول و مشہور ہے۔ مجمع الفصحا کے مولف نے لکہا کہ صاحب التالیف و التصنیف تہا۔ من تصانیفه جواہر الاسرار۔ و عجائب الدنیا۔ طغرائے ہمایون۔ سعی الصفا۔ جواہر الاسرار ایک مجموعۂ نوادر ہے بطور کشکول متعدد علوم پر شامل ہے۔ اور اسمین اکثر اشعار مشکلہ کو حل کیا ہے۔ کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کی لیاقت و استعداد کس حد تک تہی۔ تم کلامہ۔

من اشعارہ

در مدح حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

چنانکه هست فلک را دوازده تمثال	که آفتاب بر آن دور می کند مه و سال
بر آسمان ولایت دوازده برج اند	چو آفتاب نبوت همه با وج کمال
شهان بی سپه و خسروان بی شمشیر	ملوک بی حشم و اغنیای بی اموال
ازین دوازده برج دوازده خورشید	علیست مهر سپهر کمال و مطلع آل
علیست آنکه بکنه حقیقتش نرسد	بغیر ذات خدا و ند ایزد متعال
حدیث معرفت او بمردم نا اہل	همان حکایت آبست و قصهٔ غربال
چنان منورم از پرتو رضا که اگر	رگم زنند همه نور ریزد از قیفال

منت خدای را که مطیع پیمبرم   فرمان بر قضای خداوند اکبرم
توحید بحر و این تن من همچو کشتی است   جان ناخدای کشتی و غفلت لنگرم
تا از سواد و چه شدم سرخ روی فقر   روشن شده است معنی گوگرد احمرم
معنی حل طلق حلول قناعت است   این نکته یاد گیر که من کیمیاگرم
دنیا چو جیفه طالب آن سگ شمرده اند   لیکن من این گروه بسگ نیز نشمرم
من ترک هند و جیفه جیپال کرده ام   باد بروت جو نه بیک جو نمی خرم
از آفتاب همت من مهر ذره ایست   گر ذره ایش دانم از ذره کمترم
از خسروی روی زمین ننگ آیدم   تا من گدای حضرت ساقی کوثرم

وله

ز هول روز جزا آذری چه میترسی   تو کیستی که در آن روز در شمار آئی

وله

ز حکمت بیاموز مست نکته   که در هر دو عالم شوی سرفراز

وله

لباس طریقت چو در بر کنی   بذلت مرنج و بعزت مناز

وله

من گریه آتشین نمیدانستم   من سوز دل حزین نمیدانستم
نه نام بمن گذاشت عشقت نه نشان   من عشق ترا چنین نمیدانستم

وله

چون مستولی درد جدائی تن بمردن ده   دوای این مرض را هیچکس جز من نمیداند

وله

باز مست شد چشم من میدان گریه آب زد   سیل ننگ آمد شبیخون بر سپاه خواب زد

وله

آن چشم شوخ را بتبسم میتوان شناخت   زانرو که مست را بکرم میتوان شناخت

وله

مارخت دل بمنزل حیرت کشیده ایم   خط بر سواد خطه راحت کشیده ایم
فردا عذاب حشر نیاید بچشم من   در جنب محنتی که ز فرقت کشیده ایم

وله

به مجلسی که در و گنج کبریا بخشند   هزار افسر شاهی بیک گدا بخشند

دلا ز میکده ها روز و شب گدای کن — بود که دردکشان جرعهٔ بما بخشند
شدیم پیر ز عصیان و چشم آن داریم — که جرم ما بجوانان پارسا بخشند
غلام همت آن عاشقان با کرمم — که یک صواب به بینند و صد خطا بخشند
بکوی میکده از مفلسی چه غم دارم — که ساقیان همه جام جهان نما بخشند
به نیم ساعت هجر آذری نمی ارزد — هزار بار گرش در جهان بقا بخشند

وله

شنیده ام که درین طارم زراندود است — خطیکه عاقبت کار جمله محمود است
ز تاب قهر میندیش ناامید مباش — که زیر سایهٔ خود هست هرچه موجود است

وله

اگرچه دولت وصلت بچون منی نرسید — درین امید بمیرم که خوش تمنای است

وله

اگر صبا سر زلف ترا گذارد دهد — هزار دل شده ایمان خود بباد دهد

وله

باز شب شد چشم من میدان گریه زد — سیل اشک آمد شبخون بر سپاه خواب زد

وله

خوش حیات است کسی را که پس از جان دادن — دوستان بر سر خاکش بزیارت آیند

وله

قیمت دولت وصل تو اگر جان بودی — کار بر عاشقان دلسوخته آسان بودی
گر رسیدی بخم طرهٔ او دست مراد — همچنین خاطر مجموع پریشان بودی

بہارستان کے مولف نے لکہا کہ شعرائے معاصرین امیر شاہی و آذری کے اشعار مین باہم ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے مین بحث و تکرار کرنے لگے۔ آخر اس تصفیہ کیلئے ایک بزرگ معتمد علیہ سے پوچہا۔ بزرگ معتمد علیہ نے تہوڑی دیر تامل کیا۔ ترجیح تو بیان نہین کی لیکن شیخ آذری کی غزل سے ایک مصرع جس سے دونون کی تعریف مستفاد ہوتی تہی تضمین کرکے تصفیہ کردیا۔ ہو ہذا

ای که گفتی صفت آذری و شاهی کن — حال این نکته برون است ز آگاهی ما

آذری مجمع اسرار کلام از لست	در بیار و سر اندیشه بہمراہی ما
لیک خود بر سر دیوان سخن می گوید	چرخ بردوش کشد غاشیۂ شاہی ما

مصرع مذکور آذری کی دیوان کے ابتدائے غزل کے مطلع سے ہے ۔ ع

گر کند ندر بہ لطف تو ہمراہی ما	چرخ بردوش کشد غاشیۂ شاہی ما

امیر شاہی سبزواری کی وفات ۸۵۷ ہجری مین زمانۂ بابر شہر استرآباد مین واقع ہوی اسکی نعش کو وہان سے منتقل کرکے سبزوار مین بزرگان سلف کے خانقاہ مین دفن کئے ۔

مولانا محتشم کاشی نے شیخ آذری کے مرثیہ کی تتبع مین کہا ہے ۔کسی نے ابتک اس زمین مین مرثیہ نہین لکھا تہا۔آذری سے بڑہگیا ۔بعض نے کہا کیا بڑہا الخ

ہست از ملال گرچہ بری ذو الجلال   او در دلست و ہیچ دلے نیست بے ملال

بہارستان سخن کے مولف نے دولتشاہ کے تذکرہ سے نقل کیا ۔کہ شیخ آذری حج و زیارت سے فارغ ہوکے ہند مین آیا ۔سلطان محمد جونہ سے ملا ۔سلطان نے ملا کو پہلی ہی ملاقات مین پچاس ہزار دینار دئے ۔بادشاہی امراو اہل دربار نے چاہا کہ شیخ ہندوستانی رسم کے موافق بادشاہ کی تعظیم و کورنش مین مبادرت کرے ۔شیخ نے تعظیم و تواضع سے انکار کیا ۔اور زر عطیۂ سلطانی کو واپس کر دیا ۔اور قصیدہ مین اس کا اظہار کیا ہے ۔ع

من ترک ہند و جیفہ جیپال کردہ ام	باد بروت جونہ بیکجو نمی خرم

انتہی کلام سمرقندی ۔لیکن سمرقندی کی نقل خلاف واقع ہے ۔اسلئے کہ سلطان محمد جونہ ۷۵۲ ہجری مین فوت ہوا ۔اور شیخ کا تولد ۷۸۴ ہجری مین واقع ہوا ۔بادشاہ کی وفات و شیخ کے تولد مین (۳۲) سال کا تفاوت ہے ۔اس تفاوت کے سبب سلطان محمد سے

محمد شاہ نبیرۂ خضر خان مراد لئے ہیں۔ کہ ۸۳۷ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ لیکن اسکو کسی نے جونہ سے موسوم نہیں کیا۔ الخ

دولت شاہ نے اسیطرح کے مقدمات بلا تحقیق لکھے ہیں۔ انتہی کلام بہارستان۔

میرے نزدیک دونوں مولفین غلطی کے میدان میں جولانی کر رہے ہیں۔ ادہر ادہر گم ہو رہے ہیں واقع میں یہ ہے کہ شیخ نے حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں متعدد قصائد لکھے۔ اور انمیں اپنی استغنائی و آزادی کا اظہار کیا ہے اور یہہ بھی بتلایا کہ میں دنیا و مافیہا سے علیحدہ ہوں جیسا کہ ؎ من ترک ہندو جیفۂ جیپال کردہ ام ٭ بادبروت جونہ بیک جوئی خرم ٭ الخ

یہہ شعر شاعر نے باعتبار معنی مجازی لکھدیا ہے نہ باعتبار معنی حقیقی۔ اگر آپ باعتبار معنی حقیقی و عرف عام جونہ سے سلطان محمد لیتے ہیں تو جیپال سے بھی وہی حقیقی لینا چاہیے۔ جیپال آذری کے زمانہ میں بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ آذر نوی صدی کے شعرا میں ہے۔ اور جیپال پانچویں صدی اور تغلق آٹھوین صدی میں گذرے ہیں سمرقندی کو اسی شعر کے جونہ نے غلطی کے گڑھے میں گرایا۔ اور بہارستان کے مولف نے سمرقندی پر جرح و قدح کی لیکن پورا تصفیہ نہیں کیا۔ مذبذب چھوڑ دیا۔ آذری کا دیوان نادرالوجود ہے۔

مولینا الفتی یزدی

الفتی تخلص۔ مولینا الفتی نام۔ سادات یزد سے ہے۔ عالم فاضل ادیب کامل تہا۔ ۹۴۲ ہجری میں وطن سے ہند میں وارد ہوا۔ خانزمان کے ظل عاطفت میں خوشحال و فارغ البال رہا۔ ہمیشہ خان بہادر کی صحبت میں کیا حضر و کیا سفر زندگی

بسر کرتا رہا۔ اکثر خان ممدوح کی مدایح مین قصائد و رباعیات لکھین۔ دلخواہ
جائزے و صلے پاتا رہا۔ چنانچہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے خزانۂ عامرہ مین لکھا
الفتی نے خان زمان کی خدمت مین یہہ مطلع پیش کیا۔ ؎

مشت خاشاکیم و داریم آتشے ہمرہ خویش	دور نبود گر بسوزم از شرار آہ خویش

خان مذکور نے مطلع کا صلہ ہزار روپیہ عطا کیا۔ شاعر کے کلام کی داد دی۔
جسوقت خان بہادر عازم گجرات ہوا ایزدی بہی ہمرکاب تہا۔ پہر گجرات سے دکن مین
آیا۔ اس اثنا مین خان زمان کا انتقال ہوگیا۔ مولانا الفتی سنہ ۴۵ ہجری مین سلطان
عبداللہ قطب شاہ کی خدمت مین رجوع ہوا۔ سلطان ممدوح نے مولانا کی بڑی تعظیم و
توقیر کی۔ مولانا نے قطب شاہ کے حالات مین ایک کتاب مسمی روائح گلشن قطب شاہی
لکہی۔ کتاب مختصر ہے سات روائح پر شامل ہے۔ رائحہ اول مین بادشاہ کے اخلاق
حمیدہ کا ذکر۔ رائحہ دوم مین محلات و عمارات شاہی کا بیان ہے۔ رائحہ سوم مین حیدر آباد
کی آبادی کا ذکر ہے۔ رائحہ چہارم مین جشنہاے سالانہ کا ذکر۔ رائحہ پنجم مین لشکر فیروزی
اثر کا ذکر ہے۔ رائحہ ہفتم مین سبب تالیف کتاب۔ کتاب قلیل اللفظ کثیر المعنی ہے
عبارت رنگین۔ مصنف نے گویا دریا کو کوزہ مین بہر دیا ہے۔ عبارت رنگین و معانی شیرین
ہے۔ کیا نظم و کیا نثر ہر ایک کا رنگ نرالا ہے۔ شایستگی الفاظ و خوبی معانی کا حسن دوبالا ہے
دیکہنے سے مزہ و لطف آتا ہے۔ ہر ایک فقرہ دلچسپ اور ہر ایک لفظ دلپسند ہے۔ ہم
بطور نمونہ ہر ایک روائح سے دو ایک فقرے ذیل مین نقل کرتے ہین تا کہ شائقین لطف اٹھائین۔

من رائحہ اول

للہ الحمد کہ ذات قدسی صفات در شش جہت ربع مسکون بہ پنج صفت یگانہ و ممتاز است

نورفشانی آفتاب عدل ـ کوه شکوهی سنگ وقار ـ جلوه طرازی حسن خلق ـ گوهرباری پنجهٔ سخاوت ـ قدرت نمائی بازوی شجاعت ـ از سواد عین عدلش بیاض دیدهٔ خورشید نورپژوه ٭ و از نقطهٔ قاف وقارش کوه بار ریوزهٔ شکوه ٭ و دندان سین سخایش با جواهر عقد پروین بطنز در تبسم ٭ وطرهٔ لام خلقش با جعد حور العین بسر زلف در تکلم ـ مد شین شجاعتش در صف تنگانی سر آمد شمشیر بهرام ـ

من رائحه دوم

سبحان الله از شکوه دولتخانه عرش آشیانه که از بلند پایگی بسر کوبی قصر سپهر قامت رفعت برافراخته ٭ تعالی الله از شوکت عمارت عالی منزلت که از علوشان بسر زنش کاخ آسمان لب بام را سخن گو ساخته ـ

نظم

زهی شان دروازهٔ شیر دل
که از رفعتش گشته گردون خجل

باین آستان تا شود سرفراز
سجود آورد مهر با صد نیاز

ز فیض زمین بوسی آنجناب
نگینی شده روشناس آفتاب

باین در بسایند شاهان جبین
بدر با نیش باد دولت رهین

من رائحه سوم

توان از فیض وصف حیدر آباد
خرابی سخن را کرد آباد

قلم شرح سوادش را چو پرداخت
سواد اعظمی را طرح انداخت

من رائحه چهارم

وه چه عرصه نشاط و بساط انبساط است که سامعه با یافتگان لحن مع سند را به نغمهٔ عیش نواخته ٭ و شامهٔ معبران ارجمند را به نکهت نشاط معطر ساخته سر صبح فراشان

فراشان فرشتہ خصال بجاروب شہبال از گلہائے شبنم آسمان آسمان انجم فشان

من رائحہ پنجم

در توصیف لشکر نصرت علم و تعریف عسکر ظفر پرچم صف آرائی و فوج نمائی معانی نمودہ شبدیز کلک و سمند قلم را بمیدان صفحہ می تازد و از جوش مضامین رنگین سطح بیاض را ہمچو عرصہ رزم دلیران سرخ رومی سازد

من رائحہ ششم

دلا چند باشی چو غنم در خمار	سر از جیب ہستی چو عشرت برآر
حیات ابد جو بمیخانہ رو	کہ بخشند شراب کہن جان نو
چو دست انابت دہی باوضو	ہر آنکس کہ پیمانہ بہ پیمانہ بست
بجز توبہ ہیچش نیابد شکست	بگیر از می و آب زمزم وضو

من رائحہ ہفتم

این گرامی نسخہ کہ ارمغان عالم غیب و تحفہ مبدا فیاض ست ۔ بے سرمایہ نقد فرصت سرحد اقلیم آغاز بمنزل کشور انجام رسید ۔ ہر رائحہ اش بمشام یعقوب جان نکتہ سنجان عاشق سخن نکہت پیرہن یوسف معنی رساند و ہر فقرہ اش بگوش مجنون دل دقیقہ سنجان ادا فہم مژدہ وصل لیلی مضمون رساند ۔ از روائح سبعہ این گلشن جہات ستہ قلم و سخن نگہستان گشتہ ۔ الخ

سلطان عبداللہ قطب شاہ نے کتاب مذکور کے صلہ مین سات ہزار ہون عطا کئے مولانا الفتی لطیف الطبع و ظریف المزاج تہا ۔ بادشاہ و اہل دربار تمام مولانا کی تقریر و بذلہ سنجی و لطیفہ گوئی سے نہایت خوش ہوتے تہے ۔ مولانا کی مروت و حسن خلقی

دکن مین مشہور حسن خلق سے تمام اراکین دکن و مشائخ مشاہیر کو مسخر کر لیا تھا۔ سب مولانا کے مداح تھے۔ اکثر اہل حوائج کی سفارش بادشاہ کی خدمت مین کرتا تھا مولانا کے ذریعہ سے اکثر فائز المرام ہوتے تھے عبد اللہ قطب شاہ کے فوت ہونیکے بعد ابوالحسن تاناشاہ کے زمانہ مین بھی چندروز زندہ رہا۔ عمر رسیدہ ہو کر حیدر آباد مین سنہ ہجری مین فوت ہوا۔ میر مومن کے دائرہ مین دفن کیا گیا۔

من اشعارہ

عبد اللہ قطب شاہ کی مدح مین

بہار فیض ازل قطب شاہ عبد اللہ	کہ یافت نشاء ز عدلش بہار تلنگانہ
سواد دیدۂ عالم سزد اگر گردد	ز نور معدلتش کشور تلنگانہ
ہمیشہ تاکہ ثبات است خاک را باشد	ز خاک مقدم او افسر تلنگانہ
لبالب از می مہر علی و آل شدہ است	بدور دولت او ساغر تلنگانہ
زمین تربیت آفتاب سلطنتش	بود برا وج شرف اختر تلنگانہ

تعریف کمان شیر دل

زہے شان دروازہ شیر دل	کہ از رفعتش گشتہ گردون خجل
باین آستان تا شود سرفراز	سجود آورد مہر با صد نیاز
ز فیض زمین بوسی آنجناب	بگیتی شدہ روشناس آفتاب
باین در بسایند شاہان جبین	بدر یابیش باد دولت رہین

تعریف لعل محل

چو نام لعل محل کلکم آورد بزبان	شوند معنئ رنگین بصفحہ لعل فشان

تعریف چندن محل

کنم وصف چندن محل چون رقم
بدستم شود شاخ چندن قلم

گلگن محل

بنگری بر گلگن محل بو دند
کاختران فلک سلحداران
اندرو هر شب از پئ چو کی
می نشینند بخت بیداران

سنجن محل

بیا زبان بحدیث سنجن محل بکشا
که در بنائے سخن رفعتی شود پیدا
زہے عمارت عالی کہ از رہ وسعت
بزیر سایۂ خود داده عالمی را جا
بصحن وسعت و فرش گشتہ کند وری
کشاده رد چو کریمان زند بخلق صلا

دروازہ قدم

اس دروازہ مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش قدم تہا

کنم چون رقم وصف پیک قدم
سراز رتبہ بر لوح ساید قلم
سہرے را رسد وصل این نقش پا
کہ ہر دو جہان را دہد رو نما

خرقۂ مبارک و موی مبارک

اسی دروازۂ مذکورہ مین آنحضرت صلعم کا خرقہ مبارک تہا

ز موئے پیمبر سخن سر کنم
مشام دل و جان معطر کنم
در اوصاف این معی عنبر سرشت
رقم گشتہ ریحان باغ بہشت
باین موی بستہ دل اہل دین
ہمین ست تفسیر حبل المتین

دولت محل

اس محل مین اہل دربار کا سلام ہوتا تھا

ببین رتبہ و قدر دولت محل	کہ دولت ازو یافت قدر و محل
درو فرش گردیدہ بخت بلند	ستادہ بپا طالع ارجمند
درو مجلسی با سعادت قرین	ہمیشہ بدولت شدہ ہمنشین
ز ارباب دولت درو فوج فوج	ہمہ کار خود را رساندہ باوج

ندی محل

یہہ محل موسی ندی کے کنارہ پر تھا

ساکنش تر دماغ بی می ناب	از ہوایش بسیر عالم آب
خادمش دم زند ز فیض ہوا	ہمچو خضر و مسیح ز آب و ہوا

حسینی محل

یہہ محل باغ مین تھا

عیان گشتہ بر طرف این بوستان	حسینی محل ہمچو قصر جنان
بوی شبنمی بر سر لالہ زار	کہ شد سنبل از سایہ اش آشکار

حیدر محل

اس محل مین خاص امرا بادشاہ سے ملتے تھے

درو ہموارہ دولت خواہ بادا	مکان مخلصان شاہ بادا

محمدی محل

اس محل مین بادشاہ کا تخت جلوسی تھا اور بادشاہ اس مین دربار عام فرماتا تھا

زہے نخلے کہ از عکس جواہر	بسطح چرخ انجم ساخت ظاہر
ز رفعت تاج از گردون ستاند	بساق عرش نسبت را رساند
علو او بکرسی شد ہم آغوش	ملک را زیور و ہم زینت دوش

الہی محل

یہہ محل بادشاہ کی سیرگاہ تہا

دُر تاج رفعت الہی محل	کہ زد بر بلندیش گردون مثل
ببام فلک قدر شرا فکندہ فرش	بنایش بکرسی است مانند عرش
شدہ بوستان بطرفش عیان	بلی جای خلد ست بر آسمان
سر سر و رختش بعرش آشنا	ہم آغوش با سدرۃ المنتہیٰ
ز ہر شاخ تارنج و لیمو چنان	چو ماہ و ستارہ ز سبز آسمان
چو خوش گشتہ بر طرف آن لالہ زار	دو حوض مدوّر ز زر آشکار
بہر حوض فیلے طلائی عیان	ز خرطوم پیوستہ گوہر فشان
چنان این دو حوضند روشن ز آب	کہ گشتند روشن ہمہ آفتاب

امانت محل

یہہ محل خاص بادشاہ کا خلوت خانہ تہا

این خانہ کہ گشتہ ظل حق را مسکن	طور است ز منزلت کلیمش شدہ من
چون نیست مرا چو صلۂ جام لقا	با من دارد ہمیشہ در پردہ سخن

حیات محل

اس محل میں سلطان عبد اللہ قطب شاہ کی والدہ حیات النسا بیگم رہتی تہی

در ربع عصمت سرائے آسمان فر	وله	نیاید کس بجز ناموس اکبر
کشند زہرہ را پردہ دار حیا	وله	زپردہ برون او فتد کر نوا
تا بود بر سپہر شکل بنات	وله	یاورش باد در زمانہ حیات
تا کہ باشد نشان زنا در دہر	وله	یاورش از نور چشم شاہی بہر
کم مباد از سرش بحق الہ	وله	سایۂ قطب شاہ عبد اللہ

داد محل

بادشاہ اس محل مین مظلومون کی فریاد سنتا تہا اور دادرسی کرتا تہا ۔

زہے از شان این قصر عدالت	ایضاً	کہ در رفعت بود ہمتائے گردون
غلط گفتم کہ از بیم حوادث		بود در سایہ اش ماوای گردون
خدیو دادرس از روے نمودار		چو نور مہر از سیمائے گردون
تعالی اللہ زحسن جلوہ این دلربا منظر		کہ باقی از ہوائے جانفزایش مہربانی باد
ز مہر شمسہ اش گردون سپند از شمس میسوزد		کہ ایمن این بنا از چشم زخم آسمانی باد
بصد خوبی برآمد آرزو یش عاقبت از دل		زمین را از وجود این عمارت شادمانی باد

مولینا احمد کمانچہ گر لاری اسیر

اسیر تخلص ۔ مولانا احمد نام المعروف میر قاضی برادر قاضی بیگ وزیر والی احمدنگر دکن ۔ آپکا وطن اصلی لار تہا ۔ شاہ عباس ماضی کے زمانہ مین وطن سے ہند مین وارد ہوا ملازمان اکبر مین ملازمت اختیار کی ۔ چند روز کے بعد اکبرآباد سے بہائی کے نزدیک دکن مین آیا ۔ بہائی کے سائہ عاطفت مین مدت تک رہا ۔ نہایت خوشحال فارغ البال تہا

بعد ازان بھائی کی بدمزاجی کی وجہ سے کشیدہ خاطر ہوکر وطن اصلی کو مراجعت کی وطن مین پہنچکر شاہ عباس ماضی کے دربار مین باریاب ہوکر ملازمت کے سلسلہ مین منسلک ہوا۔ فن موسیقی مین استاد تھا۔ کمانچہ نوازی مین کمال رکھتا تھا۔ اسی وجہ سے احمد کمانچہ مشہور ہوا۔ علوم وفنون مین لیاقت تامہ و مہارت کاملہ رکھتا تھا۔ اور شعر گوئی مین ہوشیار و یگانہ روزگار تھا۔ آخر ۹۷۲ھ ہجری مین دنیاء ناپائدار سے عالم بقا کو رحلت کی۔ اور قاضی بیگ بھی کالت وزارت سے موقوف ہوکر وطن مالوفہ لاہیجان کو گیا وہان پہنچکر عالم عدم کا سفر اختیار کیا۔ من تذکرہ ہفت اقلیم۔ اور یہہ دونو بھائی قاضی مسعود قزوینی کے فرزند ہین۔ قاضی موصوف شاہ صفی کے زمانہ مین معزز و مکرم تھا۔ اور انشاپردازی مین لائق و فائق تھا۔ دستور قاضی انشا مین ایک کتاب آپکے تصنیف سے مشہور ہے۔ صاحب آتشکدہ و ہفت اقلیم نے امیر قاضی کا تخلص اسیر لکھا ہے۔ لیکن صاحب صبح گلشن نے احمد لکھا۔ نہین معلوم کہان سے لکھا۔ ماخذ نہین بتلایا

من اشعارہ

آن مہ چو برقص دست بالا می کرد ہر دم گرہے از دل ما وا می کرد

ولہ

می آمد و می گشت و بخود می نازید میرفت و بکشتگان تماشا می کرد

ولہ

خالیست زاندیشۂ عشقت دلم امروز رحم است بحال دل بیحاصلم امروز

ولہ

قاتل خود را بحل کردم کہ دست من از شکایت باز داشتم تا نیم جانی دست و در کار بود

ولہ

سراپا سوختم زین غم کہ شمع بزم او خود را سراپا سوخت تا از بزم او نازد بپیش

ولہ

زخش تو دست میزند آن فتنہ را اگر دلہاے مضطرب شدہ در کاسہ سم است

برمن شب ہجران تو رحم است کہ چون شمع می سوزم و جان میدہم و چارہ ندارم

جا کردہ چنان در دل تنگم ہوس او	کاید بمشام از نفس من نفس او

قاضی محمد جان آشنا اورنگ آبادی

آشنا تخلص۔ محمد جان نام۔ اورنگ آبادی المولد تھے۔ نشو و نما کے بعد فضلائے شہر سے کتب درسیہ پڑھی تھین۔ ذی استعداد و لائق تھے۔ اورنگ آباد ضلع مین کسی گانون کے قاضی تھے۔ اسیوجہ سے لفظ قاضی آپکے نام کا تاج ہے۔ آپکے نسب کا حال اور ولادت و وفات کی کیفیت کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھی مگر تحفۃ الشعراء قاقشال اورنگ آبادی کی تحریر سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ ١١٧٥ہجری مین قاضی صاحب زندہ تھے۔ میر غلام علی آزاد و سراج الدین و عبد القادر سامی افضل قاقشال وغیرہ شعرا کے معاصر تھے۔ آپ شعرگوئی کے شائق تھے۔ سخن فہم و کم گو تھے کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ ہمکو جسقدر اشعار ملے ہین ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خوش فکر تھے۔ جو کچھ کہا خوب کہا مضمون تازہ کی تلاش مین بے نظیر تھے۔

من اشعارہ

غبار راہ او را توتیائے چشم خود سازم	ولہ	من این تعویذ را در پردہ بادام می پیچم
چشمے کہ نظر کرد درین دشت جنون خیز	ولہ	گز شاخ غزالان گل بادام برآید
ہر دم سرگرم سودائے علی مرتضی باشد	ولہ	نیستان در وجودم بیشۂ شیر خدا باشد
سا قیامت نگاہ تو شود جا دارد	ولہ	جرعۂ ہر کہ بجام تو تمنا دارد
روز و شب چرخ زد و در سر کویت نرسید		فلک از اختر خود آبلہ در پا دارد
من کہ بر بستر غم یاد دو شبہائے دراز		سر شوریدہ ما بین کہ چہ سودا دارد

حاصل سودا پرستا نیست کا کل شاہد است
آتش عشق از ہجوم گریہ کی گرود خموش

ولہ

تیرہ بختان را بگل از ند سنبل شاہد است
شعلہ را از آب پیراہن بود دل شاہد است

شیخ معین الدین محمد اوحدی الدقاقی البلبانی الحسینی

اوحدی تخلص - شیخ معین الدین محمد نام - سادات حسینی سے ہین - آپکا اصلی وطن بلبان ضلع گازرون ہے - آپ شیخ ابوعلی دقاق کی اولاد مین ہین تقی اوحدی آپکے فرزند ہین - آپ صاحب علم و ہنر واہل وجد و حال تھے - حقائق و معارف کے رموز سے واقف - تصوف و عرفان کے مراتب سے عارف تھے - شعرگوئی مین بھی استاد کامل تھے - آپکا کلام مضامین تصوف و توحید مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے ہر ایک فقرہ و کلمہ سے جوش و خروش نمایان - آپ وطن سے ۱۷۰۹ ہجری مین شہر قزوین مین وارد ہوئے - شاہ طہماسپ ماضی کی خدمت مین باریاب ہوئے - بادشاہ آپکی ملاقات سے بہت خوش ہوا - آپکی تعظیم و توقیر کی انعام لائق و خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا - آپ بادشاہ کی خدمت سے رخصت ہوکر شیراز مین آئے - وہان چند روز قیام پذیر رہے پھر وہان سے ہندوستان آئے چند روز احمدنگر مین بسر کیے - چنانچہ آپنے اپنے تذکرہ مین لکھا کہ مین نے محسن ہمدانی کو احمدنگر مین دیکھا - آخر وہان سے حیدرآباد دکن مین سلطان عبداللہ قطب شاہ کے پاس پہنچے - سلطان ذی مروت نے آپکی بڑی عزت و آبرو کی - اور منصب عمدہ پر ممتاز فرمایا - آخر آپ ۹۷۹ھ ہجری مین حیدرآباد مین فوت ہوئے میر کے دائرہ مین دفن کیے گئے - اوحدی تخلص کے کئی شاعر گذرے ہین - اوحدی صفہانی المتوفی ۷۴۸ھ - اور اوحدی تقی بلبانی

آپکا فرزند بھی دکن مین آیا ہے۔ احمدنگر مین فوت ہوا۔ سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔

من اشعارہ

گر بچشم بلند تو تر ندا فتادہ است
آن نہ خال ست دل ماست کہ در دفع گزند
دامِ صیاد معین باز بخود می بالد
در عشق بجز خونِ جگر ہیچ مخور
از نعمتِ خوانِ عیش لذت خواہی

وله

ہمتم راست چو نخل تو بلند افتادہ است
بر سر آتش حسنت چو سپند افتادہ است
تازہ صیدیش ہما با بکمند افتادہ است
تا زہر تو ان خور و شکر ہیچ مخور
زنہار کہ غم بخور و کہ ہیچ مخور

میر مومن ادائی یزدی

ادائی تخلص ۔ میر مومن نام ۔ سادات یزد سے تہا ۔ عالم فاضل ادیب کامل تھا علوم حکمیہ مسائل فلسفیہ مین مہارت تامہ رکھتا تھا فلسفہ و معقول مین مشہور تھا علماء ظاہری نے اُسکو الحاد و دہریت کی طرف منسوب و متہم کیا ۔ وطن مین اسقدر تنگ ہوا کہ اُسکو وہان رہنا مشکل ہو گیا ۔ آخر اوسط عمر مین عازم ہند ہوا ۔ ہند مین چند روز بندر سورت مین رہا پھر وہان سے گولکنڈہ حیدرآباد مین آیا ۔ سلطان قلی قطب شاہ کی خدمت مین باریاب ہوا ۔ بادشاہ نے بڑی عزت و توقیر کی ۔ میر مومن استرآبادی کی تائید سے منصب عمدہ پر مقرر کر دیا ۔ مدت العمر گولکنڈہ مین خوش خرم رہا ۔ آخر ۱۰۳ سنہ ہجری مین یہین فوت ہوا ۔ بقول صاحب آتشکدہ سورت مین فوت ہوا ۔ ادائی کا کلام اداہائے رنگین و اندازہائے شیرین سے مملو ہوتا ہے

من اشعارہ

کبوتر برد سویش نامه من چون کنم یارب	وله	که نتوانی باو گفتن سخنهای زبانی را
چاشنی گیرزه هر کاسه این خوان گشتم	وله	خوش نمک نیز ز سر انگشت پشیمانی هست
بی روی تو روزی که بهم در چمن افتند	وله	دیوار به از سایه که بر روی من افتد
این عمر بباد نو بهاران ماند	وله	این عیش بسیل کوهساران ماند
زنهار چنان مزی که بعد از مردن		انگشت گزیدنی بیاران ماند
زشوق نامه نویسم ز اشک پاره کنم	وله	دلی که نیست تسلی در و چه چاره کنم
تا در جسد مدینه جسمت شده جان	وله	دین تو گرفت قاف تا قاف جهان
در لفظ مدینه کز اعجاز تو چون		مشتق شده و گرفت دین را بمیان

میرزا اختر

اختری تخلص - یزد کے مشاہیر شعرا سے ہے - ریاض الشعرا کے مولف نے لکھا کہ اختری نشو و نما کے بعد عالم شباب مین علمائے یزد کی خدمت مین کتب علوم و فنون سے فارغ التحصیل ہوا - تحریر و تقریر مین یگانہ - عالی دماغ و پاکیزہ خیال تھا - علم نجوم و جفر مین بھی مہارت تامہ رکھتا تھا - شعر و شاعری کا شیفتہ تھا - نہایت ذکی و ذہین تھا - طبیعت فصاحت و بلاغت کے میدان مین جولانی کر رہی تھی - کلام فصیح و بلیغ ہوتا تھا - اسی شاعری کی بدولت شاہ عباس ماضی والی ایران کی خدمت مین پہنچا - مقربین کے زمرہ مین شریک ہوا - شاہی دربار مین معزز و مکرم تھا - اور شعرا مین ممتاز و سرفراز تھا - ائمہ اطہار و بادشاہ ذی اقتدار کے فضائل و مدائح مین قصیدے لکھے - چند مدت بادشاہ کی خدمت مین رہا - پھر سیر ہند کا ارادہ کیا -

ایران سے ہند مین آیا۔ میر جملہ شہرستانی کی جو قطب شاہیہ سلطنت کا مدار المہام تہا کی خدمت مین آیا۔ میر کے توسل سے بادشاہی دربار مین باریاب ہوکر بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا منصب و صلۂ مناسب پایا مدت تک دکن مین عشرت و عیش کے ساتھہ زندگی بسر کرتا رہا۔ میر جملہ کے فوت ہونیکے بعد ایران گیا۔ وہان چند روز قیام کرکے پہر ہند مین مراجعت کی۔ حیدر آباد دکن مین مع الخیر پہنچا۔ ابو الحسن تانا شاہ کی سلطنت کا عالم شباب تہا۔ ابو الحسن اختری کی بہت تعظیم و توقیر کرتا تہا آخر ۱۰۲۶ ہجری مین فوت ہوا۔ لنگر حوض کے قریب مدفون ہوا۔

من اشعارہ

روز محشر گر بود دستے شہیدان ترا
زان دم کہ چشیدم نمک خوان تمنا
ترسم کہ نامہ ام نرساند صبا بہار
ہلاکم می کند در عشق بازی نشہ پروانہ
حکم عشق ست کہ در کوی تو افغان نکنم
از درش بردم ابیل سر شک آخر کار

ولہ

کار خواہد بود مشکل طرف دامان ترا
ہر چند کہ خوردم مژہ خون جگر داشت

ولہ

بار کرد جان کہ ہمرہ باد صبا نرفت
کہ گاہے رخصت بر گرد سر گردیدنی دارد
تا ترا از ستم کردہ پشیمان نکنم
اختری چون گلہ از دیدۂ گریان نکنم

ایجاد مرزا علی نقی خان

ایجاد تخلص۔ مرزا علی نقی خان نام۔ نقد علیخان خطاب۔ آپ جد فی الاصل تو م قاچار سے تہے آپ کے والد یا جد نقد علیخان کی جو شیخ علیخان وزیر شاہ سلیمان صفوی کے قرابتدار تہے کی غفران مآب آصفجاہ بہادر اول کے عہد مین وارد دکن ہوئے۔ غفران مآب سے

ملازمت حاصل کی۔ حضور نے آپکو بلحاظ علم وفضل حیدرآباد کی دیوانی پر مامور فرمایا
آپ دیوانی کا کام امانت و دیانت کے ساتھہ عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ انصاف پسند
و خداترس تھے مقدمات کی تحقیقات مین خوب غور و فکر کرتے تھے۔ اور رعایا کے حقوق کا
زیادہ لحاظ فرماتے تھے۔ اور ہمیشہ کہتے تھے ایسا نہو کہ رعایا کے حقوق تلف ہو جائیں
اور مین قیامت مین ماخوذ ہو جاؤن۔ ابتدا مین آپکے والد ماجد نے برہانپور
کو اپنا وطن قرار دیا تھا۔ عیال و اطفال و متعلقین کو وہین رکھا تھا۔
مرزا ایجاد صاحب ترجمہ کی ولادت دارالسرور برہانپور مین واقع ہوئی۔ چنانچہ
خود اُس نے ایام شباب مین اپنی ولادت کی تاریخ کہی ہے

چو ایجاد سعادت مند از دارالسرور آمد　　در اول حیدرآبادی شد و آخر کربلائی شد

نشو و نما کے بعد جب سن شعور و عقل کو پہنچا۔ کتب درسیہ علوم و فنون سے فارغ التحصیل
ہوا۔ تمام کتب متداولہ والد ماجد و دیگر علمائے زمانہ کی خدمت مین ختم کین۔ تکمیل
تحصیل کے بعد شعر و شاعری سخندانی و سخن سنجی کے میدان مین قدم رکھا۔ والد ماجد سے
کلام کی اصلاح لیتا رہا۔ چونکہ طبیعت مین شاعری کا جوش و خروش موجزن تھا۔ اور ایجاد
معانی تازہ کا شوق برق فگن تھا۔ شیرین سخن کا فرہاد و نقدی کلام کا نقاد۔ معانی تازہ
کا موجد۔ و نازک خیالی کا مجدد ہوا۔ آپکے صفائی محاورہ نے گوہر گرانمایہ کو کم مایہ کیا۔ اور شیرین
کلامی نے چشمۂ حیات کو گوشۂ ظلمات مین گم نام۔ شعر و شاعری کے میدان مین ایسی جولانی
کی کہ امثال و اقران پر مقدم ہو گیا۔ اور اقسام کلام کے ایجاد مین اقدم شمار کیا گیا۔
آپ کے اشعار ابدار تازہ تازہ مضامین و معانی رنگین مین سنجیدہ و پسندیدہ ہونے لگے
اور ہر ایک شعر سے نازک خیالی و جادو بیانی ٹپکنے لگی۔ دکن کے شعرا مین آپ کی شاعری

وسحر البیانی کا چرچا ہونے لگا - اور شعرا کے نزدیک آپکی لیاقت مسلم الثبوت ہونے لگی -
آپکے معاصرین سے میر غلام علی آزاد بلگرامی - و عبد الحکیم حاکم لاہوری - و واقف بٹالوی
و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی - و عبد القادر مہربان فخری و عبد الوہاب و غیرہم تہے
اور آپ نثر نویسی مین بہی منشی بے نظیر تہے - عبارت رنگین و مقفی لکہنے مین قدرت
کاملہ رکہتے تہے - آپکے عمدہ عمدہ فقرے فصاحت و بلاغت مین تولے ہوے ہوتے
تہے گویا ہر ایک فقرہ خوبی و حسن کے سانچے مین ڈہلا ہوا ہوتا تہا - آپ ور میر غلام علی
آزاد بلگرامی کے فیمابین محبت و اتحاد کا رشتہ قائم تہا - باہم مراسلت و مکاتبت
کا سلسلہ جاری تہا - آپنے ایکوقت آزاد کی خدمت مین ایک رقعہ لکہا تہا -
جسکے ہر ایک فقرہ کے عدد مساوی عدد میر غلام علی آزاد کے برآمد ہوتے ہین
کل عدد اسم و تخلص چودہ سے چالیس ہوتے ہین - ہین رقعہ کے چند فقرے اس
مقام مین گزارش کرتا ہون تاکہ شائقین اسکے مطالعہ سے لطف اوٹہائین -
فقرات ذیل ہین -

شاہ عالی عقبۂ کشور آزادی - اعلی مراتب اقلیم والاثرادی - سلطان مملکت حق جوئی
و قناعت - فرمان روائے عالم دانائی و راحت - اورنگ نشین شرایع و یقین
میر آرائے محفل علم و تمکین - سید صحیح النسب میمنت صفات - دلکش کلام رفیع الدرجات
شمع المتفات و سلوک - چراغ انجمن ملوک - عزت خاندان کرام - فخر مجموع اعالی
بلگرام - انتہی -

آپ عالم شباب مین والد ماجد کے توسل سے عالی جناب غفران مآب آصفجاہ بہادر
اول کی خدمت مین باریاب ہوئے - غفران مآب آپکی لیاقت و استعداد و طبیعت خدادا کے

ملاحظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور آپکو چند روز مصاحبت مین رکہا۔ پہر حضور نے
آپکو بشکر فیروزی اثر کی کوتوالی پر مقرر فرمایا۔ اور کوتوالی سے فیلخانہ کی داروغگی
پر منتقل کیا۔ اور تہوڑی مدت شہر حیدرآباد کی کروڑگیری کی خدمت پر مامور رہے
جب آپکے والد ماجد نے سنہ ۱۲۶۴ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف
رحلت کی تب آپ کو نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے والد مرحوم نقد علیخان کی جگہ
خدمت دیوانی حیدرآباد و خطاب موروثی نقد علیخان سے سرفراز فرمایا۔ آپ خوش خلق و نرم دل تہے پاکیزہ مزاج
وصاف طبع نیک محضر و حلیم الوضع تہے۔ مدة العمر کسی کیلئے برائی نہین چاہی۔ نہ کسیکو برا کہا جسکو پایا
بہلائی سے کیا۔ اہل دکن آپ سے مانوس تہے آپکو مدبر و امین جانتے تہے۔ کوئی اہل غرض یا بیغرض آپکی
خدمت مین آتا۔ تو آپ نہایت حسن اخلاق و محبت سے ملتے تہے۔ عام و خاص کی
حاجت روائی مین زیادہ کوشش بسیار کی فرماتے تہے کہ حاجتمندون کے کام
نکلین۔ عوام الناس کی تالیف قلوب و غربا کی ہمدردی جسقدر ہو سکے کرتے تہے
آپ کی شان آفرین کے لائق تہی افسوس فی زماننا انقلاب زمانہ سے عہدہ دارون
کی یہ حالت ہے کہ ارباب حوائج سے متنفر رہتے ہین۔ اور ملاقات سے بیزار ہر چند کہ
کوئی درماندہ آفت و گرفتار مصیبت عرض حالات کرے نہین سنتے۔ ذرہ برابر رحم
نہین کرتے۔ بزرگان سلف کے حالات سے سبق لینا چاہئے۔ اور اسلاف کے قدم
بقدم رہنا چاہئے۔ اسی پیروی مین ملک کی آبادی مالک کی نیکنامی ہے۔ اور آپنے
اپنی دیوانی کے زمانہ مین کسی پر ظلم و تعدی روا جائز قہر و غضب نہین فرمایا۔ اور
آقا کے اطاعت گزار و تابعدار رہے۔ کبہی آقا کی اطاعت کے دائرے سے قدم باہر
نہین رکہا۔ جو آقا نے فرمایا سر آنکہون پر رکہا۔ اگر بالفرض کوئی حکم خلاف دستور ہوا تو

اسکی تعمیل کا اقرار کرکے حکمت عملی سے مالک کو ایسا سمجہاتا کہ مالک خود کہدیتا کہ حکم سابق کو منسوخ کرنا چاہئے ۔ دستور الوزرا کے مولف نے بادشاہ و وزیر کے اتفاق کی بات ایک جملہ تعریف و آفرین کے لائق لکہا ۔ وہ یہہ ہے وہ وزیر مبارک و زبر ہے جس سے بادشاہ و رعایا خوش ہون ۔ اہل دکن کے نزدیک آپ اسی قسم کے وزیر تہے ۔ کہ آپکی دیوانی کے عہد مین دکن کا ملک سبز و سیراب تہا ۔ آپکا سنہ رحلت کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہا ۔ مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۱۸۵ھ کے قریب فوت ہوئے ۔ اولاً حیدرآباد مین امانتہ مدفون ہوئے ۔ ثانیاً آپکے قرابتدارون نے لاش کو کربلائے معلی روانہ کیا ۔ وہان کی خاک پاک مین دفن کئے گئے ۔ آپکے یادگار تین فرزند ہوشمند و خداوند عقل و شعور تہے ۔ علی نقی خان انصاف و مہدیعلیخان تیر و باقر علیخان افسر ہر ایک کا ذکر مستقل اس تذکرہ مین آئیگا ۔ آپ صاحب دیوان تہے ۔ آپکا دیوان و کلیات قلمی نواب سر سالار جنگ وزیر مرحوم کے کتبخانہ مین موجود ہے ۔ اب مین آپکے دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون آپ فارسی و اردو دونو زبان مین کلام موزون فرماتے تہے ۔

من اشعارہ الفارسی

ما نگوئیم کہ از حلقۂ تقدیر برآ — لیکن از دامگہ عقل بتدبیر برآ
با کمان صحبت اگر راست نیاید بگذر — از کمانخانۂ این طائفہ چون تیر برآ
در مزاج امرا گر تو در آمد خواہی — جرم بر خویش بگیر از در تقصیر برآ

ولہ

ہر شب نگار تازہ آمد بدست من — ایجاد کردہ اند برنگ حنا مرا

ولہ

تو در دل معی دمی من سطر منیر فتیم زشوقت — عبث بیہودہ عمرے کردہ ام تحصیل حاصل را

چون بخاطر میرسد پامالی خون حنا	وله	دست و پا گم میکنم در فکر مضمون حنا
در هر جگری هست خراش سخن ما		الماس تراشیده ست تراش سخن ما
ماه من در خانهٔ ایجاد هر شب میروی		رفتن آنجا یک شبی موقوف کن اینجا بیا

حرف بای موحده

کدام شمع بفانوس دل تجلی کرد		که هوش از دل پروانه ها پرید امشب
بروی مشهد پروانه شمع را دیدم		که چادری ز گل داغ می کشید امشب

تای منقوطه

دل که در گریه گرم بیتابی ست	وله	سر و کارش بمردم آبی ست
بار آمد و می به نشست و شباب رفت		عمر عزیز حیف باین اضطراب رفت
ای داغ دلم چشم تماشای قیامت	وله	لخت جگرم لالهٔ صحرای قیامت
سر زلف دگر سلسله جنبان شده است	وله	که حواس من دیوانه پریشان شده است
هر طرف می نگرم چشم خوشی می بینم		نرگس امسال درین شهر فراوان شده است
جوش موج گل این فصل بپرسید ز من		عندلیبان چه بگویم که چه طوفان شده است
خط رخسار تو زیبایش خاصی دارد		متن این باغچهٔ گل حاشیه ریحان شده است
شمع رویان بسر تربت مجنون جمعند		امشب ایجاد درین دشت چراغان شده است
طالعم برگشت و بخت انتظارم برگشت	وله	نامه بر برگشت و خط برگشت و یارم برنگشت
از پر همای ابری داریم چتر شاهی	وله	این سایه بر سر ما از دولت بهارست
پیر گشتی و هوسهای جوانانه بجاست		صبح روشن شد و تاریکی این خانه بجاست
همچو طفلی نزد ایجاد با دسنگی چند		از چنین شهر برون رفتن دیوانه بجاست

سبک آید بنظر هر که تهی مایه شود — همچو آن کیسهٔ منعم که ز درهم خالی است

وله

ایجاد مفلسی نعم و جز نام اهل بیت — چیزے دگر بخانهٔ من هم نمانده است

از هیچ درے بسکه ندیدیم گشودی — ایجاد دل ما ز همه باب گرفته ست

وله

ابر است و هوائے خوش باران بهار است — بر باده کشان ریزش احسان بهار است

تا غنچه دلش وا شود و گل کند آرام — باد سحری مروحه جنبان بهار است

بی کشتی و می جانب صحرا نتوان رفت — امسال که جوش گل و طوفان بهار است

وله

عصرے رسید زاهد و موقوف شد شراب — گفتم برو نماز بکن آفتاب رفت

وله

چون غنچه و گل ایجاد مقسوم ما ازین باغ — از دولت بهاران دستاریست و قبایست

قدر مجنون را کسے داند که همچون گردباد — خاک بر سر گرد باد عمرے در بیابان گشته است

وله

ور متانت که گران سنگ کسے نیست چو من — کوه اگر هست کمربستهٔ تمکین من است

وله

احوال اشک خود چه بتفصیل کنم بیان — دریائے شور مجملی از ماجرائے اوست

ایجاد رخ نکرده بمشهد روانه شو — من رضا منم رضائے خدا در رضائے اوست

وله

هیچ خوفے هم نکرد از باطن پیر مغان — آبروئے دختر رز زاهد بے بهره ریخت

وله

نیست ز کسی عجز و غرور من و تو — قصهٔ شاه و گدا در همه جا مشهور ست

وله

پان و مسی که بر لب او رنگ تازه ریخت — نقاشی تبسم و پرداز بوسه است

عیش با تفاق در عالم — صحبت بے نقاب محبوب است

وله

پیری و گریهٔ سحرگاهے — شب ماهتاب و عالم آب ست

وله

بر خطش رو گذاشتم همه شب — بوئے ریحان علاج بیخوابی ست

چندان عرق شرم بریزم که بشوید — از گرد گناه همه سیمائے قیامت

وله

پادشاهی گدای درویشی ست ‌ سر دولت بپای درویشی ست

خواب شیرین و شکر آرام ‌ در نی بوریای درویشی ست

بیشتر خلق ز هم شکوه چه گفتار اند ‌ ورنه کس را ز کسی کم گله خاموشی ست

وله

چندی چو مرغ قبله نما چرخ میزنم ‌ آخر برب کعبه قرارم بسوی تست

وله

میرسد پیغام دل بردم که هامون از من ست ‌ اشک می گوید بروی من که جیحون از من ست

وله

اگر تقصیر کردی معذرت خواه ‌ که ترک معذرت تقصیر ثانی است

وله

دل به تسلیم و رضا کار خود آراسته ست ‌ از خدا خواسته ایم آنچه خدا خواسته است

وله

گفته بودی که فراموش نیادت نکنم ‌ کرده گر تو فراموش مرا خود یاد ست

وله

زن طبیعت از دم گیرای ما آگاه نیست ‌ جوهر شمشیر ما را مرد میداند که چیست

وله

باز آن شوخ بیگانهٔ من آمده است ‌ دولت رفته من خانهٔ من آمده است

رفتم و گرد سری یار شبی گردیدم ‌ گفت با شمع که پروانهٔ من آمده است

وله

شدم بمیکده دیدم شراب نوشیهاست ‌ میان باده و خم طرفه گرم جوشیهاست

قبای پرده دری باب بدقماشان است ‌ لباس مرد هنرمند عیب پوشیهاست

وله

دیدم ز عین مردمی اول بروی من ‌ چشم توقعم بنگاه نخست تست

این دست و پا شکسته سرچنگ روزگار ‌ محتاج مومیای لطف درست تست

وله

میخرامی بسر خاک شهیدان مروزه ‌ برزمین خوردن دامان بی چیزی نیست

تنک پوشیده امروز برنگی که چو گل ‌ جامهٔ نازک خوشبوی تو جز و بدن ست

ضعفم چنان گرفته که در وصف لب یار ‌ گویم اگر قصیده مجال گریز نیست

بشکل مجلس آئینه می آئی ‌ نگاه هر یکی بهر خود نمائی است

امیدوار پیری خویش هر جوان
شب خواب هیچ کس نکند بی خیال صبح

وقت آخر چون رسد رونق ز دولت میرود
گشت بر من روشن این حرف از فروغ ماه صبح

ردیف دال مهمله

نباشد گر کسی را دستگیر خود بکار آید
برای آشنا با بد بپای آشنا افتد

وله
ذکری ز نمکدان لب یار نباشد
در مجلس ایجاد چه شور است ببینید

وله
در بتخانهٔ حسن برهمن زاده دیدم
ملاقات من و آن سنگدل آنجا فدائی شد

وله
بسان کفش زردوزیست ممسک جفت با دینا
بحلقش گر گزاری پا کسی از زر دست بردارد

وله
غریبی گر کند یاد وطن مسرور میگردد
دلم دار السرور از نام دریا نیوه میگردد

وله
نفس درکش گر از بحر حقیقت گوهر خواهی
بدریا چون رود غواص دم در خویشتن دزد

وله
آن نباتی جامه گر با بنده هم بالین شود
بند بندم یکقلم چون نیشکر شیرین شود

سختی دوران گران بر خاطر هموار نیست
صفحهٔ کاغذ ز نقش کوه کی سنگین شود

وله
چالاکی نگاه تو نازم که سوی من
دیدی چنانکه چشم ترا هم خبر نشد

وله
خاطر خود جمعدار ای غنچه کز نامه ام
خود بخود مکتوب من مانند گل وا می شود

وله
سرمهٔ پیراهنی در مجلس ما دوش بود
چشم از دیدار روشن بود خاموش بود

وله
ایجاد در حضور شریعت پناه عشق
بی مهر داغ محضر دل معتبر نشد

وله
ترکیب لب لعل تو بی سبزهٔ خط نیست
حرفی ست که یاقوت با سنگ ندارد

وله
هر کسی در صفت حسن تو بیتی میخواند
شعر برجستهٔ من مطلع ابروی تو بود

وله
ز کس چیزی گرفتن همتم بس ننگ میداند
کف دستم ز استغنا کجا رنگ حنا گیرد

شیشه در دست جوان ساقی گلفام بدید
هوش رفت از سر مستان که پریزاد آمد

این دل صافی که من دارم به آئینه از بس است — وله — بلکه در اقبال پهلو با سکندر می زند
روز حشر ایجاد من در سایهٔ مهر علی — خیمهٔ خود بر کنار حوض کوثر می زند
موسفیدی نمک زندگی پیران است — وله — ماهتاب طرف صبح بهاری دارد
چشم دل مردمک دیدهٔ جانم کردند — وله — هرچه منظور نظر بود دبیانم کردند
لاله زارے بمن از داغ عطا فرمودند — رونق محشر خونین کفانم کردند
اگر با قامتش دعوی کند سرو — وله — الهی حرف وبالا نگردد
کس اول گرد باید گر بگردد — بگرد کعبهٔ گردد یا نگردد
سرکشی آن قد رعنا دارد — وله — ناز بر عالم بالا دارد
گل دیدار شگفته است مآل — باغ نظاره تماشا دارد
بے تامل سفر از خویش کنید — راه اندیشه عمرها دارد
هرگز سخنے نکردی ارشاد — وله — از دست خموشش تو فریاد
از خانهٔ خود نگردیم دور — وله — عمر تو دار و خانه آباد
ما را چو کمان ببر کشیدی — وله — اینخانهٔ الفت تو آباد
در چمن یار گلعذار آمد — وله — رنگ بر چهرهٔ بهار آمد
راست می گویا اگر سرو که همدوش توام — وله — بر سر دعوی خود مصحف گل بردارد
قید هستی غم سنگین جانی دارد — وله — دوش آزادی ما بار گران دارد

تو محیطی همه لب تشنهٔ دیدار تواند
چون حبابانه دل جمله هوادار تواند

حرف راء مهمله

پوشش خود سفیدان گلبدن ناز کرد | رنگ از روی بهار یاسمن پرواز گیر

حرف راء معجمه

اگر مطلب ز خط او نمی بود | نمی شد در جهان هرگز سخن سبز
شهید حسن سبز گشتم ایجاد | به محشر می کنم رنگ کفن سبز

حرف شین معجمه

ای مصور از لباس یار دامانش بکش | بر رفتنم دست اگر یابی گریبانش بکش

حرف صاد مهمله

گرش حشمت تماشائے شب و روز هست | همچو آن مردم که بینند صبح و شام رقص

حرف لام

چشم زحم مردم عالم اگر منظور نیست | مهر شبنم چرا بستند در بازوی گل
در هوای گلرخان هر کس که زیر خاک شد | بر مزار او بیفشانند برروئے گل

حرف میم

پریشان میشود خاطر مباد از زلف بکشائی | من از شبهای تاریک و دراز تار می ترسم
از دست همدمان در شکوه لب نرم ولے | ولہ | یکدم کسے همچو بے تصویر نشنیده ست آوازم

حرف نون

با وصف نام همچو نگین در تمام عمر | یکجا نه دست داد برائے نشست من

حرف یاء

نیستی در بحر هستی جز حباب زندگی | دم غنیمت دان بکن جمع ور اخراب زندگی

زود تر آئی جمع اند بکاشانهٔ ما | بامید نمک لطف تو مهمانی
نه بسر والفتی داری نه سوی لاله می بینی | صراحی در بغل ساغر بکف مستانه می آئی

من اشعاره الهندی

اب کے ترے گھر جو آئین گے ہم | پھر یہان سے کہین نجائین گے ہم
مانند نسیم تجھکو ہر صبح | اے غنچہ وہان ہنسائین گے ہم
جو تیری زبان سے آئے کہیو | ٹک منہ سے تو منہ لگائین گے ہم
پی کر ترے منہ کی گالیان بھی | ان ہاتون کی مار کھائین گے ہم
لوہو ترا پانی کرکے تجھکو | بادہ کی جگہ پلائین گے ہم
پھر ہم کہے یہ تیری خاطر | یہ جو کہین سب اٹھائین گے ہم
اب تو تری بندگی ہین آئے | جسطرح اٹھے اٹھائین گے ہم
سن یار کہا کہ تجھکو ایجاد | ان جانون ستی دکھائین گے ہم

نوحه سید الشهدائے امام حسین علیه السلام

جان و دل قربان شاه کربلا | من بلاگردان شاه کربلا
من نشینم رفته چون نقش قدم | بر در ایوان شاه کربلا
لعنت حق ای وفاداران کنید | بر جفاکاران شاه کربلا
شاخ مرجان ریش در خون طپید | گوهر غلطان شاه کربلا
مصحف حق را سجاوندی نمود | سرخی قرآن شاه کربلا
آخر از فرمودهٔ شاه نجف | می شوم مهمان شاه کربلا
جا مرا در صفحهٔ خود می دهند | بوذر و سلمان شاه کربلا

ساقیٔ کوثر مرا مدہوش کن — از مئی عرفان شاہ کربلا
این مقرنس چرخ مخروطی بود — گوئے اندر چوگان شاہ کربلا
می کند خورشید ہم کسب ضیا — از مہ تابان شاہ کربلا
از رحمتت گوہر نیسان بود — ریزشِ احسان شاہ کربلا
سبحہ گردید ست با خود سجدہ گاہ — طینتِ پاکان شاہ کربلا
خانہ اش باب السلام جنت ست — ہر کہ شد دربان شاہ کربلا
یا علی ایجاد را محشور کن — با عزاداران شاہ کربلا

افصح - میر محمد علی

افصح تخلص- میر محمد علی نام مشہدی الاصل سادات رضوی سے ہین- تذکرہ بے نظیر کے مولف نے لکھا کہ آپکے جدامجد سید اختیار امیر تیمور گورگان کے عہد مین توران سے شہر سبزوار مین آئے- مدت تک وہان سکونت پذیر رہے- جب امیر تیمور خراسان کو فتح کر کے شہر سبزوار مین آیا- سید موصوف کو بلحاظ شرافت حسب و نسب اپنے ہمراہ سمرقند مین لایا- بقول بعض خراسان سے شہر سبزوار مین لایا- اور اپنی دختر سے شادی کر دی- اور شہر سمرقند یا شہر سبزوار کی قضا پر مامور فرمایا- سید مذکور تا بمرگ اسی خدمت پر بحال رہا- پھر سید کی رحلت کے بعد آنکی اولاد بھی وہان معزز خدمات و عہدون پر کامیاب ہوتے رہے- اور خاص قضا کی خدمت کا سلسلہ بھی آپکے خاندان مین نسلاً بعد نسلٍ مسلسل رہا- امیر تیمور کی قرابت کی وجہ سے آپکے اولاد کے نامون کا تاج لفظ سلطان ہوا- آپکے والد سلطان شاہ مرزا عالمگیری زمانہ مین

وارد ہند ہوئے۔ سر بلند خان میر بخشی کی لڑکی سے شادی کی۔ شادی کے بعد مخاطب بہ شاہنواز خان ہوا۔ میر افصح سر بلند خان کی لڑکی کے بطن سے ہند مین پیدا ہوا۔ ہند ہی کی زمین مین نشو نما پایا۔ اور تربیت و تعلیم بھی یہین پائی سنہ شعور کے بعد کتب درسیہ اساتذۂ زمانہ سے پڑہین۔ عالم جوانی مین تحصیل علوم و تکمیل فنون سے فارغ ہوا۔ ذہین و ہوشیار فہیم و ہونہار تہا موزون الطبع و سنجیدہ وضع تہا۔ شاعری کے میدان مین ایسا قدم بڑہایا کہ معاصرین سے چند قدم آگے بڑہ گیا۔ گل رعنا مین لکہا ہے کہ حسن اتفاق سے ہے کہ ۱۱۵۲ہجری مین شہر لاہور مین رونق افروز رہا۔ تذکرہ مردم دیدہ کے مولف حاکم نے لکہا کہ مین میر افصح سے لاہور مین ملا شاعر خوش مزاج و لائق ہے حسن اخلاق تواضع مین فائق۔ لیکن جسقدر لیاقت رکہتا ہے اس سے زیادہ کا مدعی ہے شعرائے لاہور نے میر کی تحریک و طرح پر مشکل زمین مین اکثر غزلین کہین۔ وہان چند مدت مشاعرہ کا لطف رہا۔ یاران ہم مشرب کا جلسہ غنیمت تہا۔ پہر آپکے والد شاہ مرزا و میر افصح غفران مآب نواب آصفجاہ مرحوم اول کے ہمراہ دکن مین آئے۔ ڈاک چوکی داروغگی پر مقرر ہوئے۔ اور میر افصح بھی اہل مناصب مین مامور ہوئے۔ پدر و پسر دونون غفران مآب کی ملازمت و رفاقت مین رہے۔ جب ہمت یار خان ناظم صوبہ بیجاپور ہوئے۔ آپ بھی مع والد با جد ناظم صاحب کے ہمراہ معین ہوئے۔ مدت تک ناظم صاحب کے ہمراہ ہمت و جوانمردی سے بسر کرتے رہے۔ آخر جب ناظم صاحب ہمت خان افغان مہدوی حاکم کرنول کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے۔ میر افصح مع والد ہمرکاب تہے۔ حاکم کرنول سے سخت جنگ ہوا۔ طرفین سے اکثر مقتول و مجروح ہوئے۔ اسی معرکہ مین میر افصح اور اُن کے والد شاہ میرزا مقتول ہوے۔ صاحب مردم دیدہ نے لکہا کہ یہہ واقعہ ۱۱۵۴ گیارہ سے چون مین

واقع ہوا۔ اور دیگر مولفین نے لکھا کہ سنہ گیارہ سو پچاس مین الخ اوّل کا قول صحیح ہے اسلئے کہ مردم دیدہ کا مولف میر افصح کا معاصر ہے۔ جو لکھا ہے اسکا مشاہدہ ہے۔

من اشعارہ

نمک بوسہ بر آن رند قدح نوش حرام ‌ — وله — ‌ کہ فراموش کند حق نمکدان ترا

نیست پیرایۂ ہر تیرہ درون جامۂ فقر ‌ — وله — ‌ رسم آئینہ دلانست نمد پوشیہا

شود معلوم ظرف نیک و بد وقت سخن گفتن ‌ — وله — ‌ نمی باشد صدائے کاسۂ چینی سفالی را

آہم بباد آن قد برجستہ رستہ است ‌ — وله — ‌ چون نیشکر ز خاک کمر بستہ رستہ است

ببزم اہل تمیز در آ تماشا کن ‌ — وله — ‌ برین مرقّع تصویر یک قلم صاد است

منور است ازان نور چشم دیر و حرم ‌ — وله — ‌ کہ این چراغ میان دو محل فتاد است

شکر خدا کہ دیدۂ شاہد پرست من ‌ — وله — ‌ ہر چند بت پرست بود خود پرست نیست

مرا کہ ابلق ایام زیر فرمانست ‌ — وله — ‌ چہ غم کہ توسن گردون ستارہ پیشانیست

ہر دلبرے کہ دل نبرد مایۂ غم ست ‌ — وله — ‌ سروے کہ جلوہ نکند نخل ماتم ست

از می تہی مباد کہ در چشم اہل ذوق ‌ — وله — ‌ پیمانہ بے شراب ہلال محرّم ست

تا خرامان بچمن آن دلجو شدہ است ‌ — وله — ‌ سرو انگشت تحیّر بلب جو شدہ ست

ز خون بیگنہ تا ہنوز گلگون ست ‌ — وله — ‌ بہ تیغ یار چہ حاجت غلاف مخمل سرخ

دل خرابی می کند از زلف بیشش کنید ‌ — وله — ‌ دست و پائے میزند دیوانہ زنجیرش کنید

آسمان خم بر سر کوئے تو از تعظیم شد ‌ ‌ عمر این محو ارادت صرف یک تسلیم شد

نہ از رخت عرق از گرمی شراب چکید ‌ — وله — ‌ ستارہ آب شد از شرم آفتاب چکید

چون رخت از می عرق افشان شود ‌ — وله — ‌ خانۂ آئینہ چراغان شود

دل عبث می خواهد از دور فلک عیش مدام	وله	آرزوے می کسی از شیشهٔ وارون نکرد
بدار حق نبود شرط مومن و کافر	وله	که ابر کعبه گہے در فرنگ می بارد
دل بے درد چه اندیشهٔ نقصان دارد	〃	موی چینی نشود از غم ایام سفید
خط مشکین بگرد حسن گلفام این چنین باید	وله	تکلف برطرف صبح اینچنین شام اینچنین باید
مرا در حلقهٔ زلف تو ہر کس دید تحسین کرد	〃	که صیاد اینچنین صید اینچنین دام اینچنین باید
شهید زہر نگاه که گشته افصح	وله	که ہمچو رنگ حنا شد ترا رگ جان سبز
بجز تصور چشم تو نیست در دل من	وله	شگفته است درین باغ یک قلم نرگس
کسے که کشته نگردد به تیغ دلبر خویش	وله	سزد که تیر خورد ہمچو ماہی از پر خویش
گردن دعوی بکش در بزم ادب	وله	میرسد آخر به پستی سرفرازیہائے شمع
در محفل که حسن تو روشن کند چراغ	وله	پروانہا به شمع نوید بہر داغ
بر من کاسهٔ سودا شده زان سبزه خط	وله	که خیالات فزون می شود از نشئهٔ بنگ
تا دیده شبے سنبل گیسوئے تو در خواب	وله	مشہور چمن شده به پریشان نظرے گل
در طریق راستیہا کرده ام از سر قدم	وله	گرچه ہمچو خامه در ظاہر محرف میروم

امین - امین الدین علی

امین تخلص - امین الدین علی نام - مہدی علیخان خطاب ہے - آپ سید مبارک خان بخاری قلعدار دولت آباد کے قرابتداروں میں سے ہیں - عالم فاضل فارغ التحصیل تھے - فضائل و کمالات صوری معنوی سے موصوف تھے - شعرگوئی و سخن سنجی میں لائق شمار کئے جاتے تھے - ذی استعداد و صاحب السواد - خوش رفتار و خوش گفتار -

فقرا دوست و غربا پرور آشنا پرست و مہمان نواز تہے۔ آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہوتا تہا
آپ کی غزل و مثنوی کو شعرا کا عذر زر سمجہتے تہے۔ آپ غفران ماب نواب آصفجاہ اول کے
منصبداروں میں ممتاز تہے منصب مناسب خطاب و مراتب سے سرفراز ۱۱۷۰ھ ہجری تک
زندہ رہے آخر ۱۱۷۵ھ ہجری میں فوت ہوے۔ دولت آباد میں دفن کئے گئے

من اشعارہ

چہ قدر صید دل نواندہ کرد ... در برشش تا لباس باد است

نہ چمن نہ غنچہ نہ گلزار میخواہم دلم
چہرۂ سبزی ہیچ یار میخواہد دلم

ولہ

بادۂ صاف کنار آب مہتاب خوشی
ساقی امشب نشۂ سرشار میخواہد دلم

بسکہ دلچسپ است شیریں کار قندلبش
بوسۂ زان لعل شکربار می خواہد دلم

دلربائے شوخ و شنگ ہر چند دارمی برد
دلبر دلدادہ را بسیار می خواہد دلم

ولہ

گر بے تو خورم شراب جانان
جان سوز و دل کباب جانان

دریاد تو میدمم بہر سو
چون نشۂ کہ بر شراب جانان

شاید کہ رسید روز وصلت
دارد دلم اضطراب جانان

انسان شیخ غلام مصطفی مرادآبادی

انسان تخلص۔ شیخ غلام مصطفی نام۔ قوم کنبوہ آپکا مولد و منشا مرادآباد ہے
انسان کامل عالم فاضل جامع معقول و منقول تہا۔ شعر و شاعری میں مقبول تہا
کتب معقولات ملا قطب الدین سہالوی و شیخ غلام نقشبند لکہنوی سے تحصیل کی
تہیں۔ ملا کے ارشد تلامذہ سے تہا۔ اور حدیث کی سند کا سلسلہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے

انسان

پہنچتا ہے۔ اور شیخ جان محمد صاحب قادری دہلوی کے مرید و خلیفہ۔ شیخ کہلائے زبدہ اولیا عصر سے تھے۔ علوم درسی کے سوا علم طب نجوم و فنون خوش نویسی و شانہ بینی وغیرہ مین مستعد کامل تھے۔ اکثر براہمہ ہند مسائل نجوم مین آپ سے امداد و اعانت لیتے تھے مسائل غریبہ عجیبہ کو نہایت آسانی و سہولت سے حل کر دیتے تھے۔ ہندی مین شعر و دوہہ خوب کہتے تھے۔ فارسی مین آپکا کلام توحید و تعرف و سلوک تصوف کے مضامین سے مملو ہوتا تھا۔ کلام کی بندش و ترکیب نہایت درست ہوتی ہے میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھا کہ جمیع علوم و فنون کی کتابین انسان کے سینہ مین محفوظ نہین۔ آپکا علم سینوی تھا نہ سفینوی۔ آپکے پاس کوئی کتاب نہین تھی۔ جو کچھ علوم و فنون سے تھا آپکی زبان ازبر تھا۔ درس و تدریس کیوقت فوائد زوائد مع حل و شرح سامع کی حیثیت کے تحقیق بیان فرماتے تھے۔ اکثر طلبۂ علوم و فنون دیار و امصار سے آپکی خدمت مین آتے تھے اور آپ سے علوم و فنون کی کتابین پڑھتے تھے۔ مسائل مختلفہ و مقامات مشکلہ کو آسانی کے ساتھ حل کر لیتے تھے۔ آپ مدۃ العمر نوکر پیشہ رہے عالمگیری زمانہ مین ہند سے دکن مین آئے منصبداری صیغہ مین مامور ہوئے۔ مدت تک اسی ملک مین گزارے۔ آخر نوکری ترک کرکے بلدہ ایلچپور برار مین آئے۔ اور سکونت پذیر ہوئے۔ یہان ایسے جمے کہ مرکے اٹھے۔ یہان ایک جوان خوشرو دیہاتی پر فریفتہ ہوئے۔ اور اس سے تعلق خاطر ہو گیا۔ اسی محبوب کے دروازہ پر اقامت گزین ہوئے۔ اتفاقاً یکایک وہ جوان مر گیا۔ آپ کو رنج و غم کا سخت صدمہ ہوا۔ اسکے رنج مین زندہ درگور ہوئے۔ کثرت غم سے دیوانہ بنگئے۔ آبادی سے نکل کر صحرا نوردی اختیار کی۔ انہین ایام مین آپکے استاد مولینا قطب الدین سہالوی

جو زیارت حرمین شریفین سے مراجعت کرکے آرہے تھے بلدۂ ایلچپور مین وارد ہوئے
لوگون سے شاگرد رشید انسان کا حال پوچھا۔ معلوم ہوا کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہے
انسان نے آبادی سے رو رو ویرانون مین رہتا ہے۔ مولٰنا نے فرمایا کہ اُسکو میرے پاس لاؤ۔ لوگو
عرض کیا کہ وہ آبادی مین ہرگز نہین آئیگا۔ ہم کو دیکھتے ہی فرار ہو جائیگا۔ مولانا نے
ایک رقعہ لکھا ایک شخص کو دیکے کہا کہ یہ رقعہ انسان کو دکھلاؤ۔ آپنے رقعہ مین
یہہ فقرہ جو عرب کے نزدیک ضرب المثل ہے کہ اَطْرِقْ کَرِیْ اَطْرِقْ کَرَاٰیْ
اِنَّ النَّعَامَۃَ فِی الْقُرٰی کہ یہ مثل اُس شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو اپنے نفس پر
نازان ہو۔ یا اس شخص کے نسبت جو کلام لطیف و نرم سے دام فریب مین آجائے۔
اس مثل کی اصل حقیقت یہ ہے کہ کرو ایک پرندہ مثل کبک دری کے ہوتا ہے
عرب جب اسکے شکار کا ارادہ کرتے ہین تب آہستہ آہستہ یہ فقرہ بولتے ہین اطرق کری الخ
وہ آواز سنکے زمین سے چپکے پیوست ہو جاتا ہے۔ پس اُسپر چادر ڈالدیتے ہین اور اُسکو
آسانی سے شکار کر لیتے ہین۔ پھر عرب کے نزدیک یہ مثل شخص فریب خوردہ کے نسبت
مستعمل و مروج ہو گئی۔ ھذہ ماخوذۃ من ضرب الامثال للمیدانی۔
حسب ہدایت ملا صاحب شخص مذکور رقعہ لیگیا۔ اور انسان کو دکھلایا۔ انسان
رقعہ کو دیکھتے ہی مولانا کی خدمت مین حاضر ہوا۔ مولانا سے نیازمندانہ ملا۔ پھر ملا صاحب
ہندوستان روانہ ہوئے۔ انسان بدستور سابق دشت و صحرا مین پراگندہ و پریشان
گہومنے لگا۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ انسان نے انتقال سے تین سال قبل
ترک لباس کیا تہا۔ صرف ایک قمیص پر اکتفا کیا ہوا تہا۔ ایک رات اول وقت مین
خواب مین دیکھا کہ کوئی ہاتف غیبی کہتا ہے۔ رجل خیر من یعمل خیرًا۔ یعنے

نیک مرد وہ شخص ہے جو ام خیر کرے۔ آخر ۱۲۴۲ ہجری میں فوت ہوا۔ بلدہ ایلچپور میں
شاہ عبدالرحمن عرف رحمن شاہ دولہ غزنوی کے مزار کے قریب مدفون ہوا۔ اور
گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ آقا محمد امین ایلچپوری متخلص بوفا آپکے ارشد تلامذہ
میں تھے۔ نقل کرتے ہیں کہ ایک وقت ناصر علی ہندی و انسان باہم ملے۔ مکالمہ میں
ناصر علی نے استادوں کے اشعار میں عیب جوئی و نکتہ چینی شروع کی۔ انسان نے
فرمایا کہ آپ اساتذہ کے کلام میں عیوب نکالتے ہیں۔ اور اپنے کلام سے خبر نہیں کہتے
چنانچہ آپکے اس شعر میں ؎

ماندہ ام مینائے می بر طاق حسرت می کشم — توبہ گستاخی است شرم از روی رحمت می کشم

شرم کشیدن خلاف محاورہ ہے۔ اس مقام میں خجالت کشیدن چاہیے۔ کہتے ہیں کہ
ناصر علی سخت نادم ہوا۔ جلسہ برخاست ہوا۔ انسان سلام علیک کہکر چلتے ہوئے۔

من اشعارہ

نہ برراہ تو تنہا دارد از نرگس چمن چشمی	وله	بود با دام چشمی لالہ چشمی یاسمن چشمی
بازی عشق است می باید بسامان باختن	وله	ہر سحر چون صبح جان تازہ خندان باختن
چہ عجب در روش دہر گر افتاد خلل	وله	پہیر شد چرخ ازان گشت دماغش مختل
روشن دل وابستہ مذہب چہ کمانست	وله	ہر چہ مقابل شود آئینہ ہمانست
در شان علی بحث کند شیعہ و سنی		حقا کہ علی برتر ازین ہر دو بیان است
انسان چو مسمی شود از اسم الٰہی		ناچار ز افزون شدن عبد بران است
در اسم علی چون کہ نبی عبد نیفزود		بنگر کہ درین پردہ عجب سر نہان است
ہستی شخص و عدم چو آئینہ بہ پیش	وله	عالم بمثال عکس بیخویش بخویش

انسان بمثل چو چشم عکس است درو   آن شخص عیان نمودہ پاک از کم و بیش

انسان نے اس رباعی مین وحدت الوجود کا مسئلہ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اس رباعی کے شرح تذکرہ سرو آزاد مین لکھی ہے۔ مین یہان اُسکا ترجمہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون " تاکہ ملاحظہ سے مستفید ہون۔

قولہ ہستی۔ اصطلاح صوفیہ کرام مین ہستی سے حقیقت حق مراد ہے۔ اسکو اُس شخص سے تشبیہ دیتا ہے جو اپنی ذات کو آئینہ مین مشاہدہ کرے۔ دونون مین وجہ تشبیہ جامعیت کثرت ہے۔ مشاہدہ کرنیوالے مین کثرت بوجہ اعضا۔ اور ذات حق مین باعتبار صفات ذاتیہ جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ کنت کنزاً مخفیاً کہ دونون ظہور کے خواہان وجویان ہین۔ ایک تناسب اعضا کی وجہ سے نمایان۔ دوسرا اسمائے صفاتی کے لحاظ سے عیان ہوتا ہے۔ جیسا کہ اسکے قول سے کہ فاحببت ان اعرف کہ بس مین دوست رکھتا ہون کہ پہچانون۔ قولہ و عدم الخ عدم سے علم حق مراد ہے۔ اُسکو آئینہ سے تشبیہ دیتا ہے اس لئے کہ دونون مبدء انکشاف ہین۔ اور عالم کو آئینہ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے اسلئے کہ عالم کے حقائق صوفیہ کرام کے نزدیک صور علمیہ ہین۔ مرتبہ علم مین ظاہر ہوتی ہین۔ جیسا کہ آئینہ مین عکس دکھلائی دیتا ہے۔ عقلا پر ظاہر ہے جسطرح تمام اعضا کا عکس آئینہ مین واقع ہوتا ہے اسیطرح آنکھہ کا عکس بھی اُسمین واقع ہوتا ہے اور آنکھہ کے عکس مین اُس شخص کا تمام عکس نمایان ہوتا ہے۔ پس شاعر انسان کی حقیقت کو جو تمام حقائق عالم سے جامعیت کے ساتھہ مخصوص ہے۔ آنکھہ کے عکس سے تشبیہ دیتا ہے کیونکہ وہ بھی بہ نسبت عکس تمام اعضا اُس شخص کی آئینہ داری کرتا ہے اور اُسکو

دکھلاتا ہے ۔ بخلاف دیگر عکوس ۔ اور شیخ محی الدین اکبر قدس سرہ کے کلام سے بھی یہی مراد ہے ۔ کہ وکان آدم ھی المرأۃ المجلوۃ کہ مشبہ و مشبہ بہ کا مشترک الاسم ہونا نہایت لطف رکھتا ہے ۔ اور شاعر کا تخلص کہ انسان ہے اس معنی نے لطف کو دو چند کر دیا ۔ پس رباعی کے معنی یہ ہین کہ ہستی نے یعنی ذات حق جو جامع تمام اسمائے صفاتی ہے اور مرتبہ علم مین آئینہ سے ظہور کیا ۔ اور عالم اُس شخص کے عکسون کی طرح صورت پذیر ہوا بیخویش و بخویش کے معنی یہہ ہین کہ عالم کو عکس کی طرح دو جہت پیدا ہوئین ۔ ایک کہ وجود علیحدہ دکہائی دیتا ہے اور غیر معلوم ہوتا ہے بیخویش ہے ۔ یعنی ہیچ ہے ۔ کیونکہ واقع مین وہ شخص آپ ظاہر ہوتا ہے اور عکس کا وجود وہمی ہے کیونکہ یہہ بھی واقع مین خود وہی ہے جو اپنی ذات پر ظاہر ہوا ہے یعنے موجود فی حد ذاتہ ہے انسان کی حقیقت تمام عالم کے حقائق کے مقابلہ مین آنکہہ کے عکس کی طرح ہے یعنے آنکہہ کے عکس مین ذات حق نے تمام مراتب کے ساتہہ جلوہ فرمایا ۔ و معنی پاک از کم و بیش الخ کے یہہ ہین کہ اللہ کا ظہور انسان کی حقیقت مین اور اسکا ظہور تمام عالم مین کم و بیش نہین ہے بلکہ انسان مین بطور اجمال ۔ اور عالم مین بطور تفصیل ہے ۔ مثلاً انسان کی صورت آئینہ مین اور انسان کی صورت آنکہہ کے عکس مین برابر ہے مگر فرق اتنا ہے کہ آئینہ مین بڑی اور آنکہہ کے عکس مین چھوٹی ۔ اسلئے انسان کو عالم صغیر اور عالم کو انسان اکبر کہتے ہین ۔ انتہی ترجمۃ الرباعی ۔

انصاف ۔ علی نقی خان

انصاف تخلص ۔ علی نقی خان نام ہمدانی الاصل قوم قاچار سے تھے ۔ آپ

نقد علیخان ایجاد کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت شہر حیدرآباد دکن مین ۱۱۷۳ سنہ ہجری مین واقع ہوی چنانچہ آپکے جد امجد نے جو تاریخ گوئی مین بینظیر تھے۔ آپکی ولادت کی تاریخ اس فقرہ مین پائی کہ صاحب اقبال مبارک قدم ست کہ پرورش اور تربیت کے بعد اسی شہر مین کتب درسیہ سے ۱۱۷۳ فارغ ہوئے۔ علوم حکمیہ و فنون ادبیہ مین مرتبہ کمال کو پہنچے مرزا افضل فاقشال تحفۃ الشعرا مین لکھتے ہین کہ انصاف الٰہیات و طبعیات مین بینظیر تھے۔ مین نے ایجاد کی زبانی سنا وہ فرماتے تھے کہ میرا فرزند فخر خاندان ہے انتہی کلامہ الصافہ۔ کا عالم شباب تھا درجہ کمال آپکا ہمرکاب تھا مزاج سحر مواج تھا۔ بزرگی کا سر پر تاج تھا۔ طبیعت برق تھی ذکاوت ذہن کے بادلون مین کڑک رہی تھی باغ مین علم و فہم کی روشنی چمک رہی تھی۔ فلسفی خیالون اور حکمی مثالون کا ذخیرہ قوت حافظہ مین محفوظ تھا اور زمانہ کے واقعات کا فوٹو خیال کے مرقع مین ملحوظ تھا۔ آپکے دلمین شعرگوئی کا خیال پیدا ہوا۔ جوش طبیعت سے موزون کرنے لگے۔ ابتدا مین والد ماجد سے اصلاح لینے لگے تھوڑے ہی دنون مین زمرۂ شعرا مین مشہور ہوگئے۔ آپکا کلام شستہ و صاف ہے ہر ایک شعر سے مضامین دلپسند و معانی دلچسپ نمایان ہین اور ہر ایک فقرہ سے رنگین بیانی و شیرزبانی عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان عجائب و غرائب کا سفینہ ہے لطائف و نوادر کا خزینہ ہے۔ ذہین و فہیم ادیب حکیم تھے۔ شاعر خوش فکر و خوش طبع خوش مزاج و شگفتہ جبین۔ ظریف و رنگین تھے۔ خلیق و لیئق تھے دوست پرست و یار نواز۔ آپ سرکار عالی نظام کے منصبدارون مین سرفراز۔ عالم فاضل و ادیب کامل تھے درس تدریس کا شوق تھا۔ چونکہ معقولات و الٰہیات مین مشہور رہے۔ اکثر طلبہ منتہی آپ سے اس فن کے کتب پڑھتے تھے۔ ہم عصرون مین لائق

از گلستان رعنا ۱۲

ماننے جاتے تھے۔ اور آپکو موروثی شاعری کی بھی قوت تھی۔ ہفتہ عشرہ مین اپنے مکان پر
مشاعرہ کا جلسہ بھی منعقد فرماتے تھے۔ شہر کے اکثر شعرا کا مجمع ہوتا تھا۔ خوب مزہ
و لطف رہتا تھا۔ گل رعنا مین لچھمی نرائن شفیق لکھتے ہین کہ مین ۱۱۸۰ھ ہجری مین وارد
حیدرآباد ہوا انصاف سے چند روز خوب ملاقات رہی اکثر اوقات مشاعرہ کا اتفاق ہوا تھی کلام
پھر دوسرے مقام مین لکھتے ہین کہ جناب انصاف ۱۱۸۲ھ ہجری مین اورنگ آباد رونق
افروز ہوئے فقیر سے ملاقات ہوئی چند روز مقیم رہے خوب لطف رہا تھا۔ غرض جہان
آپ رہے اپنے خیال وضع کے پابند رہے مدۃ العمر عمدہ طرح سے گزارے۔ قدرت احمد خان
قدرت نتائج الافکار مین لکھتے ہین کہ آپکی وفات ۱۱۹۵ھ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین
واقع ہوئی۔ اب ہم آپکے دیوان سے اشعار ذیل شائقین کے ملاحظہ کیلئے گزارش کرتے ہین

من اشعارہ الفارسی

روشن از نور ثنائے اوست روئے حرف ما — عقد گوہر بست حمدش در گلوئے حرف ما
چہرۂ گفتار ما را رونق از نعت نبی — وصف آن در یتیم ست آبروئے حرف ما
گلشن تقریر ما را وصف آتش سبز ساخت — تا بہ فردوس وارد رنگ و بوئے حرف ما

وله

قیس را آدم نمیدانیم با دیوانہا — بود یک غول بیابانی ز صحرائے شما
جان نباید داد چین را بر جبین از نرو که او — دخل بیجا می کند در بیت ابروئے شما

وله

صبا ہر صبح بعد از گرد سر گردیدن یثرب — رسانی بندگی از من خداوندان بطحا را

وله

دست قاتل بدہم روز جزا امان را — من نہ آنم که فراموش کنم احسان را
نشوم دشمن ہجران اگرم قتل کند — بسکه بی وصل بتان دوست ندارم جان را

وله

مرید سرکشی خواہند شیخان ریاضت کش — تلاش توسن بدخو بود چابک سواران را

تماشا کردن جنگ خروسان معصیت باشد — نباید آرزو کردن نزاع تاجداران را

روی او دیدم نمودم محو داغ خویش را — ولہ — صبح روشن شد زدم من چراغ خویش را

بارہا چون شیشہ ساعت درین کلفت سرا — ولہ — آسمان برگشت و مشکل روزگارم برنگشت

در گلستان آمد و رنگ دیگر از رخ گلہا پرید — ولہ — از برائے عندلیبان این گل دیگر شگفت

دل چون من ضعیفی را چہ نقصان گر بدست آرد — سلیمان ہم برائے نام مورے میکند پیدا

اوج نمک حرامان ہرگز نمی توان دید — خورشید چشم پوشید وقت ظہور مہتاب

من اشعارہ الہندی

مے ہو چکی تمام گلابی میں کیا رہا — ساقی سمجھ کے دیکھ خرابی میں کیا رہا

ذبح کر کے داب کیوں کہتا ہے تو پانوں تلے — چھوڑ دے بسمل کو تا کہو لکے وہ تلملے

ایما ۔ میر بخشی عاشق علیخان

ایما تخلص ۔ میر بخشی نام عاشق علیخان خطاب ۔ آپ خوشحال خان قاقشال کے نواسہ تھے آپ کے نانا عالمگیری زمانہ میں بادشاہی معزز منصبداروں میں تھے ۔ شوخ طبیعت و آزادانہ مزاج تھے ۔ بی پروائی آپکی ذاتی صفت تھی ۔ آپکو خوشی سے خوشی تھی نہ غمی سے غمی ایکوقت خوشحال خان نے جواہر و زر سے بنگلہ آراستہ کیا ۔ عالمگیری عتاب میں معتوب ہوا ۔ کچھہ پروا نکی بلکہ شوخی سے کہتا تھا ۔ ہماری خوشحالی کہیں نہیں گئی ہم ہر حال میں خوشحال ہیں ۔ آخر خانزادی کی وجہ سے قصور معاف ہوا ۔ بدستور اصل منصب سے سرفرازی پائی ۔ عالمگیری زمانہ میں فوت ہوا ۔ میر بخشی صاحب تب جمہ نانا کے بعد وزارت خان بن دیانت خان کے ذریعہ سے پانصدی منصب و خطاب خانی سے سرفراز ہوا

نظام الملک آصفجاہ کے منصبداروں مین منسلک ہوا۔ چند مدت کے بعد پریشان حال ہوا اور کسیقدر حواس و دماغ مین خلل واقع ہوا۔ اسوجہ سے دلاور خان بن دلاور خان نصرت کی رفاقت مین ہا۔ دلاور خان راٹیچور و ادونی کی قلعداری و فوجداری پر ممتاز تہا۔ علم ہندی کا استاد۔ چند رسائل آپکی تصنیف سے ہین۔ علم عربی و فارسی مین بہی استعداد و قابل تہا۔ شعرگوئی و تاریخ گوئی مین یگانہ شمار کیا جاتا تہا۔ ۱۱۵۲ھ ہجری مین فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

چاہ زنخدان آبروے سائلان بوسہ بخت	باکہ گویم غور کن این ماجراے آشنا

جب مبارز خان نظام الملک آصفجاہ کے لشکر کے قریب پہنچکر دریاے پورنا سے عبور کر کے آگے نکل گیا اور آصفجاہ کا مقابل نہین ہوا تب لشکر مین شہرت ہوی کہ مبارز خان خوف سے بہاگا۔ میان ایا بہی لشکر مین تہے۔ تاریخ کہی ؎

سال تاریخ پوچہتے ہین یاران	گفتمش ڈر گیا مبارز خان ۱۱۳۶ھ ہجری

من اشعارہ الہندی

طبیب عشق سین پوچہا زلیخانے علاج ہنا		کہا تجہہ ہر پہلا ہے سورۂ یوسف کا دم کرنا
عاشق نہین ہے تجکو کچہہ خوف معصیت کا	ولہ	موسی رضا ہینگے امام ضامن اپنا
کیون نہ گہبراوے وہ کمان ابرو	ولہ	واسطے جسکے کہینچتے ہین سے چلے

افتخار ـ سید عبدالوہاب دولت آبادی

افتخار تخلص۔ سید عبدالوہاب نام۔ سادات بخاری الاصل سے ہین۔ نسب کا سلسلہ سید مخدوم جہانیان بخاری سے ملتا ہے۔ آپکا مولد و منشا احمدنگر دکن ہے۔ تعلیم تربیت کے بعد

افتخار

مرتضی خان سنجاری قلعدار دولت آباد کی دختر سے شادی کی - اس تقریب سے آپ دولت آباد میں آئے - اور یہیں متوطن ہوئے - سن شعور کے بعد فارسی کتب درسیہ میں استعداد وافی حاصل کی - پھر صرف کی تصریف ماضی و حال و استقبال میں مصروف رہے - بعد ازان نحو کی طرف متوجہ ہوئے - ایک زمانہ تک کلمہ و کلام کی تعریف و رفع و نصب و جر کے تحقیق میں گذارے - علیٰ ہذا القیاس معقول کے حاصل کرنے میں بھی عرق ریزی و دلسوزی کی فراغت تحصیل کے بعد فن ادب و شعر کا شوق دلمین پیدا ہوا - جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کی خدمت میں حاضر ہوئے - اور آپکی شاگردی میں فائز المرام ہوئے - اور کتب تحصیل شدہ کی تکمیل بھی حضرت آزاد کی توجہ سے کی - آپنے تذکرہ بے نظیر میں حضرت آزاد کی استادی اور اپنی شاگردی کا اقرار و اظہار کیا ہے ؎

ہفت اقلیم سخن امروز از استاد ما دارد این معمورہ راز یر قلم آزاد ما

فارغ التحصیل ہونیکے بعد آپنے علم طب کو بھی حاصل کیا - مدت تک اطبا کی خدمت میں مشق کرتا رہا - اکثر مطبوں میں بیٹھکر تشخیص و تفتیش کرتے رہے - حکیم حاذق و طبیب فائق تھے - آپ ۱۱۸۲ھ ہجری میں نواب شجیع الدولہ بہادر بخیور جنگ متخلص بہ غیور کی خدمت میں فقہا مین کے زمرہ میں اول نمبر تھے - نواب صاحب آپکی بڑی عزت و آبرو فرماتے تھے خوشحال و فارغبال تھے - آپ نواب صاحب کی مجلس کی رونق تھے - ہر وقت لطائف و ظرائف سے نواب کی دلجوئی و خوش طبعی فرماتے تھے - آپ سلیم الطبع حلیم الوضع پسندیدہ سیرت و سنجیدہ طبیعت تھے خوش کردار و خوش رفتار راست گفتار صاحب وقار تھے - ظرافت و لطافت میں مشہور فصاحت و بلاغت میں نور علی نور تھے - انشا پردازی میں بلند پرواز - اور نظم کی شہرزہ بندی میں گویا بلبل شیراز تھے - کلام شستہ و رنگین ہے

نقشبند و مضامین برجستہ و دلنشین کے نخلبند تھے۔ آپکی انشاء نثر کے دیکھنے سے ذائقہ کو لذت اور سامعہ کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ اور لطافت نظم و نزاکت معانی کے مطالعے سے قوت ناطقہ کو لطف و مزہ ہاتھہ آتا ہے۔ تازہ تازہ لطائف شگوفہ شگوفہ ظرائف کے ملاحظے سے دل و دماغ سیراب تازہ ہوتا ہے۔ آپکا فارسی دیوان روزمرۂ اہل زبان ہے۔ محاورہ مین سفینہ کمال نزاکت و خوبی مین سحر حلال ہے۔ آپکا کلام ریختہ زبان مین بھی فصاحت و ملاحت سے لبریز ہے۔ حسن بلاغت و نزاکت سے شور انگیز ہے۔ ادا ہائے دل آویز و کرشمہائے جادو آمیز سے معلوم ہوتا ہے کہ سحر سامری ہے۔ کثرت آرائش و نگارش سے ثابت ہوتا ہے کہ زہرہ و مشتری ہے۔ آپ ریختہ زبان مین بھی صاحب دیوان ہین۔ آپنے ریختہ مین دوہے اور کبت در جھولنہ و مکری اور پہیلیان بھی کہی ہین۔ آپ کا تخلص افتخار ہے ہم اگر آپکو فخر دکن کہین تو بجا ہے۔ آپنے ۱۱۷۲ھ ہجری مین تذکرہ شعرا مسمیٰ بینظیر تالیف کیا ہے۔ اسمین متقدمین و معاصرین کا حال تاریخی طرز پر لکھا ہے تذکرہ کا نام بینظیر تاریخی ہے۔ آخر آپ ۱۱۹۰ھ ہجری کے قریب فوت ہوئے۔ دولت آباد مین حضرت برہان الدین غریب کے روضہ کے قریب مدفون ہوئے۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی وفات کا سنہ نہین لکھا شاید معلوم نہوا ہوگا۔

من اشعارہ الفارسی

بود فیضان دیگر چشمۂ داد الٰہی را حمایت میکند ہامون دل دیوانۂ ما را بود بیعزتی با قحبۂ بازار جوشیدن اسجدا از نقش پایش جبہۂ ما برفروزد	ولہ ولہ ولہ	زماہی قسمت افزونتر بود دندان ماہی را گل داغم چراغے زیر دامان ست صحرا را اگر راہ محبت میروی بگذار دنیا را از زمین این سجدہ داری بخشش انعام را

مشت خاک خویش را فرش ره او ساختم | وله | تا باین تقریب یابم دولت پابوس را

شب خیال او تصرف کرد در دل هرچه خواست | وله | حکم صاحب خانه دارد آنکه شد مهمان ما

بیقراران را بهای دیگران پرواز نیست | وله | احتیاج دلو نبود چشمهٔ سیماب را

رسوا کند محک زر ناقص عیار را | وله | باشد همین معامله سنگ مزار را

یک جهان جلوه کند نور خدا در دل صاف | وله | آتشین نخل شود عکس چراغی در آب

بگذرند از خود نکویان از نکوئی نگذرند | وله | بو نمیدارد دریغ از ما چو گل گردد گلاب

سوختن چون شمع بر بالین جانان بهتر است | وله | درد گر این منزلت یابد ز درمان بهتر است

آن خوب را بجامهٔ رنگین نیاز نیست | وله | چون برگ یاسمن بر او ساده خوشنماست

در کف عشق تو آرام دل بیتاب است | وله | قائم النار که دیدیم همین سیماب است

ز تیغ یار چه احسان که نیست بر سر ما | وله | بود بهر دو جهان چهرهٔ شهیدان سرخ

یا علی غیر ترا در دل من نیست گذر | وله | هست مشهور که این بادیه شیری دارد

برهمنی که دلم را بسوخت می گوید | وله | برو برو ز تو بوی کباب می آید

چشم گریان مرا عالم تماشا کردنی ست | وله | آن پری را آرزوی سیر این دریا نشد

غنچه یکبار گشاید لب و خوش بوی دهد | وله | خوب آید سخنی کز لب کم گو آید

مزاج عاشق و طفل ست یکسان امتحان کردم | وله | باندک حیلهٔ خوبان به پیراهن نمی گنجد

چه از بیگانه نالد کس وفا از خود ندید آخر | وله | ز شبنم شکوه بیجا که رنگش هم پرید آخر

از وفا گشتم خجل چون یار شد شمع مزار | وله | می شدم پروانه گر جان دگر میداشتم

سیر زلف تو چگویم بچه عنوان کردم | وله | بردم آنجا دل جمعی و پریشان کردم

مگر رخانهٔ آئینه روشن کردهٔ ظالم | وله | شبی در خانهٔ ما هم چراغان میتوان کردن

میروو آن آہنین دل از سرم من فشان	لوح خاکم سنگ مقناطیس بودی کاشکے

انور - نورالدین خان کرناٹکی

انور تخلص - نورالدین محمد خان بہادر نام - آپ ابوالمعانی بہادر گوپاموی کے فرزند ہین اور نواب محمد محفوظ خان بہادر شہامت جنگ کے نواسہ سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین شہر نتھر نگر مین پیدا ہوئے - سن شعور کے بعد کتب درسیہ عربیہ فارسیہ علما فضلا کی خدمت مین ختم کین اور فن شعرگوئی مین مولانا محمد باقر آگاہ سے تعلیم پائی اولاً انور تخلص کرتے تھے ثانیاً دل تخلص اختیار کیا -

ابتدا مین نواب والاجاہ کی سرکار مین بعہدۂ خانسامانی تنخواہ پر مقرر ہوئے - بعدازان نیلور کی فوجداری پر سرفراز ہوئے پھر وہان بجرم قتل معزول ہوئے - اور قلعہ چندرگیری مین مقید کئے گئے - حالت حبس مین حافظ محمد مکی سے قرآن حفظ فرمایا - حفظ قرآن کے بعد ایک عرضی معافی جرائم کے لئے نواب والاجاہ کی خدمت مین بھیجی - نوابصاحب نے قید خانہ سے بلایا - اور قرآن شریف سنا - رمضان المبارک کا مہینہ تھا - تراویح پڑھنے کا ارشاد ہوا انور نے نوابصاحب کے حضور مین شبینہ پڑھا - نوابصاحب بہت خوش ہوئے پھر نیلور کی فوجداری پر بحال فرمایا - اور پلنار اور ونکول کی فوجداری بھی آپ ہی کے تفویض ہوئی - نوابصاحب کے انتقال کے بعد سنہ ۱۲۱۰ ہجری مین عمدۃ الامرا بہادر کے طرف سے صوبہ داری ارکاٹ کی نیابت پر مامور ہوئے - ایک سال کے بعد معزول ہوکر مدراس مین پہنچے وہان عارضۂ سل ودق مین مبتلا ہوئے - آخر سنہ ۱۲۱۲ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا شیخ محمد مخدوم ساوی کے گنبد کے قریب مدفون ہوئے -

مشہور ہے کہ انور نے ایکروز ایک رباعی مستزاد نواب والاجاہ کی خدمت میں پیش کی نواب نے
انور کا منہ جواہر گران بہا سے بہر دیا وہ رباعی مستزاد یہہ ہے رباعی

از نقد بقائیکہ عطا کرد ترا ؛ رب الارباب		کردی ہفتاد صرف در راہ خدا ؛ صدق و ثواب
از وعدہ ایزدی کہ یک را بعوض ؛ دہ می بخشد		مقصد خود تست بعد از ان لطف و عطا ؛ و ہو الوہاب

صاحب دیوان ہے۔ اشعار میں دونوں تخلص موجود ہیں کہیں انور کہیں دل چنانچہ بعض نے
لکہا ہے کہ انور کے دو دیوان ایک میں انور تخلص کرتا ہے اور دوسرے میں دل یہہ بھی
صاحب گلدستہ کرناٹک نے محقق طور سے لکہا ہے ۔

من اشعارہ الفارسی

طپید نہا سے دل آرد از عشرت نوید اینجا	ولہ	بگر قربان شدن باشد مبارکباد اینجا
ز فیض وادن سر یافتیم از سر جوانیہا	ولہ	بجا شد اتفاق شمع و من در سر فشانیہا
دل زگیسوئے تو شد محو پریشانیہا		کرد در کار جنون سلسلہ جنبانیہا
خوشتر از گلبانگ می آید فغانم یار را	ولہ	گوش گل باز ست از بہر نوائے عندلیب
تیر تو آمد بدل منزل خود جان گذاشت	ولہ	طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت
در شکن زلف یار کرد دل آخر قرار		عشق تو دیوانہ را بر دو بزندان گذاشت
سینہ از بسکہ وحشت آباد ست	ولہ	طفل اشکم رمیدہ می آید
بہر تعظیم یار ما عدم		سرو قامت کشیدہ می آید
گر بیاد زلف مشکین تو گردم اشکبار	ولہ	چون سلیمانی شود ہر اشک من زنار دار
وصل ہم مانع بیتابی انور نشود		لذت این طپش آغوش تو میداند و بس
آئینہ ہند و دل ساعت فرنگ		باشد حیات دل طپش بیشمار دل

وحشت نگر کہ چون قدم از کشور عدم	ولہ	بر و اشتم بدامن صحرا گذ اشتم
ز شمع حسن تو گر چشم دل شود روشن		برنگ مہر زند خندہ ہر سحر شامم
خدنگ ناز مکش غمزہ را تمام مکن	ولہ	بخون خلق مژن دست و قتل عام مکن
سحر ز من گل و بلبل کنند گلشن مشق		یکی ورید بن حبیب و گر کشیدن آہ
من اشب ہرچہ گویم بتکلف میشود موزون		خیالم نخوان بالائی موزونت پنداری

ارسلان مولانا قاسم مشہدی

ارسلان تخلص۔ مولانا قاسم نام۔ مشہدی الاصل ہے۔ سید صحیح النسب تہا۔ علامۂ دہر و فہامہ عصر تہا۔ فن شاعری مین فرد فرید۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ مین ہندمین وارد ہوا تاریخ گوئی و خوشنویسی مین وحید تہا۔ چندمدت تک اکبر کی ملازمت مین رہا۔ پہر احمد آباد گجرات مین گیا۔ اور وہان سکونت پذیر ہوا۔ چند روز کے بعد دکن کی سیر کو نکلا اولا احمدنگر مین پہنچا۔ نظام شاہ بحری نے بڑی خاطر داری و مہمان نوازی کی۔ پہر وہان سے بیجاپور آیا وہان کے بہی والی نے بڑی عزت و آبرو کی۔ چند روز قیام کرکے وہان سے گولکنڈہ مین رونق افزا ہوا۔ یہان بہی بدستور شاہان دیگر تعظیم و توقیر سے ممتاز ہوا۔ اور عبداللہ قطب شاہ نے بہت کچہہ سلوک کیا۔ عطیات و صلات سے سرفراز فرمایا۔ چند روز یہان رہا بعد ازان احمد آباد گجرات مین معاودت کی۔ اس فکر مین تہا کہ وطن مالوفہ روانہ ہو جائے کہ یکایک وقت موعود پہنچا۔ وہین فوت ہوا۔ یہہ حادثہ ۹۹۵ھ سنہ ہجری مین واقع ہوا۔ صاحب صبح گلشن نے لکہا کہ یہہ واقعہ لاہور مین ۹۹۵ سنہ ہجری مین۔ اور ہم نے ریاض الشعرا مین دیکہا کہ اسکا مدفن احمد آباد۔ اور

نہین معلوم کہ سنہ مذکور و مدفن لاہو صاحب صبح گلشن نے کس کتاب سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

من اشعارہ الفارسی

آہ دلم گر اثرے داشتے
شام امیدم سحرے داشتے

گرد سرت کشتی و کردے طواف
کعبہ اگر بال و پرے داشتے

ولہ

لفظ و معنی بحال من گرہیند
بی گذرے در کتاب کنم

امداد - شیخ غلام حسین برہانپوری

امداد تخلص - شیخ غلام حسین نام - ہاشمی النسب قادری الطریقہ ہے۔ حافظ گہاسی صاحب کا ہمشیر زادہ تہا۔ آپکا مولد و منشا برہانپور خاندیش تہا۔ سن تمیز کے بعد کتب درسیہ عربیہ فضلائے شہر سے پڑہین۔ لیاقت استعداد حاصل کی۔ شعرگوئی مین عمدہ سلیقہ پیدا کیا۔ برہانپور سے شہر اورنگ آباد مین آیا۔ جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی کے حلقہ شاگردی مین داخل ہوا آپکی خدمت مین مشق کرتا رہا۔ جناب آزاد کی توجہ و اصلاح سے شعر خوب کہنے لگا خیالات رنگین و مضامین دلنشین ایجاد کرنے لگا مدت تک اورنگ آباد مین رہا۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی ملازمون مین ممتاز تہا۔ ملازمت کے علاوہ امرا کے بچون کو بہی تربیت و تعلیم دیتا تہا۔ شہر کے اکثر معزز امرازادے آپکی خدمت بابرکت مین بغرض استفادہ حاضر ہوتے تہے۔ امرا آپکی کفیل تہے عمدہ طرح سے خدمت و سلوک کرتے تہے۔ نہایت فراغت سے زندگی بسر کرتے رہے۔ آخر اورنگ آباد سے وطن مالوفہ برہانپور روانہ ہوا۔ وہان چندروز زندہ رہا۔ پہر بہشت برین کو رحلت کی۔ آپکی وفات قریب سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین ہوئی۔ آپ خوش فکر خوش سلیقہ۔ ظریف الطبع شگفتہ جبین تہے

مزاج مین درویشی و خاکساری تہی درویش دوست و فانی مشرب تھے۔ اکثر اوقات اہل اللہ واہل دکن کی خدمت مین گزارتے تھے۔

من اشعاره الفارسی

از تو پنہان میکند آئینہ روئی خویش را		ہرکسی منظور دارد آبروی خویش را
گل ز باطن صاحبدلان بی قصد فیض		در گره بستن نداند غنچه بوی خویش را
سرگرم الفت من و اغیار بوده	وله	ای جان عاشقی تو چه عیاره بوده
بردامن دلم نه غبار تعصب است	وله	چون ساغر بلور مرا صاف مشرب است
گر بصحرا نگه او چمن آرا گردد	وله	شاخ آہو قلم نرگس شہلا گردد
صندلی رنگ بپے گر سر دربان دارد		درد ہم گرد سر ما بتمنا گردد
دل ز دستم رفت و من ہم رفتم ای قاتل بیا	وله	گر برای کشتن من آئی برائے دل بیا
سیر کتاب عبرت ازین باغ می کنم	وله	از داغ دل چو لاله ورق داغ می کنم
ظاہر شود با ہمہ رنگ شکست ما	وله	در صورتی که آئینه گیرد ز دست ما
ما و الی قلم و مضمون تازه ایم		در گل زمین صفحه بود بندوبست ما
ہزار شخص درین شیشه خانهٔ امکان	وله	بوحدت تو نمودند صورت مجلس
در خدمت تو پیر مغان کہنه بندگیست	وله	عمری بظل عاطفت تاک مانده ایم
موج واری دل طپش از آب میخواہیم ما	وله	پارهٔ بیتابی سیماب میخواہیم ما
دارم عشق نوجوان امداد ما پیرانه		سیر باده گلرنگ در مہتاب میخواہیم ما
در تحیر اشک ما خونین دلان بیوجه نیست		نرگس تصویر را سیراب میخواہیم ما
اہل گلشن یک قلم پروردهٔ حسن تو اند	وله	سرو از سرکار والای تو یک نو سرفراز

وله

رونق ده تخت شرع شاه نجف ست   روشن کن آفتاب ماه نجف ست
شاهی خواهی وگر تو راهی جوئی   شاه نجف است و شاهراه نجف ست

وله

چون سر زند از کس سخن بیهده گوش شو   از حرف سبک نیست الم گوش گران را

وله

بداغ هجر توای وای سوختند مرا   بدر رهی که نباید فروختند مرا
چسان کنم مژه را وا بسوی روی بتان   نگه چو جوهر آئینه دوختند مرا

وله

همچو آن طایر که بیجو دپر زند در بادبند   با کمال اختیار خویش مجبوریم ما

وله

از دلش محو کن یارب یاد نسیان مرا   بشکن از خاطر شکستهای پیمان مرا
با لباس سرمه در چشم خوبان میروم   یا بود بر من نگه برگشته مژگان مرا

وله

اگر گویم که چین ابروست آن ابرو کمان من   رسد گر تیر چشمش می شود خاطر نشان من
آنها که زلف یار مکرر نوشته اند   هر سطر این مسوده ابتر نوشته اند
امداد هر دمیکه بدر راند آشنا   مضمون اشک ازین همه بهتر نوشته اند

مستزاد امداد

سازی تو حیا بهانه در خون بطپیم * ای باغ نگاه
بر سر زنی گلی و ما داغ بشعریم * خورشید و ماه
این مسئله از کدام ملت ای یار * از بر کرده
تسبیح رقیب و ما زیاد رویم * سبحان الله

وله

چو موشد ناتوان دیوانهٔ زلف گره گیرش   توان از شانه سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چسان از پردهٔ حسنش چهره بکشاید
میان چو کلک مانی یک قلم شد صرف تصویرش

اقدس میر رضی شوستری

اقدس تخلص - میر رضی نام - سادات شوستر سے ہین - آپکے والد یا جد اُس ملک مین شیخ الاسلامی کے خطاب سے مخاطب تھے - آپکی ولادت سنہ ۱۱۲۸ ہجری مین شہر شوستر مین واقع ہوئی - نشو و نما کے بعد علوم و فنون کی تحصیل مین مشغول ہوئے - اُنیس ۱۹ برس کی عمر مین فاضل کامل ہوئے - تحصیل کے بعد آپکو سیر و سیاحت کا شوق ہوا - اوّلاً عراق عجم و عرب کا سفر اختیار کیا - ہر ایک شہر و دیار کے علما و فضلا سے ملا اور اُن کے درس و تدریس کے حلقون مین شریک ہوتا رہا - ہر ایک انجمن سے فائدہ ہر ایک نشیمن سے استفادہ پایا اور ہر ایک خرمن سے خوشہ اور ہر ایک خوان سے توشہ لیا - ثانیاً ہندوستان کی سیر کا ارادہ کیا سنہ ۱۱۴۹ ہجری مین بندر بصرہ سے سوداگرون کے ہمراہ بندر سورت مین آیا - چندروز سورت مین قیام کرکے براہ دریا بنگالہ روانہ ہوا - بنگالہ مین پہنچکر نواب شجاع الدولہ ناظم بنگالہ سے ملاقات کی - ناظم نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی نہایت عزت و آبرو سے رکھا مہمان نوازی و غریب پروری کا حق پورا ادا کیا سعدی علیہ الرحمہ کے شعر پر کاربند ہوا

؎ بزرگان مسافر بجان پرورند — کہ نام نکوئی بعالم برند

میر رضی نہایت دلجمعی و اطمینان سے مدت تک نواب صاحب کی مصاحبت مین رہا نواب صاحب کے انتقال کے بعد نواب مرشد قلیخان بہادر رستم جنگ مخمور کے ہمراہ دکن مین آیا - حضور بندگانعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خدمت مین ملازم ہوا - اہل مناصب کے زمرہ مین شریک کیا گیا - ماہوار صرف مایحتاج کے لئے ساٹھہ روپئے مقرر ہوی تھی - چونکہ خاطر خواہ ترقی نہین پائی تھی اسوجہ سے کشیدہ خاطر و رنجیدہ دل ہوکر کمال ہمت

واستقلال سے استغنا وبی پروائی کا دامن ہاتہہ مین تہا مگر گوشہ نشینی اختیار کرلی تہی
امرا کی خدمت مین آنا جانا بالکل ترک کردیا تہا - آخر عہد مین نواب آصفجاہ مرحوم نے دارالانشا
کی خدمت تجویز کی مگر اقدس نے منظور نہین کی - حضور سے ارشاد ہوا کہ بادولت کی
ملاقات کے لئے ہفتہ مین ایکبار آیا کرو اقدس نے قبول کیا - اور عرض کیا اس شرط پر
کہ ایک شخص کی سفارش کرتا رہونگا - بندگانعالی نے منظور فرمایا - ملازمت و باریابی کا دن
سہ شنبہ تہا - روز مذکور مین میر رضی کے مکان پر اژدہام خلائق ہوتا تہا - میر رضی نے مقرر
کیا تہا جو سب سے اول نمبر پہنچے اسروز اُسکی سفارش کرتا تہا - مدۃ العمر یہہ سلسلہ برابر جاری رہا
اکثر حاجتمند رضی کے ذریعہ سے اس سرکار دولتمدار مین فائز المرام ہوئے - آصفجاہ ثانی کے
زمانہ مین دس ہزار روپیہ محاصل کے جاگیر سے سرفراز ہوا تہا - شہر حیدرآباد مین رضی کا
دولتخانہ ایرانی گلی مین اور امام باڑہ پورانی حویلی کے قریب تہا - فی زماننا اصل مکان تو
باقی نہین رہا - مگر اُسی مقام مین میر عالم کی بڑی بڑی عمارتین قائم ہین - اور امام باڑہ
والاوہ بدستور قدیم اتبک موجود ہے - شہر مین ہر ایک شخص رضی کے الاوہ سے واقف ہے
ملا رضی علوم وفنون مین مشہور ومعروف - اور فضائل وکرائم سے موصوف - خوش
تقریر وخوش تحریر فصاحت و بلاغت مین بےمثل - طلاقت لسانی وعذوبت بیانی مین
بےبدل تہا - علما وفضلا کی مجالس مین مسائل حکمیہ ونکات علمیہ کو اُس خوبی وآسانی سے
بیان کرتا تہا کہ حاضرین مجلس محظوظ ومستفیض ہوتے تہے -

ادیب کامل وشاعر فاضل ناظم وناثر تہا - فارسی وعربی مین نثر بامحاورہ لکہتا اور
نظم بہی دونون زبانون مین نہایت ہی مرغوب موزون - کیا نظم وکیا نثر بغیر سوچے
سمجہے لکہتا تہا - جو فقرہ یا مصرع آپکے قلم سے نکلتا تہا وہ دلچسپ ودلپسند ہوتا تہا - آپکے

آپ کے اشعار لالی آبدار و در شاہوار ہیں۔ اب ہم گزارش کے رشتہ مین پروتے ہین تاکہ شائقین انکو قوت ناطقہ کے گلے کا ہار بنائین ۔

من اشعاره الفارسی

آسمان تا طرح دل بیتاب ریخت — از سر کلک قضا یک قطرهٔ خون ناب ریخت

نشئهٔ جز بیقراری نیست اندر بزم عشق — در قدح ساقی بجای می مگر سیماب ریخت

سالکان راه حیرت را با سایش چه کار — خامه کی در دیدهٔ تصویر رنگ خواب ریخت

شوخ چشمی بسکه دارد ساقی دوران شعار — شب نگون جام می از پرتو مهتاب ریخت

سطرهای صفحهٔ مضمون حلبیا شد مگر — خامه طرح وصف کج رفتاری حباب ریخت

سیل از هر جا که خیزد مقصدش دریا بود — عشق طرح منزل در ...

ولہ

نرم شو کز سخت رویان کار صورت گیر نیست — خامهٔ فولاد گ...

ولہ

نباشد خود نمائی مردم افتاده از پا را — ...نگ...

ولہ

ظالم از تعدی بار ستم خویش کشد

رفته رفته ظلم گردان بیشتر از عداوت...

ریاضت در جهاد نفس باشد حر...

سخت رویان فارغ انداز کاوش...

دولت بی رتبگان سایهٔ سنگ...

تا چند بار خاطر دلها...

میر رضی موصوف کے ...

میر زین العابدین ...

ارسطوجاہ مدارالمہام سرکار عالی نظام کے فوت ہونیکے بعد عہدۂ مدارالمہامی پر مامور ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین فوت ہوا۔ اولاد ایک فرزند میر دوران عالم شباب مین ابتدا جد کے حیات مین فوت ہوچکا تہا۔ اور دو لڑکیان تہین دونون منیرالملک بہادر کے عقد مین آئین۔ ایک کے مرنیکے بعد دوسری۔ فرزند دوم میر رضی مرحوم میر زین العابدین ٹیپو سلطان کی سرکار مین ملازم تہا المتوفی سنہ ۱۲۱۳ ہجری بمرض سرسام۔

دونون کا حال محبوب الزمن تذکرہ امرا و وزرائے دکن مین مفصل لکہا گیا ہے۔

امیر۔ سید امیر حیدر بلگرامی نزیل اورنگ آباد

۔ امیر حیدر نام۔ آپ میر نور الحسین بن میر غلام علی آزاد بلگرامی کے خلف الصدق
...مین دس تاریخ ماہ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین واقع
...کہی ہے

...پسر داد خلاق عالیجناب
...سم کرد صاحب شرف آفتاب

...گیا ارہمراہ میر ولا محمد خان ذکا
...بیت و تعلیم پائی۔ چند مدت
...ارت حاصل کی مسائل
...تہ پر زیادہ واقفیت تہی
...پر مقرر تہے۔ سولہ برس
...ت و رعایا آپ سے

نہایت خوش تھے۔ آپ مقبول خالق و عزیز خلائق تھے۔ شعر گوئی و انشا پردازی فارسی میں بھی بے نظیر تھے۔ خوش تحریر و خوش تقریر تھے۔ آخر ترپن سال کی عمر میں سنہ ۱۲۱۷ ہجری میں کلکتہ سے عظیم آباد روانہ ہوئے۔ مرشد آباد میں پہنچکر آخرت کا سفر اختیار کیا قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہر پرشاد باد فروش نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی ؎ واویلا امیر حیدر رفت ۔ آپکی تصانیف سے منتخب الصرف و منتخب النحو۔ و تاریخ اکبری یادگار ہیں۔

من اشعارہ الفارسی

تاج نام حق بود بر تارک دیوان ما — سرنوشت از بسم اللہ بر عنوان ما
با تنک ظرفان عالم نیست ما را اختلاط — شیشہ نتواند شدن دام پریزادان ما

ولہ

یار آئینہ خود ساخت سراپائے مرا — قابل صورت خود دید ہیولائے مرا

ولہ

حکمتے در دوست باشد نرگس دلدار را — از نگاہے میدہد صحبت من بیمار را

ولہ

نمی باشد شکیبا ہمنشین جویای صحبت را — ندارد گر کسے از سایہ یاری میکند پیدا

ولہ

از چمن امروز رخصت می شوم — عازم گل دام صیادیم ما

ولہ

عنایت کن ز چشم خویشتن ساقی شراب امشب — روم تا در چمن چون غنچہ نرگس بخواب امشب
امیر آن نے سوار ماہ سیما در خرام آمد — سحر دگر فوج اختر ہا شتابد در رکاب امشب

ولہ

در سر زلف بتان بر من چہ آفتہا گذشت — حیف سیر ملک ہندوستان بخفتنہا گذشت
صبح پیری آمد و فصل جوانیہا نماند — چشم را وا کن کہ وقت خواب غفلتہا گذشت
سرو بالا نازنینی در نظر آمد امیر — از خرام قامتش بر من قیامتہا گذشت

ولہ

شبکہ در میخانہ ہر لب تشنہ ساغر نوش بود — عالم آب از طلوع ماہ من در جوش بود

وله
این نگویم که مرا از قفس آزاد کنید
در چمن موسم گل نام مرا یاد کنید

وله
بسکه شب اعضای من لبریز از غم گشته بود
پیکرم از پای تا سر نخل ماتم گشته بود

وله
پریشان می شود هر کس که در کوی تو می آید
بزلف شوخ می نازم که بر روی تو می آید

وله
در عدم هم درد و داغ عشق باشد بیشمار
طفل چون پیدا شود اول بگرید زار زار

وله
بر عاشق خود ظلم و بر اغیار ترحم
تا منصفی طبع شما را چه کند کس

وله
صفحهٔ رخسار او با خالها همراه خط
زینت دیگر دهد همچون کتاب با نقط

وله
پیش آن شمع رخ از رقص کنان برخیزم
کمم ز پروانه از سر جان برخیزم
چشم سلمان متعجب نگر سوی امیر
صبح محشر که من از خواب گران برخیزم

وله
چه شد شمشیر خونریزت سلامت را نمی خواهم
تا اسیر شکن طرهٔ جانان شده ام

وله
هرکه بی مغز است نتوان داشت زو چشم امید
آرزوی باده زنهار از تهی مینا مکن

وله
رود دولت ز ارباب غنا آهسته آهسته
که زائل می شود از مس طلا آهسته آهسته
بزرگان را بود دائم بکف سررشتهٔ تمکین
گذارد فیل در رفتار پا آهسته آهسته
عندلیبم قفسم باد بهاران مددی
بال و پر ریخته ام سوی گلستان مددی
همچو ماهی که فتد دور ز سرچشمهٔ آب
تشنگی میکشدم چاه زنخدان مددی

ارشد میر غلام علی اورنگ آبادی

ارشد تخلص - میر غلام علی نام - سادات رضوی سے تہا - صحیح النسب - نسب کا سلسلہ سترہوین پشت مین سید شجاع المدنی الکرمانی سے پہنچتا ہے - اور سید شجاع گیارہ واسطے سے حضرت امام علی بن موسی الرضا سے ملتا ہے - آپکا مولد و منشا شہر اوجین

صوبہ مالوہ ہے آپکی ولادت کا مادۂ تاریخ {نیک بخت ازلی} ہے آپنے سنہ شعور کے بعد شیخ نظام الدین دیپالپوری اعظم شاہی کی خدمت مین علم وفضل حاصل کیا۔ آپکی آجداد کرام کا اصلی وطن سنام ضلع سہرہند تہا۔ آپکے والد ما جد میر محمد سعید و جد امجد میر محمد شاکر عالمگیری منصبدار تھے ضلع اُجین مین فوجداری خدمتون پر ماموری تہے۔ آپنے اپنا سجع مع نام والد و جد موزون کیا ہے نہایت ہی عمدہ وخوشنما ہے ؎ شاکر بخت سعید ہم کہ غلام علی ام میر محمد جعفر آپکے نانا تہے وہ بہی عالمگیری زمانہ مین برار کے صدر تھے۔ پہر مالوہ مین اسی خدمت پر گئے آخر شہر اجین کے قاضی ہوئے۔ امانت ودیانت دار تھے۔ بادشاہ کے نزدیک ذی اعتبار وذی وقار تھے۔ میر ارشد بہی بادشاہ کی طرف سے موروثی عہدۂ قضا پر سرفراز ہوا مدت تک اسی خدمت پر مامور رہا۔ پہر ۱۱۷۵ھ ہجری مین وطن سے شہر اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان سکونت پذیر ہوا۔ سلسلۂ قادریہ مین شاہ محی الدین بن قاضی سید احمد سنامی کا مرید تہا یہان شاہ عبدالقادر بن شاہ محمد صادق اللطیفی الملتانی القادری کا بہی طالب ہو گئے چندروز مستفید ہوتا رہا۔ پہر آخر مین حضرت شاہ فخرالدین الترمذی الحسینی سے فیضیاب ہوا۔ اسی سنہ مذکورہ مین امیرالممالک کے لشکر سے نواب مؤتمن الدولہ درگاہ قلیخان بہادر اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ ارشد نے آپکی خیر مقدم مین یہ قطعہ پیش کیا ؎

ناظم عصر چو آمد بخجستہ بنیاد — شکر درگاہ الٰہی ز حد افزون باشد
روحۂ گلشن دولت کہ بظل کرمش — خلق از آفت دوران ہمہ مامون باشد
شاد در بزم لقایش دل احباب مدام — دشمن او بمصیبت کدہ محزون باشد
باد در حصن نگہبانی ایزد محفوظ — مثل آن نقطہ کہ در دائرہ نون باشد
خواست ارشد زخرد سال قدومش فرمود — قدم مؤتمن الدولہ ہمایون باشد۔

ارشد مدت تک نوابصاحب کی رفاقت مین رہا۔ نوابصاحب ارشد کی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے آخر نوابصاحب غرہ رجب ۱۱۷۹ ہجری مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ ذیحجہ پانچوین تاریخ سنہ مذکور اورنگ آباد سے نظام آباد مین رونق افزا ہوئے نظام آباد آپکی جاگیر تھی۔ دوبارہ بحالی کا بندوبست ہوا کہ یکایک ۱۸ جمادی الاول ۱۱۸۰ ہجری کو بعارضہ سرسام فوت ہوئے۔ نظام آباد سے نعش مبارک اورنگ آباد مین لائے۔ اُن کی والد کے مقبرہ مین مدفون کئے۔ ارشد نے نواب مرحوم کی تاریخ مین ایک مصرع لکھا ہے ؎ اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالارجنگ ٭ ارشد نواب مرحوم کے بعد نواب اشجع الدولہ بہادر غیور جنگ متخلص غیور کی خدمت مین باریاب ہوا خوشی خرمی سے زندگی بسر کرتا رہا۔ میر ارشد ظریف الطبع لطیف المزاج شگفتہ جبین تھا۔ پسندیدہ صورت سنجیدہ طبیعت تھا۔ تاریخ گوئی مین بےنظیر خوش تقریر و خوش تحریر تھا۔ ائمہ رضی اللہ عنہم کی شان مین بہت قصائد لکھے ہین۔ غزل مین کم فکر ہے۔ محمد اعظم اور اُسکے بیٹے بیدار بخت و خان عالم جب شہید ہوئے تاریخ شہادت آیہ کریمہ سے استخراج کیا ؎ ولند خلنھم فی الصالحین۔ اور امیر الامرا حسین علیخان کی تاریخ (رضوان اللہ عنہ) اور اپنے ماموں سید شاکر علیخان کی تاریخ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین) اور فردوس آرامگاہ محمد شاہ کی تاریخ (رانی ذاھب الی ربی سیھدین) ہے۔ عزیز الدین عالمگیر ثانی کی تاریخ جلوسی۔ (ان فضلہ کان علیک) میر شمس الدین نامی کی تاریخ تولد (خورشید دمید) ارشد فارسی و ہندی دونون زبان مین شعر کہتا تھا۔

من اشعارہ الفارسی

عاشقان دیدۂ خود را چمنی ساختہ اند	تا بنظارۂ گلگون بدنے ساختہ اند

حاصل از طول امل نیست بابین بوالہوسی		مگر از بہر تقیید رسنے ساختہ اند
عشق غالب گشت و دل را جانب آن ماہ برد	وله	این گدا را قسمت آخر بر در آن شاہ برد
نیست آسان در فراقش زندگی بردن بسر	وله	در خیال قامت جانان قیامتہا گذشت
کاسہ کاسہ خون دل در باغ گیتی می خورم	وله	حیرتے دارم ندانم لالہ زار کیستم
قدردان من نباشد ہرکس از اہل جہان		صیرفی داند کہ من نقد عیار کیستم

من اشعارہ الہندی

مجکو خبر نہین کہ سجن کدہر گیا	گر راہ لی ہے گہر کی تو تحقیق گہر گیا
جس نے دیکہا ہے تری خوبی حسن رخسار	بے توقف کہا سبحان جمالک اے یار
یار میرا ہے ایس حسن کے آرائش مین	مین بہی چشم نظر انداز کو رکہتا ہون سنوار
بات شیرین ہے اسکی مصری	اسکے دو لب ہین شاہد عادل
اس کیفیت کی کیف بلیسر کسکو نہین	ساقی کے جام سے پیتا ہون مین مدام
سجن یہ رو ہے تیرا رشک سورج اور مہ گل	سیاہ شب تیری مو اور رشک ورسنبل
نین تیرے ہین جیون آہو کے چشم و نرگس جور	ہین لعل لب تیرے شکر اور آب زمزم و نیل

آپ کی تصنیف سے ایک تنبیہ الشاکین فی جلائل محی الدین جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تہی اسمین آپنے محبوب سبحانی رضہ کے فضائل ور معترضین زائل کے اعتراضات کے جوابات مدلل و مکمل لکھے ہین۔ اور اسی سالہ مین اپنے بزرگان سلف خلف کے حالات بہی ضمناً بیان کئے ہین۔ آپکا رسالہ نادر الوجود میرے کتبخانہ مین موجود تہا۔ لیکن افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی واقعہ سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین غرق آب ندر سیلاب ہوگیا۔ مین نے جسقدر اس سالہ سے اپنی بیاض مین نقل کر لیا تہا۔ وہی میرے پاس باقی ہے۔ موقع و محل پر ہر ایک واقع کو

بیان کرتا ہوں۔ میر غلام علیؔ ارشد حضرت شاہ فخر الدین ترمذی کا نواسہ و مرید و خلیفہ تہا۔

امیدؔ۔ قزلباش خان

امید تخلص۔ میر محمد رضا اصلی نام۔ قزلباش خان خطاب۔ ہمدانی الاصل قوم قرائلو سے تہا۔ عالم شباب مین ہمدان سے اصفہان مین آیا۔ مرزا طاہر وحید سے تلمذ حاصل کیا۔ عالمگیر کے زمانہ مین ہند مین پہنچا منصبدار ہوا۔ شاہ عالم کے زمانہ مین قزلباش خان کا خطاب جاگیر سے سرفراز ہوا۔ ہوشیار و تجربہ کار تہا امرا سے ربط و ضبط رکہتا تہا۔ زندگی عیش و عشرت و حظ و لذت مین بسر کرتا تہا۔ امرا اسکی بڑی عزت و آبرو کرتے تہے۔ محمد معز الدین جہاندار شاہ کے عہد مین برہانپور کی دیوانی پر مقرر ہوا چند روز دیوانی کا کام انجام دیتا رہا۔ پہر امیر الامرا حسین علیخان کے ہمراہ اورنگ آباد مین آیا تہوڑے دن رہکر مبارزخان ناظم حیدرآباد کے ہمراہ شہر مین وارد ہوا۔ چست و چالاک دلیر و بیباک تہا۔ جب مبارزخان نواب آصفجاہ کے مقابلہ کے لئے مستعد ہوا تو اسوقت امید بہی ہمراہ ہوا۔ معرکہ جنگ مین خوب لڑا دلیری و بہادری سے خوب کام لیا آخر مبارزخان مقتول ہوا۔ فوج مین اضطرابی پہیل گئی۔ بہت سے مقتول ہوئے اور بعض نے فرار کا رستہ لیا۔ اور بعض آصفجاہی فوج مین اسیر و قید ہوئے۔ انہین امید بہی تہا۔ ایک غزل آصفجاہ کی خدمت مین بہیجی آپنے شاہانہ عنایت سے رہا فرمایا۔ اور بحالی خدمت و جاگیر کا حکم دیا۔ مدت تک خوشحال فارغ البال رہا۔ سفر حرمین شریفین کی رخصت لی۔ نواب آصفجاہ مرحوم نے نہایت خوشی سے مرحمت کی۔ ایک سال کے بعد زیارت حرمین سے مراجعت کی۔ نواب آصفجاہ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ نذر و تبرکات گذارے

آپ نے قبول فرمایا - بدستور سابق خدمت و جاگیر پر بحال کیا - پھر ۱۱۴۵ ہجری مین نواب
آصف جاہ مرحوم دلی بلائے گئے - نواب موصوف فی الفور روانہ ہوئے - امید بھی ہمرکاب
تہا - اور سفر بھوپال مین بہی ہمراہ رہا - دلی مین پہنچنے کے بعد چند روز نواب صاحب مرحوم کی
خدمت و بندگی مین بسر کیا - جب حضور آصفجاہ نے دکن کی طرف مراجعت کی امید نے
دکن سے ناامید ہو کے دار الخلافہ مین سکونت اختیار کی - تحفۃ الشعرا مین قاقشال نے
لکھا ہے کہ حضور آصفجاہ دلی مین امید سے کشیدہ ہو گئے تھے - اسیوجہ سے امید نے
آپکی رفاقت ترک کر کے دلی مین سکونت اختیار کی تہی -

امید خوش اخلاق پسندیدہ سیرت شگفتہ مزاج سنجیدہ طینت تہا - ظریف الطبع لطیف الوضع
تہا - ذکاوت و چالاکی مین شعلۂ جوالہ ذہانت و تیزی مین آتش کا پرکالہ تہا - صحبت رنگین کا
فریفتہ - یاران نازنین کا شیفتہ تہا - فن شاعری و انشا مین وحید عصر - نازک خیالی مین
فرید دہر تہا - ولایت زا تہا مگر ہندیون کی بدولت دوہے و کبت خوب سمجہتا تہا - اور
ریختہ زبان مین بہی شعر موزون کرتا تہا - جب تک دکن مین رہا بلند آوازہ رہا - اسیطرح
دلی مین بہی تا زندگی خوش و خرم رہا - امرا زادے اور نوابزادے آپکی بڑی قدر کرتے
تہے - ہزار ہا روپئے نذر دیتے تہے - آرام و عیش کے ساتہہ زندگی بسر کرتا تہا - موسیقی
ہندی مین خوب ماہر تہا - خوش الحان و خوش آواز تہا - راگ و رنگ کا شائق - رباب
و چنگ کا عاشق تہا آپکے مکان پر یاران ہم مشرب کا مجمع رہتا تہا - کبھی مشاعرہ کبھی سماع کا
جلسہ ہوتا تہا - ہر روز نوروز ہر رات شب برات تہی - آخر امید ۱۱۵۹ ہجری مین اس عالم
سے ناامید ہو کے بہشت برین روانہ ہوا - میر غلام علی آزاد سے اتحاد و محبت رکہتا تہا
میر نے مرحوم کی تاریخ وفات کہی - ع

خان سخن گستر و سحر آفرین	رخت سفر بست ازین خاکدان
سال وفاتش دلِ نالانِ من	یافته جان وادہ قزلباش خان

۱۱۵۹ھ

لطیفہ۔ خود امید سے منقول ہے کہ مین ایک روز نواب ذوالفقار خان بن اسد خان وزیر کی خدمت مین گیا اور زمانہ کی شکایت کی۔ نواب نے فرمایا کہ دنیا کو امید کے ساتھہ کہاتے ہین۔ مین نے عرض کیا پس آپ کیون میرے بغیر کہاتے ہین۔ اُسوقت سے نواب نے روزانہ کہانا بہیجنا مقرر کیا۔ خاص نواب کے دسترخوان سے کئی خوان اقسام اقسام کے کہانون سے بہرے ہوئے آتے تہے فراغت سے احباب کے ساتھہ کہاتا تہا۔ اور کہلاتا تہا آشنا پرست و مہمان دوست تہا۔

من اشعارہ الفارسی

منم آن آہوئے وحشت زدہ دشتِ جنون
کہ نیاورد بدام الفتِ صیاد مرا

برنگ سرمہ کہ در چشم کور بیقدر ست
کسے بہیچ نگیرد درین دیار مرا

ز آب دیدہ ز بس پائے در گل ست مرا
سفر ز کوئے تو بسیار مشکل ست مرا

بسا کشاد کہ در بستگی شود ظاہر
کلید روزی استاد قفل گر قفل است

پاس لہائے جگر خون شدہ چون خواہد یافت
چشم مخمور تو خود از ہمہ بیمارتر است

خدا ناکردہ اندوہت چرا از دوستان باشد
شنیدم کلفتی داری نصیب دشمنان باشد

سرگشتگی بطالعم ہست
بر گرد سرت چرا نگردم

خوشا وقتے کہ می بالید از جانان بر و دوشم
برنگ ماہ نو ہر شام بر می گشت آغوشم

گشت روگردان ز بس آبادی از ویرانہ ام
چون کمان حلقہ بیرون شد درون خانہ ام

روشن شود بہ پیش تو چون شمع سوزِ من
یک شب اگر تو ہمنشینی بروزِ من

بر ورگہ دوست گناہے بخشند | رباعی | صد سالہ گنہ بمد آہے بخشند
عفو گنہم بنا توانی کردند | | زینجاست کہ کوہ را بکاہی بخشند

امیرؔ - امیر احمد مینائی

امیر تخلص - شیخ امیر احمد نام - مینائی نسبت ہے جد اعلی حضرت شیخ مینا لکھنوی کے طرف آپکی نسب کا سلسلہ شیخ موصوف سے بچند واسطہ منتہی ہوتا ہے - حضرت شیخ اولیائے کاملین سے تھے - صاحب کشف و کرامات - جامع الحسنات والبرکات تھے - آپکے ارشاد وہدایت سے اکثر عام و خاص فیض نعمت و معرفت سے مستفید ہوئے ہین - ابتک آپکے خاندان مین یکے بعد دیگرے ارشاد وہدایت کی مسند پر جلوس فرما ہوتے ہین - بزرگان سلف سے خلف تک وہی سلسلۂ فیض جاری ہے - حضرت شیخ کی رحلت سنہ ہجری مین واقع ہوئی شہر لکھنؤ مین آصف الدولہ کے امام باڑہ کے قریب میدان پر فضا مین مدفون ہوئے - فی زماننا آپکا مزار زیارتگاہ خاص و عام ہے - سالانہ عرس ہوتا ہے - فقیر مولف آپکی زیارت و فاتحہ عرس سے مشرف ہوا ہے - عجب مقام نورانی فرودگاہ ملائکہ سبحانی ہے - صاحب ترجمہ کے والد ماجد مولوی کرم احمد تھے - آپکی ولادت باسعادت ۱۲۴۳ سنہ ہجری مین ہوئی - آپکا مسقط الراس شہر لکھنؤ ہے - آپکی نشو نما وہان کی آب و ہوا کے آغوش مین ہوئی - جب سن شعور و تمیز کو پہنچے تحصیل علوم و فنون کے طرف ہمہ تن مصروف ہوئے - اولاً والد ماجد کی خدمت مین مختصرات کتب متداولہ سے فراغت حاصل کی - اور کتب مطولات علوم عقلی و نقلی اساتذہ کملا و علمائے فضلا کی خدمت مین ختم کین - فارغ التحصیل کیوقت شباب کا عالم تھا - درس و تدریس کا شوق دلمین جوش مار رہا تھا - طلبہ کو نہایت محبت و خلق سے پڑہاتے تھے

عربی وفارسی دونون زبانون مین ادیب کامل تھے۔ چونکہ آپکی طبیعت فطرۃً موزون الطبع
واقع ہوی تھی۔ آپکا میلان طبع شعر وشاعری کیطرف مائل ہوا۔ طبیعت خداداد وعطیہ
رب العباد سے مضامین دلکش موزون کرنے لگے۔ اور اپنے نتائج طبع کو سید مظفر علیخان
تدبیر الدولہ اسیر لکہنوی کے ملاحظہ مین پیش کرنے لگے۔ اسیر آپکے مضامین پاکیزہ کو دیکہہ
کے حیران ہوتے تھے۔ اور اصلاح کے زیور سے آراستہ فرماتے تھے۔ اسیر کو آپکی شاگردی پر
فخر وناز تہا۔ واقعی اسیر کا فخر بجا تہا۔ آپکی ذات پر شعر وشاعری خود نازان ہے۔ آپ
لکہنو کے مشاعرون مین شریک ہونے لگے۔ آپکا کلام نہایت ہی شگفتہ وبرجستہ ہوتا تہا
جب آپ اپنا کلام حاضرین مشاعرہ کو سناتے تھے تب تمام حاضرین واہ واہ کرتے تھے
اور کہتے تھے واہ میان اسیر آپنے تو ایک شہباز بلند پرواز تیار کیا۔ یہ ہونہار میدان شاعری
مین خوب پرواز کریگا۔ عجب نہین کہ مجمع شعرا مین ممتاز ہوگا۔ تہوڑی ہی زمانہ کے بعد شعرا کا
خیال وگمان مرتبہ اذعان ویقین کو پہنچ گیا۔ یعنی آپ ایسے لائق وفائق ہوئے کہ استاذی
کے مرتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکا کلام شستہ وصاف وپاکیزہ وشفاف ہوتا ہے۔ آپکی بندش الفاظ
وشستگی معانی ایسی دلچسپ ودلکش ہوتی ہے کہ سامعین کے قلوب پر جادو کا اثر کرتی ہے
قلوب کی وہ حالت ہوتی ہے کہ مضمون پر تاثیر سے وجد کرنے لگتے ہین۔ جس مضمون مین
ارادہ کرتے ہین وہی مضمون آسانی سے ایسی خوش اسلوبی وخوبی کے ساتہہ موزون فرماتے ہین
گویا مضمون کا مصداق دکہادیتے ہین۔ مثلاً اگر تصوف ووحدت الوجود یا نعت رسول محمود
ومعشوق حقیقی کے خط وخال کی تعریف۔ یا بہار وخزان کی توصیف یا بخت واقبال کی خوبی
یا بدبختی وادبار کی برائی بیان کرین تو واقع کے مطابق معانی ذہنیہ وصور علمیہ کا سمان نمایان
کردیتے ہین۔ آپکے کلام الہام التیام کی جسقدر تعریف کی جائے کم ہے۔ ممکن نہین کہ کوئی

ادا کرسکے - پس مین یہہ کہتا ہون کہ آپکے کلام کی تعریف محدود کرنا ممنوعات سے ہے
جب آپکی لیاقت و جادو بیانی کی شہرت بلند آوازہ ہوئی - اور آپکی شاعری کا شہرہ
اکناف و اطراف مین شایع ہوا - تب شایقین کلام آپکے حلقۂ تلامذ مین دور دور سے
آنے لگے - اور آپکی اصلاح سے کلام کو مزین کرنے لگے - اسیطرح رؤسائے ہند آپ کو
خواہش سے طلب کرنے لگے - ہر ایک رئیس چاہتا تہا کہ آپ میری ریاست مین آئین
اور اپنے فیض سے طالبین کو مستفید فرمائین - آپ درویش صفت و قناعت پرست تھے
دنیا و مافیہا کی طرف رغبت کم رکھتے تھے کے خواہان نہین تھے -
آپکا دل قناعت کی دولت سے مالا مال تہا - آپ چند مدت واجد علیشاہ بادشاہ کے
دربار مین باریاب رہے - ہنگامہ غدر کے بعد نواب محمد یوسف علیخان بہادر والی رامپور
نے آپ کو طلب فرمایا - آپ حسب طلب لکہنو سے رامپور آئے - نوابصاحب نے
آپ کی تعظیم و توقیر و خاطرداری مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا - اور آپکیلئے
معتد بہ تنخواہ مقرر کردی - آپ مدت تک نوابصاحب کی خدمت مین رہے - فراغت
سے زندگی بسر کیے - اور اپنی عمر کا بڑا حصہ بسر کیا نہایت آرام و فراغت سے رہے - تالیف
و تصنیف مین مشغول رہتے تہے - اور اوقات معینہ پر نوابصاحب کی خدمت مین بہی
آمد و رفت کرتے تہے - آپ نوابصاحب کی مجلس کے روشن چراغ تہے - آپ کی ذات سے
مجلس کی رونق بڑہ جاتی تہی -
اعلیحضرت آصفجاہ ششم خلد اللہ ملکہ ۱۳۱۸ہجری مین بتقریب ملاقات گورنر جنرل
کلکتہ تشریف لیگئے - ملاقات سے فارغ ہوکے بطور سیر و تفریح بنارس مین رونق افزا ہوئے
حسن اتفاق سے حضرت امیر مینائی صاحب ترجمہ بہی وہان تہے - بعض احباب کی تحریک سے

اعلیحضرت سے ملاقات کی۔ اور ایک مدحیہ مسدس تازہ تالیف پیش کیا۔ اعلیحضرت جو قلمرو سخن
کے حکمران ہین آپکے کلام شیرین سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپ کی کلام کی داد دی
اور آپ کو حیدرآباد تشریف آوری کی دعوت دی۔ آپ طاعۃً وسمعًا حیدرآباد دکن
مین آئے۔ اور آتے ہی ہیضہ سے بیمار ہوے۔ بیماری کا سلسلہ ایک مہینے تک جاری رہا ہر چند کہ
معالجہ کیا گیا۔ کوئی علاج مفید نہین ہوا۔ آخر بمصداق کل نفس ذائقۃ الموت
آپ بتاریخ ۱۹ جمادی الثانی سنہ مذکورہ مین اس جہان ناپائدار سے خلد برین روانہ
ہوئے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کھون اور یوسف صاحب شریف صاحب
قدس سرہما کی درگاہ مین مدفون ہین۔ آپ نیک نیت و پسندیدہ طینت تھے بعید
وقریب و مقیم وغریب کی دلداری ہمدردی مین کوشش بلیغ فرماتے تھے۔ ہر ایک کی
حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے تھے۔ مریدون و تلامذہ کے ساتھہ حسن اخلاق سے
ملتے تھے۔ اور ہر ایک کو اپنی جادو بیانی سے مسخر کر لیتے تھے۔ آپ کی رحلت کے بعد
آپکے فرزند حقیقی مولوی لطیف احمد صاحب والد ماجد کے ہمراہ یہان آئے تھے۔
اور نیز مرحوم کے ایک شاگرد رشید مولوی جلیل حسن صاحب جلیل ہمرکاب تھے۔
جو بے سروسامانی کے عالم مین نہایت استقلال کے ساتھہ متوکلا علی اللہ شہر مین
جمے رہے۔ اور امیدوار تھے کہ حضور خلد اللہ ملکہ کیا تجویز فرماتے ہین لیکن
اعلیحضرت کو آپکی پرورش کا کامل خیال تہا۔ بمصداق کل امر مرھون باوقاتھا
پس اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ نے ۱۳۲۸ ہجری مین مولوی لطیف احمد صاحب اختر
و مولوی جلیل حسن صاحب جلیل کو پانسو پانسو روپیے ماہوار سے سرفراز فرمایا مولوی
اختر صاحب کو ہوم سکرٹری کا مددگار کیا۔ اور مولانا جلیل کو استاد داغ کی جگہ عطا کی۔

دونون بزرگ سراپا خوش اخلاق و خوش اشفاق ہین لطیف الطبع و خندان جبین ہین۔ اسی تذکرہ مین آپ دونون بزرگون کا ذکر جبہر آئیگا۔ مرحوم مینائی کو لطیف احمد کے سوا اور بھی چار فرزند دلبند ہین۔ محمد احمد۔ مولوی خورشید احمد۔ مولوی مختار احمد۔ مولوی مسعود احمد۔ آپ کے کل باقیات الصالحات لائق و فائق و ذی استعداد ہین۔ اللّٰہم سلّمہم بالخیر و العافیہ۔ آپ کی سخندانی و سخن سنجی کا آفتاب ایسا چمکا کہ ہند کے بلاد و امصار کو تمام روشن کر دیا اور آپ کے گلدستون و شگوفہائے اشعار رشک گلزار سے شاعرون کے مشاعرے اور سخنورون کے جلسے گلشن بنگئے۔ آپ ہی کے مضامین رنگین و معانی شیرین سے نازک خیالان سخن سنج و نقش بندان بلند آہنگ مستفید ہوتے ہین۔ آپ کے تالیفات سے مسدس و دیوان نعت وغیرہ مطبوع ہو چکے ہین ہند و دکن مین مبتدا ول ہین کون ایسا ہے جو آپ کے کلام سے واقف نہو گا۔ بناءً علیہ بطور نمونہ مختصر آپ کے نتائج طبع کو گزارش کرتا ہون۔

ھو ھذہ

الف آدم مین ہے صمد و احمد مین ہے یہ مد کا — سبب یہ ہے کہ وان سایہ تھا یان یہ تھا قد کا
گمان ہوتا ہے جنت سے وہی تربت ابجا ہو کر — اٹھا رکھا تھا جو اللہ نے سایہ محمدؐ کا
زیارت کو چلون یا رب پڑے یہ غل مدینہ مین — غلام آیا محمد کا غلام آیا محمدؐ کا

ولہ

نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی حسرت — اٹھائی اس نے چلون ہٹ گیا پردہ گریبان کا
وہ زخمی ہین تڑپ کیسی چھڑکتا گر نمک قاتل — وہان زخم سے ہم چوم لیتے منہ نمکدان کا

ولہ

بہار آئی ہے اے وحشت جنون یا عید آئی ہے — گریبان سے گلے ملنے چلا ہے چاک دامن کا

ولہ

بعد مردن شرم عصیان سے ہون ایسا آب آب — خاک سے میرے تیمم بھی وضو ہو جائیگا

بتون کے ظلم سے بھی اپنا مدعا نکلا
کہ منہ سے شکر زبان سے خدا خدا نکلا

وله

سوجہا ہے ہجو ہی مین یہہ مضمون ہنر کا
پردے مین دخت رز کی ہے جلوہ حضور کا

وله

گل خود تھے بے ثبات گلستان دہر مین
گلچین غریب مفت مین بدنام ہو گیا

وله

وہ کون تہا جو خرابات مین خراب نہ تہا
ہم آج ہوئے کیا کبہی شباب نہ تہا

وله

لحاظ ہم سے نہ قاتل کا ہو سکا دم قتل
سنبہل سنبہل کے تڑپتے وہ اضطراب نہ تہا
شکایت اُنسے کوئی گالیون کی کیا کرتا
کسیکا نام کسیکی طرف خطاب نہ تہا

وله

زلف آئی ہے لٹک کر رُخِ جانان کیطرف
پاؤن پہیلائے ہین کافر نے قرآن کیطرف

وله

آسمان پہر عدو ڈہونڈ رہا ہے لیکن
ایک ذرہ نہین ملتی ہے کہین گرد ملال
مہمانی کی یہہ ہے رسم عجب کیا ہے اگر
سامری گاو کرے دعوی موسی مین جلال

وله

مرے آنسو نے مجہکو بخشوایا
بڑے کام آئے یہہ لڑکے مچل گیا
تیزی کا تصور دل مجرم مین جو گذرے
ٹھہرنے سے قاضی کے نہ ٹھہرے کبہی تقصیر

وله

ظاہر مین ہم فریفتہ حسن بتان کے ہین
پر کیا کہین نگاہ مین جلوے کہان کے ہین

وله

گم گشتہ دل کی تا کجا جستجو کرین
ہان اور دل ملے تو تری آرزو کرین

وله

دل ویران میرا آباد رہے
ایسے ویرانے کہان بستے ہین
آئی ہے شب ہجر رولانیکے لئے
مین ایک نہین سب کے مٹانے کیلئے
اشکون مین مرے ڈوب رہا ہے عالم
آنکہین مری روتی ہین رلانے کے لئے

مسدس

آج کیسا راس آیا انقلاب آسمان
کر گیا تسکین خاطر اضطراب آسمان
اُٹھہ گیا آنکہون کے آگے سے حجاب آسمان
گر گئے نظرون سے ماہ و آفتاب آسمان

اپنی گردش دیکھکر خود آسمان چکرا گیا
گردش چشم حسینان کا ہمیں لطف آگیا

لی مقدر نے یہ کروٹ یا کسی دلدار نے
رخ سے برقع کو ہٹا یا شاہد اسرار نے

لیلیا بوسہ جبین کا دولت بیدار نے
منہ چھپایا دامن اقبال مین ادبار نے

باغ امکان مین بہار کامرانی آگئی
پیر گردون پر نئے سر سے جوانی آگئی

رنگ عالم دیکھیے اب ہے زینت اور ہے
کیا یہ نیرنگی کوئی سمجھے حقیقت اور ہے

کل تو تھی کچھ اور صورت آج صورت اور ہے
دل کو حیرت اور ہے آنکھوں کو حیرت اور ہے

رات سے دن ہو گیا اسد کیونکر ہو گیا
زلف سمٹی چاند سا چہرہ منور ہو گیا

کون گھر سے اسطرح نکلا ہے نکلے جیسے ہم
سر پہ گرد راہ چھائی صورت ابر کرم

دل سے نکلی آرزو نہ نکلا جگر سے خار ہم
دست ہمت بنکے کانٹون نے لئے اپنے قدم

صبح غربت ہے کہ خود آغوش پھیلائے ہوئے
شام غربت ہے کہ لیلی زلف بکھرائے ہوئے

امتیاز میر محسن مدراسی کرناٹکی

امتیاز تخلص ۔ میر محسن نام مدراسی الاصل ہے ۔ جامع فضل و کمال منشی بے مثال تھا ۔ انشا پردازی عبارت نویسی مین مرزا عبد القادر بیدل کی پیروی کرتا تھا ۔ اور بیدل کی طرز خاص کا معتقد تھا ۔ عزلت نشین دنیا و مافیہا سے متنفر تھا ۔ گوشۂ عزلت سے بے ضرورت

کبھی قدم باہر نہیں رکھتا تھا۔ اکثر اہل مدارس کو درس و تدریس سے مستفید کرتا تھا۔ مولانا رائق مصنف صبح وطن آپکے تلامذہ مین سے ہے۔ شاعر خوش گو و شیرین خو تھا۔ اُس کے کلام سے شیرینی و رنگینی عیان ہے آخر سنہ ۱۲۹۰ ہجری مین جہان فانی سے ملک جاودانی کو روانہ ہوا

من اشعاره

از عدم رنگین کفن گردیده می آمد برون	غنچه سیدارد مگر در سینه پیکان ترا
حسن شوخ آئینه با بر طاق مژگان چیده است	این چمن طبعان نگه را دسته بند گل کنید
گر دراهِ ما غزالان را سواد دیده شد	تا خرابِ نازِ چشم سرمه سا گردیده ام

آثم۔ سید ابراہیم حیدرآبادی

آثم تخلص۔ سید ابراہیم نام۔ آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے۔ آپکی تربیت و پرورش اسی شہر مین ہوئی۔ آپنے عالم شباب کے شروع مین کتب درسیہ فارسیہ مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کرلی۔ موزون الطبع و خوش فکر تھے۔ شعرگوئی بھی شروع کی موزون کرنے لگے۔ کلام درست و سنجیدہ ہوتا ہے۔ فی الحال آپکی عمر قریب پچاس برس کے ہوگی

من اشعاره الہندی

مضمون بنا ہے دل مین مرے زلف یار کا	رکھا ہے مین نے نافہ مین نافہ تتار کا
فرقت مین بعد مرگ بھی آنکھین کھلی رہین	کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا
کیا خوب فاتحہ کا بہانا ملا انہین	تعویذ تک مٹا گئے آکر مزار کا
سنکر غم فراق تجاہل سے کہتے ہین	اب کہئے کیا ہے حال دل بیقرار کا

آتم وہ رکھے نور مین یا پہینکنے نار مین	جو حکم ہے بجا ہے مرے کردگار کا

اشک سید جمال الدین لکھنوی

اشک تخلص - اشک تخلص سید جمال الدین حیدر نام ہے - لکھنوی الاصل ہین آپکے بزرگ نواب مبارز الملک سربلند خان صوبہ ارکاٹ کے قرابتدار تہے - آپ ذی استعداد و لائق ہین شعر و شاعری مین بے نظیر ہین - آپکا کلام شستہ و سنجیدہ ہے مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے - آپکو مولوی شیخ محمد بخش شہید لکھنوی سے تلمذ حاصل ہے - آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان مسمی باسم تاریخی دستور الشعرا مطبوع ہوگیا ہے آپکی عمر تخمیناً ستر برس کی ہوگی - آپ کو لکھنو چہوڑے ہوے تخمیناً چالیس برس کا زمانہ گذرا ہے - چالیس برس سے حیدرآباد مین سکونت پذیر ہین - سرکار عالی نظام مین منصب مناسب پر ممتاز ہین - خوشحال فارغ البال ہین - خوش خوراک و خوش پوشاک ہین -

من اشعارہ الہندی

ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑہ گئی
دیکہئے آزاد ہون اُن کے اسیر

ولہ

ہوگئی بخشش کی صورت جب ندامت بڑہ گئی
چل گئی دلبر چہری دیکہا جو اُسنے ناز سے
بعد مردن بہی دکہا یا تیرہ بختی نے اثر

اجتماع قالب و جان ہوتے ہوتے رہگیا
آج ہی وا قفل زندان ہوتے ہوتے رہگیا
جسقدر عصیان بڑہے اُتنی ہی رحمت بڑہگئی
قتل کے سامان ہوے جسدن عنایت بڑہگئی
یا پگہل کر رہگئی یا شمع تربت بڑہ گئی

افسر - سید احمد حیدرآبادی

افسر تخلص - سید احمد نام حیدرآبادی المولد والمنشا ہے - آپ فارسی مین عمدہ مہارت

دِ استعداد رکھتے ہین - جولانی طبیعت سے شعر گوئی کے میدان مین تیز قدم ہین - مزاج مین چستی کلام مین شوخی ہے - جو کچھ کہتے ہین خوب مرغوب ہوتا ہے - نواب میر عباس حسین خان شسند حیدر آبادی سے اصلاح لیتے ہین - صاحب دیوان و مثنوی ہین - آپکا کلام صاف و شستہ و باحماورہ ہے - رفتہ رفتہ درجہ استادی کو پہنچ جائینگے - فی الحال آپکی عمر تقریباً پینتیس چھتیس ہوگی - خدائے تعالی خوش و خرم رکھے -

من اشعارہ الہندی

اپنی سلامتی کا دوگانہ ادا کرے
ظالم نے کی قبول قدم دیکھنے کی عرض

احسان نہ رہا فرط خوشی بخت رسا کا
اندیشۂ شب وصل عدو کہنے کا بیجا

ہے شوق کی افزائش الفت مین فنا ہونا

ولہ

خط دیکھے نامہ بر نہو سائل جواب کا
بنوایا میری آنکھ سے حلقہ رکاب کا

وان جا کے مجھے ہوش نہین ہی سر پا کا
یان ضعف سے اٹھنا ہی نہین ہاتھ دعا کا

جان سیکھتی ہے دل سے قربان ادا ہونا

الفت - محمد جمال الدین مدراسی

الفت تخلص - محمد جمال الدین نام - آپ مولوی تاج الدین بہجت مدراسی کے خلف الصدق ہین - آپ مدراسی المولد ہین - آپنے والد ماجد سے کتب درسیہ تحصیل کین - ذی استعداد و لائق ہوئے - شعر گوئی و سخن سنجی کا شوق ہوا - شعر موزون کی مشق والد ماجد سے کرتے رہے - چند روز کی اصلاح سے کلام درست ہوگیا - کلام سے پختگی و شستگی ظاہر ہونے لگی - آپکا کلام نعت و حمد مین ہے - آپنے اکثر قصائد حمد و نعت مین لکھے ہین - اور بزرگان عظام و اولیا کرام کی مدائح مین بھی موزون کیے ہین

جناب الفت نے خوب کہا توشہ عقبیٰ ہے۔ آپکی عمر قریب ساٹھہ برس کے ہے پیشتر ریاست حیدرآباد مین سرکاری خدمت پر مامور تھے۔ اب بسبب کبرسنی وظیفہ خوار ہین درس تدریس فرماتے ہین ۔

من اشعارہ الہندی

ہے روکش بستان جہان کوئے محمد
رونق دہ گلہائے جہان روئے محمد

والشمس ہے تفسیر دو رخسارہ انور
واللیل ہے تعبیر دو گیسوئے محمد

من اشعارہ الفارسی

حکام جہان تابع فرمان محمد
شاہان جہان اند گدایان محمد

چون شرح دہم منزلت و رفعت والا
نہ چرخ برین پایۂ دیوان محمد

پاسنگ بود ثقل گناہان تو الفت
بس ہست گران پلۂ احسان محمد

احسان ۔ میر عباس علیخان حیدرابادی

احسان تخلص ۔ میر عباس علیخان نام ۔ آپ نواب سہام جنگ کے فرزند ہین آپ حیدرآبادی المولد ہین ۔ آپنے فارسی کتب پڑھ کے بقدر ضرورت لیاقت پیدا کی مگر عالم طفولیت سے شعرگوئی کا شوق تہا اکثر استادون کے دواوین فراہم کرکے اُن مین سے ہزارہا اشعار یاد کرلئے ۔ اور آپ ہی طبیعت کی صفائی اور فکر کی رسائی سے شعر موزون کرتے تہے ۔ کلام سلیس و با محاورہ ہوتا تہا ۔ خوش خلق و خوش مزاج تہا ۔ خوش خوراک و خوش پوشاک تہا ۔ رات دن لہو و لعب مین مشغول رہتا تہا ۔ مرغ لڑانا ۔ کبوتر اُڑانا ۔ مرغبازی و کبوتربازی مین ہزارہا روپیہ صرف کرتا تہا ۔ پتنگ بازی کا فریفتہ تہا ۔ ایک کبوتر اور مرغ سو سو روپیہ کو لیتا تہا ۔ منیر الملک بہادر اور امین الملک کے ہاتہہ

فروخت بھی کرتا تھا۔ آپ کو ہجو گوئی کی استعداد تھی جب چاہتے تھے کسیکی بھی ہجو کہدیتے تھے۔ لچھمی نراین صاحب تخلص اورنگ آبادی نے اعظم الامرا بہادر کے نسبت چند اشعار نامناسب لکھے تھے۔ آپ نے اوسکا رد کیا اعظم الامرا کی سرکار مین جاگیر و انعام سے سرفراز ہوا۔ آخر سنہ ۱۲۳ ہجری مین عالم ہستی سے عدم کا مسافر ہوا

من اشعاره

آستین سے تری باہر جو کلائی ہوتی
شمع فانوس سے باہر نکل آئی ہوتی

وله

نہ کام اس چرخ دون پرور سے نکلے
مگر شاہنشہ قنبر سے نکلے

فلاطون سا مدبر تھا سو بھولا
نہ جبکا اب کوئی ہمسر سے نکلے

پر اسپر بھی ارسطو جاہ دانا
بڑی فطرت مین اسکندر سے نکلے

کرے کیا فوج نے اوسکو ندی تن
مگر جو خال ادہر سے نکلے

سورن کو جیت کر اب سرخرو ہو
قسم ہے لالۂ احمر سے نکلے

اوڑا دون یہان سے یون مضمون صاحب
خزف جسطرح کسی گوہر سے نکلے

نہ سمجھا نا قیامت فہم اتنا
کہ جب وہ شبر او دہر سے نکلے

تو پھر کیا حال ہووے دشمنو نکا
کہ آہ شعلہ زن ہر سے نکلے

نکل آیا وہ یون خورشید تابان
کہ مہ بدلی کی جیسے گھر سے نکلے

یون نکلا کفر سے وہ اسم اعظم
شرر جون چیر کر پتھر سے نکلے

ریاست پھر نئے سر سے جو چمکی
چراغ خضر ہر اک گھر سے نکلے

تری تضمین پر تحسین احسان
محبت حیدر و صفدر سے نکلے

آزاد - ابوالحمید لکھنوی سلمہ اللہ

آزاد تخلص - ابوالحمید نام - آپکا اصلی وطن لکھنو ہے - آپنے سن شعور کے بعد فارسی عربی مین بقدر ضرورت استعداد حاصل کر کے شعرگوئی کی طبع موزون وخوش فکر تھے - خوب کہنے لگے - نواب مرزا خان داغ دہلوی سے اصلاح لینے لگے - جناب داغ کی عنایت و توجہ سے لائق شاعر ہوگئے - کلام سلیس و با محاورہ ہے - ایہام و مبالغہ سے پاک و صاف ہے - آپ چندسال سے سرکار عالی نظام مین ملازم ہین - خوش خلق و نیک سیرت ہین - عمر تقریبا چالیس پچاس برس کے ہے -

من اشعارہ الہندی

وان سب اقرار صرف بیت وزینت ہوگئی
یا غضب آیا ستم ٹوٹا قیامت ہوگئی

واہ اے نیرنگئی قدرت ترا ممنون ہون
وہ تماشائی ہوا جب مجھکو حیرت ہوگئی

جھوٹے وعدون نے کسیکی کردیا خانہ خراب
منزل دل رہگذار یاس و حسرت ہوگئی

جب تلاش شاہد مقصود مین کہا قدم
رہنمائی کے لئے آگے مصیبت ہوگئی

آج عشق و عاشقی کا ہوگیا جھگڑا تمام
اٹھہ گیا آزاد دنیا سے فراغت ہوگئی

ایما - میر حسن علیخان اورنگ آبادی

ایما تخلص - میر حسن علیخان نام - آپ شرفاء اورنگ آباد دکن سے تھے - صاحب فضائل و کمالات تھے - شعرگوئی مین لائق اقران و امثال مین فائق تھے - آپکا کلام فصاحت و ملاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا تھا - ہر ایک شعر نزاکت و لطافت مین تولا ہوا ہوتا تھا - ہر ایک مصرع برجستہ و شستہ ہوتا تھا - آپ خوش گفتار و خوش کردار تھے - طرز لباس و وضع رفتار اہل ہنر کی طرح رکھتے تھے - آپ اورنگ آباد سے ۱۲ ھ مین

حیدرآباد آئے۔ مہاراجہ چندولال بہادر کے دربار مین باریاب ہوئے۔ مہاراج نے آپکی بڑی عزت و آبرو کی پانسو روپیے ماہوار مقرر کردئے۔ آپ اکثر اوقات مہاراج کی مصاحبت مین رہتے تھے۔ آپکو ایک وقت حضور سکندر جاہ بہادر نے یہہ فرد دی کہ اسکو اردو اشعار مین تضمین کرکے پیش کرو۔ **فرد** اکنون کرا دماغ کہ پرسد ز باغبان۔ بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد۔ آپنے اسکو تضمین کرکے پیش کیا۔ پانچ سو روپیہ صلہ پایا۔ تضمین یہہ ہے ؎

ایام مین ساکنان چمن سے کیا سوال	ہم بہی تو تھے خزان تمہارے شریک درد
کیفیتین بہار کی ہم سے بہی کچہہ کہو	اردی بہشت و دی کی ہوئی کس طرح نبرد
غنچہ جو مسکرا کے دیا چٹ وہین جواب	تو نے سنی نہین کسی استاد کی یہ فرد

اکنون کرا دماغ کہ پرسد ز باغبان
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

آپنے آخر سنہ ۱۲۳۰ ہجری مین اس عالم فانی سے بہشت برین کو رحلت کی۔ آپ صاحب دیوان تہے اردو و فارسی دونو زبانون مین خوب شعر کہتے تہے۔

ادیب مولوی محمد سیف الحق دہلوی

ادیب تخلص۔ محمد سیف الحق نام۔ آپکا اصلی وطن دلی ہے۔ آپکی نسب کا سلسلہ مولوی شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے پہنچتا ہے۔ آپنے سن شعور کے بعد علماء دلی کی خدمت مین کتب درسیہ علوم متداولہ سے فراغت حاصل کی۔ ذکی الطبع و فہیم تہے طبیعت مین چستی و چالاکی خداداد تہی۔ اور آپکے دلمین اس باتکا جوش و خروش تہا کہ

حالت موجودہ سے کسی خاص فن جدید مین ترقی کرنا چاہیئے۔ چند روز تک آپ اس تردد و تفکر مین رہے۔ مگر قوت فیصلہ سے کوئی خاص امر طے نہین پایا تھا کہ کایک طبیعت کو قتضائے فن شاعری کیطرف متوجہ کیا۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے مضامین سنجیدہ و معانی پسندیدہ کو بیان کے قالب مین ایسی طرز سے ڈھالے کہ نہایت ہی خوشنما و مرغوب نظر آنے لگے۔ اُسوقت مرزا اسد اللہ خان غالب زندہ تھے۔ اور اُنکی اُستادی کل ہند مین مسلم الثبوت تھی۔ آپنے غالب مرحوم کو اپنا کلام دکھلایا۔ مرحوم البتہ آپکا کلام دیکھتے ہی بہت خوش ہوئے اور فرمایا ہونہار بروا چکنے چکنے پات۔ اُستاد مرحوم کا یہ فقرہ ادیب کے دلپر موثر ہوا۔ اور آپکا شوق بہ نسبت سابق دوچند ہوگیا۔ اس فن مین خوب کوشش و جانفشانی کی۔ اور استاد مرحوم کی بھی توجہ کامل رہی۔ چند روز مین اُستادی کے رتبہ کو پہنچ گئے۔ آپکی شاعری معاصرین کے نزدیک بھی مسلم الثبوت ہوگئی۔

آپ خوش نویسی و خوش خطی مین بی نظیر تھے۔ اور تاریخ گوئی مین بھی عدیم المثال ظریف الطبع و لطیف الوضع تھے یاران ہم مشرب سے خوش طبعی و خوش مزاجی سے ملتے تھے۔ اشفاق و اخلاق مین شہرۂ آفاق تھے۔ آپ فارسی و ہندی دونو زبان مین کہتے تھے۔ ہم آپکے اشعار آبدار ذیل مین گزارش کرتے ہین۔ تاکہ ناظرین لطف و مزہ اُٹھائین۔

جناب ادیب دہلی سے ریاست حیدرآباد مین آئے سرکار عالی نظام مین ملازم ہوئے۔ چند سال تک سرکاری خدمت مفوضہ کا اہتمام عمدہ طرح کرتے رہے آخر ۳ صفر ۱۳۰۹ ہجری مین شہر حیدرآباد دکن مین مسافر عدم ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

من اشعارہ الہندی

آؤ کبھی تو فاتحہ پڑھنے کیواسطے	حسرت نشان ہے مرے کنج مزار کا

ہو جان پر جو ایک مصیبت تو روئے
موت آ گئی تجھے سرِ شام فراق سے

دل بھی یہاں ملا تو ترے اختیار کا
دشمن نے آج کام کیا دوستدار کا

ولہ

کر چشم و دل کی خیر سے طلب ادب
کیسا کٹا ہے غیر جو دوچار ہو گیا

ایکا برا پڑا ہے تجھے انتظار کا
میرا دم اُسکو خنجرِ خونخوار ہو گیا

ولہ

خوف افشا سے ستمہائے نہانی کیجئے
غیر تک ملتفت حال زبون ہے میرا

ناتوان دیکھتے ہین دیدۂ مردم مجھکو
جانتا واقف اسرار نہان تم مجھکو

موج دریا کی حقیقت بھی کھلی ہارے ادب
جوش گریہ نے دکھایا جو تلاطم مجھکو

اعزاز۔ مرزا دین محمد بیگ کابلی

اعزاز تخلص۔ مرزا دین محمد بیگ نام۔ آپکا اصلی وطن کابل ہے۔ نشو و نما وہین کی آب و ہوا اور وہین کی خوشنما غذا مین ہوا ہے۔ اور سن شعور کے بعد آپنے وطن کے علماسے کتب درسیہ علوم متداولہ و فنون متعارفہ تحصیل کی تہین۔ علم و لیاقت و فضل و قابلیت مین مستعد و لائق تھے۔ آپ وطن سے دلّی مین آئے اور وہان متوطن ہوے۔ چند مدت تک امرا کی ملازمت و سفارت و وکالت مین رہے۔ مال و زر خوب حاصل کرتے تھے۔ جہان رہے وہان خوش رہے۔ آپکا مزاج آزادانہ اور مشرب فلسفانہ تہا۔ صلح کل کے طریقہ کے پیرو تھے۔ آپ خوش خلاقی کی وجہ سے ہر ایک بشر کو کیا ہندو کیا مسلمان مساوی سمجھتے تھے۔ ہر ایک کے ساتھہ لطف و مدارا فرماتے تھے۔ دلّی سے آپ نواب وزیر الدولہ کے زمانہ مین ریاست ٹونک مین آئے نواب سے ملے نواب صاحب نے آپکو سفارت کے عہدہ پر مقرر فرمایا۔ مدت تک اسی خدمت پر مامور رہے۔ خوش و خرم تھے کسی قسم کی تکلیف

نہین تہی۔ آپ ٹونک سے نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ مین حیدر آباد دکن آئے۔ مولوی محمد حسین صاحب جو مقرب حضور تہے اُنکے مکان پر فروکش تہے۔ مولوی صاحب آپکی بڑی خاطرداری کرتے تہے۔ آپنے ایک کتاب مسمی اخلاق محمدی نواب کے نام پر لکہی اور مولویصاحب کے ذریعہ سے حضور مین پیش کی معلوم نہین حضور نے منظور فرمایا یا نہین کتاب اسم بامسمی مضامین اخلاق پر شامل تہی ہر ایک فقرہ و کلمہ سے خلق محمدی عیان اور ہر ایک حکایت و نقل سے خود خلق مجسم نمایان تہا۔ اُسکی متعدد باب ہین۔ ہر ایک باب مین مضامین اخلاق کو مع شواہد و نظائر لکہا ہے۔ دیکہنے سے لطف آتا ہے۔ آپکو سیر و سیاحت کا شوق تہا۔ عراق عجم و عراق عرب کی خوب سیر کی ہے۔ ملک بخارا و خوارزم و بلخ و بدخشان تک گئے ہین۔ سندہ و ہند مین بہی خوب گہومے ہین۔ ہر ایک مقام کے رسم و رواج اور ہر ملک کی طرز معاشرت سے واقف تہے۔ چنانچہ آپنے ایک کتاب قباب وہی نسائی تالیف کی۔ اُسمین ہر ملک کی عورتون کے رسم اور انکی مرغوبات عمدہ طرح سے بیان کئے ہین۔ گویا یہہ کتاب مذہب پنجم کے مسائل و عقائد کا آئینہ ہے۔

آپ فارسی مین نظم و نثر عمدہ لکہتے تہے۔ آپکی تحریر و تقریر مین مضمون کی آمد تہی۔ بغیر سوچے سمجہے لکہتے تہے۔ آپکی عبارت رنگین و شیرین ہوتی تہی۔ نظم مین آپ اعزاز تخلص کرتے تہے اور نثر مین رست گفتار۔ آپکا کلام اِس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ بیشک آپ ان دو اسمون کے مسمّی و مصداق تہے۔ آپ حیدر آباد سے برار آئے۔ اور وہان حکام کی قدردانی سے ملکاپور ضلع بلڈانہ مین منصفی کی خدمت پر مقرر ہوئے۔ دو ڈہائی سال تک اس خدمت پر مامور رہے عدالت کا کام نہایت امانت و دیانت کے ساتہہ انجام دیتے رہے۔ مقدمات کی تحقیق مین کسی کی رعایت نہین کرتے تہے اور نہ کسی کی سفارش سنتے تہے۔

حق کو باطل سے علیحدہ کر دیتے تھے۔ اہل مقدمات اور اُن کے متعلقین سے گھر نہین ملتے تھے۔ رشوت کے نام سے کشیدہ و رنجیدہ ہوتے تھے۔ کسیکا ہدیہ و تحفہ بھی نہین لیتے تھے جب برار سے فارسی دفتر موقوف ہوا۔ اور اُسکی جگہ مرہٹی دفتر قائم ہوا۔ اور منصف بھی موقوف ہوئے اور آپ بھی موقوف ہوگئے۔ تب ملکاپور مین جامع مسجد کے بیرونی حجرون مین سکونت اختیار کی۔ ملکاپور کے قاضی خواجہ محمد صاحب جو برار مین نامی معروف و مشہور ہین آپکی خدمت و مہمان نوازی نہایت سیر چشمی سے کرتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قاضی صاحب اور مرزا صاحب دو قالب ایک جان ہین۔ پھر آپ حکام کی قدر دانی سے عہدۂ تحصیلداری پر مقرر ہوئے۔ جلگاؤن ضلع آکولہ کے تحصیلدار ہوئے دو تین سال تک کام عمدہ طرح سے کرتے رہے۔ افسران بالا آپکے کام سے نہایت ہی خوش تھے۔ آپ خوش مزاج و خوش طبع تھے۔ ظریف و بذلہ سنج و لطیفہ گو تھے اہل مجلس کو اپنے کلام رنگین سے رنگین فرماتے تھے۔ لطائف و ظرائف سے اسقدر ہنساتے تھے کہ پیٹون مین بل پڑ جاتے تھے۔ خندہ پیشانی و شگفتہ دل تھے۔ آپکے مزاج مین غرور و تکبر کا نام و نشان نہین تھا۔ فقیر مولف کو بھی آپسے نیاز تھا۔ نہایت توجہ و عنایت سے تکلم فرماتے تھے۔ لکھنے پڑھنے کی تاکید کرتے تھے۔ مین اُسوقت طالب علمی کرتا تھا۔ میری عمر اُسوقت تقریباً بارہ برس کی ہوگی۔ مین اکثر آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تھا۔ اور آپکے فیض رس سے مستفید ہوتا تھا۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ چند کتب آپ کی تالیف سے ہین از انجملہ اخلاق محمدی۔ شاہنشہ نامہ فتاوی نسائی۔ دیوان غیر مرتب ہین۔ عجائب الکلمات۔ مرات الخصائل۔ آپکی یہہ کتابین میرے کتبخانہ مین موجود تھین افسوس کہ موسی ندی کی طغیانی مین تمام

غرق آب و نذر سیلاب ہو گئیں۔ آخر آپ ۱۲۷۷ھ ہجری مین مقام قصبہ جلگانون ضلع آکولہ برار مین عالم بقا کی طرف مسافر ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اُسی قصبہ مین مدفون کئے گئے۔ آپکی تاریخ منشی رام سیوک صاحب متخلص گہر بار نے کہی

چو مرزا دین محمد بیگ اعزاز ازین دار فنا شد جادہ پیما
چه عز از یکه سلطان سخن سنج بلیغ و ناثر و ہم فخر شعرا
ہمای فکر او را آشیان عرش نہنگ طبع او را قعر دریا
ید بیضا مضامین منیرش خیالاتش چه اعجاز مسیحا
گذشت آن منشی یکتای دوران کسے دیگر نگیرد نام انشا
ازین ماتم دو تا پشت فلک شد دماغم این چنان بگرفت سودا
بگو تاج بلاغت چون بیفتاد بتاریخش دریغا وائے ویلا

۱۲۷۷ھ

اُسوقت برار مین مرزا صاحب مرحوم کے دوست و عنایت فرما دستور رتنجی و بہمن جی باشندگان پونہ معزز خدمات پر مقرر تہے۔ مرزا صاحب کے انتقال سے بہت رنجیدہ ہوئے اور مرزا صاحب کے تمام مال و اسباب کو حفاظت سے اٹہا رکہا۔ اور مرحوم کے فرزند مرزا مہر علی بیگ کو دلی سے بلایا۔ حسب الطلب مرزا آئے۔ دونون معززین نے اپنے پیارے دوست کے لخت جگر کو اپنے دولتخانہ پر مہمان رکہا۔ اور مہمانی و مدارات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین فرمایا۔ اور انسے کہا اگر آپ یہان نوکری کرنا چاہین تو ہم کوشش کر کے کرا سکتے ہین مرحوم کے فرزند نے انکار کیا۔ آخر دونون بہائیون نے مرحوم کا تمام مال و اسباب فرزند مرحوم کے حوالہ کیا اور اپنے جیب خاص سے بہی معتدبہ رقم دیکے دلی روانہ کیا مرحوم کے فرزند نے دونون بزرگان فرشتہ طینت کا شکریہ ادا کیا۔ اور وطن مالوفہ روانہ ہوا

دونوں بزرگان برامکہ خصائل کی ہمدردی خالصًا لوجہ اللہ آفرین و تعریف کے لائق ہے ہم کو ایسے بزرگوں کی پیروی کرنی چاہئیے۔ افسوس فی زماننا مروت و ہمدردی عنقا صفت مجہول الرسم و معروف الاسم ہے۔

من اشعاره الفارسی

رفتم کہ ببوسم قدم پیر مغان را　　نذر در میخانہ کنم نقد روان را

وله

عذرم اثر پذیر نشد طبع یار را　　خاموش آب چشم نسازد شرار را

چون بقامت راست سازد فتنہ‌ها زین قبا　　از زبان گل مبارکباد می آرد صبا

گر گذارد پا بچشم دل خیالِ نازِ او　　مردمک گوید ز راہِ دیدہ او را مرحبا

در سفر بردی رقیبا از چہ جانان مرا　　دور کردی جانم از تن بردہ جان مرا

بشنو در خانہ ایم خانہ خراب　　ہمچنان قطرۂ درمیانِ حباب

گفت قاصد کہ یار می آید　　این خیالیست دیدہ ام در خواب

از گردش زمانہ کسی را فراغ نیست　　آن کیست در جہان کہ دلش پر ز داغ نیست

وضعِ دلِ خونبار نمی دانم چیست　　این گریہ بسیار نمی دانم چیست

حلقۂ زلفِ او گلوگیر است　　می کشد دل چہ دام تزویر است

خواست آلودہ کند پنجہ بخون من زار　　خنجرش را ز تنِ لاغرِ من عار آمد

در تہیدستی مناسب نیست قربِ دوستان　　می فتد شاخ درخت خشک از چشم بہار

ز حسنت پرتوی در گلشن افتاد　　نمود از چہرۂ گلرنگ پرواز

گل بردہ مگر رشک ز دامان قبایش　　امروز پشیمان شدہ افتاد بپایش

می شوم آب چو چاہ ذقنش می بینم　　غنچہ را محو بہ پیش دہنش می بینم

بر سر تربت اعزا زبنا آمده گفت	ولہ	گشتہ کیست کہ خون از کفنش می بینم
می شود آخر ہمان کارے کہ میدارد شدن	ولہ	مفت بہر کار خود در پیچ و تاب افتادہ ایم
شدہ ام پیر تمنائے جوانی دارم	ولہ	شاید از دہر بکف خط امانی دارم
شد تہی دستی ازان مایہ و سامان من	ولہ	تا نہ بیند کس غبار از گوشہ دامان من
از سر خاکم چرا برچیدہ دامان میروی	ولہ	روی گردان از سر خاک غریبان میروی
ہر غم کہ درین زمانہ صورت دارد	رباعی	در پیش من آمدن ضرورت دارد
من میکنمش ضیافت از خون جگر		با این ہمہ خاطرش کدورت دارد

آفاق ۔ محمد عیسیٰ خان دہلوی

آفاق تخلص ۔ محمد عیسیٰ خان نام ۔ آپکا اصلی وطن دہلی ہے ۔ آپ دلّی کے شریف زادوں میں سے تھے ۔ علم و فضل کے زیور سے آراستہ تھے مستعد طالب علم تھے ۔ شعر گوئی پر شیفتہ تھے ۔ طبیعت میں قدرتی تیزی و چالاکی تھی ۔ شعر کہنے لگے قائم دہلی سے اصلاح لیتے تھے ۔ رفتہ رفتہ کلام میں پختگی و شستگی آگئی ۔ درجہ کمال کو پہنچے ۔ شہرۂ آفاق ہوئے ۔ دلّی سے حیدرآباد دکن میں آئے ۔ اور نواب شمس الامرا بہادر کی سرکار میں دو سو روپئے ماہوار سے ملازم ہوئے ۔ مدت تک زندہ رہے ۔ آخر سنہ ۱۲۵۳ ہجری میں اس دنیا ناپائیدار سے دار القرار کو روانہ ہوئے ۔ جناب مولینا میر شمس الدین فیض نے تاریخ رحلت کہی ہے ۔ ع زاقصائی آفاق آفاق رفت ؂

۱۲۵۳ھ

تضمین بر غزل قائم

کہتے جو ہو مثل گل چاک جگر جائے	اور برنگ صبا جلد گذر جائے

سب سے ہے بہتر یہی اب کے اگر جائے
گلشن الفت سے دل لے یہ ثمر جائے
داغ بدل جائے دست بسر جائے

کیا کہون تجہسے دلا طرفہ ہے اک ماجرا
نکہت گل کا گیا آ کے نکل قافلا
پہلے تو وہ رنگ تہا اب یہ نیا گل کہلا
کرکے ہمین ہیشوا کہتی ہے باد صبا
مین کوئی کوئی دم مین چلی آپ ٹہر جائے

کیا کہون کیا بات ہے ایک طلسمات ہے
مرگ کی شب بات ہے ظلم سے ظلمات ہے
ہجر کی یہ رات ہے غم سے ملاقات ہے
دل ہی نہین ساتہہ ہے عالم برسات ہے
بات سے تیرے کدہر دیدۂ تر جائے

ایمان شیر محمد خان حیدر آبادی

ایمان تخلص۔ شیر محمد خان نام محمد عاقل خان نایک کا فرزند ہے۔ حیدر آبادی المولد ہے۔ آپکے والد سرکار نظام مین وقایع نگاری کی خدمت پر مامور تہے۔ اور اخبار گوئی کا بہی کام اُن کے سپرد تہا۔ ایمان نے نشو و نما کے بعد شہر کے علما و فضلا کی خدمت مین کتب عربیہ و فارسیہ تحصیل کین یگانہ روزگار ہوا۔ اور موروثی فن مین بہی بینظیر۔ سرکاری تمام اخباریون کا افسر تہا۔ دکن کے تمام واقعات اُسکے حافظہ کے خزانہ مین محفوظ تہے۔ سرکار مین ممتاز و معزز تہا۔ اکثر اوقات سفر و حضر مین اعظم الامرا کا مصاحب رہا ہے شعر گوئی و شعر فہمی مین ہمثل تاریخ دانی و وقایع نگاری مین بے بدل تہا شعراء و حاضرین آپکی اُستادی کے قائل تہے سنہ ۱۲۱۶ ہجری مین حضور آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین محلہ کمان ایلچی بیگ مین مشاعرہ قرار پایا تہا۔ تمام شعرا جمع ہوئے۔ مگر آپ نہین آئے تہے سبب آپکا

انتظار کر رہے تہے - بعض کی رائے ہوئی کہ غزل خوانی شروع کیجائے - اکثر نے کہا جب تک استاد نہون کچہہ مزہ و لطف نہوگا - آخر آپ آئے وجہ تاخیر بیان کئے سبکا شکریہ ادا کر کے عذر خواہی کی - مشاعرہ بڑی عظمت و شان سے ہوا جسمین شعراء ہندو دکن مجتمع تہے - آپکا کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا ہے - صنائع و بدایع کے زیور سے آراستہ اور آرائش جگت و ضلع سے پیراستہ ہوتا ہے - آپ اپنے کلام مین ایہام بہی استعمال کرتے مین - آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان بعض کتبخانون مین موجود ہے - آپ تاریخ گوئی مین کامل مہارت و قدرت رکہتے تہے - فی البدیہہ تاریخ کہتے تہے - آپنے حضور آصفجاہ ثانی کی تاریخ مین ایک قطعہ لکہا - اُس کے چوتہے مصرع سے دو مادہ تاریخ برآمد ہوتے ہین - مقبرہ کے دروازہ پر کہ مسجد مین بہی قطعہ کندہ ہے ؎

بر روح پاک میر نظام علی مدام	زین مصرع عجیب دو تاریخ را بخوان
خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ	مستوجب بہشت و با خلاص فاتحہ

۱۲۱۸

اور دوسرے شعرا نے بہی تاریخین کہین مگر آپکی تاریخ مطبوع عام ہوئی - اسیوجہ سے مقبرہ کے دروازہ پر کندہ کرائی گئی - آپ خوش خلق خوش سیرت تہے - پاکیزہ شمائل و حمیدہ خصائل تہے - عزیز خلائق مقبول خالق تہے - آخر سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین فوت ہوئے - آپکی تالیف سے رسالہ شطرنج و رسالہ عروض قافیہ و دیوان مشہور ہے -

من اشعارہ - ضلع میوہ مین

آسیب ہے جنگ عشق کر نہین عیان	آتا نہین زخم پہ انگور یہان
سو سیر ہوا فال سے یونہین معلوم	سہر دیکھو ہی تو ناشپاتی ہے کہان

ضلع پلنگ مین

آرام نہ کیونکر اب یہ بنئیے بہولین	کسطرح خوشی سے نہ پلنگ پہ جہولین
پایا تہا کبہو نہ سات پٹڑی مین یہ دوکہ	پٹی پڑہی ایسی کہ اُکہڑ گئی چولین

ضلع لٹو مین

لٹو ہے تیرے پہ ہر کوئی اب یار		اور حال پریشان سے نہین کیتا ہی عار
آخر کوچے مین اُسکی جاکر جالی		پہرتا تہا اسی آس پہ وہ سوسوبار
پہر بہ گر چشم سے اپنی وہ خوش ابرو پونچے	ولہ	گرد خجلت کو سدا دیدۂ آہو پونچے
آستین کا مین کسو کی نہ ہوا دست نگر		میری ہاتون نے آخر میرے آنسو پونچے
رنگ گلشن کا شفق روئے فلک سے اڑجائے		اپنے ہاتہے سے وہ کافر کبہی کو پونچے
رنگ لب جانان کو سرخ زیادہ ہے	ولہ	اور وزن مین برگ گل وسرخ زیادہ ہے
روا ہے کون سے مشرب مین ای ایمان نا منصف	ولہ	دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو
ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا یان آنکہون سے	ولہ	مئی گلگون کا جبسدم بزم مین ساغر جہلکتا ہے

افسر - میر باقر علیخان

افسر تخلص - میر باقر علیخان نام - آپ نقد علیخان ایجاد کے فرزند دوم ہین آپ علم وفضل کے زیور سے آراستہ اور پیرایۂ حسن خلق وکمال سے پیراستہ تہے خوش سلیقہ خوش سیرت تہے - شعروشاعری کے شیفتہ - استعداد خداداد تہی - اصلاح کلام والد ماجد سے لیتے تہے - آپکا کلام دلچسپ وپسندیدہ ہے -

من نتائج طبع

امروز میرود بگلستان نگار ما	از دست میرود دل بے اختیار ما

افسر

دوستان موسم گل آمده دل شاد کنید	وله	دست در گردن هم زمزمه بنیاد کنید

اختر - مولوی لطیف احمد صاحب

اختر تخلص - لطیف احمد نام ہے - آپ حضرت امیر احمد مینائی لکھنوی کے فرزند سوم ہین - آپ کی ولادت باسعادت شہر لکھنو مین ہوی - (بلند اختر) سے آپکی تاریخ ولادت بحساب جمل برآمد ہوتی ہے - یعنی ۱۲۸۷ھ ہجری - آپ کی نشو و نما لکھنو کی آب و ہوائے مردم خیز مین ہوئی - جب آپ کی عمر ہفت سالہ ہوئی - تب والد ماجد نے آپکی تعلیم شروع کی - آپ نہایت ہی ذکی الطبع و ذہین تھے - آپکے چہرہ مہرہ سے چستی و چالاکی عیان تھی - عزیز قریب یہی کہتے تھے یہہ صاحبزادہ ہونہار معلوم ہوتا ہے - چشم بددور خدا عمر خضر نصیب کرے - والد ماجد تعلیم کی طرف بہت توجہ فرماتے تھے - والد ماجد کی توجہ کی برکت سے آپ پندرہ یا سولہ برس کی عمر مین فارسی عربی کتب درسیہ و علوم متداولہ سے فارغ التحصیل ہوئے - شعر و شاعری کے طرف بچپن ہی سے طبیعت مائل تھی - مائل کیون نہو یہ شعر گوئی و سخندانی آپ کی موروثی ملک تھی والد ماجد ایام طالب علمی مین اگرچہ شاعری و شعرگوئی سے مانع ہوتے تھے - لیکن مقتضائے طبیعت مبادرت کرہی جاتا تھا - آپکے نتائج طبع والد ماجد و دیگر اعزہ دیکھہ کے متعجب ہوتے تھے تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد آپ شعر و شاعری کے میدان مین جولانی کرنے لگے - اقران و امثال مین فائق ہونے لگے - آپکو تلمذ والد ماجد ہی سے تھا - اپنے نتائج طبع والد ماجد ہی کے ملاحظہ مین پیش کرتے رہے والد ماجد ہی کی اصلاح سے استادی کے رتبہ کو پہنچے - بمصداق الولد سر لابیہ والد کے

ہین۔ آپکے اخلاق وعادات سے بزرگان سلف کی شان نمایان ہوتی ہے۔ مروت وہمدردی آپکا پیرایہ فتوت وجوانمردی آپکا سرمایہ ہے۔ آپکی کسر نفسی خاکساری کی یہہ حالت ہے ہرکس وناکس کے سامنے جہکے جاتے ہین۔ نہہ شاخ پرثمر ہمیشہ بہ زمین کے مصداق ہین ہرغریب نابلد ونووارد بلد سے ایسے ملتے ہین جیساکہ کوئی اپنے عزیز قریب سے ملتا ہے آپ کو علوم وفنون سے ایسی دلچسپی ہے کہ ہروقت آپکی مجلس مین علوم وفنون کا تذکرہ اور شعر وشاعری کا چرچا ہوتا ہے۔ اور خاص آپ کی عادات سے ہے کہ بزرگان سلف وخلف کو بہلائی سے یاد کرتے ہین۔ اور آپنے ایسا طریقہ وضابطہ رکہا ہے کہ حاضرین مجلس سے کوئی کسیکی شکایت نہین کرسکتا۔ اگر کوئی سہواً کسیکی نسبت کہے تو آپ اسکے قول کو ایسے ڈہنگ سے بدل دیتے ہین کہ وہ خیر محض ہو جاتا ہے یا اشارۃً وکنایۃً اسطرح تکلم کرتے ہین کہ عاقل شاکی شاکر بنجاتا ہے۔ فقیر مولف کو تہوڑاہی زمانہ گذرا ہے کہ آپ سے نیاز حاصل ہوا ہے۔ مجہے اس تہوڑی ہی مدت مین آپکی ملاقات سے جو لطف ومزہ حاصل ہوتا ہے۔ اسطرح مدت کے احباب سے کبہی نہین ہوا۔ مین اختر صاحب ومولانا جلیل کو سچے دل سے ایسا سمجہتا ہون کہ گویا یہہ میرے قدیم عنایت فرما ہین۔ مدعیان عیب بین میرے اس قول پر قہقہہ مارین گے۔ کہ یہہ مولوی تملقاً دونون بزرگون کی محبت کا دم مارتا ہے۔ یہہ نہین سمجہینگے کہ دونون بزرگون کی خوش اخلاقی کی کرامت ہے کہ مین انکو اپنا عنایت فرما سمجہتا ہون۔ فی زماننا جناب اختر صاحب ومولانا جلیل امام الشعرا واستاذ البلغا ہین۔ آپ کی توجہ واصلاح کی برکت سے دکن مین شعرا کا گروہ بہت بڑہ جائیگا۔ اور شعر وشاعری کا بازار گرم ہو جائیگا۔ اکثر شاعر شاعر ہو جائین گے۔ سخن سنجی وسخن دانی سے ماہر ہر ایک

شاعر کو آپکی شاگردی پر ناز ہوگا۔ مؤرخین سلف کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ نظم کلام ریختہ کا وجود اولاً زمین دکن مین پیدا ہوا۔ ابھی اسکی پوری نشو ونما نہین ہوئی تھی کہ وطن سے غربت اختیار کیا۔ دکن سے سندھ مین پہنچا۔ کبھی لکھنو کبھی دہلی مین آمد و رفت کرتا رہا۔ اور اپنے اصلی وطن کو فراموش کردیا تھا۔ اب مدت کے بعد اپنے اصلی وطن کو مراجعت کرتا ہے۔ عجب نہین کہ یہان ہی دونون بزرگون کی توجہ سے سکونت اختیار کرے۔ اور شعرا کے نزدیک لکھنو و دکن و دہلی کی زبانین مستند سمجھی جائین۔ آپکا کلام آسمان فصاحت و بلاغت کا نیر اعظم ہے۔ بندش برجستہ و ترکیب شایستہ کا اختر معظم ہے۔ آپکا کلام صفائی و شستگی مین ڈوبا ہوا ہے۔ نزاکت و لطافت سے بھرا ہوا ہے۔ حشو و زوائد سے پاک و صاف۔ تعقید لفظی و معنوی سے شفاف ہے سامعین کے دلون پر سحر سامری کا اثر کرتا ہے۔ اور کلام کے سننے سے دل کو سرور حاصل ہوتا ہے اور صاحبان کمال وجد کرتے ہین۔ جناب اختر اسوقت ہوم سکرٹری کے مددگاری کی خدمت پر مامور ہین۔ خدمت مفوضہ کا کام نہایت عمدگی سے ادا کرتے ہین۔ ارباب حاجات سے خلوص و حسن سلوک سے ملتے ہین۔ غرور و تکبر سے متنفر اور دور رہتے ہین۔ آپکی انکساری دیکھکے کل دفتر کے ملازمین و صاحبان اغراض فرمان بردار و حلقہ بگوش بنتے ہین۔ تھوڑی ہی مدت کی ملازمت مین وہ قبولیت عامہ حاصل ہوئی کہ دیگر برسون کے ملازمین کو میسر نہین ہوئی۔ ادنی سے اعلی تک تمام آپکے شکر گزار ہین۔ کوئی آپکی نسبت شکایت نہین کرتا ہے ہر ایک آپکو بھلائی سے یاد کرتا ہے۔ اختر کے لئے قبولیت عامہ کا ہونا عطیۂ عظمی۔ ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء، وطوائف انام کا آپکو معتمد قرار دینا نعمت کبری ہے۔ آپکے حالات لطائف

آیات بیشمار ہین۔ مین نے طوالت کی وجہ سے قلم انداز کرکے اسیقدر پر اکتفا کیا۔ اب آپکے نتائج طبع گذارش کرتا ہون **ھوھذہ**

دکہادے آج ای اختر کہ جودت ایسی ہوتی ہے
ثنا ہو شاہ آصف کی اور ایسی ہو کہ سب کہدین
جمال شاہ دیکہا تہا کہ دل اپنا پکار اُٹہا
خدا رکہے یہی ظل خدا ہین اب خدائی مین
علی کا ہو جو محبوب اُسکی عنائی کا کیا کہنا
غلط کیا ہی کہ آپ آصف کے پر ہمین سلیمان ہین
فلک فر میر محبوب علیخان کا زمانہ ہے
وہ طرز حکمرانی ہے وہ رنگ خسروانی ہے
مظالم کو مٹادینا غریبونکی خبر لینا
جہان بانی سلیمانی مسیحائی و دارائی
بشر کیسے فلک بہی تو قدم لینے کو جہکتا ہے
ہزارون دل مین سب مین ہے جگہ اک ذات آصف کی

سخنور اسکو کہتے ہین طبیعت ایسی ہوتی ہے
بلاغت نام اسکا ہی فصاحت ایسی ہوتی ہے
خدائے پاک کی بندون پہ رحمت ایسی ہوتی ہے
جوان ہین ہے کسی مین کب جلالت ایسی ہوتی ہے
ہزارون صورتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہے
کسیکی قاف سے تاقاف شہرت ایسی ہوتی ہے
جو گہر گہر ایسی عشرت ہے مسرت ایسی ہوتی ہے
حکومت خود یہ کہتی ہی حکومت ایسی ہوتی ہے
سیاست کے یہ معنی ہین ریاست ایسی ہوتی ہے
کوئی پوچہے تو ہم کہدین کہ حضرت ایسی ہوتی ہے
اسی کہتے ہین رفعت شان و شوکت ایسی ہوتی ہے
حقیقت تو یہ ہی کثرت مین وحدت ایسی ہوتی ہے

آزاد۔ میر غلام علی الحسینی البلگرامی

آزاد

آزاد تخلص۔ میر غلام علی نام۔ آپکا مسقط الراس محلہ میدان پورہ واقع قصبہ بلگرام صوبہ اودہ ہے۔ آپکی ولادت باسعادت پچیس تاریخ ماہ صفر روز یکشنبہ سنہ ۱۱۱۶ الہجری مین واقع ہوئی۔ آپکی نسب کا سلسلہ عیسیٰ موتم الاشبال ابن زید شہید بن امام زین العابدین

رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے۔ چنانچہ خود آزاد نے خزانۂ عامرہ مین لکھا ہے

گرچہ باشد ہوتم الاشبال عیسیٰ جادمن عیسی جان بخش شیرانم بابدا نفس

آپ نسباً حسینی و اصلاً واسطی و وطناً بلگرامی مذہباً حنفی و طریقۃً چشتی تھے جب آپنے

نشوونما کے میدان مین قدم رکھا۔ سرو روان کی طرح بڑہنے لگے۔ اعزہ و اقارب

آپکے رنگ ڈہنگ کو دیکھکر کہتے تھے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔ آپکے چہرے

مہرے اور اعضا و مفاصل کے قیافہ سے مترشح ہوتا تھا کہ یہ آفتاب خاندان جہان کو

روشن کریگا۔ فضائے عالم کو اپنے فیضان نعمت سے گلشن بنائیگا۔ اور محافل علم و فضل

کو زینت دیگا۔ معقولات و منقولات کے نکات ظاہر کریگا۔ بناءً علیہ والد یا جد و دیگر اعزہ

خاص جد مادری علامہ میر سید عبد الجلیل بلگرامی آپکی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ ہوئے

اور عمدہ اہتمام کیا۔ اساتذہ کرام و علمائے نحاریر سے آپکی تعلیم شروع ہوئی۔ آپ درجہ

بدرجہ ترقی کے اوج پر عروج کرتے رہے۔ چنانچہ خود صاحب ترجمہ نے اپنے مولفہ تذکرہ

خزانۂ عامرہ مین لکھا کہ میری تحصیل پانچ اساتذہ کرام سے درجۂ تکمیل کو پہنچی۔ اوّل

مولانا میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہ سے کتب درسیہ پڑہین۔ آپکے قصیدہ افتخاریہ کے

شعر سے ثابت ہوتا ہے

شاگرد خاص میر طفیل محمدم اور در علوم عقلی و نقلی ست رہبرم

دوم علامۂ زمان میر عبد الجلیل سقی اللہ السلسبیل سے لغت و حدیث و سیر نبوی

و فنون ادب حاصل کیا۔ چنانچہ ایک غزل کے مقطع مین فرماتے ہین

آزاد ماکہ فضل و کمال بہم رساند خدمت نمود حضرت عبد الجلیل را

سوم بحر مواج علوم میر سید محمد خلف علامہ مرحوم سے عروض و قوافی و فنون ادب کی

تکمیل کی - چہارم صاحب آیات بیّنات مولانا شیخ محمد حیات سندی روح اللہ روحہ سے مدینہ منورہ مین صحیح بخاری کی سند و صحاح ستہ و سائر مفردات کی اجازت حاصل کی پنجم جامع کمالات شیخ عبدالوہاب طنطاوی سے مکہ معظمہ مین بعض فوائد علم حدیث اخذ کیا - تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہونیکے بعد سنہ ۱۱۳ ہجری مین حضرت قدوۃ العارفین سید لطف اللہ بلگرامی قدس سرہ العزیز سے بیعت حاصل کی انتہی کلامہ -

آپ پندرہ برس کی عمر مین فارغ التحصیل ہوئے - عالم شباب تہا طبیعت بحر علوم و فنون مین متواج شعر و شاعری کے میدان مین شعلۂ جوالہ تہی - اور دلمین سیر و سیاحت و تلاش ملازمت و تحصیل نعمت و شہرت کا شوق جوشزن تہا - چنانچہ آپنے خزانہ عامرہ مین لکہا کہ مجکو مدت العمر مین تین سفر واقع ہوئے - سفر اول شاہجہان آباد - آپ سنہ ۱۱۳ ہجری مین علامہ مرحوم کے ملنے کیلئے بلگرام سے میر عظمت اللہ بیخبر بلگرامی کے ہمراہ شاہجہان آباد روانہ ہوئے - وہان پہنچ کے علامہ کی خدمت مین دو سال تک رہے اس مدت مین فوائد علم و فضل سے مستفید ہوکے وطن مالوفہ تشریف لائے - سفر دوم سیوستان واقع سندہ - سیوستان مین آپکے ماموں میر سید محمد میر بخشی گری و وقایع نگاری پر مامور تہے - حسب الطلب میر سنہ ۱۱۴۲ ہجری ماہ ذیحجہ مین وطن سے سیوستان روانہ ہوئے شاہجہان آباد و ملتان و اوچ وغیرہ بلاد سے عبور و مرور کرتے ہوئے بتاریخ دہم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین شہر مذکور مین مع الخیر پہنچے ماموں صاحب کی ملازمت سے مشرف ہوئے - میر صاحب ہمشیرزادہ کے دیدار سے بہت خوش ہوئے - اور ہمشیرزادہ کو نیابتًا دونون خدمتون پر مامور کرکے خود بلگرام روانہ ہوئے - آپ چار سال تک دونون خدمتون کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے - آپکے انتظام سے حکام بالادست خوش ہوتے رہے

آپکی لیاقت و خوبی انتظام کی تعریف کرتے تھے۔ چار سال گزرنے کے بعد میر صاحب
وطن سے واپس آئے۔ اور اپنے ہمشیرہ زادے آزاد کو بلگرام روانہ فرمایا۔ پس صاحب ترجمہ
آزاد ۱۱۴۷ھ ہجری مین سیوستان سے روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد مین پہنچے وہان
معلوم ہوا کہ آپکے والد میر محمد نوح مع تمام اہل بیت الہ آباد مین آئے ہین۔ آپ شاہجہان آباد سے
برآمد ہوئے۔ سیدھے اکبرآباد سے الہ آباد پہنچے۔ تین سال تک وہان والد ماجد کی خدمت
مین رہے۔ اس مدت مین دو مرتبہ بلگرام مین بھی گئے تھے۔ لچھمی نرائن شفیق شاگرد آزاد صاحب
ترجمہ تذکرہ گل رعنا مین آپکی زبانی نقل کرتا ہے کہ جناب آزاد نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ نواب
مبارز الملک سربلند خان تونی صوبہ الہ آباد اپنے فرزند میر محمود المخاطب بہ شاہنواز خان
کو نیابتہً صوبہ مین مقرر کر کے خود شاہجہان آباد مین محمد شاہ بادشاہ کے پاس گیا
اور میرے والد میر محمد نوح نواب شاہنواز خان کی سرکار مین میر سامانی کی خدمت پر مامور
تھے۔ ایک روز والد مجکو اور میرے بھائی میر غلام حسین کو نواب شاہنواز خان کی ملازمت
کے لئے لیگئے۔ نواب بنگلہ مرتضی مین رونق افزا تھے۔ اور میرے والد نواب کے قریب
کھڑے ہوئے افراد کاغذات پر دستخط کرا رہے تھے۔ اور ہم دونون بھائی دور کھڑے ہوئے
اس انتظار مین تھے کہ نواب ہمارے طرف دیکھے کہ ہم تسلیم بجا لائین۔ نواب دستخط
کرنے مین ایسے مشغول تھے کہ دیر تک ہماری طرف نہین دیکھا باوجود حسب دستور چوبدارون نے
باادب و باقاعدہ کہہ کے چلایا لیکن نواب نے چوبدارون کے چلانے سے بھی ہماری طرف
نہین دیکھا۔ اُسوقت میرے دل مین غیرت و حمیت نے جوش کیا کہ مخلوق کے
دروازہ پر استقرار عجز و انکسار کرنا فضول ہے۔ خالق حقیقی کے طرف رجوع ہونا افضل ہے
مین سلام گاہ سے لوٹا۔ چوبدار نے پوچھا حضرت کہان جاتے ہین۔ مین نے کہا گھر

چوبداروں کے آداب سے ہے کہ آئندہ کو روکتے ہیں۔ اور روندہ کو نہیں روکتے چوبدار نے مجھکو نہیں روکا۔ میں سیدھا گھر پر آیا۔ اور میرا بھائی وہاں ٹھیرا رہا۔ بعد میں نواب کی ملازمت و تسلیم سے مشرف ہوا۔ جب والد ماجد دربار سے گھر میں آئے۔ مجھہ سے پوچھا کہ آپنے نواب کی ملازمت ترک کیئے آخر کیا کروگے میں نے عرض کیا جو کچھہ تقدیر میں ہے ہوگا

سفر۔ زیارت بیت اللہ شریف

آپنے اُسیوقت دلمیں عزم جزم کیا کہ آپکو خالق کے دروازہ پر چلنا چاہیئے۔ پس بلگرام سے تیسری تاریخ ماہ رجب ۱۱۵۰ھ ہجری مطابق مادۂ تاریخ (سفر خیر) زیارت بیت اللہ کا احرام باندہا۔ اور شہر سے نکلتے وقت کسیکو آگاہ نہیں کیا۔ نہیں تو سدراہ ہوتے۔ اہل بیت کو تین روز کے بعد معلوم ہوا۔ افسوس کرنے لگے۔ آپکے حقیقی بھائی غلام حسن تین منزل تک تعاقب میں گئے۔ آخر آپکو نہیں پایا۔ لاچار ہوکے واپس آئے۔ آپ غیر معروف راہ سے پیادہ پا سرونیج ضلع مالوا تک آئے۔ آپنے غیر متعارف طریق اسلئے اختیار کیا تہا تاکہ کوئی خبردار ہوکے مانع نہووے۔ اُسوقت عالیجناب نواب آصفجاہ اول کا لشکر فیروزی اثر اس ملک میں جلوہ افروز تہا۔ لشکر میں ایک عزیز نیک محضر نے بے سابقہ معرفت آپکی خاطر و مدارات کی۔ اور مہمان نوازی کے لوازم پورے ادا کیے۔ اور آپکو ایک تہہ مکلف ساز و سامان سے آراستہ سواری کے لئے عطا کی۔ سبحان اللہ اُس زمانہ میں اہل زمان کیا فراخ حوصلہ و مہمان نواز و غربا پرور ہوتے تہے۔ غربائے نابلد و درماندگان بیوسیلہ کے ساتہہ جان و مال سے ہمدردی و مساعدت فرماتے تہے۔ فی زماننا باوجود معرفت سابقہ اغماض کرتے ہیں بیچارہ غریب بلکہ قریب کی بہی کوئی ہمدردی نہیں کرتا۔ ہم بزرگان سلف کے واقعات سے

سبق لینا چاہیئے اور قدم بقدم چلنا چاہیئے۔ اسلاف کی پیروی مین دارین کی بہبودی و نیکنامی ہے۔ اسی ضلع مین حسن اتفاق سے بتاریخ دوم شعبان سنہ مذکورہ مین نواب آصفجاہ سے ملاقات حاصل ہوئی۔ اور آپنے ایک رباعی پیش کی۔ رباعی

اے حامی دین محیط جود و احسان حق داد ترا خطاب آصف شایان
او تخت بدرگاہ سلیمان آورد تو آل نبی را بدر کعبہ رسان

نواب عالیجناب رباعی دیکھکے بہت محظوظ ہوئے۔ اور زاد و راحلہ کا کامل بندوبست کر دیا۔ آزاد اسم بامسمیٰ تھا بجز اس رباعی کے کسیکی مدح سرائی نہین کی۔ اور نہ کسی سے صلہ طلب کیا۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہہ رباعی بھی بیت اللہ شریف کے سفر کیلئے ہے نہ اپنی ذاتی منفعت کے لئے۔ بقول صاحب گل رعنا آپ مالوہ سے آسائش و آرام کے ساتھ آہستہ آہستہ منزل مقصود کو پہنچے۔ یعنے بندرگاہ سورت مین داخل ہوا۔ اور سبحۃ المرجان مین خود آزاد نے لکھا ہے کہ مین مبادین دشوار گزار و کوہ ہائے ناہنجار کو پیادہ پا طے کرتا ہوا جاتا تھا راہ مین سوائے شوق دل میرا کوئی رہنما و رفیق نہین تھا۔ آخر خدائے تعالیٰ نے مجکو اس مقام پر پہنچایا جسکی مجکو امید نہین تھی یعنی مین بندرگاہ سورت محروسہ مین پہنچ گیا۔ اور وہان سے جہاز پر سوار ہوا۔ چند روز کے بعد جدہ مکرمہ کے کنارہ پر وارد ہوا۔ اور وہان فروکش ہوکے خدا کا شکریہ ادا کیا چار روز تک اسی مقام پر فضا مین قیام پذیر رہا۔ اور چار روز کے قیام مین تندرست و شگفتہ رو ہوگیا۔ پھر وہان سے کعبۂ معظمہ مین مع الخیر والعافیۃ بتاریخ ۲۹ محرم سنہ ۱۱۵۱ ہجری داخل ہوا انتہی کلامہ۔ چونکہ حج کا موسم باقی نہین رہا تھا۔

تین روز مکہ معظمہ مین قیام فرمایا طواف بیت اللہ و مقامات متبرکہ کی زیارت سے مشرف ہوکے مدینہ منورہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شوق مین روانہ ہوا۔ ۲۵ تاریخ ماہ صفر مدینہ منورہ مین حضرت کی زیارت سے دل کو تازہ وسیراب فرمایا۔ خود فرماتے ہین کہ زیارت سے مشرف ہوتے ہی غربت کے مصائب دور ہوگئے اور مین قبۂ عالی وروضۂ صافی کے سامنے نہایت ادب سے کھڑا ہوگیا۔ اور آستانہ مقدس کی خاک کو آنکھون کا سرمہ بنایا۔ اور وہان کے قیام کو نعمت عظمیٰ سمجھا۔ اسی اقامت کے زمانہ مین حضرت شیخ محمد حیات سندی سے صحیح بخاری پڑہی اور اسکی سند اور صحاح ستہ اور مفردات کی اجازت بہی شیخ سے حاصل کی۔ جیساکہ صدر مین مذکور ہوچکا ہے آپ مدینہ منورہ مین تقریبًا دس مہینے تک رہے اور عید الفطر وہان کرکے ۱۴ تاریخ ماہ شوال سنہ مذکور مین مدینہ منورہ سے دیدۂ گریان وسینۂ سوزان برآمد ہوئے آخر عشرہ مین بیت اللہ شریف مین پہنچے۔ وہان شیخ عبد الوہاب طنطاوی سے احادیث نبویہ مین فوائد کثیرہ حاصل کئے۔ پہر حج کے لئے احرام باندہا۔ اور حج کے مناسک فرائض وسنن کل ادا کئے اور ادائے حج کی تاریخ عمل اعظم ہے۔ خود صاحب ترجمہ نے تذکرہ خزانہ عامرہ مین لکھا کہ سالم کشمیری نے میرے اور اپنے حال کی نسبت کہا ہے ؎

عید فطرست بروز پیغمبر	شیئًا للہ گفتم بس باور
این عید و مدینہ بخت من طالع	انشاء اللہ مکہ و عید دگر

آخر ماہ ربیع الثانی ۱۱۵۲ ہجری مین طائف گئے۔ وہان کے باغات ومیوہائے طائف کی سیر کی اور سیدنا عبد اللہ بن عباس کی زیارت سے مشرف ہوکے مکہ مین

مراجعت کی ماہ مذکور کے آخر عشرہ مین مکہ معظمہ سے اہل و عیال کے تعلق و والدین
کی محبت کی وجہ ہند روانہ ہوئے۔ تیسری تاریخ جمادی الاولی جدہ سے جہاز پر سوار ہوکے
آٹھہ روز مین مخا مین پہنچے۔ حضرت سیدنا علی بن عمر شاذلی کی زیارت کی وہان
چار دن قیام کرکے ٢٩ ماہ مذکور کو سترہ مسرورہ کے کنارہ پر اُترے۔ اور دوسری تاریخ
ماہ جمادی الثانی بلدہ ماموره بصرہ مین داخل ہوئے۔ آپکی مراجعت کی تاریخ (سفر بخیر)
ہے۔ پانچ مہینے تک بصرہ مین رہے۔ پہر آپ ١١ تاریخ ماہ ذیقعدہ وہان سے برآمد ہوکے
٢٧ ماہ مذکور مین شہر اورنگ آباد کو قدوم میمنت لزوم سے رشک گلشن فرمایا۔ اور
عارف ربانی شاہ مسافر غجدوانی قدس سرہ المتوفی سنہ ١١٢٦ ہجری کے تکیہ مین
گوشہ نشین ہوئے۔ دنیا و مافیہا سے کنارہ کش۔ سات برس تک تکیہ مذکورہ مین سکونت گزین
رہے سنہ ١١٥٤ ہجری مین بطور سیر حیدرآباد و بیدر گئے تھے۔ چند روز بسر کرکے سال مذکور
مین خجستہ بنیاد مین آئے بدستور تکیہ مین تھے۔ جب سنہ ١١٥٨ ہجری مین نواب نظام الدولہ
ناصر جنگ شہید والد ماجد نواب آصف جاہ کے طرف سے صوبہ داری اورنگ آباد پر نیابتاً مامور
ہوکے آئے۔ اُسوقت نواب نے آپکو اپنے دربار مین بلایا۔ آپ حسب الطلب نواب کے
پاس گئے۔ نواب نے آپکی بہت تعظیم و توقیر کی۔ اور آپکو اپنے حسن خلق کے دام مین مقید
کر لیا۔ ہرچند کہ آپ کنارہ کش ہوتے تھے لیکن نواب شہید آپکو نہین چھوڑتا تھا۔ ابتدائے
ملاقات سے مدت حیات تک آزاد کو محبت و اتحاد کے دام سے کبھی آزاد نہین کیا نواب
شعر و شاعری کا فریفتہ تھا۔ آپ سے اصلاح لیتا تھا۔ آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین۔
کہ نواب نے جو اشعار فقیر کی ملاقات کے بعد لکھے ہین بے سقم و عیب ہین۔ جب میرے سامنے
موزون فرماتے تھے تب اُسیوقت اصلاح لیتے تھے۔ اور اگر غائبانہ کہتے تو لفافہ مین بند کرکے

میرے پاس بھیجتے تھے۔ فقیر اشعار اصلاح کردہ کو سر بمہر کرکے بھیجتا تھا۔ خود نواب اصلاح کردہ اشعار شائقین کو سناتے تھے۔ اور دیوان میں داخل کرتے تھے۔ نواب نے جو اشعار فقیر کی ملاقات سے قبل موزون کئے اصلاح طلب میں۔ مجکو اپنا دیوان اصلاح کے لئے دیا تھا۔ میں دیوان کا تھوڑا حصہ درست کیا باقی کے لئے دماغ وزمانہ نے موقع نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزون کرکے فقیر کے پاس بھیجی۔ اصلاح باقی کے لئے دماغ وزمانہ نے موقع نہیں دیا۔ نواب نے ایک رات غزل موزون کرکے فقیر کے پاس بھیجی اصلاح کرکے بھیجدیا۔ صبح نواب دیوانخانہ میں رونق افزا ہوئے۔ اور امرا و شعرای کبار مثلاً صمصام الدولہ شاہنوازخان و موسوی خان جرات ورنگ آبادی ورضی خان داماد موسوی خان ندکور ونقد علیخان ایجاد وغیرہ حاضر تھے۔ نواب غزل اصلاح شدہ پڑھنے لگے ایک شعر میں سرو خراماں بمعنی درخت سرو باندھا تھا۔ جرات نے اعتراض کیا کہ سرو خراماں معشوق کے قامت پر صادق آتا ہے۔ درخت سرو پر کیونکر صادق ہو سکتا ہے۔ نواب نے فقیر کے طرف دیکھا۔ میں نے کہا میرزا صائب نے سرو خراماں سے درخت سرو ارادہ کیا ہے چنانچہ کہتا ہے ؎

ایکرہ بر آرا ز آستین دست نگارین در چمن ۔۔۔ تا دستہا پنہان کند سرو خراماں در بغل

نواب بہت خوش ہوئے اور بیت کو فوراً یاد کرلی۔ جرات نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے کہ سرو زمین گیر کو سرو خراماں کہا۔ میں نے کہا جناب شعر کی بنا تخیل پر ہے۔ درخت کے ہوا کی تحریک سے جنبش کرتا ہے گویا خرام کرتا ہے۔ چنانچہ سلمان ساوجی اس امر کی تصریح کرتا ہے ؎

سر وانرا صبا گرد چمان تا چون قلب باشد روان ۔۔۔ ہرچند بنجر اید بآن سرو خراماں کی رسد

ایسا ہی عربی میں غصن میاس و شجر میاد کہتے ہیں میاس و میاد دونوں بمعنی خرامان

ہین۔ (انتہی کلام آزاد بلگرامی صاحب ترجمہ)

حضرت نواب کی خدمت مین تا بزندگی سایہ کی طرح ہمرکاب ہے۔ نواب شہید آپکی مصاحبت سے بہت محظوظ ہوتا تہا۔ اور آپ کی عزت و آبرو مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین کرتا تہا۔ آپکے توسّل سے اکثر اہل حاجات فائز المرام ہوتے تہے۔ آپ ہر کس و ناکس کی سفارش مین کوتاہی نہین فرماتے تہے۔ نواب شہید آپ کی سفارش سنتا تہا۔ آپ اس کار خیر مین معروف تہے۔ ہر ایک غریب بے وسیلہ آپکے سایۂ عاطفت مین آکے خواستگار دستگیری ہوتا تہا۔ سنہ مذکورہ مین نواب کرناٹک مین بطور دورہ روانہ ہوا۔ اُسوقت آزاد صاحب ترجمہ کو ہمراہ لیا۔ آپ سرینگ پٹن تک جو راجہ میسور کا دار السلطنت تہا ہمرکاب رہے پائین گہاٹ و بالا گہاٹ کے پر فضا میدانون و پہاڑون کی خوب سیر کی۔ و عجائب و غرائب تماشے دیکہے۔ آخر سنہ ۱۱۶۱ ہجری غرہ ماہ صفر کو ہمراہ نواب اورنگ آباد رونق افزا ہوئے۔ اور اُسی سال مذکورہ مین نواب ممدوح کے ہمراہ بلدہ برہانپور گئے۔ چند ہی روز مین واپس آئے۔ پہر سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین دوبارہ برہانپور جانیکا اتفاق ہوا۔ کنارہ نربدا تک ملاحظہ کرکے مع نواب اورنگ آباد آئے۔ ابہی سفر سے آرام نہین پائے تہے کہ پہر ۱۴ تاریخ ماہ شوال سنہ مذکورہ مین نواب شہید کے ہمراہ ارکاٹ روانہ ہوئے۔ ایک سال چند ماہ تک سفر مین بسر کیے۔ اسی سفر مین نواب کی شہادت واقع ہوئی۔ نواب کی شہادت کے بعد بتاریخ ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۴ ہجری شہر اورنگ آباد مین رونق افزا ہوئے۔ بعد بتاریخ نہم رجب سنہ مذکور حسب الطلب نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان مرحوم حیدر آباد روانہ ہوئے۔ چند مہینے بسر کرکے ۶ تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور حیدر آباد سے برآمد ہوکے اورنگ آباد مین آئے قدوم میمنت لزوم سے اورنگ آباد کو رشک فردوس برین کیا۔

چندروز تک شاہ مسافر کے تکیہ مین آزادانہ رہے۔ جب نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان سنہ ۶۷ہجری مین نواب امیر الممالک خلف آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت منصب وکالت سے سرفراز ہو کے حیدرآباد گئے۔ وہان سے آزاد صاحب ترجمہ کو نہایت شوق واشتیاق سے طلب فرمایا حسب الطلب سنہ مذکورہ مین حیدرآباد تشریف لیگئے۔ پھر سنہ ۶۸ہجری مین بلدہ اورنگ آباد مین مراجعت کی پھر اورنگ آباد مین ایسے جمے کہ مرکے اُٹھے۔ گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ حضرت آزاد فرماتے تھے کہ جب بیت اللہ کی زیارت سے واپس آیا تب مین نے دل مین مشورہ و مطارحہ کیا کہ فقیری متعدد الاقسام ہے ازانجملہ کونسی قسم اختیار کرنی چاہیے۔ آخر یہ مقرار پایا کہ بند شیخت و پیری مریدی سے آزاد رہنا چاہیے۔ راہ راست پر ثابت قدم۔ اس لئے کہ دنیوی معاملات مین ورع کو فروغ نہین ہوتا ہے اور دنیوی معاملات مین بطریق اولی۔ چنانچہ حضرت کرامات گوئی و سلسلہ پیری و مریدی سے متنفر اور دور رہتے ہین۔ راستی و درستی و خوش معاملگی مین زندگی بسر کرتے ہین مشایخانہ و پیرانہ نمائش نہین کرتے ہین۔ چنانچہ آپ فرماتے تھے۔ کہ عرس و بزم آرائی ریاکارون کی شہرت و شکار کا وسیلہ ہے۔ خلائق کو گرفتار کرنیکا دام ہے۔ آپنے اپنے لئے خاص کوئی تکیہ خانقاہ نہین بنایا۔ فرماتے تھے کہ تکیہ داری مین خانہ داری سے زیادہ مضرت ہے۔ اسلئے کہ اگر خانہ داری مین صاحب خانہ سے قصور و خطا واقع ہو جائے تو اہل بیت زن و فرزند بسبب تعلق جزئیت معاف کرتے ہین۔ اور تکیہ داری مین اگر قصور و فتور واقع ہو جائے تو واردین وصادرین مختلف الطبایع چشم پوشی نہین کرتے۔ بلکہ لعن و طعن کا بازار گرم کرتے ہین چنانچہ آپکے ایک شعر سے یہی مضمون مترشح ہوتا ہے۔ ؎

تکیہ داران نیستند از خانہ داران ہیچ کم ✤ شکر حق آزادہ ماز رسم شان دار و فراغ ✤ انتہی کلامہ

آزاد صاحب ترجمہ کے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے لکھا کہ جب مین نے سفر حجاز سے مراجعت کی اول بندر سورت مین آیا۔ اور وہان سے اورنگ آباد مین پہنچا۔ گوشہ نشینی و توکل پر قدم جمایا۔ تقریباً دس برس تک بر فاقت قناعت زندگی بسر کی۔ کسی کی پروا نہین کرتا تہا آخر عمر چالیس برس سے زائد ہوگئی۔ امور ضروری کیلئے استعانت کی نوبت آئی۔ گرمی و سردی کے سہنے کی تاب و توان باقی نہین رہی۔ ایسی حالت مین توکل سے کام نہین چلتا تہا۔ پس انہین ایام مین نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے آپسے رفاقت کی خواہش کی آپنے بامر مجبوری قبول کی۔ اور آپ نواب کی رفاقت مین شہادت تک رہے۔

آپ فرماتے ہین کہ نواب کی رفاقت کے بعد یقیناً معلوم ہوا کہ ایک امیر کی نوکری توکل سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ ایک امیر کے طرف محتاج ہونا ہزار امیر کے طرف سے بہتر ہے۔ جب انسان کی نظر تمام جانب سے بند ہو جاتی ہے تب وہ دل جمعی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ جو کام پیش آتا ہے اطمینان سے انجام دیتا ہے۔ آپنے توکل کے معنی اسطرح بیان فرمایا کہ متوکل پر اگرپے درپے فاقے واقع ہون مگر اُسکے دلمین یہہ خطرہ نہووے کہ کوئی کہانا لائے اگر توکل مین یہہ مرتبہ حاصل ہو تو توکل مبارک ہے۔ اگر توکل مین یہہ رتبہ نہو تو وہ توکل توکل نہین ہے بلکہ پراگندگی ہے۔ جو متوکل منتظر فتوح ہوگا۔ اپنا دل پراگندہ کریگا۔ اور وقت عزیز کو برباد کریگا۔ ٥

توکل را نظر ہر روز بر تو خدمتی باشد ۔ ہمان بہتر کہ این کس را صاحب دولتی باشد
اگر بستے میان زادر شاد کار محتاجان ۔ تقرب با خداوندان دولت طاعتی باشد
سواد فقر را از پرتو دولت چراغان کن ۔ ز زین جامعیت با سلیمان نسبتی باشد

ہمدردی و دستگیری غربا و فقرا کا ذکر

آزاد صاحب رحمہ کے مزاج مین ہمدردی و دستگیری غربا و فقرا جوش زن تہی۔ اہل جہان
کی حاجت روائی و فیض رسانی و دلسوزی خلق مین زبان و قلم و درم سے دریغ نہین فرماتے
تہے۔ یہہ صفت ہمدردی خاص آپکی ذات بابرکات مین ایسی تہی کہ سلف سے خلف تک
کسی مین دیکہے گئے نہ سنی گئے۔ چنانچہ جب نواب نظام الدولہ نے مظفر جنگ پر فیروزی پائی
اُسوقت ملک ارکاٹ مین رونق افزا ہوے۔ اُسطرف کے تمام عمال و حکام حضور طلب ہوئے
ہر ایک سے محاسبہ لینے لگے۔ آپ اس زمانہ مین نواب صمصام الدولہ کے خیمہ کے قریب فروکش
تہے۔ آپ ایکروز نواب کے خیمہ سے برآمد ہوئے۔ ایک شخص آپکے پاس دوڑتا ہوا آیا۔
اور آپسے کہا کہ حاجی عبد الشکور نام عامل معزول کہتا ہے کہ مین حوالات مین ہون۔
جگہ سے جنبش نہین کر سکتا ہون۔ شکنجہ بلا مین مبتلا ہون۔ آپ یہانتک تشریف لائے
اور میرے حال پر نظر رحم فرمائے۔ باوجود اسمعنی کہ آپسے اور عامل سے تعارف و آشنائی
سابقہ نہین تہی۔ آپ از روے مروت اسکے پاس گئے۔ دیکہا اسنے محاسبہ و قید کی
شکایت کی۔ آپ اُسیوقت نواب صمصام الدولہ کے پاس مراجعت کرکے آئے۔ نواب سے
کہا حاجی عبد الشکور نام ایک عامل عاملون کے زمرہ مین آپکے آستانہ پر حاضر ہے۔ آپ
بیچارہ غریب کو روبرو بلائے۔ نواب نے فرمایا عامل محاسبہ کو روبرو طلب کرنیکا ضابطہ نہین ہے
آپ نے فرمایا کہ مین آپکو یہہ نہین کہتا ہون کہ اسکو محاسبہ سے معاف فرمائے۔ صرف
یہہ چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ روبرو بلائے۔ نواب انکار فرماتے تہے اور آپ اصرار کرتے تہے
آخر نواب نے اسکو روبرو بلایا اور اسکی حالت دیکہی۔ بہت مہربانی کی۔ فرمایا کہ کل
ڈیوڑہی پر حاضر رہین اور چوبدار کو تاکید کی جب حاضر ہو جائے تو ہمکو مطلع کرنا

حسب الحکم دوسرے روز حاجی ڈیوڑھی پر حاضر ہوا۔ چوبدار نے خبر دی۔ نواب صمصام الدولہ نے نواب نظام الدولہ سے عرض کیا کہ حاجی عبداللہ کو محاسبہ دار حاضر ہے۔ میر غلام علی آزاد نے مجھ سے کہا کہ ایک مرتبہ اسکو روبرو بلائے۔ ہرچند کہ میں نے انکار کیا لیکن میرے مجکو معذور نہیں رکہا۔ بامر لاچاری روبرو بلایا۔ اسوقت میں بہی حضور میں عرض کرتا ہون کہ حاجی کو ایکمرتبہ روبرو بلائے۔ حکم صادر ہوا کہ حاضر کرین۔ فوراً حاضر ہوا۔ نواب نظام الدولہ نے دیکہا کہ پیر نود سالہ کوزہ پشت پیراہن زیب بدن و دستار سبز برسر عصا و تسبیح ہاتہہ مین تہامے ہوے ہے۔ نواب نے دیکہتے ہی پیر فانی کو پاس بلایا۔ اور حال استفسار فرمایا۔ فرد محاسبہ قریب بیس ہزار کے تہی معاف فرمایا۔ اور پیر فانی کے لئے روزینہ معین کردیا۔ سرکار سے سواری عنایت کرکے رخصت فرمایا۔ اور آپ فرماتے تہے کہ باہم زمانہ مین اتفاق پیدا کرنا بہتر ہے۔ اور انقطاع بے ہنری۔ آدمی کو چاہئے کہ عالم آشنائی و صحبت مین نقدی التیام و صحبت کو ضائع نکرے۔

عظمت و رفعت

امرائے جلیل القدر و رؤسائے عالی جوہر آپکو بزرگی و عظمت کی نظر سے دیکہتے تہے اور آپکی تعظیم و تکریم بجالاتے تہے۔ آپ آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ کسی امیر و وزیر سے خواستگار نہین ہوتے تہے۔ امرا آپ کی ملازمت و خدمت کو فخر جانتے تہے۔ اور آپ سے امور ریاست مین استعانت لیتے تہے۔ آپکی رائے صائب سے مستفید ہوتے تہے۔ آپ تا بزندگی مستغنیانہ رہے آپ خزانۂ عامرہ کے خطبہ مین لکہتے ہین کہ۔ مین نے مدۃ العمر کسی امیر کی مدح نہین کی نہ اپنے نامہ کو کسی دولتمند کی ستائش سے سیاہ کیا ؎

مہر برلب کرد آزاد از ثنائے اغنیا ۔۔۔ منت ارباب دول بار در دیوان ما

آپ فرماتے ہین ہرچند کہ مین امرا سے ارتباط ورؤسا سے اختلاط رکھتا ہون۔ لیکن استغنائی و بی پروائی کو ترک نہین کرتا ہون۔ اور فقر کے فخر کو تونگری کے دروازہ پہ ذلیل نہین کرتا ہون۔ چنانچہ بلبل گل کی مصاحبت سے خواہان زر نہین ہے۔ نہ مچھلی سیپ کی مجالست سے گوہر کی خواستگار ہے۔ اسی مضمون مین کہا ہے ؎

حبابم مشت من از گوہر منت تہی آمد نبا شد عیب گر خود را بدریا آشنا کردم

اور آپ نے فرمایا کہ خادم الخلائق کی نسبت کا مدار اسباب پر ہے کہ اگر تہی دستی کی وجہ سے دستگیری نہو سکے تو حاجتمندون کی حاجت روائی مین اعانت کے طریق پر چلنا چاہیے اور حاجتمند کو امیر و وزیر کے پاس لیجانا۔ اور منزل مقصود کو پہنچانا چاہیے۔ اگر انگشت مین گرہ کشائی کی قوت نہو تو بذریعہ زبان قلم حاجتمندون کی سفارش کرنی چاہیے۔ نتیجہ کلام آپ کی سفارش کا رقعہ اکسیر ہے غربا و فقرا آپ کے رقعہ کو آیہ رحمت جانتے ہین۔ جس شخص کو آپکا رقعہ ملا گویا اُس نے رقعہ زر پایا۔ امرا آپکے رقعہ کو مانتے تھے۔ آپکی سفارش سنتے تھے۔

بردباری کا ذکر

آپ حلیم الطبع وسلیم المزاج و متواضع تھے اگر آپ کسی نا اہل جاہل سے سخت کلامی ودرشتی سنتے تو چشم پوشی فرماتے تھے۔ اور فرمودۂ الٰہی (واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاماً) پر عمل کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ کلام تلخ ایسی دوائے تلخ ہے کہ اسکا پینا مفید ہے شور و شر کو دفع کرتا ہے۔ اور کلام تلخ کا جواب فتنہ و شر کا سبب ہوتا ہے۔ ایکوقت کسی بزرگ نیک شخص نے مرتبان کلان مربا سے بہری ہوئی آپکی خدمت مین ہدیۃً بہیجی آپ نے جانی نام خادم کے حوالہ کیا۔ جانی اٹھا کے لے گیا۔ پھر آپ نے مرتبان کو ایک ساعت کے بعد

دیکھا ربع حصہ خالی ہو گیا۔ آپ کو گمان ہوا کہ جانی نے تصرف کیا۔ اُس سے اسطرح پوچھا۔ اے جانی اگر تو نے مرتبان میں ہاتھ دہو کے ڈالا ہے تو بہتر ہے نہیں تو باقی تمام مربا بیکار ہوگا۔ جانی نے کہا ہان میں نے ہاتھ دہو کے مرتبان میں ڈالا تھا۔ آپ نے فرمایا بہت خوب کیا۔ آپ کی چشم پوشی و معافی سبحان اللہ کیا خوب تہی۔ اللہ اللہ بزرگان سلف کیسے ملائک صفت ہوتے تہے۔ عفو کرم حلم و تواضع انکا خمیر ہوتا تہا واقع میں یہی شرفا انسان کامل ہوتے تہے۔ فی زماننا ہم اخلاق کو ان کے خلاف پاتے ہیں۔ اپنے خادموں و زیر دستوں کو ذراسی تقصیر خطا پر سخت سخت سزائیں دیتے ہیں بلکہ کوتوالی میں بہیجتے ہیں۔ اکی قدیمانہ خدمتوں کو بہول جاتے ہیں۔ رعونت و غرور میں ایسے مست ہیں کہ عفو و کرم و حلم و تواضع کے مفہوم کو نہیں جانتے اللہ تعالی ہم تمام کو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کے طریقہ پر چلیں۔ اور اُن کے واقعات کو عبرت کی نظر سے دیکھیں۔

گل رعنا کے مولف لچہمی نراین نے لکہا کہ اورنگ آباد میں ایک رات آپکی شال چوری گئی چند روز کے بعد ایک دست فروش نے فروخت کے لئے بازار میں لایا۔ آپ کے کسی دوست یا شاگرد نے شال کو پہچانا کہ یہہ حضرت کی شال ہے۔ خرید کے بہانہ سے حضرت کے پاس لایا۔ اور عرض کیا کہ دست فروش کو گرفتار کرنا چاہئے۔ اور اس سے استفسار کرنا کہ یہ شال کہاں سے لایا۔ آپنے مخبر کی بات نہیں سنی اور فرمایا۔ کہ یہہ معاملہ حاکم وقت کی پیشی میں جائیگا۔ میں مدعی ہونگا۔ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ دعوی میں حاکم کے اجلاس میں بازاری آدمی کا مقابل ہوں۔ شال واپس کردی اور سارق کو چہوڑ دیا۔

عقل و فراست و فہم و کیاست

آپکی عقل و فراست و فہم و کیاست اسدرجہ پر تھی کہ ارسطو آپ سے سبق لیوے اور افلاطون اصلاح۔ چنانچہ ایکروز جناب مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کے پاس ایک شخص ہدیہ لایا۔ اور مولوی صاحب نے ہدیہ کو رشوت سمجھہ کے رد کیا۔ اُسوقت حضرت آزاد حاضر تھے۔ آپنے شخص مذکور سے کہا کہ اگر یہہ ہدیہ مجھکو دیتا ہے تو مین لیتا ہون۔ اُس شخص نے برضا و رغبت دیا۔ آپنے ہدیہ لیکے۔ مولوی صاحب کے سامنے رکھا۔ اور فرمایا مولانا یہہ میری ملک ہے مین آپکو دیتا ہون لیجیے اسمین رشوت کی آمیزش نہین ہے۔ مولوی صاحب نے مسکرا کے قبول کیا۔ حاضرین مجلس اس معاملہ کے دیکھنے سے تعجب کرنے لگے۔

نقل ہے کہ ایکروز سید غلام حسن و مولوی فخر الدین کے درمیان نغمہ کی حلت و حرمت کی بابت باہم مباحثہ ہونے لگا۔ سید صاحب نغمہ کی تحریم کے دلائل بیان کرتے تھے۔ اور مولوی صاحب دلائل حلت۔ حاجی حسام الدین علّامۂ سیّاح سید کا طرفدار ہوا یہہ مباحثہ بہت بڑہگیا حضرت آزاد بہی اسی مجلس مین شریک تھے۔ ہرچند کہ آپنے رفع مناقشہ مین جسقدر کوشش کرنی تھی ادا کی لیکن کوشش مفید نہین ہوئی بامر لاچاری ایک تدبیر سوچی۔ حاجی حسام الدین سے پوچھا کہ آپنے کہان کہان کی سیر و سیاحت کی۔ فرمائیے۔ ہود علیہ السلام کی قبر کہان ہے۔ آپنے فرمایا یمن مین۔ آپنے فرمایا نہین شام مین ہے۔ حاجی نے کہا مین نے اُن کی قبر کی زیارت یمن مین کی آپنے کہا کہ مین نے ایک معتبر کتاب مین دیکہا کہ شام مین ہے۔ حاجی اپنی راستی پر مبالغہ کرنے لگا۔ حضرت آزاد بہی معارضہ کی زنجیر ہلاتے تھے۔ مولوی و سید

اپنا مناقشہ چھوڑکے آزاد و حاجی کے مناقشہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور نغمہ کا مذاکرہ بھول گئے۔ جب آزاد نے دیکھا کہ مناقشہ نغمہ منقطع ہوگیا۔ تب آپنے حاجی سے فرمایا آپ جو کچھ کہتے ہین وہی صحیح ہے ہود کی قبر یمن مین ہے۔ آپنے مناقشہ کو حکمت عملی سے دور کیا۔

قوت حافظہ۔ ولطیفہ گوئی۔ وحسن ظرافت

آپکی قوت حافظہ نہایت ہی قوی تہی۔ جو بات ایک دفعہ سنتے وہ حافظہ کے صفحہ پر نقش کالحجر ہو جاتی تہی۔ پہر کبہی نہین ہوتے تہے۔ چنانچہ آپنے سرو آزاد مین سید عظیم الدین بلگرامی کے ترجمہ مین لکہا کہ ایک وقت قاسم کاہی کی یہہ بیت ان کے سامنے پڑہی گئی۔ ع

چون زعکس عارضش آئینہ برگ گل شود ‌‌ ‌ گر دران آئینہ طوطی بنگرد بلبل شود

بہت محظوظ ہوئے۔ انہین ایام مین احمد آباد گجرات اپنے والد بزرگوار کے پاس گئے پہر پانچ برس کے بعد بلگرام مین آئے۔ آزاد سے پوچہا کہ وہ بیت خوب آپنے سنائی تہی فوراً آزاد نے سنا دیا۔ سید متعجب ہوا۔

آپ لطیف الطبع و ظریف الوضع تہے۔ قاضی بیضاوی نے آیہ کریمہ (الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارا) یعنے خدائے تعالی نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کی کی تفسیر مین کہتا ہے مثلاً جب مرخ کی شاخ کو عفار کی شاخ پر رگڑتے ہین یہانتک کے دونون سے پانی ٹپکتا ہے آخر آگ انہون سے نکلتی ہے۔ جوہری صحاح مین کہتا ہے کہ مرخ و عفار دو درخت ہین انسے آگ لیتے ہین عفار نر ہے مرخ مادہ ہے۔ آپنے سبحۃ المرجان مین لکہا کہ بیضاوی اگر ایسا کہتا کہ عفار کو مرخ پر رگڑتے ہین۔ تو اس صورت مین

زیادہ پڑہتا۔ لیکن قاضی نے قول الٰہی پر عمل کیا۔ فاتوحرثکم انّا شئتم پہر آپنے قاضی کے جانب سے خوش طبعی کے ساتہہ جواب دیا کہ آیہ کا معنی یہہ ہے کہ تم مباشرت کرو بی بیون سے جسطرح چاہو۔

لطیفہ دیگر۔ سیف الدولہ میر بخشی آصفجاہ ثانی کی زوجہ کو درد زہ عارض ہوا۔ ولادت مین دیر ہوئی۔ حاجی علی اکبر نامی تعویذ نویس جو بخشی کے دولتخانہ پر حاضر تہا۔ آسانی ولادت کے لئے اُس سے تعویذ طلب کیا گیا۔ حاجی مذکور نے تعویذ لکہہ کے دیا۔ حق التعویذ گیارہ پیسے مقرر ہوئے۔ اتفاقاً بچہ مردہ شکم سے برآمد ہوا اُسی دن حاجی کی مادیان بہی فوت ہوئی۔ حق التعویذ گیارہ پیسے حاجی کو دئے۔ اُسوقت کسی ظریف الطبع نے کہا بچہ مردہ برآمد ہوا۔ حاجی صاحب اجرت کیون لیتے ہین۔ حضرت آزاد صاحب ترجمہ نے فرمایا۔ مادیان کا کرایہ لیتے ہین۔ اسلئے کہ میر بخشی کا لڑکا پیادہ نہین چل سکتا ہے۔ حاجی کی گہوڑی پر سوار ہوکے جاتا ہے

لطیفہ دیگر۔ حضرت آزاد شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر غجدوانی کے تکیہ مین سکونت پذیر تہے حسن اتفاق سے ایک مغل تازہ بخارا سے آیا۔ عصر کیوقت تکیہ مین وارد ہوا۔ حضرت شاہ محمود نے اُسکو آزاد کے حجرے کے پہلو مین اُتارا۔ مغل نے رات اپنے حجرے مین گذاری۔ باوجود عدم تعارف صبح آزاد کے حجرے مین آیا۔ اور کہا مین آپکا مہمان ہون۔ آپنے میری ضیافت نہین کی آپنے فرمایا باوجود آشنائی قدیم ہمارے لئے کیا تحفہ لایا۔ ضیافت طلب کرتے ہین بعد ازان ماحضر سے اُسکی دعوت کی۔ مغل بخاری مرہون منت ہوا۔

لطیفہ دیگر۔ ایک روز ایک فقیر جو مدعی فضیلت تہا۔ اور خود کو شعرائے عرب سے شمار کرتا تہا آپکے پاس آیا۔ اور عربی قصیدہ اپنا طبعزاد پڑہا۔ قصیدہ تمام پڑہنے کے بعد تحسین و تعریف کا امیدوار ہوا۔ چونکہ قصیدہ شعرا کے عادات کے خلاف تہا و قواعد عربیت و موزونیت سے

خارج تہا۔ آپنے اسکی تعریف اسطرح کی کہ آپکا قصیدہ خرق عادت ہے۔ آپکی مجلس مین کبہی کسیکی برائی نہین ذکر کی جاتی تہی نہ آپ کی زبان قلم سے یا قلم زبان سے لغو وبیہودہ لفظ وحرف نہین نکلتا تہا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎

زحرف تلخ مبرّاست خانۂ آزاد — کہ زہر ہر سخنش از نیشکر نمی آید

لطیفہ دیگر۔ آپنے سرو آزاد مین لکہا کہ فقیر کو عالیجناب غفران پناہ آصفجاہ سے صحبت واتحاد کامل تہا۔ اکثر اوقات مصاحبت رہی ہے۔ اتفاقاً ایک روز عین مجالست کے وقت ایک ہندو با ارادہ اسلام آیا۔ شرف اسلام سے مشرف ہوا۔ عرض بیگی نے عرض کیا کہ نام کا امیدوار ہے فرمایا کوئی نام ایسا رکہنا چاہیئے کہ دین اسلام پر دلالت کرے۔ آزاد نے عرض کیا کہ دین محمد نام رکہو آصفجاہ نے فرمایا کہ کلہ ایک شخص سلطان ہوا اُسکا نام دین محمد رکہا گیا۔ آزاد نے عرض کیا دین محمد جسقدر زیادہ ہو جائے بہتر ہے اللهم انصر من نصر دین محمد نواب بہت خوش ہوے یہی نام رکہا گیا۔

لطیفہ دیگر آپنے فرمایا کہ میسور کے سفر مین نواب نظام الدولہ اور مین ہاتی پر سوار جاتے تہے۔ میدان ناہموار وصحرائے ناہنجار مین گذر ہوا۔ تمام میدان سوار وپیادہ سے معمور ہوگیا۔ جدہر نظر پڑتی تہی اُدہر سوار وپیادہ دکہلائی دیتے تہے۔ نواب نے مجہہ سے کہا کہ لشکر کی رفتار کو ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ مین نے کہا جبر واختیار کا مسئلہ مشکل زیادہ مسائل لاینحل سے ہے یہان حل ہوتا ہے کہ تمام خلائق کی حرکات ایک ہی شخص کے تابع ہے اور اسے ایک کے حکم سے حرکت کرتے ہین۔

مقبولیت بارگاہ ایزدی

گل رعنا کے مولف نے لکہا آپ جب تک مکہ معظمہ مین سکونت پذیر تہے اُسوقت ایک

عجیب و غریب واقعہ غیبی و کرشمہ وہبی نمود ہوا۔ جس سے آپکی مقبولیت بارگاہ ایزدمین
مترشح ہوتی ہے۔ معتقدین پیر پرست و مستان الست کہینگے کہ کرشمہ و کرامت گویا
خرق عادت ہے۔ و حکمائے فلسفی مشرب اس کیفیت کو بخت و اتفاق پر محمول کرینگے۔ جو بعد
آپ مکہ مین سکونت کے زمانہ مین ایک روز جبل ثور جو مکہ معظمہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر
واقع ہے۔ اور اسی پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار برج ثور کی مانند واقع ہے حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وسلم شب ہجرت اسی غار مین رونق افزا تھے۔ خود آزاد صاحب ترجمہ
ماثر الکرام مین لکھتے ہین کہ مین نے انتیس تاریخ ماہ محرم سنہ ۵۲ ہجری مین جبل ثور کی زیارت کا
ارادہ کیا۔ اسوقت گرما کا موسم ایسا سخت تھا کہ باد سموم ہند و تیز برق تاز و حرارت
خارا گداز تھی۔ فرودگاہ سے چند قدم برآمد ہوا کہ تشنگی کی حرارت نے غلبہ کیا۔ زبان
خشک ہونے لگی۔ اور ہمراہ پانی اس خیال سے نہین لیا تھا کہ رستہ مین ملجائیگا رستہ مین
کہین پانی بجز عرق نہین نظر آتا تھا۔ راستہ مین چند آدمی ملے جنکے پاس تھوڑا سا پانی
تھا۔ بلحاظ شرم اُن سے سوال نہین کیا۔ خود اُن کے پاس اسقدر ہے کہ انکو کافی نہین ہے
سائل کو کیا دینگے خاموش ہو گیا اور چلنے سے باز نہین رہا بمشقت تمام رستہ کے
نشیب و فراز کو طے کیا۔ میرا جگر حرارت کی سوزش سے کباب ہوا۔ بمشکل تمام پایین پہاڑ پہنچا
اب دوسری مصیبت پیش آئی کہ باوجود تشنگی و تکان پہاڑ چڑہنا چاہیے۔ افتان و خیزان
کمر کوہ تک چڑہ گیا لیکن طاقت سے طاق ہو گیا۔ آگے بڑہنے کی قوت باقی نہین رہی۔
ایسی حالت مین کہ مین پانی کے شوق و خیال مین تہا۔ میرے آئینۂ دل مین عجیب و غریب
کیفیت نقش پذیر ہوئی۔ دیکھا کہ ایک بزرگ مجھسے دو تین قدم آگے چڑہ رہا ہے اور اُس کے
ہاتھ مین صراحی ہے۔ یکایک اسکی صراحی پتھر سے ٹکرائی۔ اُسکا نصف حصہ علی عزیز کے ہاتھ مین

اور نصف اسفل کاسہ کیطرح بلندی سے نیچے آرہا تھا۔ اور اسمین پانی محفوظ تھا۔ فوراً اُسکو دونون ہاتھہ سے اخذ کرلیا۔ اور اُسی عزیز مالک سے اجازت لیکے پیا۔ بخدا وہ پانی ایسا شیرین وبامزہ تھا کہ ابتک اسکا مزہ حلق و زبان مین موجود ہے۔ جب خیال کرتا ہون لطف و مزہ خاص پاتا ہون۔ اسوقت خدائے جل شانہ نے بندۂ غریب و سوختۂ دل کو آب رحمت سے سیراب فرمایا۔ فسبحان الذی ھو یطعمنی ویسقین انتہی کلامہ

ایضاً

جب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید و مظفر جنگ کے درمیان پہلچری مین مقابلہ و معرکہ واقع ہوا نصارائے فرانسیس مظفر جنگ کے معین و مددگار تھے۔ مقابلہ تمام روز رہا۔ طرفین میزان عدل مین برابر تھے۔ شام تک جنگ کا فیصلہ نہین ہوا تھا۔ نواب و دیگر امرا نے نماز مغرب ادا کی آزاد صاحب ترجمہ امام تھے۔ نواب و امرا مقتدی تھے۔ آپنے نماز مین تفاءلاً سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ پڑہے۔ نماز سے فارغ ہونیکے بعد تمام مقتدیون نے تحسین و تعریف کی کہ سورہ موقع پہ پڑہا گیا۔ انشاء اللہ تعالی ضرور ہم فیروز و کامیاب ہون گے۔ مخالفین بمصداق و یدخلون فی دین اللہ اطاعت و اسلام کے دائرہ مین داخل ہون گے۔ آپنے فرمایا کہ مین نے عمداً تفاءلاً اسی سورہ کو پڑہا۔ دوسرے دن نواب نظام الدولہ کو فیروزی و کامیابی حاصل ہوئی۔ اور آپ کی فال واقع کے مطابق ہوئی تمام آپکی کرامت کے قائل ہوئے۔

ایضاً

جب ۱۱۷۴ہجری مین احمد شاہ درانی نے بھاؤ رئیس مرہٹہ پر مقام پانی پت مین فیروزی پائی آپنے فتح سے چھہ مہینے پیشتر تفاءلاً ایک غزل موزون کی تھی۔ چنانچہ آپ کی فال کا

آخر نتیجہ ظاہر ہوا۔ غزل یہہ ہے۔

شاہے رسید و ہند بسینہ جام را گرفت — ماہے طلوع کرد و سر شام را گرفت

شکرِ خدا کہ کِلکِ تصحیح حک نمود — نقشِ غلط کہ صفحۂ ایام را گرفت

چون ریشِ خویش شد علفِ تیغ بیدریغ — آن برہمن کہ سلطنتِ عام را گرفت

آخر ز تیغِ خسروِ غازی بریدہ شد — زلفِ ایاز کز دلِ خود کام را گرفت

انجامِ کار غیر ندامت چہ صرفہ برد — فیلے کہ راہ خانۂ احرام را گرفت

نازم باقتدارِ سلیمانِ کامگار — از دستِ دیو لشکرِ اسلام را گرفت

آمد خبر ز دہلی محروس در دکن — آزاد ما بسپیدہ کُل جام را گرفت

رحمدلی

آپ رقیق القلب و رحیم الفواد تھے۔ کسی انسان و حیوان کو ایذا نہین دیتے تھے حتی المقدور
جان کی حفاظت مین کوشش فرماتے تھے۔ آپنے سروِ آزاد مین لکھا کہ جب نواب
نظام الدولہ بطور دورہ ارکاٹ مین رونق افزا ہوئے۔ اُسوقت صحرائے پرفضا و فرح افزا
روح افزا مین شکار کے لئے گئے۔ حسب ضابطہ قراولون نے ہرن کو نواب کے خیمہ کے قریب
لاکے بٹھلائے۔ نواب نے حاضرین محفل سے کہا کہ اس ہرن کو شکار کرنا یا آزاد کرنا چاہیے
حاضرین نے دیکھا کہ نواب شکار کی طرف مائل ہے۔ نواب کی مرضی کے موافق کہا کہ شکار کرنا
چاہئیے۔ آخر نواب نے آزاد سے دریافت فرمایا۔ آزاد نے عرض کیا۔ اسوقت ایک نقل
یاد آئی ہے اگر حکم ہو تو عرض کرون۔ فرمایا وہ کیا ہے۔ آزاد نے عرض کیا کہ سلاطین
سلف سے کسی ایک بادشاہ نے کسی قیدی کے قتل کا حکم جاری کیا۔ رسم عام ہے کہ جب کسی کو
قتل کرنا چاہتے ہین اُس سے دریافت کرتے ہین اُسوقت جو چیز مطلوب ہو ظاہر کرے۔ اگر وہ

جو حکم کرے اسکی تعمیل کرتے ہین۔ جب میرسے استفسار کئے۔ اسنے کہا میری یہہ آرزو ہے کہ مین ایکمرتبہ بادشاہی دربار مین باریاب ہو جاؤن۔ اسکی خواہش کے موافق دربار مین حاضر کئے۔ اور اُس سے استفسار کیا کہ کچہہ عرض کرنا ہے جوابدیا نہ خیر۔ جب بادشاہ دربار سے برخاست کرنے لگا۔ قیدی نے عرض کیا کہ مین اگرچہ واجب القتل ہون۔ لیکن بادشاہ پر حق مصاحبت ثابت کردیا۔ بادشاہ اسکی حسن تقریر سے بہت خوش ہوا اور اُسکو آزاد کردیا بالفعل اس میرنے حضور پر حق مصاحبت ثابت کردیا۔ آپ مختار مین جو چاہین کیجئے۔ نوابنے مسکرا کے آزاد کردیا۔ میرزا جلال اسیر کا شعر حسب حال ہے ۔ ؎

کباب آہو نمک خلاصی او ۔ اگر از مئی مروت قدحے چشیدہ باشی

ایضاً

صاحب ترجمہ میر آزاد مین لکھتے ہین کہ نواب نظام الدولہ نے اورنگ آباد مین سادات عرب کی دعوت کی۔ قہوہ کا دور چلنے لگا۔ نواب اپنے بزرگان سلف کی طرح قہوہ دوست تھا۔ سادات مین سے ایک نے جو عقل و خرد سے خالی تہا کہا ع القهوة محرمة عند بعض العلماء نوابنے آزاد سے پوچہا۔ آپ کیا فرماتے ہین مولانا نے عرب کے قول کی ایسی توجیہ کی کہ نواب خاموش ہو گیا۔ توجیہ یہہ ہے۔ سید عرب فرماتے ہین کہ بعض علما کے نزدیک قہوہ معظم ہے لفظ محرم مادہ احترام سے ہے۔ آزاد کی توجیہ سے نوابنے سکوت اختیار کیا۔ عرب صاحب سے بحث و تکرار نہین کی مجلس برخاست ہونیکے بعد سید عربنے آزاد کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا مرحبا مولانا آپنے میرے کلام کی خوب توجیہ کی۔ نہین تو نواب مجہہ سے سخت رنجیدہ ہوتا۔ انتہی کلامہ۔

بدیہی گوئی

آپ کو نظم فی البدیہہ کہنے مین قدرت کاملہ تھی - جب ارادہ کرتے فوراً موزون کر دیتے تھے طبیعت مین مضامین کی آمد تھی غور و فکر کی ضرورت نہین ہوتی تھی - گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ حضرت آزاد صاحب ترجمہ ایک مجلس درس تدریس مین فرما رہے تھے کہ مجمع النفائس مین سراج الدین علیخان آرزو بابا فغانی کے ترجمہ مین لکھتا ہے کہ بابا فغانی کی یہہ ایک بیت مجکو نہایت خوش مزہ معلوم ہوتی ہے ؎

نخل قدرت کہ از چمن جان بر آمدہ ۔۔۔ شاخ گلے بصورت انسان بر آمدہ

پھر آپنے فرمایا شاخ کا بر آمد ہونا انسان کی صورت مین محض ادعا ہے - انسان مین بر آمد ہونا امر وقوعی ہے - اُسوقت آپنے بابا فغانی کے جواب مین ایک مطلع موزون کیا - ؎ طفلی بطرز نو ز دبستان بر آمدہ ÷ یعنی پیری بصورت انسان بر آمدہ

ایضاً

ایکروز نواب معین خان بہادر ناظم اورنگ آباد نے آپسے کہا کہ میرے والد فرخ نژاد خان تحسین تخلص نے ایک ایسا مصرع موزون کیا ہے کہ اسکا ثانی مصرع موزون نہین ہو سکتا ہے وہ مصرع یہہ ہے ؎ کا عذر سوختہ ام خندہ من نزع من است - آپنے اُسیوقت فی البدیہہ یہہ ایک مصرع موزون کر دیا - **وهو هذا** صبح افروختہ ام خندہ من نزع من است صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است ÷ پھر اسی غزل کو تمام کیا - **وهو هذا**

صبح دل سوختہ ام خندہ من نزع من است	برق افروختہ ام خندہ من نزع من است
شہر یا بر کا بم کہ نظر بر رخ غم	دو طرب وختہ ام خندہ من نزع من است
در شبستان جہان رسم طرب از گلریز	خوب آموختہ ام خندہ من نزع من است

گفت آزاد برین مصرع تحسین غزلے		کاغذ سوختہ ام خندہ من نزع من است

صلح پسند

گل رعنا کے مولف نے لکھا ایک رات بتقریب عرس حضرت محبوب سبحانی الشیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ حضرت غلام حسن صاحب قدس سرہ کے مکان پر تمام شہر کے مشائخ وامرا مجتمع تھے۔ شاہ محمود خلیفہ شاہ مسافر بھی تشریف لائے۔ سید موصوف رعونت کے سبب تعظیم کے لئے نہین اُٹھے۔ شاہ محمود رنجیدہ وکبیدہ خاطر ہوئے۔ سید بھی بدستور شاہ صاحب کے طرف متوجہ نہین ہوا۔ دیر تک سید وشاہ صاحب عالم سکوت مین رہے۔ حضرت آزاد اس فکر مین تھے کہ دونون بزرگون مین باہم صلح ہو جائے۔ اور شیخین کے دلون سے کدورت دور ہو جائے۔ آپ دونون کے قریب آئے۔ اور بیٹھہ گئے۔ اُس روز سید صاحب چھیٹ ہزارہ کا جبۃ زیب بدن کئے ہوئے تھے۔ کہ ہزارہ اُس چھیٹ کو کہتے تھے جس کے گل وبوٹے مختلف ہوتے تھے کہ آپنے دونون بزرگون سے خطاب کرکے فرمایا ای حضرات اس چھیٹ مین صوفیہ کرام کا مسئلہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ حق تعالی کی تجلی مین تکرار نہین ہوتی ہے۔ آپ کے اس قول سے دونون بزرگ مسکرائے۔ اون کی بستگی کشادگی سے مبدل ہوگئی۔ دونون بزرگ باہم مکالمہ کرنے لگے۔ اور اُٹھے اور فرمایا خدا تعالی عالم ہستی سے خارج ہے۔ اور عالم کے ہر ایک جز مین موجود ہے واحد کی طرح۔ علمائے حساب احد کو اعداد سے نہین شمار کرتے ہین اور وہ تمام عداد مین موجود ہے۔ یہہ مضمون رباعی مین موزون کیا گیا ہے۔ رباعی

اما ہیدا بجملہ افراد است لیکن موجود در ہمہ عداد است	احد برون ز عالم ایجاد است شک نیست کہ واحد نبود از اعداد

پھر فرمایا کہ اس عالم میں جو تمام سے کمتر ہے۔ عالم اخری میں تمام سے برتر و بہتر ہے جیسا کہ کتاب کے صفحہ میں آنتہائے صفحہ کا کلمہ اس صفحہ کے تمام کلمات سے موخر ہے لیکن دوسرے صفحہ کے تمام کلمات و فقرات سے مقدم ہے آپ نے اس مضمون کو موزون کیا۔ ھو ھذہ

حرف ختم صفحہ تاج صفحہ آیندہ است　　سر فراز آنجہان باشد ذلیل اینجہان

آپ کے علم و فضل کا ذکر

آپ جامع کمالات نسانی و مظہر انوار تجلیات ربانی تھے۔ برہان قاطع معقولات و میزان عدل منقولات شیرازہ بند دفتر صلح کل۔ آب و رنگ بہار تفضل۔ پیشوائے ارباب بلاغت و قدوۂ صاحبان فصاحت مفتاح کنوز الہی۔ و مصباح رموز نا تناہی آپکا تبحر علم و فضل علمائے معاصرین کے نزدیک مسلم الثبوت تھا آپکی طبیعت فطرۃً موزون تھی۔ شعر گوئی و شعر فہمی کی استعداد خداداد تھی۔ آپ علوم و فنون کی تکمیل سے پہلے ہی شعر موزون کرنے لگے۔ آپکے اشعار سنجیدہ و پسندیدہ ہوتے تھے۔ مضامین تشبیہ و استعارہ کے زیور سے آراستہ ہوتے تھے جب آپ تحصیل علوم و فنون سے فارغ ہوئے۔ تب آپ درس و تدریس میں ہمہ تن مصروف ہوئے اور شعر گوئی کے میدان میں ایسی سبقت کی کہ امثال و اقران میں مقدم ہو گئے۔ اور اساتذہ کے زمرہ میں شمار کئے گئے۔ عربی و فارسی دونوں زبان میں موزون فرماتے تھے۔ اور اپنے جد اعلی مولانا عبد الجلیل بلگرامی اور اپنے ماموں سید محمد بلگرامی سے اصلاح لیتے تھے آپکا کلام کیا ہے گویا الہام ہے باوجود بسیار گوئی کلام کو خوبی و خوش اسلوبی کے قالب میں بطرز عجیب و غریب ڈھالتے ہیں۔ خیالات نفائس کا فوٹو نہایت خوشنما پیرایہ میں

کھینچتے ہین۔ مضامین کو تشبیہ و استعارہ کے نوادر زیور سے سجاتے ہین۔ آپکا کلام معجز نظام اعجاز عیسوی کا دم بھرتا ہے۔ اور اپنے ید بیضا سے سحر سامری کا بازار سرد کرتا ہے آپ صاحب تالیف و تصنیف ہین۔ عربی و فارسی مین آپکے متعدد دیوان مدون ہین چونکہ آپکے اکثر قصائد حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین ہین۔ آپکو حسان الہند کے لقب سے ملقب کرتے ہین۔ آپنے عربی اشعار کو ایسی ایسی تشبیہات سے آراستہ فرمایا کہ اہل عرب آپکی تقلید کرنے لگے۔ ہند مین ابتدائے فتح اسلام سے کوئی شخص ایسا پیدا نہین ہوا۔ اکبری عہد کے بعد آپ ہی ایک ایسے بزرگ ہین کہ تذکرہ نویسون مین مقدم و مستند مانے جاتے ہین۔ تاریخ و تذکرہ نویسی مین قوت کاملہ و ملکہ تامہ رکھتے تھے آپکی تصنیفات سے متعدد کتابین متداول و متعارف ہین۔ ازانجملہ تذکرہ [1] خزانۂ عامرہ و [2] ید بیضا۔ و [3] سرو آزاد۔ و [4] غزلان الہند۔ [5] شرح بخاری تا کتاب الزکوٰۃ۔ و [6] شمامۃ العنبر فی ذکر الہند۔ [8] تسلیۃ الفواد۔ [9] سند السعادات فی حسن خاتمۃ السادات۔ روضۃ الاولیائے خلد آباد۔ [10] مآثر الکرام۔ [11] سبحۃ المرجان فی آثار ہندوستان۔ دو دیوان عربی سہ ہزار اشعار دیوان فارسی پنجہزار بیت۔ خود آزاد صاحب ترجمہ خزانۂ عامرہ مین لکھتے ہین کہ مین نے کلام عربی کو طرز خاص سے ادا کیا ہے۔ اور بابل کے افسانہ گویون کا بازار سرد کیا ہے مین طوطی ہند ہون قمریان عرب کے ساتھ ہمدم و ہم نوا ہون و نغمہ سنج پورب ہون با خوش نوایان حجاز ہم آوازہ۔

من قولہ

سخن عربی را بطرز خاص ادا میکنم و بازار افسون خوانان بابل می شکنم۔ طوطی ہندم با قمریان عرب ہمساز و نغمہ سنج پوربم با خوش نوایان حجاز ہم آوازہ۔ دیوان فقیر در حرمین شریفین

وبلاد یمن و مصر مشہور ست و محافل عرب عربا باین غربت تازہ وارد معمور گویا شوکت
بخاری از زبان من گوید ؎

شنیدہ اند بتان یمن کلام مرا ٭ نوشتہ اند بآب عقیق نام مرا ٭ انتہی کلامہ

گل رعنا کے مولف نے لکھا کہ سید حسین بغدادی جو عالم فاضل و شاعر علامہ تھا بغداد سے
عازم ہند ہو کے شہر اورنگ آباد میں وارد ہوا حضرت آزاد سے ملا چندروز باہم خوب ملاقات
رہی۔ آپ کے قصائد نعتیہ سنکے وجد کرتا تھا۔ آپکی فصاحت و بلاغت کی داد دیتا تھا۔
جب سید بغدادی عربی اورنگ آباد سے عازم بغداد ہوا آپکے دیوان کے دو نسخے ہمراہ لیگیا
بندر مسقط میں پہنچ کے ایک خط عربی عبارت میں مورخہ ۲۹ ماہ رجب ۱۱۸۰ ہجری آپکی
خدمت میں بھیجا۔ خط مذکور بتاریخ دہم رمضان سنہ مذکور شہر اورنگ آباد میں پہنچا۔ اسمین
لکھتا ہے کہ حسن اتفاق سے یہان بصرہ و بحرین کے علما و شعرائے اکابر جمع ہوئے ہین مین نے
آپکا عربی دیوان علما کے مجمع مین پیش کیا۔ تمام نے دیکھا اور پڑھا بہت پسند کیا ہر ایک
مرحبا مرحبا واہ واہ کہتا تھا۔ اشعار کے مضامین پر وجد کرتے تھے۔ اور تعجب کرتے ہین
کہ ہندی الاصل جسکی نشو و نما ہند کی سرزمین ہوئی ہو کسطرح زبان عربی اہل زبان کی طرح
کہتا ہے اور اشعار مین مضامین فصاحت و بلاغت ایسے باندہتا ہے۔ منجملہ علمائے بحرین
حضرت شیخ عبد العلی بحرینی نے جو اجل علما سے ہے کہا۔ واللہ لو ادعی النبوۃ
فی الھند صاحب ھذا الدیوان لصحت دعواہ یعنے قسم خدا اگر دعوی نبوت
کند در ہند صاحب این دیوان ہر آئینہ صحیح شود انتہی مضمون المکتوب۔

میرزا محمد امین مثل قطعہ خواجہ حافظ شیرازی جسکا اول یہہ ہے ؎

بعہد سلطنت شاہ ابو اسحق ٭ بہ پنج شخص ملک فارس بود آباد الخ کہتا ہے ؎

درین زمانه که ارباب فضل کمیاب اند | ز بلگرام دو شخص اند در سخن استاد
یکے امام زمان سیدی غلام نبی | رساند فطرت او شعر هند را بمراد
کلام فائق آن شهرهٔ دیار عرب | ز خوبی سخن این بهند شور فتاد
نگاه دار همیشه الٰهی ایشان را | بحق رسل عربی و آله الامجاد

حضرت آزاد صاحب ترجمہ نے دیوان فارسی سے چند اجزا خان آرزو کے پاس اورنگ آباد سے دہلی بھیجے۔ خان آرزو نے جواب مین لکھا کہ مین نے آپکے اشعار اول سے آخر تک دیکھے کوئی شعر لطف و مزے سے خالی نہین انتہی کلامہ۔

بحمد اللہ خان آرزو کی زبان سے حرف راست و درست مطابق واقع برآمد ہوا۔ دیوان کے مطالعہ سے آپکے کلام فصاحت التیام کی خوبی و نازکخیالی معلوم ہوتی ہے۔

جب آپ سبحۃ المرجان کی تصنیف سے فارغ ہوئے۔ چاہا کہ ایک نسخہ دیار عرب مین روانہ کرین بمقتضائے وقت انہین ایام مین فیمابین نصاریٰ و اعراف مناقشہ واقع ہوا بسبب فتنہ و شر علما و اکابر تجار بصرہ و بحرین سے حفظ جان و مال کے لئے سرزمین مسقط مین پناہ گیر تھے۔ آپنے ایک نسخہ مع خط عربی بنام سلطان مسقط امام احمد بن سعید نواب قائم الدولہ حاکم بندر سورت کے پاس بھیجا۔ اور لکھا کہ آپ اپنے ذریعہ سے امام مسقط کے خدمت مین روانہ کرین۔ نواب موصوف نے کتاب و مکتوب کو روانہ کیا۔ امام نے نامہ کا جواب بتعظیم تمام و تعریف کتاب مع ہدیہ بھیجا۔ هو هذه۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من عبد اللہ المتوکل علیہ المعتصم باللہ امام المسلمین احمد بن سعید بن احمد بن محمد البوسعیدی الی حضرۃ افصح الامۃ لسانا وابرعهم بیانا واحدهم

عقلاً و اثبتھم نقلا الشیخ الاستاد علامۃ الدھر و فریدۃ العصر ازاد الحسینی الواسطی البلجرامی سلمہ اللہ تعالی۔ احی رسوم الفصاحۃ بعد ان عفت و اطلع شموسھا بعد ان انکسفت و اجری میاءھا بعد ان غاضت و شیّد ارکانھا بعد ان انھاصت الخ چونکہ خط دراز ہے تخمیناً پچاس فقرے نثر مین اور چند اشعار نظم مین تھے۔ طوالت کی وجہ سے باقی فقرات کو قلم انداز کیا۔

ضمیمہ وقعت

آپ دکن مین تمام عمر اعزاز و اکرام کے ساتھ رہے۔ اہل دکن امرا و فقرا کل آپ سے مانوس و موافق تھے۔ سرکار نظام خلد اللہ ملکہ کی نظر مین آپ معزز و مکرم رہے۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید آپکی بہت ہی خاطر و مدارات فرماتے۔ آپکو تا بہ شہادت اپنی مصاحبت مین رکھا۔ آپکے دائرہ تلمذ مین داخل ہوا۔ آپکی اصلاح سے اپنا کلام درست کرتا رہا آپ ناصر جنگ کی مجلس کے رونق تھے اگر رات ہو تو روشن چراغ۔ اگر دن ہو تو آفتاب روشن تھے۔ سفر و حضر مین سایہ کی طرح ہم رکاب رہتے تھے۔ شہید مرحوم آپ سے جدا رہنا پسند نہین کرتا تھا۔ آپکی صحبت کو غنیمت سمجھتا تھا۔ اسیطرح نواب نظام علیخان خنگ بہادر آصفجاہ دوم بھی آپکی بہت قدر کرتے تھے۔ چنانچہ مآثر آصفی کے مولف نے لکھا کہ جب حضرت آزاد بتقریب سیر یا بطلب بعض احباب حیدر آباد تشریف لائے اور شاہ علی بنڈہ پر قریب دروازہ علی آباد لب سڑک پر فروکش ہوئے۔ قائم الدولہ آپکی تشریف آوری سے خبر دی آپنے فرمایا۔ کہان فروکش ہوے وہ ہمارے مہمان ہین انکو مکان عزیز پر اُتارنا چاہیئے۔ قائم الدولہ نے فرمایا کہ علی آباد کے دروازہ کے قریب فروکش ہین فرمایا آج ہم اس راہ سے تفرجاً جائین گے۔ محل فرودگاہ کے قریب

سواری پہنچے تو ہمکو مطلع کرنا۔ آپ حسب قرارداد سہ پہر کو ہاتھی پر سوار دروازہ کے قریب پہنچے نقیب نے عرض کیا حضور یہہ آزاد کا فرودگاہ ہے۔ آپ ہاتی سے اُتر رہے تھے کہ حضرت آزاد حاضر ہوئے نذر دکھلائی۔ حضور خیر و عافیت دریافت کرکے روانہ ہوگئے۔ سیر سے مراجعت کرکے آئے۔ قائم الدولہ کو حکم کیا کہ حضرت آزاد کے لئے اکیہزار روپیہ مزد قدم و شست سر بھیج دیجئے۔ فوراً حکم کی تعمیل ہوئی۔ حضرت آزاد نے عطیۂ حضور کو منظور فرمایا۔ اور شکریہ ادا کیا۔ دوسرے روز آپ حضور سے ملے۔ حضور آپکی ملاقات سے بہت مسرور ہوئے۔ پوچھا آپ کبتک یہان رہین گے۔ آپنے فرمایا۔ چندروزہ۔ حکم صادر ہوا۔ کہ آپ ہمارے مہمان ہین ہر روز صبح و شام آپکے لئے خاص ہمارے خاصہ سے ماحضر طعام بھیجتے رہین۔ جب تک آپ ہے خاصہ کے طعام سے سرفراز رہے دیکھو سرکار آصف جاہ اول کے زمانہ سے اس عہد تک یہی شان مہمان نوازی۔ وعلما و فضلا کی قدردانی۔ اور ہر ایک اہل ہنر کی جوہر شناسی نسلاً بعد نسلٍ میراثاً آباً عن جد مسلسل نظر آتی ہے۔ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت تو مہمان غریب کی ایسی مہمانی و خاطرداری فرماتے ہین کہ وہ وطن کو غربت اور دکن وطن قرار دیتا ہے۔ اور آپکے سایۂ عاطفت مین ایسا جمتا ہے کہ مرکے اُٹھتا ہے۔ اللہ جل شانہ ہمارے اعلیحضرت قدر قدرت فلک شوکت میر محبوب علیخان نظام الملک فتح جنگ مظفر الممالک آصفجاہ ششم مع صاحبزادگان بلند اقبال دائم و قائم رکھے آمین ثم آمین۔

تعمیر عاقبت خانہ کا ذکر

آپنے سنہ ۱۱۹۵ ہجری مین عزم جزم کیا کہ اس مسافرخانۂ ناپائیدار سے دارالسرور پائیدار کی طرف رحلت ضرور ہے۔ پس زاد راحلہ کی فکر کرنا چاہئے۔ زاد ان اعمال خیر و افعال پسندیدہ

کئے جاتے تھے۔ اور مکان اصلی و وطن ابدی کیطرف جانیکے لئے مستعد رہتے تھے۔ آپنے جسم خاکی کے دفن کیلئے ایک قطعہ زمین روضۂ خلدآباد قریب مزار حضرت شاہ برہان الدین غریب خرید کیا۔ اور وہان قبر بنوائی۔ تاکہ اس قالب سے روح کے برآمد ہونیکے بعد آسانی سے جسم فانی کو اسمین دفن کرین۔ اور آپنے اُسکا نام عاقبت خانہ رکھا۔ عاقبت خانہ کی آبادی و تعمیر کا جشن بزرگ و عرس عظیم الشان منعقد فرمایا جشن مین شعرا و امرا و مشائخ کو دعوت دی۔ عمدہ عمدہ کہانے پکوائے اور طرح طرح کے حلوے بنوائے۔ حاضرین دعوت کی خاطر و مدارات و تواضع مین ایک دقیقہ فروگذاشت نہین فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے یہہ جشن وداعی ہے۔ غنیمت ہے خلان باصفا و دوستان باوفا کا مجمع آپ ہر ایک سے فرماتے تھے۔ هذا فراق بيني وبينك آپکے اس فقرہ سے ہر ایک کے دل پر حسرت و رقت موثر ہوتی تھی۔ آپ ہشاش و بشاش نہے فرماتے تھے یہہ جدائی چند روزہ ہے آخر ہم سب عقبی مین باہم ملینگے۔ یکے بعد دیگرے اُسی مقام اصلی مین پہنچ جائین گے۔ فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے کوئی پیچھے پہنچیگا۔ طعام سے فارغ ہونیکے بعد آپنے تمام حاضرین جشن کا شکریہ ادا کیا۔ اور ہر ایک سے معافی چاہی۔ شعرا نے آپکے عاقبت خانہ کے تعمیر کی تاریخین کہین۔ اور آپکی مدح سرائی مین قطعات مدحیہ و دعائیہ لکھے۔ مین نے یہہ واقعات کتاب مسمی تنبیہات لکین فی جلائل حضرت محبوب سبحانی مولفہ میر غلام علی رشد تخلص مین دیکھے۔ اور یہی ہمین اکابر اسلام کے تذکرے تھے۔ افسوس وہ نسخہ نادر الوجود رود موسی کی طغیانی مین برباد و تلف ہو گیا۔ اسکی گم ہونے پر مجکو سخت رنج و الم عائد حال ہے۔ بامر لاچاری صبر و شکر اختیار کرتا ہون۔ اس جشن کے بعد آپ پانچ سال تک زندہ رہے۔ آخر سنہ ۱۲ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کیطرف رخصت ہوئے۔ انا لله وانا اليه راجعون۔ آپکی رحلت سے

مشاہیر شہر و مشائخ کرام و امرائے عظام کو بہت رنج و غم لاحق ہوا۔ تمام مشائخ و بزرگان شہر نے آپ کی تجہیز و تکفین کر کے آپکا جنازہ اعزاز و اکرام کے ساتھہ لیجا کے خانہ معہود مین دفن کیا۔ کسی شاعر نے آپ کی رحلت کا مادہ تاریخ نکالا۔ ع آہ غلام علی آزاد ۱۲۰۰ھ

سخن دانی و سخن فہمی کا ذکر

آپ ایسے ذکی الطبع و سریع الفہم تھے اشعار مالا ینحل کو آسانی سے حل کر دیتے تھے۔ اساتذہ و قدما کے کلام کی توجیہ واقع کے مطابق فرماتے تھے۔ محاورات و اصطلاحات سے ماہر تھے استعارات و تشبیہات کے رموز سے واقف تھے۔ کلام کی بلاغت و فصاحت کو خوب پہنچتے تھے مضامین کی خوبیان و معانی کی نازکخیالان۔ و صنایع بدایع کی موشکافیان صراحت و وضاحت کے ساتھہ حسن تقریر سے کرسی ظہور پر جلوہ افروز فرماتے تھے۔ سامعین و طالبین آپکی تقریر دلپذیر سے محظوظ ہوتے تھے۔ اور کلام کے حسن و قبح سے واقف ہوتے تھے۔ آپکی طبیعت جامع العلوم و الفنون تھی۔ اور خاص آپ کی طبع سلیم ہر ایک علم و فن سے مناسب تھی۔ جس فن و علم کا طالب آپکی خدمت مین آتا تھا مستفید ہوتا تھا۔ آپکے چشمہ فیض سے سیراب و کامیاب ہوتا تھا۔ آپ اورنگ آباد دکن مین شاہ مسافر کے تکیہ مین سکونت پذیر و گوشہ نشین تھے۔ قطب کی طرح جمے ہوئے تا بزندگی مقام تکیہ سے نہین نکلے آپ کی شہرت ہند و سندہ عرب و عجم کے اطراف مین کہوم رہی تھی۔ آپ شب و روز درس و تدریس و اصلاح شعر و شاعری مین مصروف رہتے تھے۔ آپکی مجلس مین مذاکرہ علوم و فنون کا جوش و شعر و شاعری کا خروش رہتا تھا۔ آپکے حلقہ درس مین طلبا عرب و عجم رہتے تھے۔ آپکی بدولت دکن مین اکثر پیرایہ علم سے آراستہ ہو گئے۔ مثلاً مولانا عبد الوہاب افتخار مولف تذکرہ بی نظیر و عبد القادر مہربان فخری۔ و افضل بیگ خان قاقشال مولف تحفۃ الشعرا

و لچھمی نرائن شفیق مولف گل عنا وغیرہا وغلام علی ارشد مولف تنبیہ ات اکین - و مولانا رفیع الدین قندہاری - و نواب ناصر جنگ شہید وغیرہم - یہہ تمام آپکے خوان نعمت سے مستفید ہوئے ہین - اب مین بطور نمونہ آپکی تحقیقات مسائل مختلفہ و حل مشکلات مالاینحل سے دو ایک مثالین ناظرین کے ملاحظہ کے لئے پیش کرتا ہون تاکہ میرے کلام کی تصدیق - اور حضرت آزاد صاحب ترجمہ کی ذکاوت ذہن و سرعت فہم کا اندازہ ہوجائے ایکروز وقت صبح نواب شہید کے دیوانخانہ مین شعرا و امرا مجتمع تھے - نواب نے غزل پڑھنی شروع کی ایک شعر مین سرو خرامان بمعنی درخت سرو باندہا تھا - موسوی خان جرات نے کہا کہ سرو خرامان معشوق کے قد پر صادق آتا ہے - درخت سرو پر اسکا اطلاق کیونکر ہوسکتا ہے - نواب نے آپکے طرف اشارہ کیا آپنے فرمایا کہ میرزا صائب نے سرو خرامان سے درخت سرو مراد لی ہے چنانچہ وہ کہتا ہے ؎

تا دستہا نہان کند سرو خرامان در بغل ۔۔۔ یک رہ برآر از آستین دست نگارین در چمن

نواب شہید بہت محظوظ ہوئے اور بیت کو حفظ کرلی - جرات نے کہا میرزا سے تعجب ہوتا ہے کہ درخت زمین گیر کو خرامان کہا - آپنے جواب مین فرمایا شعر کی بنا تخیل پر ہے - درخت ہوا کی تحریک سے ہلتا ہے گویا خرامان کرتا ہے - ایسا ہی آپنے سلمان ساوجی کا شعر بھی تائید اً بیان کیا ؎

ہر چند بجز ادبان سرو خرامان کی رسد ۔۔۔ سرو از صبا گرد و چنان تا چون قدت شد باروان

آپکے نظائر و شواہد سے تمام حاضرین مجلس خاص مولانا جرات خاموش ہوگئے - اور آپکی معلومات و شعر فہمی کی تعریف کرنے لگے - آپکی سخن دانی و سخن فہمی کا کامل اندازہ آپکی تالیفات و تصنیفات دیکھنے سے ہوتا ہے - طوالت کی وجہ سے صرف ایک ہی مثال پر اکتفا کیا - اگر

کوئی طالب تحقیق و شائق ہو تو آپ کی تالیفات کو دیکھے۔

تاریخ گوئی کی مہارت کا ذکر

آپ تاریخ گوئی میں فرد کامل تھے اکثر واقعات خوشی و غمی کی تاریخیں موزون فرماتے تھے۔ اشعار موزون میں ایک مصرع یا نصف یا زائد ما دۂ تاریخ وسن واقعہ ہوتا ہے بحساب جمل حروف ابجدی پورا سنہ برآمد ہوتا ہے۔ آپ کے قطعات تاریخی بیشمار ہیں اگر جمع کئے جائیں تو ایک کامل کتاب مفید ہو جائے۔ میں چند تاریخی قطعات ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں۔ تاکہ ملاحظہ سے لطف اٹھائیں۔

سنہ ۱۱۶۱ ہجری میں محمد شاہ بادشاہ ہند۔ و وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدینخان بہادر و نواب میر قمر الدینخان نظام الملک فتح جنگ آصفجاہ بہادر یہ ارکین ثلاثہ یکے بعد دیگرے عالم بقا کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ نے باسقاط شش عدد تعمیہ تاریخ کہی۔ ۵

گشت تاریخ چون شنیدم آہ	موت شاہ و وزیر آصفجاہ

ایضاً

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند	فتاد حیف سہ در یگانہ از کف دہر
برائے رحلت این ہرسہ یافتم تاریخ	نماند شاہ زمان با وزیر آصف دہر

تاریخ شہادت نواب ناصر جنگ بہادر مرحوم

نواب عدل گستر عالیجناب رفت	فرصت نداد تیغ حوادث شتاب رفت
در ہفدہم زماہ محرم شہید شد	تاریخ گفت نوحہ گرے آفتاب رفت

تاریخ وفات شجاع الدولہ

کرد از عالم فانی رحلت	سرور غالب صاحب صولت

گفت تاریخ این ظفر آزاد	نصرت بادشاه عالیجاه ۱۱۷۳ھ

ایضاً

شاه باؤ را پس از دو تا به گشت	کرد در انجام و در آغاز فتح
سورنائے خامۀ تاریخش نواخت	شاه دُرّانی نموده باز فتح ۱۱۷۴ھ

ایضاً

باؤ با فوج خود تلف شد	از دست مجاهدان قتّال
تاریخ شکست فوج کفّار	فرمود خرد غنیم پامال

تاریخ فتح کشمیر

کشمیر گرفت بار دیگر	سلطان احمد بزور شمشیر
فرمود زبان تیغ تاریخ	او فتح نمود باز کشمیر ۱۱۷ھ

منه تاریخ رحلت میرزا خان رسا

شیرازۀ نظم میرزا خان	هم نثر بفکر او مباهی
تاریخ وفات او خرد گفت	پیوست برحمت الٰهی ۱۱۷۴ھ

منه تاریخ رحلت موسوی خان جرات

موسوی خان کلک گهربار	آبرو داد شعر و انشا را
گفت تاریخ رحلتش آزاد	کرد جرات وداع دنیا را ۱۱۷۵ھ

منه تاریخ رحلت سراج الدین علیخان آزاد

خان والاشان سراج الدین علی	شمع رونق بخش بزم گفتگو
زور قم آزاد سال رحلتش	رحمت کامل بروح آرزو ۱۱۶۹ھ

سنہ تاریخ میر محمد افضل الہ آبادی ثابت

استاد زمان کہ کرد تعلیم — اعجاز سخن بکلک صامت
تاریخ برائے رحلت او — فرمود خرد رحیل ثابت
۱۱۵۷ھ

اب مین آپکے اشعار آبدار فارسی بترتیب ردیف گزارش کرتا ہون۔ ہو ہذا

الہی نالۂ گرمی دل دیوانۂ ما را — گرامت کن نہال آتشینی دانۂ ما را
بدہ در دست زنگار ہوس آئینہ دل را — ز حسن خویش کن آباد حیرت خانۂ ما را
کریمان را نظر بر زشتی مہمان نمی باشد — مبرا از باغ بیرون سبزۂ بیگانۂ ما را
درین محفل مکن از دست مردم آبریزی — تو گردش دہ برنگ آسمان پیمانۂ ما را

ولہ

برا از لب بسم اللہ تیغ خوش مقالی را — مسخر کن سواد اعظم نازک خیالی را
چو آن زلفی کہ بعد از شانہ گردن بار بربندد — بجمعیت رساند صبر من آشفتہ حالی را
نگاہی ہست چشم یار را با چشم گریانم — کہ بستان دوست میدارند ابر برشگالی را

ولہ

اگرچہ فرمود ز بند قفس آزاد مرا — گشت بیرون قفس منت صیاد مرا
بلبلی دور ز گلزار بزاری میگفت — خاطر عاطر گل کاش کند یاد مرا

ولہ

کرد تا آہنگ رفتن محمل جانان ما — چون جرس در سینہ می غلطد دل نالان ما

ولہ

مزاج کم کسی را الفت اول بجا ماند — بر در بیکسی سنجیدہ ام اسباب یاران را

ولہ

بی فنائی خود میسر نیست دیدار شما — میفروشد خویش را اول خریدار شما
منکہ باشم تا شوم در بزم والا بار یاب — میکنم سر را فدا بر پائے دیوار شما

ولہ

سفیدی آمدہ بیوقت زلف پرخم را — مبین بچشم حقارت بلائے ارقم را
اسیر دام دو معشوق می شود رسوا — برآورد ز چمن آفتاب شبنم را

کردم علاج درد دل خود ز درد دل ... از می توان شکست خمار شراب را
در وصل بیقراری عاشق نمی رود ... دارم گواه خویش گل آفتاب را

وله

زخود گشتم و در عالم دگر رفتم ... مریض عشقم و تبدیل می کنم جا را
دو چشم او دل آزار دراز پا فکند ... دو نا توان زده بر خاک یک توانا را

وله

باسر سرو کار ندارد بصر ما ... خاکِ قدم یار بود در نظر ما
واللہ که ما طاقت پرواز نداریم ... صیاد چرا می شکند بال و پر ما

وله

ای مصور از تو آید اینقدر تدبیر ما ... باشبیهِ آن پری پیکر بکش تصویر ما
التماس آشنایان را میفگن بر زمین ... قابل گوش تو باشد گوهر تقریر ما

وله

ساقی ما جا و بیجا مید هد پیمانه را ... یا الٰهی هوش ده این قاسم دیوانه را

وله

می داد چشم یار دل زخم دیده را ... داند که نافع ست جراحت رسیده را
خطش دمید و وحشی دل را اسیر کرد ... تو چاکری گرفت غزال رمیده را
پیری رسید بر در طاعت مقیم شو ... ضایع مساز حلقهٔ قد خمیده را
نازم به صاحبی که سراپا مروت ست ... آزاد کرد پیر غلام خریده را

وله

با گل پیام گفت ز برگ گیاه ما ... شاباش بر نسیم سفارت پناه ما
تسخیر دل نمود بطوریکه واه واه ... هر چند خورد سال بود بادشاه ما

وله

همچو گل رنگین لباس صلح کل پوشیده ایم ... تار و پو شعله و آب ست در دامان ما

وله

با نوا نا نیست روزنا توان روشن شود ... گر کتان را افگنی در آفتاب و ماهتاب

وله

بادشاها خاطر آزار را آباد کن ... ننگ سلطان ست در اقلیم و شهر خراب

وله

دست طلب عنبر و گوهر شنیدنی ست ... یکبار طرّه و سخن او شنیدنی ست

بی فیض قابل دم تیغ اجل بود — شاخی که برگ و بار ندارد بریدنی ست

وله

نامه را در پیش پای قاصد افگندی بجاست — خاکساری اثرها در وصول مدعاست

گفتم آن یار یکه باشد شمع این محفل کجاست — آمد آواز یکه در دل جوی گفتم دل کجاست

بیا که چون گهرم بی تو چشم تر باقی ست — تمام خشک شدم لیکن اینقدر باقی ست

توان رساند ببالین حضرت صیاد — ز مرغ بسمل و مشت بال و پری باقی ست

وله

دل با علو همت خود از جهان گذشت — بر پشت این براق ز رتبه آسمان گذشت

با من نسیم صبح حدیث صحیح گفت — بیمار شد کسیکه برین گلستان گذشت

وله

در هجر از خرابی احوال ما مپرس — یعنی که در قلمرو ما پادشاه نیست

وله

دست هوس مزن کمر یار نازک است — شوخی مکن چو آبله کاین کار نازک است

دل از غبار حاشیهٔ خویش بشکند — این شیشهٔ لطیف چه مقدار نازک است

ای باد صبح مرضی او دیده عرض کن — پیغام من که نازک و بسیار نازک است

وله

بوده آهوی صیاد شناس — دام در راه تو چیدیم عبث

وله

شراب خورده ز میخانه شد روان کج مج — کلاه گوشه بسر حرف ز دزبان کج مج

وله

معاشران سبب پیچ و تاب می پرسند — ندیده اند مگر زلف جا بجا کج مج

وله

خوش قدان ساغر بکف چو شاخ گل ایستاده اند — شاید از دست کسی آن دبستان گیرد قدح

کسی چه رنگ اقامت درین زمین نبرد — نشد ز آبله خار این بیابان سرخ

سپهر پایه دولت تبلیغ رو بخشند — رخ محیط نماید ز شاخ مرجان سرخ

عمری بسوی عمکده ما گزر نکرد — روزیکه کرد زود گذشت و خبر نکرد

باآنکه صبح و شام ازین راه میرود — یکبار جوی گور غریبان نظر نکرد

در بزم وصل جانب ما ملتفت نشد / اینهم غنیمت است که ما را بدر نکرد

وله

خط مشکین خال رخسار ترا بر سر رسید / فوج هندوستان بتسخیر ملک عنبر رسید
پیش گل بی رتبه می گردد بهار یاسمن / قدر مفلس نیست در بزمی که صاحب زر رسید

وله

سرکشی سرمایهٔ نقصان دولت می شود / نیشکر را بین بالا کم حلاوت می شود

وله

ساقیا امروز برفی جست و باران میرسد / فکر ساغر کن که وقت عیش یاران میرسد
میتوان تا دامن صحرا باستقبال رفت / در چنین روزی که ابر از کوهساران میرسد
کیست تا یارب نگهدارد عنان هوش را / با هزاران ساغر گل نو بهاران میرسد

وله

در کوی یار از دل من ناله میرود / دل نیز عنقریب بدنباله میرود
دارد شراب طرفه دهان و دو چشم یار / هوشم ازین ثلاثه غساله میرود
اشکم زبلکه ام بر آید بسوی شوق / مانند رود گنگ به بنگاله میرود

وله

دلارام مرا گیسوی مشکین بر قدم افتد / چو هندوی سیه فامی که در پای صنم افتد

وله

ابروی یار و چشم تر ما نظر کنید / ماه ربیع و آب روان را نظر کنید
سحبان باین عبارت رنگین سخن نکرد / تقریر آن دو نرگس شهلا نظر کنید

وله

نیلوفر از شگفتن شبها اوا کند / چون یار رفت دیدهٔ خود بر که وا کند
یکبار هم بطرف مزارش نمیرود / این اجر بیکسی که نکویان وفا کند
صیاد لاابالی من صید تشنه را / در وادیی که آب ندارد رها کند

وله

عطر حسن خلق و زر وقتی که یکجا میشود / قدر صاحب دولتان چون گل دوبالا می شود
میکند طوطی سخن اما پس از آموختن / بلبل خوش فهم بی استاد گویا می شود

وله

چشم دارم که مرا گوشهٔ صحرا بخشند / راضیم گر دگرانرا همه دنیا بخشند

دل آرام طلب عیش دو بالا خواهد   کاش در سایهٔ آن سرو مرا جا بخشند

وله

چه خوش دل پخته مغز از دیدن این باغ میگردد   گل صد برگ را دل در جوانی داغ میگردد

این پسر سلمه الله جوان خواهد شد   هست گر ماه نوی بدر جهان خواهد شد

خورد سالی که خورد شیر پستان کرم   پدر مشفق ابنای زمان خواهد شد

گل همان به که زر خویش به بلبل بخشد   بعد چندی همه تاراج خزان خواهد شد

وله

صبح دیدم بدر میکده میخوارهٔ چند   ساغری چند خریدند بدستانهٔ چند

چیست حاصل ز تماشای بیابانی چند   گر بپایم نخلد خار مغیلانی چند

وله

نگار ما دل شب در نظر نمی آید   که جز بشام و سحر زهره بر نمی آید

وداع کرد جهان را مگر نسیم علیل   که مدتیست ز جانان خبر نمی آید

بود ضرور شعور مزاجدانیها   تقرب امرا از هنر نمی آید

وله

دل از شنیدن پیغام آشنا شگفد   که غنچه از مدد حضرت صبا شگفد

ز گرمجوشی آن آفتاب دل وا شد   چو آن گلی که بهنگام استوا شگفد

منم شهید حنابند قاتل آزاد   همیشه بر سر خاکم گل حنا شگفد

وله

شیشهٔ نازک ز سنگ خاره پیدا می شود   گاه می باشد که دهقان زاده میرزا می شود

همچو صیادی که نی را وصل سازد در شکار   کار ظالم از تهی مغزان دوبالا می شود

وله

عمر همیشه نقد نصیب ستاره شد   تنخواه ما به نسیهٔ عمر دوباره شد

وله

نگاه نرگس خوابیده ات ز جان نافذ   خدنگ ناز تو ناجسته از نشان نافذ

بلا بود مرض شسری که چشم ترست   گرشد بچشم زدن در دل جهان نافذ

وله

زن بود در زبان هندی نار   وقنا ربنا عذاب النار

می شکنند گلستان طرف کلاه از غرور — چشم نمائی تو هست نرگس شوخ از غرور

وله

دل عنان گرداند از یار کهن سوی دگر — قبله را تحویل کرد از طاق ابروی دگر

علاج خسته دلان کرده خنده لب یار — ز یک انار بر آید مراد صد بیمار

وله

رو بدرگاه الهی چه نمائی فردا — به که خود فوت شوی پیشتر از فوت نماز

هیچو زلفی که رسد تا کمر صاحب ناز — می کشد تا بعدم سلسله عمر دراز

مژگان بدور مردم چشم سیاه او — استاده کرد کعبه مدور صف نماز

وله

آتش زد و سیم پیکر خود را ز داغ خویش — ما سوختیم پیکر خود از چراغ خویش

فردوس را وداع چو طاؤس کرده ام — گل گل شگفته ز تماشای باغ خویش

وله

دلی که زلف نگاری بود شبستانش — ز شاه هند فزون است شوکت ایوانش

کجا نصیب که چینم گلی ز بستانش — غنیمت است مرا نکهت گلستانش

من از خزانهٔ او گوهری نمیخواهم — نمی بس است مرا از سحاب نیسانش

مرا ز خدمت آن طفل آرزو این است — که خاکروب شوم بر در دبستانش

وله

بفرمانت روم پا تا بسر مرحبا ای دل — که می آئی ز سیر لیلة المعراج گیسویش

چه واقع شد که اکنون نقش پای او نمی بینم — خوشا وقتیکه بالین سر من بود زانویش

بسکه شوخیهاست پنهان در سینهٔ حال او — می تواند کرد بر رخسار آتش فام رقص

صهبا خوش است وقت بهاران علی الخصوص — در حالت ترشح باران علی الخصوص

هنگامهای میکده بسیار دلرباست — انداز رقص بادکشان علی الخصوص

باران نیازمندی من در جناب او — کردند عرض آینه داران علی الخصوص

رسم ادب بحلقهٔ مخلص نگاه دار — در بارگاه کوه وقاران علی الخصوص

وله
نیست خودداری میسر شعلهٔ جواله را — از طپیدنهای دل صوفی کند ناکام رقص

وله
ترا ز آمدن جای ما چه بود غرض — بجز نواختن آشنا چه بود غرض
دل شکسته قابل فشار نبود — ز تاب دادن کاکل ترا چه بود غرض
زمین آئینه را خلاصانه بوسیدی — بحیرتم که ازین التجا چه بود غرض
سوای این که کند پاس حکم پیر مغان — ز پیر میکده آزاد را چه بود غرض

وله
خون مرا حلال مکن میکنی غلط — زنهار این خیال مکن میکنی غلط
حال بتان همیشه بخاطر نگاهدار — انکار ز خال خال مکن میکنی غلط

وله
شراب خورده کجا میرود خدا حافظ — گشاده بند قبا میرود خدا حافظ
هزار حیف که پروانه قدر خود نشناخت — به پیش شمع چرا میرود خدا حافظ
چه واقع است که آن طفل در شب تاریک — دویده پا بحیا میرود خدا حافظ

وله
جدا ز شهر شور خنده کبک دری دارد — چه عشرتها که در کوه و بیابان است در واقع

وله
موسم طفلی عجب جنت بود طاوس را — در جوانی ز آتش اندیشه کرد داغ داغ

وله
عداوت غربا میکنی زهی انصاف — تلاش کشتن ما میکنی زهی انصاف
ز ساغر تو درد محض میخواهیم — جواب صاف ما میکنی زهی انصاف

وله
مرا اگرچه نسبت نام است با سهیل یمن — نمیرود طپش سینه جز بآب عقیق
اگر ز دام بلاها نجات میطلبی — مشو اسیر تأمل مرو بچاه عمیق

وله
بلند رتبه کند از قبول منت ننگ — بیاض جبهه ز برگ حنا نگیرد رنگ
دو چشم شوخ تو با من کرشمها دارد — بحیرتم ز نظرهای کافران فرنگ
حسن بیرنگ مرا شد بلا عالم رنگ — کرد دلم شستهٔ تماشای تصاویر رنگ

وله

سبز شد از فیض عام بی غم هوای برشکال
محو سازد از زمین و آسمان گرد ملال

خط تراشیدی و عارض را ز زلف آراستی
عامل معزول را از مرحمت کردی بحال

چون بلا نازل شود سازند ناسازان بهم
تارهای مختلف را کوک سازد گوشمال

نیست وصف رهنمائی قسمت آزادگان
جاده پیدا می کند در خود زمین پایمال

بی مشقت نیست ممکن وصل آن سرو سهی
خار بستی از رقیبان هست گرد این نهال

وله

نوازد گر بآهنگ اثر تار نفس بلبل
دهد هر غنچه خاموش را شور جرس بلبل

دماغ عاشق شوریده هم دارد بلندیها
نشستن بر بساط برگ گل دارد هوس بلبل

وله

که کند در شکن زلف ترا غمخواری دل
نشود گوش تو با قرب مکان زاری دل

وله

من از سر رشتهٔ طول امل دل را رها کردم
بزور این مهره را بیرون ز کام اژدها کردم

مرا چون غنچه کی شد فرصت نظارهٔ هستی
نفس گردید تاراج صبا تا چشم وا کردم

گرانی کرد بار زندگی از وام بر دوشم
چو شاخ میوه دار از پختگی سر را جدا کردم

وله

میرود مکتوب و من داغم ز بخت نارسا
کاش من هم بال مرغ نامه بر میداشتم

هر کسی برداشت یک چیزی ز اسباب جهان
من ازین دنیای فانی دست بر میداشتم

وله

بخودم از نشاء وحدت برنگ چشم یار
خود قدح گردان و خود مخمور و خود میخانه ام

چو سایه در قدم سرو سرفراز توام
مرید سلسلهٔ گیسوی دراز توام

وله

دلم را کرد غارت زلف جانانی که من دارم
بدست کافری افتاد قرآنی که من دارم

درین ماتم سیه کردند با دولاب هم رنگم
حمائل شد بگردن چشم گریانی که من دارم

وله

کشیده اند ز رنگ نیاز تصویرم
خط شکسته ز خوشنویس تقدیرم

وله

کبوتر را چو طوطی کاش باشد خوش بیانی هم
که یاران را رساند نامه پیغام زبانی هم

امید قوتم در وقت پیری نیست از صهبا   که محتاج عصا چون تاک بودم در جوانی هم

شبی آزاد با پروانه شد آن شمع اقدس را   بجا آورد آداب غلامی جانفشانی هم

چشم بر لطف تو از رخت بی سامانیم   ز آتشین تیغی آتو جامهٔ عریانیم

شبنم از اهل وارد و چشمی از آفتاب   ماه می باید که گیرد نور را از پیشانیم

گوهرم را آسمان هر چند دارد در گره   آخر از قید صدف بیرون برد غلطانیم

وله

نگیر تنگ مرا تو اسیر دام تو ام   بلطف تربیتم کن که نو غلام تو ام

تو بعد سوختنم قصد کشتنم داری   مکش مرا که چراغی برای شام تو ام

وله

از و عنایت کم بیشمار میدانم   چو عندلیب یکی را هزار میدانم

جواب وقت تکلم بجاهلان ندهم   که قدر این گهر آبدار میدانم

ثبات نیست سفید و سیاه عالم را   نظر ز گردش لیل و نهار میدانم

نگاه مرحمتش نیست جز باهل جنون   دماغ عالی فصل بهار میدانم

وله

قماش مذهب هر شخص در نظر دارم   مرقع عجب از صلح کل بهر دارم

وله

خواهم که کارخانهٔ ایجاد بشکنم   گر دست من رسد دو جهان را بهم زنم

وله

یاران بهم نشستن فردا که دیده است   باید شمرد صحبت امروز مغتنم

اینقدر چشم ز تصویر بتان میدارم   که فروشند ببازار بتان تصویرم

گرد از بسکه سر زلف بتان زنجیرم   نیست مقدور مصور که کشد تصویرم

وصل آن ماه کند چارهٔ بیماری من   قرص کوکب نتواند که کند تدبیرم

منع کردی که کسی حرف شفاعت نزند   شرح کن بنده نوازا چه بود تقصیرم

وله

تو خداوندی من بندهٔ سرکار تو ام   خواه کش خواه رها کن که گرفتار تو ام

جان من زیر قدم باشد و جانش بر سر — چه قدر خون ز گل گوشه دستار توام

باغبان بلبل نو وارد بستان توام — وله — قبله من زر گل ده که ثناخوان توام

قبله عالمیان کعبه حاجت طلبان — خبر از حالت من گیر که قربان توام

داد بر باد جفای تو اگر بنیادم — وله — می توانی که کنی از سر نو آبادم

در قفس یاد چمن کردم و خود در گشتم — کاش در سایه گل دفن کند صیادم

منتظر وار دمرا یار کرم فرمای من — وله — دیر می آید چو عیسی صاحب احیای من

سائلم امالب از اظهار مطلب بسته ام — حالتم چون ماه نو پیدا است از سیمای من

بسکه جا چون چرخ بر طاق بلندی داده اند — دست خارا را تصرف نیست بر مینای من

بنجوز نازم ز راز سرمه آن چشم فهمیدن — وله — که درد ته نشین جام بالا شد ز گردیدن

آسمان درین جهان نیست بسیار به بر گرفتن — وله — سوراخ میشود گوش از بهر زر گرفتن

روزیکه کامیاب شوم از لقای او — وله — بی اختیار گریم و افتم بپای او

شریک صحبت نا جنس بیهار مشو — وله — کناره گیر از آبو که سبزه وار مشو

خدا را نه پیاله دارم شب با مهتاب بیتو — وله — بدهان مار ماند قدح شراب بیتو

صنما سیر تو کردم شب ماه جلوه فرما — بخدا که چشم من شد گل مهتاب بیتو

نه بخانه می نشینم نه بباغ انس گیرم — که بود بچشم گریان همه جا حباب بیتو

بعدالت قیامت چو حساب من بسیند — سخن فرشتگان را ندهم جواب بیتو

ماه من امشب نمیدانم که مهمان که — وله — گرم رفتی از نظر شمع شبستان که

سالها شد در سراغت سر بصحرا داده ام — ای غزال بیمروت در بیابان که

من هم آخر درد مند چشم بیمار توام — ای نفر بانت روم در فکر درمان که

تا تو رفتی یک قلم مکتب خراب افتاده است
طفل شیرین حرف من شور دبستان کو

خاطرت آزاد دارد سخت بی جمعیتی
خیر باشد والهٔ زلف پریشان کو

وله

در نظرها بسکه انداز نمایان شده
چشم بد دور را ما صف خوبان شده

باد سیراب گلستان تو از آب بقا
بر سر تربت آزاد گل افشان شده

وله

هزار حیف که از مخلصان جدا شده
بگو برای خدا یا که آشنا شده

وله

دل من از هوایت گشته وا آهسته آهسته
برنگ غنچهٔ گل از صبا آهسته آهسته

اگر طشتم فتاد از بام رسوائی بدست من
نمی ترسم که بر خاطر نماند صدا آهسته آهسته

دل تو مشق را در کوی او شد طاقت جولان
گذارد طفل در رفتار پا آهسته آهسته

به پیش آفتاب آرا دهر دم سایه می کاهد
شدم در پرتو رویش فنا آهسته آهسته

وله

ز جانان در کمند وحدت خود میکنم یادی
درین منزل نشستم بهر تسخیر پریزادی

چه لازم تا کشم از سبزه گل منت بیجا
کفایت میکند بر مرقد من سرو آزادی

وله

نشاط آدمیان کم غم زمانه زیاد است
برای گریه دو چشم و برای خنده دهانی

وله

الهی تا زنم در هر خم گیسوی او دستی
کرامت کن مرا چون شاخ سنبل موبمو دستی

وله

به پیش او دل بیمار میکشد آهی
علاج می طلبد از طبیب بد خواهی

دلا بران ذقن نو دمیده خط بنشین
مخسپ در شب تاریک بر سر چاهی

وله

مرا بسمل نمودی زنده باشی
ز پا انداختی پاینده باشی

وله

تا کجا تشنهٔ خون من ناکام شوی
آنقدر هم نکنی جور که بدنام شوی

ز خود آسودگان دانند آئین حق آگاهی
درین دار الخلافت میرسد منصور را شاهی

درین عالم که همراه موافق میکند پیدا
نیابد راست از خضر و کلیم سد همراهی

آگاہ - مولوی محمد باقر ناعط مدراسی

آگاہ تخلص - محمد باقر نام - قبیلہ نوناعط سے ہین - آپکے بزرگان سلف وطنا بیجاپوری تھے - بکشش آبخورش مدراس مین آئے شہر ویلور مین سکونت اختیار کی - آگاہ صاحب ترجمہ شہر مذکور مین پیدا ہوئے - وہان کی سرزمین مین نشو ونما پایا - سن شعور کو پہنچ کے اساتذۂ کرام و علماء عظام سے کتب علوم و فنون کی تحصیل درجۂ تکمیل کو پہنچائی - فراغت تحصیل کے بعد درس تدریس مین مشغول ہوئے - اکثر طلبۂ مدراس مین آپسے فارغ التحصیل ہوئے آپ سخندانی و سخن شناسی کے صدر نشین تھے آپکا کلام مثل اہل زبان با محاورہ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے - آپکے اشعار آبدار سے سامعین و شائقین کو لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - شمع انجمن کا مولف آپکی نسبت لکھتا ہے - کہ در خیابان کرناٹک ہیچ او نہالی سر بالا نکردہ - واز گل زمین مدراس مثل و گلے خوش رنگ ندمیدہ انتہی کلامہ - آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے - فضائل نسانی و کمالات روحانی سے بھی موصوف تھے آخر سنہ ۱۲۲۰ مین اس دار فانی سے ملک جاودانی کے طرف روانہ ہوئے -

من اشعارہ

غم فراق تو از بسکہ کاست جان مرا
ستم بطرۂ تو دل زار خویش را
شیخ در میخانہ با ہر مست یاری میکند

عصا ز آہ بود جسم ناتوان ما
آخر فگندہ ام بسرت بار خویش را
ظاہرا با دختر رز خواستگاری میکند

امین - محمد امین

امین تخلص - محمد امین نام - ہندی الاصل تھا - شہر ارکاٹ مین سکونت پذیر تھا

نواب سعادت اللہ خان ناظم صوبہ کرناٹک کی خدمت مین میر منشی تہا۔ نظم و نثر مین استعداد کامل رکہتا تہا۔ تحریر و تقریر مین منشی بے نظیر تہا۔ انشا۔ گلشن سعادت و دیوان شعر اسکی تالیفات سے یادگار ہے۔ خوش فکر و سخن سنج تہا۔ اسکا کلام اہل زبان کیطرح ہوتا تہا۔ آخر سنہ ہجری مین فوت ہوا۔

من کلامہ

بخاصیت ہر کرا چون مہر بار فعت قرین باشد	اگر بر چرخ چہارم رفت چشمش بر زمین باشد

باب الباء موحدہ

بدیع۔ ملا بدیع

بدیع تخلص۔ ملا بدیع نام۔ سمرقندی الاصل تہا۔ سمرقند کے مشاہیر سے تہا۔ فن معما و تواریخ مین استاد مانا جاتا تہا۔ وطن سے دکن مین آیا۔ شہر مین اس کے فن معما و تواریخ دانی کا ذکر کوچہ و بازار مین ہوتا تہا۔ اسکا کلام دلچسپ و شیرین ہوتا تہا۔ بلدہ جنیر کو کن مین مدت تک رہا۔ وہان اسکو کافی کامرانی ہوئی آخر وہین رحلت کی۔

من اشعارہ

چشم تو بیدار ساز فتنۂ مست است	زلف تو ہندوے آفتاب پرست است
شبے در خواب او را با رقیبان ہم سخن دیدم	نہ بیند ہیچکس در خواب یارب آنچہ من دیدم
ترا الگل چو خندان صبحدم در بوستان دیدم	ز شبنم غنچہ را آب حسرت در دہان دیدم

بسمل۔ میر محمد یوسف خان

بسمل تخلص۔ میر محمد یوسف خان نام۔ آپ میر امام بدخشانی کے فرزند ہین

آپ وطن مالوفہ سے حیدرآباد دکن مین آئے۔ مبارزخان صوبہ دار حیدرآباد کی ملازمت اختیار کی۔ مدت تک خان موصوف کی خدمت مین رہا۔ جب ۱۱۳۷ھ ہجری مین مبارزخان و نواب آصفجاہ کے فیمابین جنگ ہوا۔ بسمل صاحب ترجمہ خان موصوف کے ہمراہ معرکہ مین تیسری تاریخ ماہ محرم سنہ مذکور مین تلوار و نیزون کے زخمون سے بسمل ہوگیا بسمل صاحب ترجمہ کے فرزند و اقربا قلعہ فرخنگر مین بتقریب خدمت قلعداری سکونت پذیر تھے۔ شاعر خوش فکر و شیرین زبان تھا۔ دلیری و بہادری مین بے نظیر تھا۔ شعر و شاعری کا شائق تھا۔ بشرط فرصت کبھی کبھی شعر موزون کرتا تھا۔ آپکا کلام دلچسپ و دلپسند ہوتا تھا۔

من نتائج طبعہ

زاہد تو صبح و شام عبث شور می کنی
شوخی تنجیر برہم ہیزند یک دام را
از گردش نگاہت شد نیم کشتہ بسمل
از غم جگر فگار بردیم
صحرائے عدم ز لالہ پر شد
از حیرت ما نبود واقف
اے اہل وفا نداشت قدرے
خاک رہ او شدیم بسمل

اللہ ہو اکبرست ز اللہ اکبرست
تا نبود ابتر دل من لف او ابتر شد
گرد سر تو گردم یک غمزہ بار دیگر
این گل بسر مزار بردیم
تا ما دل داغدار بردیم
آئینہ بہ پیش یار بردیم
این جنس بہر دیار بردیم
از سر ہمہ چہ اعتبار بردیم

بینش ۔ سید مرتضیٰ مدراسی

بینش تخلص ۔ سید مرتضیٰ نام ۔ میر صادق علی حسینی کے فرزند ہین۔

مشہدی سے ہین۔ نسب کا سلسلہ حضرت حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے پہنچتا ہے آپکی جد اعلی مشہد مقدس سے ملک دکن مین وارد ہوئے۔ گلبرگہ مین اقامت گزین ہوے۔ آپکے احفاد مین شاہ ابراہیم مصطفی حضرت خواجہ سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کے ماموں تہے۔ شاہ نور اللہ جو شاہ ابراہیم کے اولاد مین سے تہے۔ نواب سعادت خان کے زمانہ مین شہر ارکاٹ مین سکونت پذیر ہوے۔ شاہ نور اللہ سید ابراہیم بینش کے جد حقیقی ہین۔ شاہ صاحب نواب والاجاہ کی عنایت و مرحمت کی وجہ سے مدراس مین سکونت پذیر ہوئے۔ سنہ ۱۲۲۶ ہجری مین بینش کی ولادت شہر مدراس مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد علماء مدراس سے کتب درسیہ عربیہ و فارسیہ تحصیل کین تحصیل کے بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ اولا والد ماجد و برادر سے مشق سخن کرتے رہے۔ ثانیاً مولوی واقف سے مستفید ہوئے۔ ذکی الطبع و صحیح الفکر و خوش تقریر و حاضر جوابی مین بے مثل۔ شعر و شاعری مین بے بدل تہا۔ حیدرآباد مین مدت تک مقیم رہا۔ پہر مدراس مین پہنچا مشاعرہ اعظم مین شریک ہوا۔ شعراء معاصرین سے خوب مناظرہ و معارضہ کرتا رہا۔ آخر سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین مکہ معظمہ روانہ ہوا۔ راہ مین بہت سی تکلیفین اٹہائین آخر فائز المرام ہوا۔ حج و زیارت سے مشرف ہوا۔ ایک سال کے بعد وطن مالوفہ مین مراجعت کی۔ چند مدت کے بعد وطن مین مسافر عدم ہوا۔ وفات کا سن کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہا۔

من اشعارہ الفارسی

نتوان یافت جز بکوچہ یار	دل از خود رمیدہ ما را
آثار عشق سبز خطان جلوہ میدہد	از سبزہ دمیدہ خاک مزار ما

نثار بادهٔ این بزم خمار آمود است	وله	سر بسر در پی هر سو زیانست اینجا
دلم از زلف بتان ربط نهان می‌دارد	وله	دانهٔ سبحه کند رشتهٔ زنار طلب
خط شعاع نیست که از پنجهٔ جنون	وله	گشتست تا زنار گریبان آفتاب
چشمم گهر اشک فشاند بقدومش	وله	گر پیک صبا زان گل رعنا خبر آرد
از وطن آواره گردید از نظر افتاده آه	وله	برق عالم سوز حسنش سوخت خشک تا ما و انحرا
لغزد چسان بکوی تو از ضعف پای دل	وله	باشد همیشه آه رسایم عصای دل
گر خاک شوم پای حنابست تو بوسم	وله	ور سرمه شوم چشم سیه مست تو بوسم
روز افزون حسن تو یا ماه یا آزار من	وله	گرم تر خوی تو یا خورشید یا بازار من
آستینت پرشکن یا زلف یا پیچش نیم		دست شه گوهرفشان یا ابر یا افکار من
خال مشکین طرف چشم بلا انگیزش	وله	مست افتاده سیاهی بدر میکده
بینش بهر دلیکه صفا موج می‌زند	وله	نایاب گوهریست ببازار زندگی
هر دم از رنگ گل عارض آن غنچه دهن	وله	بینوا گل کند اکنون بخیالم چمنی

بہار ۔ سید علی مدراسی

بہار تخلص۔ سید علی نام۔ آپ سید عبد الحق مذہبًا حنفی مشربًا قادری مولدًا مدراسی کے فرزند ہیں تیس تیئیس برس کی عمر ہے۔ جوان صالح و مستعد طالب علم ہیں۔ فارسی و اردو دونوں میں شعر کہتے ہیں۔ اوائل میں سید صادق حسین شریف مدراسی سے مشق سخن کرتے رہے۔ اور آخر میں منشی امیر احمد امیر لکھنوی کے شاگرد ہوئے صاحب دیوان ہیں کلام شیرین و رنگین ہے۔

من اشعارہ الہندی

نیم بسمل مرے قاتل نے مجھے چھوڑدیا
اور آفت میں پڑا رحم کے قابل ہوکر

عکس سے آئینہ میں اوس نے بگڑکر پوچھا
آپ ہی آئے ہو کیا بوسہ کے سائل ہوکر

سختیاں بعد فنا بھی ہی باقی ہیں بہار
سنگ میری چھاتی پہ ہاسل ہوکر

ولہ

آتی ہے بوئے محبت آج دود شمع سے
جل بجھا شاید کوئی پروانہ اس محفل میں ہے

یہ تیری نیچی نگاہیں کہہ رہی ہیں صاف صاف
مجھسے بڑھ کر وصل کا ارمان تیرے دل میں ہے

بلیغ ۔ محمد غریب الدین فتحپوری

بلیغ تخلص ۔ محمد غریب الدین نام فتحپوری ہسوہ کے رہنے والے ہیں ۔ کتب عربیہ درسیہ سے فارغ التحصیل ہیں ۔ جامع معقول و منقول ہیں ۔ آپنے علم حدیث میں مولوی محمد شاہ صاحب محدث دہلوی سے سند پائی ہے ۔ ذہن استعداد و لائق ہیں ہر ایک علم و فن میں لیاقت و قابلیت رکھتے ہیں اور آپ شعر گوئی میں حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی سے تلمذ ہے شعر خوب کہتے ہیں ۔ کلام صاف و شیریں ہوتا ہے ۔ خوش طبع و خوش خلق ہیں مدت سے حیدرآباد دکن میں وارد ہیں ۔ معلوم نہیں کہ آپ کس محکمہ میں ملازم ہیں ۔ آپکی عمر قیاسًا پینتیس برس کی ہوگی ۔ بارک اللہ فی عمرہ

من اشعارہ

اون کی حنائی ہاتھہ میں جام شراب ہے
یا جلوہ گر شفق میں فلک آفتاب ہے

یہ بات ہے جو کہتے نہیں خط کا وہ جواب
اک ایک حرف خط کا میری لاجواب ہے

اوٹھے اگر نقاب تو باقی رہی حیا
بے پردگی بھی آپکی عین حجاب ہے

سر پر بلا نہ لائے لٹکا کے زلف کو	آنکھین دکھائیگا جو مجھپر عتاب سے
مٹی تری خراب نہو گی کبھی پلنگ	تو تو نہال باغ بن بو تراب سے

بیان خواجہ احسن اللہ دہلوی

بیان تخلص۔ خواجہ احسن اللہ نام۔ آپکا اصلی وطن دلی ہے۔ آپنے عالم شباب مین علم و فضل کے حاصل کرنیکے بعد شعر گوئی کا شوق کیا طبیعت مین موزونیت خداداد تہی۔ موزون کرنے لگے۔ جناب مرزا جانجانان مظہر کے شاگرد ہوئے۔ استاد کی توجہ و اصلاح سے چند ہی روز مین درجہ کمال کو پہنچے۔ آپکا کلام شیرین و دلاویز نمکین و شور انگیز ہوتا تہا۔ آپ اپنے معاصرین و اقران سے بڑہ گئے۔ خوش خلق و خوش سیرت تہے۔ ظریف الطبع لطیف المزاج تہے یاران ہم مشرب سے نہایت خوشی و خرمی سے ملتے تہے خندہ رو شگفتہ پیشانی تہے۔ مولانا فخر الدین اورنگ آبادی کے مرید تہے۔ مرشد کے عاشق تہے مرشد کے معتقد و مطیع تہے۔ آخر آپ دلی سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے چند مدت تک زندہ رہے پہر آخر سنہ ۱۲۰۶ ہجری مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ

قفس مین مین رہائی کیلئے کیا کیا نہین کہتا		تڑپتا ہون پہڑکتا ہون کوئی پر وا نہین کرتا
کہتا نہین مین عرش پر اے نالہ جا پہنچ	ولہ	کانون تلک تو اوسکے تو اے نارسا پہنچ
باتون مین آہ کٹی لگا یارسی بیان	ولہ	رکہتا تہا کان تک مری فریاد کیطرف
ہوویگا ذوق حسرت دیدار مین خلل		شیرین گذر نکیجیو فرہاد کی طرف
جادو تہی کہ سحر تہی بلا تہی	ولہ	ظالم یہہ تیری نگاہ کیا تہی

مت آئیو اسے وعدہ فراموش تو اب بہی	ولہ	جسطرح کٹا روز گذر جائیگی شب بہی
بیان کون ہے اتنا کہ یوچہتے ہو	ولہ	تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے
وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجہہ سے ہمنشین	ولہ	شام سے لیکے صبح تک وہ ہی نہین نہین ہی

بندہ میر محمد میر اورنگ آبادی

بندہ تخلص - میر محمد میر نام - سید صحیح النسب و شریف الحسب ہین - اصلی وطن اورنگ آباد
دکن ہے - آپ فارسی و عربی مین ذی استعداد و طالب علم تہے - زبان ریختہ مین نہایت نزاکت
و لطافت سے کلام موزون فرماتے تہے چند مثنویان ہندی زبان مین ارباب دول کی تعریف
و توصیف مین تالیف کین - لچہمی نرائن صاحب کے دوستون مین سے ہین - صاحب چمنستان
شعرا مین لکہتے ہین کہ میر صاحب ابتدا مین میر تخلص کرتے تہے جب مجہہ سے ملاقات ہوی
تو مین نے کہا کہ میر تقی میر تخلص آپکے ہمنام و تخلص ہند مین موجود ہین میرے نزدیک
اشتراک تخلص خوب نہین آپنے میری بات قبول کی او سیروز سے بندہ تخلص فرمایا انتہی کلامہ
آپ حرف گیرون کے بیان مین ایک مثنوی لکہی ہے - ہم مثنوی کے چند اشعار لکہتے ہین ہو ہذہ

مثنوی

سنو نکتہ چینون کا مجہسے بیان	کہ اون کی حقیقت ہے اونپر عیان
کیا اگر شعر ہے خوب صاف	ولیکن وہ کہتے ہین زراہ خلاف
کہ اس شعر مین کچہہ نہین بند وبست	ہر اک جائے پر بحر مین ہی شکست
کسی کا ہے مضمون اگر بہترین	یہہ کہتے ہین وہ سارے زراہ کین
یہ مضمون مدت سے ہیگا قدیم	کہ اسکو کہا ہے اسیر و کلیم

کسی نے اگر تازہ مضمون پڑھا
کہ جس کے معانی ہے بس بے بہا
یوں کہتے ہیں وہ نکتہ چین از حسد
یہ مضمون کسی سے نہیں ہے سند

شعر
سرو و شمشاد ہو گئے حیران
جب چمن میں ترا خرام ہوا

بیان۔ آقا مہدی اصفہانی

بیان تخلص۔ آقا مہدی نام۔ ابو طالب کلیم کا ہمشیرہ زادہ ہے۔ ہمدانی المولد اصفہانی المنشا ہے نشو و نما کے بعد اصفہان میں علوم و فنون میں استعداد وافی و مہارت کافی حاصل کی۔ جامع علوم و فواضل تھا۔ تحریر و تقریر میں بے نظیر ذہین خوش مزاج و حلیم تھا۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع تھا۔ تکبر و غرور سے نفور۔ صاحب عزت و غیور تھا۔ شاعری میں استادانہ کلام شستہ و پختہ کہتا تھا۔ عالمگیری زمانہ میں وطن سے ہند میں وارد ہوا۔ دلّی و لاہور و آگرہ میں چند مدت تک بسر کرتا رہا آخر گولکنڈہ دکن میں آیا اوسوقت عبداللہ قطب شاہ زندہ تھا۔ بادشاہ کے حضور میں باریاب ہو کے منصب مناسب سے سرفرازہ ہوا۔ اُسوقت گولکنڈہ دکن میں وباکی بیماری پیدا ہوئی۔ اکثر خلائق اس مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے بیان بھی اسی مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہوا۔ یہ واقعہ سنہ [illegible] ہجری کے آخر میں واقع ہوا۔ صاحب ریاض الشعرا اور صاحب تذکرہ کے بیان صاحب ترجمہ کے حال میں اختلاف کرتے ہیں۔ صاحب ریاض الشعرا کا قول فقیر مولف کے موافق ہے۔ اور صاحب تذکرہ بی نظیر کہتے ہیں کہ بیان اولاً وطن سے کشمیر میں وارد ہوا اور وہاں سے چند روز کے بعد سنہ [illegible] کے آخر میں وطن کیطرف مراجعت کا ارادہ کیا

کشتی مین سوار ہوا کشتی کو آگ لگ گئی آگ و دریا مین حریق و غریق ہو گیا

من اشعارہ الفارسی

شب جنابت و دل خلقی ز کف افزیرد
بیابانِ خاک ہت گرد ید عمر بیت
خدنگت بہر غم و امیگذارد
گذشتِ تیر جانان را بلا کم
ازان خارِ سر را ہم بکوبیت

ولہ

خوب دستی آن ہت بیداد گر وا کردہ است
بزیر پا نگاہے میتوان کرد

ولہ

اگر در سینہ ام جا میگذارد
کہ پیکان را بدل وا می گذارد

ولہ

کہ آنجا مدعی پا میگذارد

بیجان ۔ لالہ جیکشن داس اورنگ آبادی

بیجان تخلص ۔ لالہ جیکشن داس نام ۔ آپکا وطن اورنگ آباد ہے ۔ آپ نواب صلابت جنگ بہادر کی دار الانشا مین تہے ۔ منشی خوش تحریر ۔ اور خوشنویسی مین جواہر قلم ۔ شعر گوئی ریختہ کا فریفتہ تہا ۔ اور شاہ سراج اورنگ آبادی کی خدمت مین کلام کی اصلاح لیتا تہا ۔ مضامین نازک و معانی لطیف کو موزون کرتا تہا ۔ خوش خلق نیک سیرت درویش دوست و صوفی مشرب تہا لچھمی نرائن چمنستان شعرا مین نقل کرتے ہین کہ ایکروز مجہسے شاہ سراج نے نقل کی کہ جیکشن نواب صلابت جنگ کے لشکر جانے کے لئے تیار ہو کر میرے پاس رخصت کے لئے آیا اور ایک شعر تازہ جو کہا تہا پڑہا اور اصلاح کا خواہان ہوا شعر یہ ہے

تری یاد کمر سے یون عدم مین ملگیا بیجان ✣ کہ قالب بہی نہا وے
گو کوئی اُسکا کفن کہوے ✣ حاصل کلام رخصت ہو کر چلا گیا اتبک اُسکا

بتاوتشان نہین انتہی کلامہ ۔

من اشعارہ الہندی

نگہ کی جوت پتلی کی نین سیتی نمایان ہے
یار مہندی بھری ہاتون سی اگر ہوئی طبیب
قید مین عاشق اگر یاد کرے گلرو کو
باغ مین کرے نرگس عرض حال اگر اپنا
کیون نہ حاصل ہوئی خوشی جگہین

وله

اندہاری رات مین بجلی بھی چمکی ہی خدا حافظ
شاخ نبض دل بیمار سے مرجان پہولے

وله

وہان کی زنجیر کے والے سے گلستان ہوبے
آنکہ کے اشارت سے نت جواب دیتا ہے
دل ہیجان مین جان آیا ہے

باقی ۔ راجہ گرد ہاری پرشا حیدر آبادی

باقی تخلص ۔ راجہ گردہاری پرشاد نام بنسی راجہ عرف ہے ۔ آپکے بزرگونکا اصلی وطن چھپرا ہوا ہے ۔ آپکے جداعلی آصفجاہی زمانہ مین وطن سے حیدرآباد دکن مین آئے بندگانعالی سرکار نظام کی قدردانی سے خدمات جلیلہ پر مامور ہوئے ۔ ہر ایک خدمت مفوضہ کا کام دیانت داری امانت سے انجام دیتے رہے ۔ امانت و دیانت وقتاً فوقتاً آپکی بزرگون کی ترقی کا باعث ہوتی رہی ۔ آپکا خاندان ہمیشہ ترقی کے اوج پر عروج کرتا گیا ۔ روز بروز عزت و آبرو بڑہتی گئی ۔ فی الحال زمانہ کے استداد سے اور خاندانی سلسلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپکی پانچ یا چھہ پشتین گذرین ہین ۔ برابر آپکے بزرگ مسلسل طور پر اس ریاست مین معزز و مکرم رہتے ہین ۔

آپکی ولادت باسعادت اسی شہر فیض بہر مین ہوئی ۔ نشو ونما بھی یہین کی آب وہوا مین ہوا ابتدائے تعلیم و تربیت کے بعد آپنے شروع شباب مین علماء حیدرآباد سے کتب درسیہ

فارسیہ کی تحصیل کی۔ اور عربی مین مختصرات نحو و صرف کو حاصل کین۔ انشا پردازی و عبارت نویسی مین منشی بیدل ہوئے۔ فن حساب سیاق مین جو آپکا موروثی ہی صاحب بے مثل ہوئے۔ طبیعت مین چستی و چالاکی موجزن۔ اور طبیعت مین شوخی و بیبا کی شعلہ زن تہی۔ مزاج مین جولانی اور دماغ مین سنجیدگی کا جوش۔ اور قوت ناطقہ مین تازگی اور خیال مین نازک خیالی کا خروش تہا۔ طرفہ یہہ ہے کہ شباب کا عالم ہر رگ و ریشہ تازہ دم تہا ایسے زمانہ رشک بہار مین آپکو سخن سنجی و شعرگوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا۔ تلاش مضامین کا ذوق ہویدا ہوا۔ آپنے اکثر استادون کے دواوین فارسی و اردو جمع کئے۔ اور ہر ایک دیوان کو ابتدا سے انتہا تک خوب غور و فکر سے ملاحظہ کیا۔ مواد و اسباب ہر قسم کا حافظہ کے خزانہ مین موجود تہا۔ دواوین کا دیکہنا کیا تہا کہ آپ دبستانہ بنگئے۔ جوش دل سے تازہ تازہ مضامین شگفتہ شگفتہ معانی کے ساتہہ موزون کرنے لگے۔ سننے والون کو آپکے کلام سے حیرت ہوتی تہی۔ اور اکثر کثرت تعجب سے عالم سکتہ مین محو ہو جاتے تہے۔ آپکا کلام دونون زبانون مین نہایت ہی شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے۔ ہر ایک شعر لطافت و نزاکت مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ حضرت شمس الدین فیض کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎

ہین فیض صاحب سے اُپن استاد ۔۔۔ دکن سے جائین کیون ہندوستان ہم

آپ بظاہر امیر مگر بباطن فقیر ہین۔ فقرا دوست و غربا پرور ہین۔ آپکا کلام ہمارے اس قول کی تصدیق کا محضر ہے۔ اکثر آپکا کلام صوفیانہ ہوتا ہے ہر ایک شعر و مصرع سے توحید و وحدت عیان ہے۔ ہر ایک فقرہ و کلمہ سے انا الحق کی کیفیت نمایان ہی آپکے صوفیانہ کلام سے صوفیائے کرام کو وجد و حال آتا ہے۔ آپکی رباعیات مین بہی یہی کیفیت ہے

غزلیات مین عاشقانہ جوش و خروش ہے کہین خط و خال کی تعریف ہے۔ کہین سراپائے حسن و جمال کی توصیف ہے۔ کہین شکایت فراق ہے کہین لذت وصال ہے۔

اور آپ کے قصائد مدحیہ کا اور ہی رنگ ہے کہین ممدوح کی سیرت و صورت کی بہار ہے کہین شجاعت و سخاوت کا گلزار ہے۔ کہین مضامین واقعہ کا مرقع۔ کہین لطافت و نزاکت کا تماشا دکھایا ہے۔ غرض کہ آپ جامع الکمال ہین۔ ظریف الطبع و لطیف الوضع ہین سلیم المزاج و حلیم الخصال ہین۔ آپکی عمر قریب ستر برس کی ہوگی۔ ماشاءاللہ چشم بددور روشن دل تازہ دماغ ہین۔ ابھی تک طبیعت مین جوانی کا ولولہ و ترقی کا حوصلہ موجود ہے حسن اتفاق و اشفاق مین شہرۂ آفاق ہین۔ آپکو خلائق کے ساتھہ کیا خاص کیا عام اتفاق ہے۔ پیشتر بندگانعالی متعالی حضور پرنور کی متقرب تہے۔ رات دن مورد عنایت و مرحمت تہے۔ بعد ازان نظم جمعیت مین عہدۂ جلیلہ سررشتہ داری پر مامور ہوئے صاحب التالیف و التصنیف تہے۔ کلیات یادگار باقی۔ کنوز التاریخ۔ دیوان بقائی قصائد باقی۔ سیاق باقی۔ پیرایۂ عروض۔ آئینۂ سخن وغیرہ ہین

آخر آپنے سنہ ۱۳۰۹ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کے طرف روانہ ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

تشبیب اے ترک ابواب طرب بر روی ما بکشا
گلہ از سر بنہ بنشین کمر وا کن قبا بکشا

بہ بستان نرگس شہلا بہ شوخی دیدہ می بازد
تو نیز از خواب شبہ بیدار و چشم سرمہ سا بکشا

بس اے صیاد رحمی کن بہار آمد رہائی دہ
چنین تا چند در بند قفس داری تا کجا بکشا

بیا و رباده ور بندہ خمارم تا کجا داری
در میخانہ اے پیر مغان بہر خدا بکشا

نگر دوسیریم از شیشہ و ساغر تو اے ساقی
سر رطل و سبو وا کن خم سر بستہ را بکشا

به محشر تا حساب دیگران را فرصتی باشد
تو باقی دفتر آوارهٔ خود را جدا بگشا

بنازان زلف بر بندو کاکل از ادا بگشا
بآن بست و گشا داین خاطر وابسته را بگشا

همه فانیست الا الحق زبان در بحث لا بگشا
بجز او کیست باقی چشم عبرت انتها بگشا

به بند از نقش چشم و صنعت نقاش را بنگر
مکن صورت پرستی دیدهٔ معنی نما بگشا

تماشائے دو عالم دیدنی دارد چو آئینه
ببین از پائے تا سر دیدهٔ حیرت نما بگشا

من اشعاره الهندی

جلوه فرما جو کبهی وه مه انور هوتا
شرف منزل خورشید میرا گهر هوتا

بلبل آتش نفس هون ڈر هی کیا صیاد کا
شعلهٔ آواز سے پهوکون قفس فولاد کا

ولہ

ملے گا خضر کو اپنا پتا کب
روان هین صورت ریگ روان هم

ولہ

آگ دیتا هون جگر کو دل سے
حق همسایه ادا کرتا هون

ولہ

شور گریه سے زمانه کی هوا بدلی هے
سرکے دیدهٔ تر ابر سے کیا بدلی هے

ایک گل مین بهی نهین بوے وفا باقی تهی
اندنون گلشن عالم کی هوا بدلی هے

ردیف بائے فارسی

پروانه ۔ شاه ضیاء الدین برهانپوری

پروانه تخلص ۔ شاه ضیاء الدین نام آپکا مسقط الراس دار السرور برهانپور هے اور آپکے بزرگان سلف ورنگ آباد آئے اور سکونت پذیر هوئے ۔ آپ بهی بزرگان سلف کے ساتهه ایام طفلگی مین آئے ۔ اور اسی شهر مین نشو و نما پایا ۔ اور سن شعور کو پہنچکے کتب درسیه متداوله اساتذه کرام سے حاصل کین ۔ اور شعر و شاعری مین حضرت آزاد بلگرامی سے

اصلاح لیتے رہے۔ آزاد کی اصلاح سے درجہ کمال کو پہنچے۔ چنانچہ میر کی خدمت میں اپنی نیازمندی کا اظہار کرتا ہے ؎

پیشت اے نسیم صبح عرض مطلبی دارم رسانی حضرت آزاد را از من پیش سی را

پروانہ صوفی مشرب فقیر دوست تہا۔ شاہ سراج الدین اورنگ آبادی کا مرید و خلیفہ تہا تا بزندگی پیر اورنگ آباد میں قیام پذیر رہا۔ پیر کی رحلت کے بعد سیر و سیاحت کا عزم کیا پیر و مرشد کی قبر و مکان کی عمارہ تعمیر کی۔ تعمیر کے بعد بیدر گیا۔ اور وہاں اپنے لئے ایک تکیہ تعمیر کیا۔ وہاں کے حکام و اعزہ آپکی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ گل رعنا کا مولف لکھتا ہے ایک زمانہ میں ہم دوستان موافق یعنی میر اولاد محمد ذکا و میر عبد القادر مہربان و میرزا عطاء ضیا۔ و شاہ پروانہ صاحب ترجمہ وغیرہم کا مجمع ہوتا تہا۔ باہم حسن صحبت و اخلاق سے لطف و حظ حاصل ہوتا تہا۔ شعر و شاعری کا مذاکرہ و مباحثہ رہتا تہا انتہی کلامہ۔ پروانہ صاحب ترجمہ ہندی فارسی دونوں زبانوں میں کلام موزون کرتا تہا۔ لیکن شعرگوئی ہندی کیطرف زیادہ مائل تہا۔ کبھی کبھی اعزہ و احباب کی خواہش سے فارسی بھی موزون کرتا تہا۔ دونوں زبانوں میں آپکا کلام رنگین و خوش ادا ہے آپ سنہ ۱۱۷۵ ہجری میں بطور سیر احمدنگر میں رونق افزا ہوئے تھے۔ بمقتضائے آب و خورش چند مدت تک وہاں سکونت پذیر رہے۔ اس سکونت کی وجہ سے بعض نے آپکو احمدنگری اور بعض نے بیدری لکھا۔ واقع میں آپ مولد اگر برہانپوری نشو و نما کی وجہ سے اورنگ آبادی تھے۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکا سنہ وفات نہیں لکھا۔ لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپنے سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں رحلت کی۔ والعلم عند اللہ

من اشعارہ الفارسی

در جناب حق ز بس تنها تو لائیسم ما ... بر سر غیر خدا تیغ تبرائیسم ما
کی شناسد هستی ما چشم پوچ هر حباب ... در نظرها قطره‌ایم و عین دریائیسم ما

وله
درمیان ما حجابی نیست جز پندار ما ... آئینه شد حذفا فاصل شاهد و مشهود ما

وله
که می‌فهمد بجز عشاق قدر کم نگاهی را ... تغافلهای صیاد است دام مرغ ماهی را
بدستی خنجر و در دست دیگر تیغ می‌آید ... خدا حافظ دل خود داده‌ام طفل سپاهی را
بمن پروانه و بیرو حرم این حرف میگوید ... که در هر شمع دیدم شعلهٔ نور الهی را

وله
روز عید از دست خود فرمود قربانی مرا ... خلعت بسیار رنگین کرد ارزانی مرا
رنگ دامن کرد رسوا قاتل بیرحم را ... آه گشت از خون خود حاصل پشیمانی مرا

وله
چه بخت سبز دارد هر که می‌بوسد حنایش را ... بمن هم لطف کن یارب نصیب برگ پایش را

وله
اگرت بود بدل اینچنین که تخلصم شود یقین ... پر و بال سوخته را ببین بطواف شمع لگن درا

وله
انحرافی از هوا دارد مزاج عندلیب ... می‌توان از قرص گل کردن علاج عندلیب

وله
کیست از سلسله جویان که گرفتار تو نیست ... نیست در مصر عزیزی که خریدار تو نیست

وله
سینه‌ام دل بنگاری که وفائی دارد ... باز ده آئینهٔ من که بسر کار تو نیست
دوش پروانه با شمع خودآرائی گفت ... که بجز من سببی گرمی بازار تو نیست

وله
ندارد بر کف ساقی این پیاله عبث ... نکرده‌ایم باو نقد جان حواله عبث

وله
پای من وقت خزان گشت بدامان محتاج ... فصل گل دست جنون شد بگریبان محتاج

وله
نه از تراوش می وش شور قلقل بود ... که خواند شیشه او را وخوان دعای قدح

وله
ز شمع گریه ز پروانه ماند خاکستر ... آب چشم صراحی بخاک پای قدح

وله
هست در بستان اگر صحن و در و دیوار سرخ ... در بیابان از کف پایم بود هر خار سرخ

چون شمع مرا شعلهٔ آتش بسر افتاد / هر تار فلم سوخته در چشم تر افتاد

وله

زند دم بوالهوس بر زخم از روی نادانی / چو شمع کشته از سوز درونم دود بر خیزد

ز شوخی بسکه داری در دل من آمد و رفتی / غبارے کز تو بر خاطر نشیند زود بر خیزد

وله

دیده چون نقش مرا پرسید این مقتول کیست / دیده و دانسته بیدادم تجاهل می کند

وله

غنچه سان خوابیده گان را کیسهٔ زر می نهند / هوشیاران را چو شبنم دیدهٔ تر می دهند

وله

فغانم غفلت آسودگان خاک بهم زد / دل بیتاب الله الهی چنین باشد

نمی ماند ز رفتن شمع گر آتش بسر بارد / رہے سالکے اورا جان آگهی چنین باشد

خیالات در دل نگهم سر آنکس بدمی گوید / که تاریکی چنین یوسف چنین چاهی چنین باشد

وله

تا حال دل خود بدلارام نویسم / اے اشک دمی باش مشو دشمن کاغذ

وله

خار ابرون آورد از گلدام آزادم نکرد / مرغ دست آموز تمکین رشته بر پایم هنوز

وله

باز بان تیر خواهم گفت حرفت را جواب / بوالهوس الجوهر شمشیر عریانم مپرس

وله

جز دل آگه خدا را کی توانی یافتن / قبله گر میجوئی از قبله نما غافل مباش

هر بلبلے که زاغ مشو و هم نوائے او / باشند با و چو غنچه خموشی هزار فرض

کی کند با سرو پا در گل بهٔ بستان خیال / گر کند قمری بان سرو خرامان اختلاط

لاله و سنبل نگر در کوه و صحرا کرد گل / دست سرو بوانه دارد با گریبان اختلاط

خیال روئے تو از دل نمی شود زائل / برنگ آتش جاریست در وطن محفوظ

سوختن در محفل عشاق چون سرکرد شمع / دیده را اول ز اشک آتشین تر کرد شمع

موسم خط در بساط زلف و یکدل نماند / کهنه دولتمند یارب بے پریشان شد دریغ

جان داد و در رهش دل امیدوار حیف / آن طفل نے سوار نیامد هزار حیف

یکروز ہم نکرد گذاران سیاہ چشم	وله	چشم سفید شد بره انتظار حیف
ریخت ہر شب شورہا در دیدۂ لیلی نمک	وله	کرد پیدا در جہان یارب جنون ما نمک
در ہیچ گاہ یار بیک جو نمیخرند	وله	آرد اگرچہ یوسف مصری ہزار دل
بیاد سرو لبجوئے قیامتہا کردم	وله	چو قمری مشت خاک خویش را اندر ہوا کردم
بگوش گل رسان پیغام دردآلود مشتاقان		بہ پیشت عرض احوال خود ای باد صبا کردم
نقش تصویریم سراپا انتظاریستم	وله	کیست داند تا مرا جز خود دو چار کیستم
ہمین کہ فال شہادت گذشت در دل من	وله	رسید خنجر عریان بدست قاتل من
عشقبازان دیدہا سازند پا انداز او		رخصت تشریف فرمودن دہد گر ناز او
زکات بود فرض بر لبت امشب		کر ماہ حسن رخت صاحب نصاب شدہ
باواز حزین در کوی او میگفت با بوسی		زنم بر سنگ سر تا چند با الم دست افسوسے

پناہ۔ محمد پناہ اورنگ آبادی

پناہ تخلص۔ محمد پناہ نام۔ اورنگ آبادی الاصل ہے۔ لچھمی نرائن شفیق کے رفیقون مین سے تہا۔ شاعر خوش سلیقہ تہا۔ فارسی و ہندی دونو زبانون مین موزون کرتا تہا کلام پاکیزہ و صاف ہے جو کچھہ کہتا ہے خوب کہتا ہے۔ سنہ ۱۱۸۰ ہجری مین زندہ تہا۔ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے قریب مین فوت ہوا۔

من اشعار الہندی

تری زلف سیہ کی قسم ہے ای دلبر	علاج جلد مرا کر لڑا ہے کالا ناگ
حسن کے دریا مین تیری حلقۂ در کی قسم	ماہی دلکو مری یہہ زلف جالا ہوگیا

پنچھی نجم الدین بلگرامی نزیل حیدرآبادی

پنچھی تخلص ۔ نجم الدین نام ۔ سادات بلگرام سے ہے ۔ پیشتر عاجز تخلص کرتا تھا ۔ عارف الدین خان عاجز کا شہرہ سنکر بجائے عاجز پنچھی تخلص اختیار کیا ۔ سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین حیدرآباد مین آیا محلہ حسینی علم حیدرآباد کے قریب سکونت اختیار کی ۔ قناعت و توکل مین زندگی بسر کرتا تھا مستغنی المزاج تھا کسی امیر و فقیر سے کچھہ غرض و واسطہ نہین رکھتا تھا لچھمی نراین لکھتے ہین کہ مین سنہ ۱۱۸۰ مین میان پنچھی سے حیدرآباد مین ملا خوش مزاج و خوش خلق پایا ۔ مجھہ سے نہایت محبت سے ملے ۔ طرفین مین خوشی حاصل ہوئی ۔ اور مجھکو اپنے چند اجزا جنمین آپکے اشعار طبع زاد مرقوم تھے عنایت کئے ۔ ہم آپکے چند اشعار آبدار چمنستان شعرا سے نقل کرتے ہین ۔

جناب نجم الدین صاحب نے حیدرآباد مین بلگرام کی براق کی نقل یہان حسینی علم کے قریب قائم کی ۔ اب تک ہر سال ماہ محرم مین وہ براق قائم ہوتی ہے ۔ اکثر اہل دکن نیاز گل و چراغ چڑھاتے ہین ۔ شہر مین آپکے نام پر مشہور ہے ۔ لوگ پنچھی کی براق سے نامزد کرتے ہین ۔ یہہ خاص میری تحقیق ہے ۔ اسکو کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے نہین لکھا آپ سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے قریب اسی شہر مین فوت ہوئے ۔

من اشعارہ الہندی

کفر و اسلام کی کچھہ بات نہ پوچھو ہمسین — بت عیار کو ہم اپنا خدا کہتے ہین

دربدر نالہ و فریاد کیا ہم ہر چند — یہہ کبھون نے نہین پوچھا کہ یہ کیا کہتے ہین

اسقدر نادان نہین ہوسکین دل یا تو نہین دون — عمر گذری ہے سجن تمہین سے عیارون کے بیچ

ابرو کمان چڑہا کے کہنتے ہو بات اگر کبھی — ولہ — جی تو لیا ہمارا اب کیا کروگے لڑکے
شاید کہ آج آوے نپچھی تیرا تماشا — بپہڑکے ہے آنکہہ ہردم دلکو لگے ہے دہڑکے

ولہ
صنم بتا تو خدائیکا تجھکو کیا نہوا — ہزار شکر کہ تو بت ہوا خدا نہوا

ولہ
کہان آتا ہے رحم اوسکو ستم کا جو مزا جانے — مری کوئی یا جئے صیاد ظالم کی بلا جانے
چھپی نہین ہے حقیقت داغ دل ہریکی گلشن مین — وہ لالہ جانتا ہے باغبان جانے صبا جانے
تبنگ آیا ہے ایسی قید کے جینے سے جی میرا — قفس مین کب تلک قسمت ہماری ہے خدا جانے

ولہ
قیامت ہے ترا گہونگٹ کے اوٹہو نمین لٹک جانا — بلا انکہیان سو انکہیان کہ ہنسکر مٹک جانا
نئی تم سے چلی ہے ناز کی یہہ طرح دنیا مین — کہ دکہلا دور سے چہلکے ٹہملنا اور ٹہٹک جانا

حرف التاء

تجلی محمد حسین کاشی

تجلی تخلص - محمد حسین نام - کاشانی المولد ہے - استعداد ضروری حاصل کرنیکے بعد شعرگوئی کا شوق ہوا سخن سنجی و نکتہ پردازی مین عدیم المثال تہا - طبیعت مین بلند پروازی تہی مضامین رنگین و معانی دلنشین کی شیرازہ بندی کرتا تہا - آپکے کلام سے نزاکت نمایان ہے ہر فقرہ سے لطافت عیان ہے - وطن مالوفہ سے ہند مین وارد ہوا گجرات مین سکونت اختیار کی مولانا نظیری کا معاصر تہا مشاعرہ مین مع لا انکے ساتہہ ہم طرح ہوتا تہا - بطور سیاحت حیدرآباد دکن مین بہی آیا تہا اور قطب شاہیہ سلاطین سے انعام و اکرام پاکر پہر دکن سے گجرات مین مراجعت کی آخر سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین فوت ہوا خاک گجرات مین مدفون ہوا -

من اشعارہ

بر جائے خدنگِ تو و ہد بوسہ شادی	وله	صیدِ تو کہ آرد بسوئے زخم دہن را
تو کشتی بادہ و تجلی آہ	وله	آتش آنجا بلند و دود اینجا
چہ شد کہ رخ ننمودی و دین و دل بردی	وله	کہ روئے بستہ حریفان زنند قافلہ ہا
و می در بزم میخواران خون خالی نخواہد شد	//	اگر ساغر کند دوران بسیں از مرن گلِ مارا
بر مزار ما شہیدان نے چراغ و نے گلے	//	ہر طرف پروانہ در طوف است و ہر سو بلبلے

تابع خلیفہ اسد اللہ متوطن برہانپوری

تابع تخلص - خلیفہ اسد اللہ نام - آپکا اصلی وطن تتہہ سندہ ہے - وہان سے شہر برہانپور مین آکے مدت تک متوطن رہے - پہر وہان سے بندر سورت مین پہنچے علی نواز خان جو سورت کے متصدی تہے اُن کے مصاحب ہوے - تا مرگ معز الیہ کی خدمت مین زندگی بسر کرتے رہے - آخر سورت مین ۱۱۹۵ھ ہجری مین فوت ہوئے - شعر گوئی کے عاشق و شائق تہے - کبہی کبہی موزون کرتے تہے - دو شعر آپکے طبعزاد ہمکو تذکرہ مردم دیدہ سے ملے ہین لکہے جاتے ہین ؎

راہ سفرِ وصلِ تو تا سر شود اے دوست　　پیش از قدمم در رہ شوقت سرم افتاد

اے دل تو بپرواز بر من یکدو قدم پیش　　راہے بسرِ کوچۂ آن دلبرم افتاد

تسلیم محمد قلی برہانپوری

تسلیم تخلص - محمد قلی نام - برہانپوری المولد ہے - آپکے بزرگ ہمدانی الاصل تہے آپ جعفری المشرب حنفی المذہب تہے - گوشہ نشین و تارک دنیا تہے زندگی آزادانہ گذارتے تہے

توکل وقناعت کا سہارا تہا۔ رات دن زبان پر صبر و شکر کا نعرہ تہا۔ جوش محبت وعشق الٰہی مین جگر پارہ پارہ تہا۔ دل شیفتہ مجنون کی طرح جنگل وصحرا مین آوارہ تہا۔ نواب منور خان خویشگی المتوفی ۱۱۵۶ہجری آپکے معتقد تہے ہمیشہ آپکی خبرگیری کرتے تہے تسلیم نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے زمانہ مین زندہ تہے۔ نواب شہید کی شہادت کے بعد برہانپور مین فوت ہوئے۔ تقریباً ۱۱۶۷ہجری مین وفات واقع ہوی۔ سخنوری وسخن گوئی مین لائق تہے۔ ہمعصرونمین فائق تہے۔ ذی علم وفہم تہے۔ آپکے اشعار دلکش ودلاویز۔ شورانگیز وشکر ریزہین۔ صاحب دیوان تہے آپنے ایک مثنوی ایک لڑکے برہمن زادکی تعریف مین لکہی تہی ہم اشعار کے ساتہہ مثنوی کے بہی چند شعر گذارش کرتے ہین تاکہ ناظرین محظوظ ہووین۔

من اشعارہ

فکر خود در فکر بالائے تو عالی کردہ ام	زان کمر باریکتر نازک خیالی کردہ ام
در فراقت نیست غیر از سرگرانی با نسیم	داغ پہلوی تو گلہائے نہالی کردہ ام
این غزل را مصرع نواب برکرسی نشاند	من بقدر رم درین صحرا غزالی کردہ ام
حرف حرفم خوش نگاہا بر زند ناخن بدل	بسکہ تعریف ابروئے ہلالی کردہ ام

من المثنوی

کہ رساند بگوش صاحب رام	وحشئی تازہ اوفتادہ بدام
دل من مہر نقش ویتو بست	گو بگو نیند آفتاب پرست
شعلۂ سرزدہ تسلیم زدل حرف کلیم	ولہ می کشد خار درین بادیہ دامان از من

نواب نورالدینخان بہادر فوجدار سیکاکول نے ایک عرضی نواب نظام الدولہ ناصر جنگ

شہید کی خدمت مین لکھی عرضی مین جوش شوق ملازمت ظاہر کیا ہے۔ اور عنوان نامہ پر
یہہ ایک بیت تہی ؎

ہردم از شوق آستان بوسی — میشوم محو بیقرار رہا

جس زمانہ مین نواب معصوف کے پاس عرضی آئی آپ اسوقت نواب شہید کے مہمان تہے۔ آپنے
بہی اسی بیت کی طرح مین غزل لکہی۔ غزل یہہ ہے ؎

چہ نگارم بر بیقرار رہا	بیقرارم بانتظار رہا
چہ گلہ از تغافل یارست	چون زخود نیست چشم پارہا
سوخت کز بہر شمع پروانہ	شمع را بہر کیست زار رہا

تجلی۔ شاہ تجلی علی حیدر آبادی

تجلی تخلص۔ شاہ تجلی علی نام۔ آپکا اصلی وطن حیدرآباد دکن ہے آپنے
نشو و نما کے بعد عالم شباب مین علماء حیدرآباد سے کتب درسیہ عربی و فارسی تحصیل کین
مستعد و لائق ہوئے۔ تحریر و تقریر مین فائق شمار کئے گئے۔ شہر مین سب لوگ کیا عام کیا
خاص آپکی تعظیم و توقیر کرتے تہے۔ جامع علوم و فنون تہے۔ فن زرگری و آہنگری و نجاری
مین ہوشیار تہے۔ اوران فنون مین عمدہ قدرت رکہتے تہے اور تصویر کشی مین مصور بے مثل
تہے۔ آپکے ہات کی قلمی تصویر اسطرح صاف و شفاف ہوتی تہی کہ ناظرین کو عکسی معلوم ہوتی
تہی ذرہ برابر بہی فرق نہین ہوتا تہا۔ آپنے نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی تصویر
خاکہ پر برابر قد مبارک کہینچی تہی۔ اور جواہر قیمتی جو بندگانعالی سے عنایت ہوے تہے
اُسپر مزین کئے۔ اور اقسام اقسام کے رنگون اور طرح طرح کی بیل بوٹون سے اُسکو سجایا

تیار ہونیکے بعد حضور پرنور مین پیش ہوئی۔ بندگانعالی واہل دربارنے پسند فرمایا
آپ کو پانچہزار روپئے انعام ملا۔ آپ فن خطاطی مین بہی اُستاد کامل تہے۔ انواع انواع
کے خطوط لکہتے تہے۔ آپنے اس فن مین حضرت شاہ معین تجلی قدس سرہ ایرانی سے
جو شہر حیدرآباد مین نزیل تہے کمال حاصل کیا۔ اور آپ درویشی مین شاہ صاحب موصوف
کے مرید خلیفہ تہے۔ حسن ارادت کی بدولت درجۂ کمال کو پہنچے تہے۔ آپکے مرشد اسی
شہر مین فوت ہوئے۔ اولاً آپکو بیرون دروازۂ علی آباد مدفون کیا۔ آپ نے چارمہینہ
کے بعد محمد خلیل اللہ خان کو جو آپکے مرید خاص اور بندگان عالی حضور آصفجاہ ثانی کے
اُستاد زادے تہے خواب مین خبر دی کہ مجھکو غصبی زمین سے نکالو دوسرے مقام مین دفن کرو
خانموصوف اُسیوقت قریب نصف شب سو دو سو ملازم سپاہیان ہمراہ لیکر قبر پر حاضر ہوئے
اور قبر کو کہولا سبنے دیکہا کہ نعش مبارک مع کفن بجنسہ موجود ہے۔ سڑی نہ گلی۔ گویا
آج ہی کی میت تازہ ہے۔ اُسیوقت نعش کو پلنگ پر ڈالکر اپنے دولتخانہ پر جو یاقوت پورہ
مین تہا لیگئے اور اپنے خاص باغ مین مدفون کیا۔

آپ شعرگوئی و تاریخ دانی مین عدیم المثال تہے۔ صاحب تالیف و تصنیف تہے۔ فارسی
مین ناظم و ناثر کامل تہے۔ اہل زبان کے ساتہہ فارسی مین اسطرح مکالمہ کرتے تہے کہ اہل زبان
آپکی تقریر و لہجہ کو دیکہکر کہتے تہے کہ یہہ شخص ہندی نژاد نہین ہے ضرور فارسی الاصل ہوگا
خوش گفتار و خوش کردار تہے۔ ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ کے سامنے کسر نفسی سے جہکے جاتے
تہے۔ نہایت عاجزی و خاکساری سے ملتے تہے۔ شاعری مین خوش مذاق و ظریف تہے
تازہ تازہ مضامین کو بیان کے سانچے مین ڈہالتے تہے۔ معانی رنگین و شیرین بیانی کا فوٹو
کہینچتے تہے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین شعر کہتے تہے۔ کلام سے لطافت

ونزاکت ٹپکتی تھی۔ سامعین لذت وحلاوت پاتے تھے۔ ہم آپکے کلام سے ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

آپ کو بسبب جامع الفنون و العلوم ہونیکی وجہ سے حضور پرنور آصفجاہ ثانی۔ و اعظم الامرا ارسطوجاہ و نواب شمس الامرا بہادر ہر وقت یاد فرماتے تھے۔ آپنے روزانہ اوقات تقسیم کردئے تھے۔ ہر ایک مقام مین وقت معینہ پر حاضر ہوتے تھے۔ اور آپکو ہزارہا روپئے اور خلعتین عنایت کرتے تھے۔ آپ حقیقت مین فقیر امیر تھے آپنے تزک آصفیہ تالیف کرکے اعظم الامرا ارسطوجاہ کے توسل سے بندگان عالی آصفجاہ ثانی کی خدمت مین پیش کی۔ حضور کے پسند ہوئی۔ ارسطوجاہ نے امراء ریاست سے نقد پچاس ہزار روپیہ لوایا اور حضرت بندگانعالی شاہ تجلی کی لڑکی کی شادی مین اونکے مکان پر رونق افزا ہوئے اُسمروز پچاس ہزار روپیہ کا سلوک فرمایا گویا یہہ صلہ تزک آصفیہ کا تھا۔ راجہ راجندر رگھوتم راو پیشکار سرکار عالی نے تزک آصفیہ کو با تصویر نستعلیق خط مین لکھوایا۔ اور اُسکی جداول طلائی۔ اور رنگ آمیزی تصاویر مین تین ہزار روپئے خرچ کئے۔ تیاری کے بعد حضوری کتبخانہ مین داخل کیگئی صاحب گلزار آصفی لکھتا ہے کہ اتبک حضوری کتبخانہ مین موجود ہے۔ صاحب گلزار آصفی بزمانہ حضرت بندگانعالی ناصرالدولہ مرحوم زندہ تھا سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین کتاب کو تالیف کیا۔ مین یقین کرتا ہون کہ فی الحال بھی حضوری کتبخانہ مین نسخہ مذکورہ موجود ہوگا سردار الملک گھانسی میان شاہ تجلی علی سے بہت محبت و اتحاد رکھتے تھے۔ شاہ صاحب کے ساتھہ عزیزانہ و برادرانہ سلوک کرتے تھے۔ معلوم ہوتا تھا باہم بلکہ گرقرابتدار قریبہ ہین۔ واہ رے حسن محبت و اتفاق۔ فی زماننا باپ بیٹون مین محبت و اخلاص عجیب معلوم ہوتا ہے یہی بدبختی و پھٹکار ہے کہ ہم ذلیل و خوار ہین۔

شاہ تجلی آخر سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون آپکے خلف الصدق مرزا محمد متخلص بمرزا یادگار تھے - مرحوم الیہ بیر مومن کے دائرہ مین مدفون ہوئے -

من نتائج طبعہ

تاریخ فیروزی سریرنگ پٹن

شیر الملک از تائید حیدر
بہمراہ سکندر جاہ غازی
خرد تاریخ این سال نکو گفت
شاہ دین پرور سلیمان حشمت و آصف لقب
چشم امید جہان روشن ز گرد راہ او
میشود غلطان بخون لعل گران از اشک او
خاک راہ در گہش در بوتۂ چشم ہوس
سینہ میگردد در اندوہ دو اگر ونشاط
بہر دفع چشم حاسد میکند ورد دعا

ولہ

باسم اعظم و عقل ارسطو
روان شد از پئے تنبیہ بد خو
بدست آمد سرنگ پٹن ٹیپو
ماہ اوج سلطنت عالی نسب والا حسب
یک نگاہ فیض عامش جاہ و عزت را سبب
گر گہر پاشی کند وقت تکلم از دو لب
می سزد گر میکند فغفور چین کسب ادب
میکشاید ہر کہ پیش بابش دست طلب
انس و جان صبح و مسا و ہم ملک در روز و شب

حرف ثالث مثلثہ

ثاقب - محمد احسان اسد خان بدایونی

ثاقب تخلص - محمد احسان اسد خان نام - مولوی نصر اسد خان بہادر صدر الصدور آگرہ کے فرزند ہین - آپکا اصلی وطن بدایون ہے - آپنے عربی فارسی وانگریزی مدارس

انگریزی مین تحصیل کی۔ مدراس کے سندیافتہ ہین فہیم و ذہین ہین۔ موزون الطبع وخوش فکر ہین۔ شعرگوئی شروع کی متفرق استادون سے مشق کرتے رہے۔ اولاً حافظ خان محمد خان نزیل بھوپال سے۔ ثانیاً محمد محسن کاکوری سے۔ ثالثاً مولوی فضل رب عرشی نزیل حیدرآباد سے اصلاح لیتے رہے۔ اوستادون کی توجہ سے شاعر ہوگئے۔ کلام پاکیزہ وشایستہ ہوتا ہے۔ فارسی اردو دونون زبان مین کہتے ہین۔

من اشعارہ الفارسی

ہشدار اے سپہر کہ شست کمان من دروا کہ نماندہ است درو جز نفسے چند زو دست کہ جا گرم کنم بر سر شاخش ناصح چہ ہو زاہد کہ دو کے آمد و کے رفت	ولہ	تیر فغان و ناوک آہ رسا گرفت بشنو زلب کشتہ خود ملتمسے چند الحمد للہ کہ شکستم قفسے چند ما را چہ چہ تیز از ین گاو خسے چند

من اشعارہ الہندی

تیری نمود ہے کف ہر ذرہ سے عیان اک لطف ہے شراب ہے ساقی ہی شوخ و شنگ		جلوہ ہے تیرا ہر رگ سنگ شرار مین ثاقب سا ہمنشین ہے روز بہار مین

حرف الجیم

جانی۔ میرزا جانی ترخانی

جانی تخلص۔ میرزا جانی نام۔ ساکن بھکر ہے۔ قبیلہ ترخانیان سے تھا۔ اسکا جد میرزا عیسی خان المتوفی ۹۷۵ھ ہجری بھکر من اعمال سندھ کا بادشاہ تھا۔ اسکے بعد محمد باقی میرزا پدر میرزا جانی قائم مقام ہوا۔ اور اکبر بادشاہ کا تابع تھا۔ ہمیشہ فیمابین

جانی

سلطان محمود بھکری بادشاہ سابق و محمد باقی میرزا کبھی جنگ کبھی صلح کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ آخر ۹۸۲ھ ہجری مین اکبر بادشاہ نے محب علیخان کو بھکر کی تسخیر کیلئے بھیجا۔ انہین ایام مین سلطان محمود بھکری فوت ہوا۔ اور بھکر اکبری تصرف مین آیا۔ اور بعد ازان محمد باقی بھی ۹۹۳ھ ہجری مین فوت ہوا۔ اور میرزا جانی صاحب ترجمہ باپ کی جگہ قائم ہوا۔ اور حکمرانی کرنے لگا۔ پھر اکبر بادشاہ نے خانخانان عبدالرحیم کو تتہ کی تسخیر کے لئے ۹۹۹ھ ہجری مین روانہ کیا۔ اولا میرزا جانی اکبر سے خلاف کرتا رہا۔ اور مقابلہ کے لئے مستعد و قائم رہتا تھا۔ آخر عاجز ہوا۔ اور خانخانان سے ملاقات کی اور ۱۰۰۱ھ ہجری مین خانخانان کے ہمراہ درگاہ اکبری مین حاضر ہوا۔ اور امرا کے زمرہ مین شریک ہوا۔ اکبر نے تتہ کو اُسکی جاگیر مین مقرر کیا۔ انہین ایام مین بادشاہ اسیر کی تسخیر کے لئے روانہ ہوا میرزا جانی بھی ہمرکاب برہانپور مین آیا۔ اور وہان ۱۰۰۸ھ ہجری مین فوت ہوا۔ تاریخ طاہری[1] مین لکھا ہے کہ بہادر پورہ مین فوت ہوا اور وہین دفن کیا گیا۔ موزون الطبع تھا۔ شعر گوئی کرتا تھا۔

من کلامہ

عشق خواہم کہ از خودی پاک کند	آب مژہ کہ دہر نمناک کند
پائے کہ بیابان امل را سپرد	دستی کہ گریبان ہوس چاک کند

جرئت۔ میر محمد ہاشم

جرئت تخلص۔ میر محمد ہاشم نام۔ موسوی خان خطاب۔ اورنگ آبادی المولد ہین آپکے نسب کا سلسلہ بیس واسطہ سے امام ہفتم سے ملتا ہے۔ ابتدا مین آپکے جد سید علی

[1] تاریخ طاہری ۱۲

زمین گیلان سے ہند میں وارد ہوئے۔ اور آپکے والد میر محمد شفیع بھی ہمراہ تھے۔
علوم و فنون میں مہارت کامل رکھتے تھے۔ عالمگیری زمانہ تھا علم و فضل کا بازار گرم تھا
جد و والد بادشاہی ملازم ہوئے۔ بحسب کشش آب و دانہ اورنگ آباد متعین ہوئے۔ اور اس
شہر میں سکونت اختیار کرلی ١٠٨٠ھ ہجری میں موسوی خان پیدا ہوئے۔ والد کے
سایۂ مرحمت میں تربیت و تعلیم پائی۔ تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد امیرالامرا حسین علیخان
بارہہ کی ملازمت میں پہنچکر دہارور ضلع اورنگ آباد کی قلعداری پر مامور ہوئے۔ جب ١١٣١ھ ہجری
میں جب دکن سے ہند کو روانہ ہوئے تب موسوی خانصاحب بھی ہمرکاب ہوئے۔ دہلی میں
پہنچکر علماء ہمعصر مثلاً میرزا عبدالقادر بیدل و میر عبدالجلیل بلگرامی وغیرہ سے ملے۔
ہر ایک سے استفادہ کیا۔ سادات بارہہ کی خرابی کے بعد حضور بندگان عالی آصفجاہ کی
خدمت میں آئے غفران پناہ نے عنایت و مرحمت سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔ اور منصب
ڈھائی ہزاری اور دارالانشا کی میرمنشی گری سے سرفراز کیا۔ غفران پناہ کے انتقال کے بعد
نواب نظام الدولہ ناصر جنگ کے زمانہ میں بھی بدستور دارالانشا کی میرمنشی گری پر مامور رہے
منصب چارہزاری اور معزالدولہ کے خطاب سے سربلند ہوئے۔ امیرالممالک آصف الدولہ
صلابت جنگ مرحوم کے زمانہ میں بسبب ضعیفی خانہ نشین ہوئے۔ اور اپنے فرزند
مسعود خان کو ٣٧ برس کی عمر میں دارالانشا کی خدمت پر قائم مقام فرمایا۔ آخر
١١٧٥ھ ہجری میں جہان فانی سے عالم باقی کو روانہ ہوئے۔ اورنگ آباد کے غربی
جانب میں دفن کئے گئے۔ جناب میر غلام علی آزاد نے آپکی رحلت کی تاریخ کہی

موسوی خان ز کلک گوہربار	آبرو داد شعر و انشا را
گفت تاریخ رحلتش آزاد	کرد جرأت وداع دنیا را ١١٧٥

سرو آزاد و گل رعنا ١٢

موسوی خان سخندانی وسخن سنجی و انشاپردازی و شعرفہمی مین فرید زمانہ تہا۔ اسوقت نواب آصفجاہ کے ہمراہ محمد شاہی دربار مین باریاب ہوا تہا۔ اُسوقت آصفجاہ نے دربار مین بادشاہ کے حضور مین کہا کہ موسوی خان اس زمانہ کا ابو الفضل ہے میر آزاد و عبد الجلیل و مرزا عبد القادر بیدل و خان آرزو وغیرہ کا معاصر تہا۔ آزاد اور آپ مین بہت ہی صحبت تہی۔ زمانہ دراز تک ہم صحبت رہے بالکہ یکگر علمی مذاکرہ رہتا تہا۔ اکثر آپسمین غزلین طرح کرتے تہے۔ اور دونون مین کہتے تہے۔ ہفتہ عشرہ مین مشاعرہ بہی ہوتا تہا۔ خوب لطف رہتا تہا۔

من اشعاره الفارسی

تا یاد ابرویش را کردیم نقش در دل — رسم است اینکه گیرند در دست چپ کمان را

ولہ

تا توانی همعنان بوی گل دارد مرا — از نسیم صبح می جوییم سراغ خویش را

ولہ

آنکس که بنازد به نسب مرده فروش است — ما ئیم که باشد نسب ما حسب ما

ولہ

وضع هموار است مرغوب ملایم طینتان — هر که را دندان نباشد دوست دارد آش را

ولہ

در یاد خدا باش که کاری به ازین نیست — سیاحی دل کن که دیاری به ازین نیست

ولہ

بی بهار خلق شهرت با هنرمند ساز نیست — نکهت گل بی شگفتن قابل پرواز نیست

سنتهای کار عشق از بدایت روشن است — شمع را آئینهٔ انجام جز آغاز نیست

ولہ

هوس زخم به مهتاب تجلی دارم — کاش عریانی من رنگ کتانی میداشت

ولہ

تو آن خدنگ نگاهی بسوی ما افکند — هنوز با تن مجروح نیم جانی هست

ولہ

آمد اندیشهٔ دنیا بطلبگاری دل — گفتم آن شیفته بی مهر و پا حاضر نیست

ولہ

چون قلم مردم سخن چین را — از جهان روسیاه باید کرد

خلق عالم گر مسافر نیستند / خیمهٔ گردون چرا برپا بود

وله

کاش دنیا با جوانمردی سری پیدا کند / باده است این بیوفا شاید سری پیدا کند

وله

شب که در بزم چمن طرب آماده بود / دانهٔ انگور قندیل چراغ باده بود

وله

قرب شهان مجو که تنک مایه می‌شود / با آفتاب ماه چو همسایه می‌شود

وله

فارغ از هر دو جهان بندهٔ جانان توام / سرو آزادم و پابندهٔ گلستان توام

وله

نه بهر آنکه منزل دور و پا لنگ ست می‌نالم / دلم را چون جرس جای طپش تنگ ست می‌نالم

وله

بسملم کردی و بر می‌طلبم آزرده مشو / میکنم رقص که در ذیل شهیدان توام

وله

شد صرف سوز عشق بپایی که یافتم / مانند شمع سوختنی بانی که یافتم

منظور از نظارهٔ حسنت شهادتست / از فعل بد نرستنا مانی که یافتم

وله

راز جانان بهر معشوق ست باید پاس داشت / بهر این لیلی نباشد بهتر از دل محملی

وله

پاس دل گر میتوانی داشت سلطان میشوی / این نگین گر بدست آری سلیمان میشوی

بی غبار کینه نتوان زیستن اسادهٔ لوح / از صفای سینه چون آئینه حیران می‌شود

تا شنیدم پند ناصح می‌گریزم از شراب / چون گزد کس را سگ دیوانه می‌ترسد ز آب

دل خون گشته ز چشم چه بیتا خیر چکید / وانمی شد گره الفت او دهر چکید

جویا۔ محمد فاضل سرہندی

جویا تخلص۔ محمد فاضل نام۔ آپکا اصلی وطن سهرند ہے۔ اوسط عمر میں وطن سے اورنگ آباد دکن میں وارد ہوئے۔ خواجہ کامگار خان اورنگ آبادی کے ہم صحبت تھے مزاج میں دیوانگی تھی۔ عزلت نشین رہتے تھے۔ اہل دنیا سے کم ملتے تھے۔ گذر اوقات کا مدار

اطفال ہنود کی تعلیم پر تہا۔ آپ سرکاری ملازمت سے متنفر تہے۔ آزادانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ درویشانہ رنگ رہتے تہے۔ شعرگوئی مین ذہین و فہیم تہے۔ جولانی طبیعت و رسائی فکر سے تازہ تازہ مضامین ایجاد کرتے تہے۔ اور اشعار مین نئے نئے رنگ دکہلاتے تہے۔ خواجہ موصوف آپکی مدح مین کہتے ہین ؎

سخن فہمی بجو یا ختم شد چون حسن بر یوسف | کہ پیش از جنبش لب یافت معنی طبع چالاکش

لچہمی نرائن شفیق اورنگ آبادی نے تذکرہ گل رعنا مین لکہا کہ آپ دوسری تاریخ ماہ شعبان سنہ ۱۱٦ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ بیرون شہر اورنگ آباد مدفون ہوئے

من اشعارہ الفارسی

بسکہ ابر پرست گلشن از بہار جلوہ ات	وله	بال بلبل آشیان گردید از پرواز ماند
سرکشان از من حیرانی من یاد کنید	وله	آب گردید دلم آئینہ ایجاد کنید
پیش سرو قد رعنای کسے از قمری		مشت خاکی بسر نخوت شمشاد کنید
ز غیرت عشق چشمی غیر می بندد تماشا کن	وله	غبار پیر کنعان سرمۂ چشم زلیخا شد
شوخی رنگ شکستہ است صدف را چون گل	وله	فکر نقاش بسر سید کہ تصویر کہ بود
غنچہ ندارد گشتہ چشم تو از خورشید حشر	وله	بر مزارش سایہ از شاخ غزالان می شود
شب کہ یاد غیرت او شمع این کاشانہ بود	وله	تا سحر از شمع مے در ناخن پروانہ بود
ہلال آسا پئے بیداری دل مژگان چو پا	وله	خبر از صبح محشر سید نہ جان ہا گوشش
ندانم تا چہ سازد با نقاب آن شوخی مژگان	وله	کہ دل شد پردۂ زنبور از باد شن چو غربالم
چنان از خانمان آوارگی دارم ز بیتابی		کہ نتوان دید اندر خانۂ آئینہ تمثالم
مورا کہ از خضاب سیہ فام کردہ ایم		خوبان برق جلوہ درین دام کردہ ایم

جو یانہ شبنم است کہ از اشک عندلیب	نعوذ بستہ است صبا در گلوئے گل
ز فیض عشق سبز آہنگ حیرت نالہ وارم	کہ موئے چینی افلاک گردیدہ آفغانش

جولان - میر حسن علی خان حیدر آبادی

جولان تخلص - میر حسن علی خان نام حیدر آبادی المولد ہین - شہر کے مشاہیر شرفا ہین سے تہے - سرکار عالی نظام کے منصبدار تہے - ذی استعداد و لائق آپکو عالم جوانی مین شعر گوئی کا شوق ہوا طبیعت کی تیزی و چالاکی سے موزون کرنے لگے - کلام سنجیدہ و با محاورہ ہوتا تہا - ملاحت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا ہمکو نہین معلوم ہوا کہ آپ کس شاعر سے اصلاح لیتے تہے - میرا گمان ہے کہ آپ بمصداق الشعراء تلامذۃ الرحمن ، فیض آلہی سے فیض پاتے تہے - آپ ۱۲۵۰ سنہ ہجری مین زندہ تہے - رحلت کی تاریخ کسی تذکرہ نویس نے نہین لکہی -

من کلامہ الہندی

اب ایسی جام ساقی شراب ارغوانی بہر	کہ جسکو دیکہہ کے زاہد کے منہ مین آوے پانی بہر

جوشش - مرزا غلام حسین مدراسی

جوشش تخلص - مرزا غلام حسین نام - مدراسی الاصل ہین - مدت سے حیدرآباد دکن مین سکونت پذیر ہین - فارسی مین مستعد و لائق - شعر گوئی کے شائق میر محمد زکی لکھنوی سے اس فن مین مشق کی ہے - استاد کی اصلاح سے چند ہی روز مین آپکا کلام صاف و درست ہوگیا - پختگی و شستگی کلام سے نمودار ہے - آپ

نیک کردار و پسندیدہ گفتار و حمیدہ رفتار ہین فی الحال تخمیناً آپکی عمر چالیس برس کی ہو گی

من اشعارہ الہندی

یہ یکتائی ہے اونکا روی زیباد لکی صورت ہے
ہوئے ہم محو حیران ہے لب مہر خاموشی
جگر ہو سنبر داغون سے بہنے دل آتش غم سے
نہون دریا دلون سے قرب سے کم ظرف مستغنی
مگر یہ بہی تو نکی چہرہ سمین کا ہے گشتہ

ہمارے قلب روشن کا سویدا تل کی صورت ہے
یہ رخ کی یہ دہان یار کی یہ تل کی صورت ہے
ہوئے لالہ رویان مین یہی حاصل کی صورت ہے
صدف کے کف مین کیسہ کاسہ سائل کی صورت ہے
عیان آئینہ سیماب مین بسمل کی صورت ہے

جرأت - سید رضوی خان

جرأت تخلص - سید رضوی خان نام - سادات صحیح النسب سے تہے - عالم فاضل و منشی کامل تہے - کتب درسیہ سے فارغ التحصیل - انشاپردازی مین منشی بیمثل و شعر گوئی مین شاعر بے بدل تہے - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کی سرکار مین ملازم تہے دار الانشا کے میر منشی تہے - نواب شہید کے مقربین مین داخل - میر آزاد بلگرامی سے نہایت محبت رکہتے تہے - جب ملاقات کرتے تو نہایت خلوص و اخلاص سے کرتے تہے پچہی نرائن گلرعنا مین لکہتے ہین کہ میرے حال پر بہت ہی مہربان تہے - آخر آپ بمقتضائے قضا و قدر ارکاٹ گئے - نواب سراج الدولہ بہادر محمد علیخان بن نواب انور الدینخان شہامت جنگ گوپاموی سے ملے - نواب نے آپکی بڑی تعظیم و توقیر کی دیوانی کی خدمت پر مامور فرمایا - دو تین سال تک دیوانی کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے - آخر ۱۱۸۱ ہجری مین ارکاٹ مین فوت ہوئے - اُسی مقام مین مدفون ہوئے

جناب میر آزاد بلگرامی نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی ہے

رضوی خان منشی بے مثل　　یکقلم طبع زاد او سامی

سال تاریخ فوت او جستم　　گفت دل رفت منشی نامی ۱۲۸۱ھ

چونکہ آپ کے نتائج طبع ہمکو دستیاب نہین ہوئے اسوجہ سے گذارش نہین کیے گئے

جلیل۔ مولوی حافظ جلیل حسن صاحب اُستاد اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ

جلیل تخلص۔ جلیل حسن نام ہے۔ آپ مولوی حافظ عبد الکریم صاحب کے فرزند ہین۔ آپکا وطن اصلی مانک پور ضلع لکھنؤ ہے۔ آپکی ولادت باسعادت سنہ ۱۲۸۳ ہجری مین واقع ہوئی۔ اور آپ کی نشو و نما بھی وطن ہی کی آب و ہوا مین ہوئی۔ آپ ابتدا سے ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ آپکی طبیعت نہایت چست و چالاک تھی۔ ذکاوت و فطنت کے میدان مین جولانی کر رہی تھی۔ اولاً آپنے دہ سالہ کی عمر مین حفظ قرآن سے فراغت پائی۔ بعد ازان طالب علمی شروع کی۔ لکھنؤ مین آئے متعدد اساتذہ سے کتب متداولہ درسیہ عربی و فارسی حاصل کین۔ اور آپکو تحصیل علم کے بعد شاعری و سخن گوئی کا شوق پیدا ہوا۔ حضرت مولوی امیر احمد مینائی کی خدمت مین آئے اور آپکے سلسلۂ تلمذ مین وابستہ ہوئے۔ اور آپکے دامن خدمت کو ایسا تھاما کہ تا مرگ امیر مرحوم کے ساتھ سایہ کی طرح رہے۔ کوئی وقت ایسا نہین ہوا کہ آپ حضرت مرحوم سے دور ہوئے ہون۔ آپ مرحوم کے ارشد تلامذہ سے ہین۔ مرحوم آپکو اپنے فرزندون سے زیادہ چاہتے تھے۔ جلیل کے کلام کو اصلاح دیتے وقت و فرماتے تھے کہ (کلام الجلیل جلیل الکلام ہے) آپکی طبیعت سخن سنجی و شاعری کی بلندی کی

عروج کر رہی تھی۔ شعلۂ جوالہ کیطرح آسمان نہم کیطرف مرتفع ہو رہی تھی اور طبیعت مین قوت مستحضرہ ایسی تھی جس مضمون کو چاہتے نہایت خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھہ نمایان کرتے تھے۔ اور استاد کے ملاحظہ مین پیش کرتے تھے۔ اُستاد کی پیرائش و آرائش سے آپکے شاہد سخن کا حسن دوبالا ہو جاتا تھا۔ آپکی نازک خیالی و شیرین مقالی کے زیور سے شاہد سخن کی وہ حالت ہوتی تھی کہ شعرائے وقت فریفتہ و شیفتہ ہوتے تھے آپکے کلام کی نزاکت ولطافت کیا ہے گویا کرامت و خرق عادت ہے۔ معترضین میرے کلام پر قہقہہ لگائین گے۔ اور کہین گے کہ جلیل کی تعریف حضوری تعلق کی وجہ سے تملقاً کر رہا ہے۔ بخدا مین کسیکی تعریف تملقاً و مذمت عداوتاً نہین کرتا ہون بلکہ واقعہ کو واقع کے مطابق بیان کرتا ہون۔ اگر کسی نکتہ چین کو ہمارے کلام کی تصدیق و تکذیب مطلوب ہو تو حضرت جلیل صاحب ترجمہ کا دیوان مسمّی تاج سخن جو فی الحال مطبوع ہو کے شایع ہوا ہے مطالعہ کرے۔ ہمارے کلام کی تصدیق و تکذیب صراحۃً ہو جائیگی عجب نہین کہ معترض نکتہ چین کلام کی کرامت کے اثر سے اسبات سے توبہ کرے گا کہ مین نے مولوی صاحب پر بیجا اعتراض کیا۔ اور انکو تملق کے طرف منسوب کیا مین فی زماننا حضرت جلیل کے دیوان کو دیکھہ رہا ہون۔ آپکا کلام مجھپر جادو کا اثر کر رہا ہے ہر وقت میرے دل و زبان سے یہی آواز برآمد ہوتی ہے واہ واہ کلام جلیل جلّ جلالہٗ۔ جلیل شاگرد۔ اور امیر استاد مین تمیز کرنا امر دشوار ہے۔ اگر کوئی نا واقف شخص کے سامنے دونون بزرگون کے کلام کو پیش کرین۔ اور حَکَم بنائین کہ دونون مین باہم کیا نسبت ہے تو غور و فکر کے بعد یہی کہیگا کہ دونون استاد جلیل الاستعداد ہین یہہ نہین بتلا سکیگا کہ ایک استاد و دیگر شاگرد ہے۔ یہی وجہ تھی کہ امیر مینائی

جو نقادِ سخن تھے جلیل کو مثل لختِ جگر سمجھتے تھے۔ اور جلیل کی شاگردی پر ناز کرتے تھے۔ مین نے دونون بزرگون کے کلام کو خوب غور و فکر سے دیکھا ہے اور میزان عقل مین دونون کے کلام کو تولا ہے تو دونون مین عام خاص من وجہٍ کی نسبت پائی۔ اگر مین بمصداق پسر بہ از پدر کہون تو میرا قول بیجا نہوگا۔ لیکن بعض نکتہ چین میرے قول کو مبالغہ پر محمول کرین گے یا سخن فہمی مین ناقص کہین گے۔ جو اہل سخن منصف مزاج ہون گے وہ تسلیم کرین گے اور کہین گے کہ جلیل صاحب ترجمہ کی تعریف واقع مین حضرت امیر مرحوم کی ہی تعریف ہے۔ پہلے مین لکھہ چکا ہون کہ آپ اُستاد مرحوم کے رکاب مین ہر وقت سفر و حضر مین سایہ کی طرح ہمرکاب ہمراہ رہتے تھے جب امیر مینائی مرحوم حسب الطلب نواب والی رام پور۔ رام پور گئے۔ تب آپ بھی ہمراہ تھے چند مدت رام پور مین خوشی و خرمی سے بسر کئے جب ١٣١٨ سنہ ہجری مین اعلیحضرت کلکتہ سے واپسی کے وقت بنارس مین فروکش ہوے تب امیر مینائی رام پور سے بنارس آئے آپ سے ملے اور مسدس مولفہ کو پیش کیا۔ اعلیحضرت مسدس کے ملاحظہ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور امیر مرحوم کو حیدرآباد ہمراہ لائے۔ سوء اتفاق سے حیدرآباد مین پہنچتے ہی ہیضہ سے بیمار ہوگئے ہیضہ کیا تھی گویا موت کا سفیر تھی۔ ایک مہینہ تک ہیضہ کا سلسلہ جاری رہا آخر اُسی مرض مین واصل حق ہوئے۔ یہہ واقعہ بتاریخ ١٩ جمادی الثانی ١٣١٨ سنہ ہجری مین واقع ہوا۔ پس حضرت جلیل صاحب صاحب ترجمہ بھی آپکے ہمرکاب تھے۔ امیر مرحوم کے فوت ہونے ہی افسوس و حسرت مین مبتلا ہوئے۔ اور حیدرآباد مین اسی امید کے سہارے پر استقلالی کیا تھہ کہ اعلیحضرت قدر قدرت اپنی فیضان کرم سے سرفراز فرمائین گے سنہ مذکورہ سے ١٣٢٦ سنہ ہجری تک بسر کئے آخر اعلیحضرت نے آپکو اعزازاً و اکراماً

پانسو روپیہ ماہانہ کے تقرر سے سرفراز فرمایا - اور آپکو استاد کے لقب سے ممتاز کیا

اعلیحضرت کبھی کبھی آپکو اپنا کلام دکھلاتے ہین ۔ حضرت جلیل صاحب ترجمہ بمصداق

اِنَّ مع العسر یسرًا صبر و قناعت و استقلال کی برکت سے فائز المرام ہوئے - اب

فراغت سے زندگی بسر کرتے ہین - آپ خوش خلاق و مقبول آفاق ہین - سیرتًا

فرشتہ و صورتًا انسان برگزیدہ ہین - متقی و پرہیزگار صوم صلوۃ کے پابند امر معروف

ونہی منکر پر پورے کاربند ہین -

الحمد للہ فی الحال ظاہرًا آپ کی شان و عظمت درجہ عروج پر ہے مگر آپکو اس شان پر

غرور ہے نہ ناز ہے - آپکے مزاج مین وہی خاکساری و کسر نفسی ثابت و قائم ہے

آپ بظاہر امیر ہین لیکن بباطن درویش - آپ اکثر اوقات ورد و ظائف و قرأت

قرآن مین صرف کرتے ہین - اور شائقین شعر و شاعری کے کلام کو اصلاح سے

درست فرماتے ہین - آپکا دربار دربار عام ہے - غربا و فقرا اعزہ و امرا سے شگفتہ

جبین و خندان روئی سے ملتے ہین - ہر ایک خواہ امیر ہو یا فقیر ہو برابر حسن اخلاق سے

ملاقات فرماتے ہین - چند مہینے گذرے کہ فقیر مولف کو بھی آپ سے ملازمت حاصل ہوئی

ہے بخدا مجکو آپ کی ملازمت سے بہت لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - آپنے اپنا

خاص دیوان مطبوعہ جو مجکو ہدیتًہ عطا فرمایا ہے اُس کے دیکھنے سے ہر وقت دل کو انبساط و سرور

و مزہ حاصل ہوتا ہے کہ مین اس لطف کو زبان قلم و قلم زبان سے ادا نہین کر سکتا ہون

آپکا کلام نہایت شستہ و پاکیزہ - شگفتہ و تازہ ہے - حشو و زوائد سے پاک و صاف

تعقید لفظی و معنوی سے مبرا ہے -

اب مین آپ کے نتائج طبع سے چند اشعار گزارش کرتا ہون -

کلام الجلیل جلیل الکلام ہے

شکریہ سرفرازی

جو دن پھرتے ہیں تو سامان پیدا ہو ہی جاتا ہے
شب غم لاکھ طولانی ہو تڑکا ہو ہی جاتا ہے

چمن میں پھولنے پھلنے کی نوبت آ ہی جاتی ہے
دکن میں بارور نخل تمنا ہو ہی جاتا ہے

رہا جو تشنہ کی نظروں میں ترقی اسکو لازم ہے
ملا دریا سے جو قطرہ وہ دریا ہو ہی جاتا ہے

چمکتے ذرے میں سورج کی کرن سے آ ہی جاتی ہے
در شہ کا گدا ادنی سے اعلی ہو ہی جاتا ہے

توجہ چاہئے تھوڑی سی شاہ بندہ پرور کی
فقیروں کا جہانمیں بول بالا ہو ہی جاتا ہے

جو دل سے ہو رہا حضرت کا پھر اسکو کمی کیا ہے
موافق آسمان تابع زمانہ ہو ہی جاتا ہے

مرے گلزار میں رنگ خزاں کب تک جما رہتا
کہ اک دن فصل گل کا دور دورا ہو ہی جاتا ہے

توقع شاہ سے رکھنا کبھی خالی نہیں جاتا
یہ دیکھا ہے کہ فضل حق تعالی ہو ہی جاتا ہے

اشارہ چاہئے پھر مشکل آسان ہو ہی جاتی ہے
سہارا چاہئے پھر بوجھ ہلکا ہو ہی جاتا ہے

کسی کا درد دل ہو بے اثر یہ غیر ممکن ہے
مریضوں پر کرم فرما مسیحا ہو ہی جاتا ہے

مسیحا جب کرم فرما ہوا پھر پوچھنا کیا ہے
دوا ہو یا نہ ہو بیمار اچھا ہو ہی جاتا ہے

تجسس شاہد مقصود کا ضائع نہیں جاتا
وہ اک دن زیب آغوش تمنا ہو ہی جاتا ہے

عقیدت جب ہوئی پوری تو کیسا پردہ دوری
رخ محبوب دلمیں جلوہ آرا ہو ہی جاتا ہے

سجا ہے اب عروس شاعری کا دون کی لینا
شباب آتا ہے تو جوبن دوبالا ہو ہی جاتا ہے

گل مضمون جو کل تک خشک تھے اسکا تعجب کیا
خزاں کے دور میں پھر پھول گلتا ہو ہی جاتا ہے

نہیں چھپا نہ میرے شعر چھپے بات اتنی ہے
جسے چھپا کہیں کار اچھا ہو ہی جاتا ہے

جلیل زار کو دیکھو جلیل القدر کو دیکھو   نقب جو شاہ سے ملتا ہے پیدا ہو ہی جاتا ہے
تعجب کیوں کسی کو ہو ہماری سرفرازی پہ   خدا کا فضل ہوتا ہے تو ایسا ہو ہی جاتا ہے
یہ ایسی سرفرازی ہے یہ وہ ذرہ نوازی ہے   نہ کچھ کہئے مگر لوگوں میں چرچا ہو ہی جاتا ہے
حسد کوئی کرے کس واسطے سب پہ یہ ظاہر ہے   کہ جو قسمت کا لکھا ہے وہ پورا ہو ہی جاتا ہے
لکھوں اب یہ کیا تھا کچھ مدح شہ والا   کہ اس موقع پہ لیکن جوش پیدا ہو ہی جاتا ہے
یہ مدحِ شاہ وہ مضمون ہے جسکے نظم کرنیکا   ارادہ تک نہیں کرتا ارادا ہو ہی جاتا ہے

مطلع

کمالِ شاہ پر انسان شیدا ہو ہی جاتا ہے   جمالِ شاہ کو دیکھو تو سکتا ہو ہی جاتا ہے
نظر جسکی پڑی آئینہ روئے مبارک پر   نصیب اسکو سکندر کا نصیبا ہو ہی جاتا ہے
سواری کا سماں سو بار دیکھا ہے مگر پھر بھی   سلیمان کا شہ آصف پہ دھوکا ہو ہی جاتا ہے
زہے سر لعزیزی بخت و دولت بھی یہ کہتی ہیں   تمہیں جو دیکھ لیتا ہے تمہارا ہو ہی جاتا ہے
خدا رکھتے شہ جمجاہ کا ہے رعب و داب ایسا   کسی کا بخت ٹیڑھا ہو تو سیدھا ہو ہی جاتا ہے
تجلّی محو کر دیتی ہے ایوان معلّے کی   ور شہ کا تماشائی تماشا ہو ہی جاتا ہے
کسی آزاد کی اس در پہ آزادی نہیں چلتی   کرم کا خلق کا احسان کا بندا ہو ہی جاتا ہے
بہت دور آپکو کھینچے جو کوئی فائدہ کیا ہے   خدنگِ لطفِ شاہی کا نشانا ہو ہی جاتا ہے
دلوں پر کیوں نہ ہو قبضہ کہ دلکو شاد کرتی ہیں   یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے
مثالِ ماہِ تابان انجمن آرا جو ہوتے ہیں   تو شاہانِ جہان کا حلقہ بالا ہو ہی جاتا ہے
کمال شاہ کا اللہ اکبر کیا تصرف ہے   کوئی ارمان ہو دم بھر میں پورا ہو ہی جاتا ہے
جہاں مجرم کوئی پہنچا کہ ہو اسائل ہائی کا   مروت آ ہی جاتی ہی اشارا ہو ہی جاتا ہے

عتاب شاہ بہی خالی نہین شان ترحم سے
ہوا جو ہر طرف اُسکا وظیفا ہو ہی جاتا ہے

نکل جاتی ہے خدمت تہہ سے وزری نہین جاتی
یہی وہ بات ہے دل جس پہ شیدا ہو ہی جاتا ہے

سزا کیواسطے دلمین کبہی پہلو نہین آتا
عطا کیواسطے کوئی بہانا ہو ہی جاتا ہے

مرے شہ کی سخاوت مشک کی تاثیر رکہتی ہے
چہپا کر لاکہہ دین عالم مین شہرا ہو ہی جاتا ہے

ہمیشہ فیض جاری ہے ہمیشہ خیر جاری ہے
لٹاتا ہے جو موتی دلکا دریا ہو ہی جاتا ہے

عجب عہد مبارک ہے کہ جب جا ہو جہان چاہو
خوشی کا عیش کا سامان مہیا ہو ہی جاتا ہے

مسافر کو سفر مین دہوپ کی ایذا نہین ہوتی
کہ ہر پر دامن دولت کا سایا ہو ہی جاتا ہے

اسی در پر تو پہل ملتا ہے نخل خاکساری کا
جو قدمون پر جہکا اُسکا سر اونچا ہو ہی جاتا ہے

دل آئینہ ہے اور اُسمین خواص جام خسرو ہے
کسیکا راز دل ہو آشکارا ہو ہی جاتا ہے

سبق دیتے ہین لقمان کو فلاطون یان ہو کر
ہوا جو بندہ بیدام دانا ہو ہی جاتا ہے

زہے تیر افگنی نکلے نہ نکلے تیر چٹکی سے
دل حساد مین خون تمنا ہو ہی جاتا ہے

کلام خسروی کیونکر نہ دنیا سے نرالا ہو
شہ یکتا کا ہر مضمون یکتا ہو ہی جاتا ہے

خدا رکہے جہان دو گل کہلائے طبع رنگین نے
گلستان بوستان کا رنگ پہیکا ہو ہی جاتا ہے

زبان پر طوطی ہندوستان کو وجد آتا ہے
بیان پر بلبل شیراز شیدا ہو ہی جاتا ہے

فلک کو داغ آتش کو جلن جامی کو بیہوشی
صبا کو بیکلی سودا کو سودا ہو ہی جاتا ہے

بجا ہے سامعین کا مثل قمری نعرہ زن ہونا
کہ اک اک شعر موزون ہمر رعنا ہو ہی جاتا ہے

زمین سخت مین بہی معنی سوسن نکلتے ہین
صدف مین در بحر مین لعل پیدا ہو ہی جاتا ہے

بناوٹ کی ضرورت کیا تصنع کی بہی حاجت کیا
طبیعت ہو جو بانکی شعر بانکا ہو ہی جاتا ہے

دئے ہین شاہ کو خالق نے کیا کیا چاند سے ٹکڑے
قمر جب یکتا ہے گہٹ کے آدہا ہو ہی جاتا ہے

نہ کیون روشن ہون سب کے دیدۂ دل شاہزادون سے کہ مہرِ ماہ سے گھر اُجالا ہو ہی جاتا ہے
مجھے ہے دعویٰ نہیں لیکن ثنا جب شہ کی لکھتا ہون سخن کو اپنی یکتائی کا دعویٰ ہو ہی جاتا ہے
کوئی مانے نہ مانے مین تو ہون اس فیض کا قائل زمین مشکل سے مشکل ہو قصیدا ہو ہی جاتا ہے
جلیل آصف کے حق مین جو دعا دل سے نکلتی ہے اثر فضلِ خدا سے اُس مین پیدا ہو ہی جاتا ہے

اشعار منتخبہ دیوان

ہے لاکھ لاکھ شکر خدائے جلیل کا جس نے دُرِ سخن سے بھرا منہ جلیل کا
خود فرش خاک پر ہے نظر عرش پاک پر اے مدعی یہ حوصلہ ترے عبد ذلیل کا

وله

ناوک اُسکا کبھی خطا نہ ہوا طائر سدرہ تک نشا نہ ہوا
تیرے قدمون سے کیون رہتا ہائے پامال دل حنا نہ ہوا
دل سے صبر و قرار سب بھاگے مگر ایک داغ دل جدا نہ ہوا

وله

نہ ملا یار سرو قد افسوس شجر آرزو ہرا نہ ہوا

وله

مرے جذب دل کا اثر دیکھ لینا تم آؤگے تھامے ادا سے ادھر دیکھ لینا
ابھی ہے تڑپنے کا ارمان باقی ذرا پھر ادا سے ادھر دیکھ لینا

وله

ابھی باقی ہے آنا قبر پر اس فتنہ قامت کا قیامت ہو چکی پھر بھی رہا دھڑکا قیامت کا
فلک اسمین تڑپ اسمین الم اسمین ہے غم اسمین مرے پہلو مین دل کیا ہے خزانہ ہے محبت کا

وله

مرے وحشت کا جو افسانہ بنایا ہوتا سننے والون کو بھی دیوانہ بنایا ہوتا
مر کے بھی روح نہ پینے کو ترستی ساقی مری مٹی سے جو پیمانہ بنایا ہوتا

وله

پردہ نہ تھا وہ صرف نظر کا قصور تھا دیکھا تو ذرے ذرے مین اُسکا ظہور تھا

وله

نہ وہ شمع دیکھین نہ پروانہ دیکھین کوئی ہو اُنھین دل جلانے سے مطلب

وله

آہی جائیگا محبت مین اثر آپسے آپ
ہوئی جائیگی انہین میری خبر آپ ہی آپ

وله

پہلو سے وہ اٹھے سو کہا دل نے ہائے دوست
آباد ہو کے لٹ گئی دولت سرائے دوست

وله

انسے ملنے کا ہے سوال عبث
جان بچنے کا ہے خیال عبث

وله

چمک کر بولی وہ برق نظر آج
کہ لونگی خرمن دلکی خبر آج

کہو انسے بچا بین دامن اپنا
کہ ہے شعلہ فگن داغ جگر آج

وله

یون تو بسمل ہے ترا سارا جہان میری طرح
پر تڑپ ہے لوٹنے والا کہان میری طرح

گل اگر بجلی سے چھوٹا آج صرصر سے اڑی
ہو نہ دشمن کا یارب آشیانہ میری طرح

وله

موسم گل ہے پہول پہولے ہین
دیکھنا باغ کیا ہے سرخا سرخ

وله

ستم ہے مبتلائے عشق ہو جانا جوان ہوکر
ہماری باغ ہستی مین بہار آئی خزان ہوکر

وله

نصیبون سے ہوا کرتا ہے مرنا اچھی صورت پر
خدا انشا بہ ہمین تو ناز ہے اپنی محبت پر

وله

توکل کا یہہ منشا ہے کہ اطمینان پیدا کر
نہ ہو سامان کا پابند با سامان پیدا کر

وله

صیاد کو ہے بلبل ناشاد کی تلاش
بلبل ہین ہم کہ ہے صیاد کی تلاش

قسمت نے دی نجات نہ مجکو تلاش سے
دلبر ملا تو ہے دل ناشاد کی تلاش

اللہ رے تیری زلف سیہ فام کے خواص
اک مرغ جان کے حق مین ہین سو دام کے خواص

کیا نصیبے کے زبردست ہین خال عارض
جنکو حاصل ہے شب و روز وصال عارض

کہان ہم اور کہان اب شرارت خانۂ عشق
نہ وہ دماغ نہ وہ دل نہ وہ زمانۂ عشق

غلط ہے صاحب دولت کو گر غنی کہئے
غنی وہ ہے جسے اللہ دے خزانۂ عشق

کیا کیا شب غم ہمنے مصیبت نہین دیکھی
اتنی ہے کمی صبح قیامت نہین دیکھی

دیکھے ہین طرحدار جلیل آنکھ سے لاکھون
دل جسکا ہے آئینہ وہ صورت نہین دیکھی

جعفر۔ مرزا جعفر بیگ قزوینی

جعفر تخلص۔ مرزا جعفر بیگ نام۔ آپ بدیع الزمان قزوینی کے خلف الصدق ہین۔ اکبر و جہانگیر کے عہد مین معزز و ممتاز رہا۔ فن شاعری مین استاد کلام تہا مثنوی شیرین خسرو اسکے کلام شیرین کی یادگار ہے۔ اپنے عم بزرگوار کے فوت ہونے کے بعد مخاطب بہ آصفخان ہوا تہا۔ ۱۰۲۱ھ ہجری مین بلدہ دارالسرور برہانپور مین فوت ہوا کسی شاعر نے تاریخ وفات اس فقرہ سے نکالی ؎ صد حیف از آصفخان۔

من اشعارہ

در باد صبا بوئے کسے ہست کہ یعقوب
ہزار بلبل شوریدہ خاک شد جعفر
در سنی ہمہ کس در شکست بیداری
ای صبا در شکم امادل این جوش میکنیم
شنہر گنجائش غمہائے دلما چو ندا شت
زشوق آنچہ آنجا دید فرماد

ولہ

چشمے کہ ندارد برہ قافلہ وارد
ہنوز رسم خود آرائی چمن باقیست
شکست زلف کجا و دل شکستہ کجا
کہ این گلستانست نتوان در رو باد بست
آفریدند برائے دل ما صحرا را
مرا اینجا قلم از دست افتاد

حرف الحاء حطی

حفظی۔ نواب حفظ اللہ خان

حفظی تخلص۔ حفظ اللہ خان نام۔ آپ نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم کے فرزند ہین۔ آپکی ولادت ہند مین واقع ہوی سن شعور کے بعد علمائے وقت سے

حفظی

کتب درسیہ تحصیل کین - لائق و فائق ہوئے - بادشاہی منصب سے سرفراز تھے
آپ خوش خلق و باخیر نیک طینت و نیک صورت تھے - علما و شعرا و فقرا سے نہایت
اخلاص و محبت رکھتے تھے - ماہ ربیع الاول مین میلاد شریف کی مجلس نہایت عظمت
و شان سے کرتے تھے - ایکہزار سے زیادہ اہل دعوت ہوتے تھے - کہانے سے اول آخر
وقت تک خود بدانہ آفتابہ و سیلابچی ہاتہہ مین لیکر تمام اہل دعوت کے ہاتہہ دہلاتے تھے
اس فعل خیر سے ثواب اخروی حاصل کرتے تھے - عالمگیری زمانہ مین ٹہٹہ و سیوستان
کے صوبہ دار تھے - صوبہ داری کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے - آپکے زمانہ مین
تمام رعایا امن و امان مین تہی - آخر ۱۱۲۱ہجری مین سیوستان مین آخرت کا سفر
اختیار کیا - جناب میر غلام آزاد بلگرامی نے آپکی وفات کی تاریخ کا مادہ آیہ کریمہ سے پایا
فلهم جنات المأوى نزلا بما كانوا يعملون - خوشگو اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ
آپ موزون الطبع تھے کبھی کبھی رباعی یا غزل موزون کرتے تھے - ایکوقت آپ کی
مجلس مین کسی میر نے ناصر علی سرہندی کی رباعی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
نعت مین پڑہی ؎

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ	ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد	دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

آپ رباعی کو سنکر حسرت کرنے لگے اور فرمایا کاش یہہ رباعی میرا حصہ ہوتی تو
بروز قیامت باعث نجات ہوتی - پہر فکر کرکے ایک رباعی کہی وہ یہہ ہے ؎

در انجمن دہر نخست آمدہ	زانگونہ کہ شائستہ نشست آمدہ
اے ختم رسل اگرچہ در بزم وجود	دیر آمدہ ولے درست آمدہ + انتہی -

من اشعارہ الفارسی

اے کہ می گوئی کہ می آئم نمی آئی چرا
اے آنکہ سراپا ہمہ لطف نمکی
جز شیرہ پستان حلاوت نمکی

وله

پائے شوقت را مگر رنگ حنا زنجیر پاست
بر برگ گلِ تازہ چکیدہ نمکی
پیغمبر خوبانی و اما نمکی

فائدہ نواب متوسل خان بہادر بندگانعالی حضور آصفجاہ کے داماد اور حسب رضا ترجمہ کے لخت جگر تہے اور ہدایت محی الدین مظفر جنگ بن متوسل خان آپکے پوتے تہے۔ ان دونون بزرگون کو دکن سے خاص تعلق تہا۔ اسی تعلق کی وجہ سے دکنی شمار کئے گئے تہے۔ ہمنے بہی اون بزرگون کے وجہ سے نواب حفیظ اللہ خان کا ذکر اہل دکن مین شامل کیا فتامل ولا تکن من الغافلین۔

ہمیشہ بہار کے مولف نے لکہا کہ حفیظ اللہ خان ذہی استعداد و کمال دوست تہا علوم عقلی و نقلی مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ عالمگیری عہد مین صوبہ داری لاہور پر متقرر تہا۔ ناظم و ناثر تہا۔ من کلامہ

نزد ماغی می کند پروانہ در پرواز شوقے ٭ روغن بادام گویا در چراغش کردہ اند ٭ انتہی کلامہ

حشمت محتشم علی خان

حشمت تخلص میر محتشم علیخان نام۔ سادات بدخشان سے تہے۔ آپکے اجداد مین ایک بزرگ وارد ہند ہوئے۔ آپکے والد میر باقی محمد یار خان صوبہ دار دہلی کی رفاقت مین مدت تک رہے صوبہ دار عالمگیری امرا مین تہے۔ میر حشمت کی ولادت دہلی مین ہوئی۔ سن شعور کی بعد دہلی مین علما و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ پہر آپکو

شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا۔ شعرگوئی شروع کی خوب شعر کہنے لگے ہندی و فارسی دو نو زبانون مین کلام موزون کرتے تہے۔ آپکا کلام دو نون زبانون مین پاکیزہ و صاف ہے۔ ہر ایک شعر کی عبارت سلیس با محاورہ ہے آپ فنون سخنوری مین ممتاز تہے مدت تک میر محمد افضل ثابت و شیخ عبدالرضا متین و مرزا عبدالقادر بیدل و آزاد کے مصاحبت و مجالست مین رہے اکثر یاران معاصر کے ساتھ مشاعرہ مین شریک ہوتے تہے۔ ہم طرحی غزلون پر مشاعرہ کا بازار گرم کرتے تہے۔ آپ کی وفات سنہ ۱۱۶۳ ہجری مین واقع ہوئی۔ علی قلی خان والہ ریاض الشعرا مین لکھتا ہے کہ مین ایکروز حشمت کے دیوان کو دیکہہ رہا تہا کہ یہہ بیت میری نظر سے گذری ؎

نہ ہر ایرانی ہم طرح حشمت می تواند
نہ ہر چینی فروشی ہم سر فغفور می گردد

چون چند کس از مردم ایران بعنوان سوداگری دلّی مین چینی فروشی کرتے ہین ہندوستان مین ایرانیون کے لئے دوکانداری کرنا ننگ ہے۔ اس لئے ہندی نژاد کل ایرانیون پر چینی فروشی کا طعن کرتے ہین۔ مثلاً کسی ورہندی نے کہا ؎

ما زبان اہل ایران را ہوئی بستہ ایم
دست این چینی فروشان را ہموی بستہ ایم

ان ابیات کے دیکہنے سے میرے دلمین حمیت و غیرت نے جوش پیدا کیا حشمت کے دیوان کے حاشیہ پر یہہ دو بیتین لکہین اور حشمت کے نزدیک دیوان کو بہیجدیا ؎

با استادان ایران ہندی ہمطرح میگردد
بچینی مینزند پہلو سفالین کاسۂ بنگی

حریف نالۂ دلہائے زارمانہ حشمت
مزن انگشت برلب چینی فغفور را را

پس حشمت صاحب ترجمہ ابیات کو دیکہکر پشیمان ہوا معذرت کی انتہی کلامہ۔
آپکے صاحب دیوان مین تقریباً سات ہزار اشعار ہین۔

من کلامہ

کشته شمع را چو سحر اهل بزم گفت	وله	این روز بود اول شب در نظر مرا
رونق از دیوانه کشور سودا گرفت	وله	وحشت ز ما بود که مجنون دو روزی جا گرفت
گر چنین شهر بسودائے تو دیوانه شود	وله	همچو زنجیر ز هر کوچه فغان برخیزد
با رقیبان بکنم سجده خاک در دوست	وله	این نماز نیست که بے شرط جماعت باشد
سراسر نقش هستی عقده کار دل من شد	وله	خط پیشانیم چون قفل ابجد مشکل من شد
نگاه گرم چه سان در بغل کشد تنگش	وله	که از فروغ در آغوش خود بپرد رنگش
صبر و بیطاقتی آنروز که قسمت شده	وله	بیقراری بمن و صبر بایوب رسید
جان بقربان کمان تو که زد آخر کار	وله	تیر صافی که بداد دل ما خوب رسید
پیر گردیدم و سر می گردد	وله	آسیا وقت سحر میگردد
از رنگ لاله و داغش عیان است	وله	که حسن و عشق باهم توامان است
قشقه از بالائے ابروئے تو آفت می شود	وله	آفتاب از قبله سر زد قیامت می شود
بیا که از اشک سوزانیم باهم بلبل و گل را	وله	تو گل را کن خجل در حسن من در عشق بلبل را
زبس پیشش کی دل ناله و آهے میکرد	وله	چشمش بمن التفات نگاهے میکرد
گریان گریان ز دور میدارم داد		خندان خندان بمن نگاهے میکرد

مستزاد

آئینه بزم دلکشا تو رسا؛ انجا نگاه	هم شانه بزلف مشک سا تو رسا؛ ما از گناه
ما خاک شویم و سر منظور افتد؛ داغیم ز رشک	دل خون نشود و حنا بپا تو رسید؛ سبحان الله

میر درد نے نکات الشعرا مین لکھا کہ تخلص مشتہر شعراء ہندوستان سے ہے۔ سید صحیح النسب سپاہی عمدہ تہا فارسی ہندی مین سخن گوئی کرتا تہا۔ خوش اخلاق و خاکسار تہا

ہر ایک سے نہایت عاجزی و انکساری سے ملتا تہا۔ عزیز دل شہر دلی مین سکونت پذیر تہا آپکی بڑے بہائی میر ولایت اللہ خان تہے۔ حشمت مدت سے خانہ نشین تہے ریختہ مین صحیح الفکر و ذکی الطبع تہا۔ یہ دو بیت میر کے تذکرہ سے نقل کیجاتی ہے

نکہت گل نے جگایا کسنے زندان کے بیچ — پھر کہ زنجیر کی جھنکار پڑی کان کے بیچ
بہار آئی دیوانے کی خبر لو — اگر زنجیر کرنا ہے تو کر لو

گلشن بیخار کا مولف لکہتا ہے کہ میر محتشم علی خان حشمت خلف میر باقی بدخشانی دہلوی المولد ہے۔ فارسی زبان مین رنگین خیال و شیرین مقال تہا۔ میر محمد افضل ثابت و شیخ عبد الرضا متین کا ہم صحبت و ہم طرح تہا۔ سنہ ۱۱۶۲ ہجری مین بمرگ مفاجات فوت ہوا۔

حقیر۔ مہا سنگہ اورنگ آبادی

حقیر تخلص۔ مہا سنگہ نام کہتہا ل عرف ہے آپکا مولد و منشا اورنگ آباد ہے منشی جواہر قلم و دبیر عطارد رقم تہے مضمون نگاری و انشا پردازی مین بلند پروازہ۔ ایجاد معانی و سخن سازی مین سحر پرداز تہے۔ طبع نقاد و ذہن وقاد سے لآلی آبدار اشعار کو رشتہ نظم مین پروتے تہے۔ تحریر و تقریر مین زبان و قلم سے موتی رولتے تہے۔ خوش وضع و خوش مزاج تہے۔ نیک رفتار و پسندیدہ اطوار تہے۔ باوجود لیاقت و استعداد کسر نفسی سے ہر ایک کے مقابلہ مین اپنے کو حقیر و ناچیز سمجہتے تہے۔ سراج دکنی و آزاد بلگرامی کی ہم صحبت تہے۔ جناب نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے دار الانشا مین ملازم تہے۔ سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین فوت ہوئے۔

من اشعارہ الفارسی

از بہار سبزات سبز سبز بخت باغبان
در چمن از حال بلبل ہیچگہ آگاہ نیست

تا تماشائی نگاہ چشم آن گلرو کند
از ہوائے قامت شمشاد رشکش شد حقیر

چون از زلف دراز شن یافتم سررشتہ مطلب
سخن از پستہ گفتم بر لب لعلش نگہ کردم

حقیر این مصرع موزون ز شہرت در دلم آمد

ولہ

در لب چون غنچہ ہات گلرنگ رحمت باغبان
خار ہا دارم بدل از طبع سخت باغبان

نرگستان گشتہ در گلشن ورد رحمت باغبان
در زمین ہم بلندی سبز بخت باغبان

دعائی زود باد عمر او در نیم شب کردم
بااین حسن طلب زان پستہ لب مطلب طلب کردم

جلوہ ریز آمدم در آن معنی را طلب کردم

حامد محمد خان المخاطب بحامد علیخان دولت آبادی

حامد تخلص - محمد خان نام - حامد علیخان خطاب ہے - آپ دولت آبادی ہین - شیخ ابو بکر الہ آبادی چشتی کے شاگرد و مرید تہے - حنفی مذہب صوفی مشرب حریفان ہم مشرب کی یار و رنگین مزاجان ہمدم کے دوستدار تہے - شعر گوئی و شعر فہمی ہین قابل و لائق تہے - نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے ہم صحبت و مشاعرہ تہے - اکثر اوقات نواب شہید کی ترغیب سے غزلین کہی ہین - تعریف و تحسین کے مورد ہوئے ہین - پیری کی وصیت سے شعر کم کہتے تہے کبھی کبھی فارسی زبان مین موزون کرتے تہے - علوم ادبیہ مین مستعد و کامل تہے گاہے ماہے عربی مین کہتے تہے - بدیہہ گوئی مین ضرب المثل تہے ایکروز ایک نوجوان لڑکا خوش لباس آپ کے سامنے آیا - آپنے اسیوقت یہہ شعر موزون فرمایا

داد صد رنگ خوشدلی بدلم   جامۂ سبز و چہرۂ گلنار

ایک وقت نواب آصفجاہ نظام الملک بہادر کے جشن سالگرہ۔ دوزن مبارک کے بیان مین لکھا

از بہر نثار این خداوند جہان | لعل و گہر آمدہ ز کان و عمان
بار وئے جہان فروز در روز ن | خورشید در آمدہ سراج منیران
ان صنمی کان فی الجلباب کنت رایتہ | بل ہو شمس شفقت نظرات فی المطر

ان دو تین اشعار کے سوا ہمکو آپکا کلام نہین ملا۔ شاید تلف ہو گیا ہو۔ تحفۃ الشعرا مین مرزا افضل تابع قتالی نے جو آپکا معاصر ہے یہی اشعار لکھے ہین۔ شاید میان حامد بہیر کی نعمت کی وجہ سے اشعار کی حفاظت نکرتے ہون۔

حفیظ۔ شیخ حفیظ دہلوی

حفیظ تخلص شیخ حفیظ نام آپکا اصلی وطن دلی ہے۔ آپکی بزرگ سپاہ پیشہ تھے سپاہ گری کے پیشہ مین زندگی بسر کرتے رہے۔ مگر آپ سن شعور کے بعد عالم شباب مین طالب علم ہوئے۔ چند مدت مین علما و فضلا کی خدمت مین ضروری لیاقت حاصل کر کے فن شاعری کے طرف متوجہ ہوئے۔ آپکی طبیعت تیزی مین شعلہ جوالہ تھی طبع والا فکر رسا سے شعر موزون کرنے لگے۔ کلام شیرین و رنگین ہونے لگا معاصرین دیکھکر تعجب کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپ درجہ استادی کو پہنچ گئے سب شعرا معاصرین آپکی استادی کے قائل ہوئے۔ آپ فارسی و اردو دونون زبانون مین کہتے ہین۔ دونو زبانون مین آپکا کلام سنجیدہ و با محاورہ ہوتا ہے۔ پاکیزہ و شستہ آپ ہند سے اورنگ آباد دکن مین آئے۔ راجہ بہیت رام کے خدمت مین باریاب ہوئے راجہ صاحب آپکی لیاقت و قابلیت دیکھکر بہت خوش ہوئے۔ اور آپکو نہایت اکرام

واعزاز سے اپنے پاس کہا۔ اور آپکے لئے معقول تنخواہ بہی مقرر کردی۔ چند مدت راجہ صاحب کے مصاحب رہے۔ جب راجہ صاحب کا کام درہم وبرہم ہوگیا۔ تب سبب راجہ سے علیحدہ ہوئے۔ آپ بہی مجبور وہان سے حیدرآباد آئے۔ اور راجہ چندو لعل مہاراجہ بہادر سے ملے ایک قصیدہ بہی پیش کیا۔ مہاراجہ بہادر نقاد سخن تہے اُس وقت آپکو خلعت اور ہزار روپیہ ماہوارہ سے سرفراز فرمایا۔ پہر آپ حیدرآباد مین ملک الشعرائی کے درجہ کو پہنچے۔ اور مہاراجہ بہادر کے مصاحب ہوئے۔ آپنے اپنی خوش کلامی وجادو بیانی سے مہاراجہ کو مسخر کر لیا تہا۔ مہاراجہ بہادر آپکے کلام پر فریفتہ و شیفتہ تہے آپ خوش اخلاق و نیک طینت تہے۔ نازک دماغ و پاکیزہ خیال تہے۔ ہر روز دربار مین تازہ و نیا لباس پہنکر آتے تہے۔ باوجود جاہ و حشمت فقرا دوست غربا پرور تہے۔ مہمان نواز و فیض گستر۔ کلمۂ خیر مین بڑے جوانمرد تہے۔ ہر ایک کی سفارش کرتے۔ آپکے نزدیک آشنا و بیگانہ مساوی تہے۔ آپکی بدولت ہزارہا غربا و فقرا مہاراجہ بہادر کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوئے۔ اور صدہا آدمی سلسلۂ ملازمت مین شریک ہوئے۔ ایک عالم آپکا ممنون منت تہا۔ آخر آپ ۱۲۴۷ھ ہجری مین جنت کو روانہ ہوئے۔ اور حیدرآباد مین مدفون ہوئے۔

من اشعارہ الہندی

لب جانان سے جی اُداس آیا
مین وہ شمع مزار بیکس ہون

ولہ

ہمکو آب بقا نہ راس آیا
کہ پتنگا نہ جس کے پاس آیا

ہم اُسے بادۂ گلرنگ پلادیتے ہین
خانۂ باغ آئینۂ رخ کو بنادیتے ہین

ولہ

ہمارے دل مین یہ درد و الم کا جوش رہا
کہ سینہ داغون سے دوکان گل فروش رہا

خیال کاکل مشکین یہ مجھکو دوش رہا — کہ مثل کعبہ مرا دل سیاہ پوش رہا
ہزار نالۂ محشر نما نہ لب سے تہے — کسیکا پاس ادب تہا خموش رہا

ولہ

خط مین کچھہ حسن طلب تہا نہ سوا اسکے جسے — ما بخیر و سلامت بشما کہتے ہین
تپ تشہیر کیا قاتل بیچارے کو — آپ فرمائیے قبلہ اسے کیا کہتے ہین

ولہ

چاک سینہ ہوگیا دل سے صدا آنے لگی — کہلتے ہی اس در کی جنت کی ہوا آنے لگی
لڑکون نے پہینکے مارے جونہی سنسنے سنگ — دیوانگون کی خون سے ہوا رستے رنگ

آپ نے ایک رباعی حضور سکندر جاہ نور اللہ مرقدہ کی نذر کی تہی - رباعی

کوئی نام خدا لے کے حرم تک پہنچا — کوئی پوجتے ہی دیر صنم تک پہنچا
خوش طالعی میری ہے کہ لیکر مین نذر — تجہہ سے سکندر کے قدم تک پہنچا

ولہ

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکہاتی ہے — اگر یکدم ہنساتی ہے تو پہر پہرون رلاتی ہے
روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرون مین آپکا — ہو رہینگی پہر کبہو باتین ہماری آپکی

حنا - مہدی حسین خان لکھنوی

حنا تخلص - مہدی حسین خان نام - آپ محمد حسین خان لکھنوی کے فرزند ہین - آپکی ولادت شہر لکھنؤ مین ہوئی - تعلیم و تربیت بہی اسی شہر مین پائی - استعداد علمی کے بعد شعر گوئی شروع کی - مومن خان مومن دہلوی المتوفی سنہ ۱۲۶۸ ہجری کی خدمت مین سخن کی مشق کی - استاد کی توجہ کی برکت سے لائق و ممتاز ہوئے - دس گیارہ برس سے حیدرآباد دکن مین کسی سرکاری خدمت پر مامور ہین - چست و چالاک ہوشیار بیباک ہین خوش سیرت و نیک عادت ہین محبت و دوستی کے لائق ہین شگفتہ جبین و خوش تحریر ہین

بارک اللہ فی بقائہ

من اشعارہ

قلم ہے کیا جو ہے عرض مدعا کے لئے — زبان ہی نہین صرف التجا کے لئے

تمہارے لب جو کرین دعوی مسیحائی	مرض ملے نہ کہین نام کو دوا کے لئے

حبیب ۔ محمد کاظم صاحب کنتوری

حبیب تخلص ۔ محمد کاظم نام ۔ آپکا مولد و منشا قصبہ کنتور ضلع لکھنؤ ہے آپکے نسب کا سلسلہ جناب سید حمزہ بن حضرت امام موسی کاظم سے ملتا ہے ۔ آپکے بزرگ سادات نیشاپور سے تہے ۔ زمانۂ سلف مین وطن اصلی سے ہند مین وارد ہوتے ہوئے ملک اودہ قصبۂ کنتور ندکور مین فروکش ہوئے ۔ اُسوقت کنتور مین فضلاء والا سکونت پذیر تہے ۔ آپکے جد اعلیٰ نے بہی وہین سکونت اختیار کرلی ۔ آپکے بزرگون مین اکثر علما گذرے ہین ۔ علوم عقلی و نقلی مین بے نظیر ہوے ہین ۔ زمانۂ حال تک بہی اُسی موروثی علم کا خاندان مین انر باقی ہے ۔ آپنے ابتداء شعور مین بقدر ضرورت فارسی و عربی کتب پڑہی ہین ۔ زمانہ طالب علمی مین آپکو شعر و شاعری کا شوق پیدا ہوگیا آپکی طبیعت کا میلان شعرگوئی کیطرف رجوع ہوا ۔ اور طالب علمی حالت مین خلل واقع ہوا ۔ آپ تحصیل علوم و کسب فنون سے محروم ہے ۔ مگر شاعری مین انتہا ہی کے مرتبہ کو پہنچ گئے ۔ آپنے سخن کی مشق جناب سید لطف اللہ قادر مرحوم سے جو آپکے نانا تہے کی ۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہے ۔ آپ خوش وضع و خوش فکر ہین ۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً پینتالیس برس کی ہے ۔ چند سال سے اس ریاست مین ملازم ہین معتمد مدار المہام سرکار عالی نظام کے میر منشی ہین ۔

من اشعارہ الہندی

دلسوز کون تہا ہمین روتا جو بعد مرگ	ہان بیکسی کا رکہتی ہے شمع مزار غم

اسیری مین بلا نازان ہوے وحشت کے پر نکلے
ہمارے ساتھہ جاتے ہین عالم کو حسرت و ارمان
ہے چلی ہین ولکو سوئے کوئے قاتل حسرتین
عرش پر یہ ہوگا دماغ رہروان کوئے عشق
عکس روئے یار ہے تصویر پشت آئینہ
خط تقدیر ہے ہیر جسے سمجہے ہین سب جوہر

چلے صحرا سے زندان کو گریبان پہاڑ کر نکلے
یہہ حسن اتفاق اسوقت اچہے ہم سفر نکلے
ولہ
کس زمین مین ہے پہر کاروان شام و سحر
آسمان پر ہے غبار کاروان شام و سحر
ولہ
دیکہئے چمکی ہے کیا تقدیر پشت آئینہ
بنگئے ہین غم سے ہم تصویر پشت آئینہ

حشمت میر حشمت علی حیدرآبادی

حشمت تخلص حشمت تخلص۔ میر حشمت علی نام۔ آپکا مولد ومنشا حیدرآباد دکن ہے۔ آپ میر حیدر علی مرحوم کے فرزند ہین۔ مرحوم لیہ سرکار عالی نظام کے صدر ثبتیہ خانہ کے میر منشی تہے۔ آپنے سن تمیز کے بعد علما حیدرآباد سے کتب فارسیہ کی تحصیل کی۔ انشاپردازی وعبارت نویسی مین خوب مہارت پیدا کی۔ مزاج مین سخن سنجی وشعر گوئی کا ولولہ تہا۔ اور طبیعت بہی سنجیدہ تہی۔ شعر گوئی کے میدان مین سبقت کرکے خوب جولانی کرنے لگے۔ حیدر حسین خان حیدر المتوفی سنہ ۱۲۸۵ ہجری سے کلام کی اصلاح لیتے رہے۔ کلام سے نزاکت وملاحت نمود ہوتی ہے۔ آپکی عمر تخمینا پچاس برس کی ہوگی۔ متوسط قد۔ گندمی رنگ مائل بہ سیاہی۔ خدا تعالے آپکو بیرانہ زندہ رکہے

من اشعارہ الہندی

مرگ عاشق پر بہی اسطرح غم کہاتے نہین
ہوگئے ہین جاکے شاید کوئے جانان مین مقیم

صبر کی جا ہے مریکے ساتہہ مرجاتے نہین
حضرت دل آج پہلو مین نظر آتے نہین

بخشش حیدر کا دربار معلا عام ہے	ولہ	اس جگہہ حشمت سخندان فیض کب پاتے نہین
گورے ہاتہون سے جو دفناؤ گے ہنت ہوگی		گو زنیسر مین نہ پہر شمع کی حاجت ہوگی
چیخنا شور مچانا سر مدفن کیسا		روح عاشق پہ اجی ورقیامت ہوگی

حبیب ـ محمد حبیب حیدر آبادی

حبیب تخلص ـ محمد حبیب نام مشاہیر شعراء حیدر آباد سے ہے ـ تذکرہ نویسون نے آپکی پوری کیفیت نہین لکہی سنہ ولادت و وفات کا بہی کچہہ ذکر نہین کیا ہے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شاعر لائق وفائق تہے ـ مضامین تازہ خوب تلاش کرتے تہے ـ خوش فکر و خوش خیال تہے ـ تقریباً آپکا بہی انتقال سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین واقع ہوا ہے ـ

من اشعارہ الہندی

نہ گئی چشم سے آنسو کی روانی آخر	ولہ	رہ گئی صرف یہی یار کی نشانی آخر
ہنس پڑا باغ مین بیتابی بلبل کی دیکہہ		کہل گئی یار تری غنچہ دہانی آخر
مونہہ کر آنکہہ کو کیا ذوق سے سویا تہا حبیب		نہ سنی حیف مری ہیچم کہانی آخر
دل بیدل کی یک تسلی کو		کچہہ تو اپنی نشانی دو جانان
گلبدن پہول کی مت توڑ توڑا لی آری		دیکہہ اہی شور کرین بلبل مالی آری

حسن ـ امیر حسن دہلوی

حسن تخلص ـ امیر حسن نام ـ نجم الدین لقب ہے ـ آپ میر علا سنجری کے فرزند ہین ـ آپکا مسقط الراس شہر دلی ہے ـ آپکی نشوونما و تربیت و تعلیم بہی وہان کی ہوئی ہے اور وہین

ہوئی۔ عالم شباب کے ابتدا مین علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ شعر و شاعری کے میدان مین سبقت کرنے لگے۔ آپکی طبیعت مین سخن سنجی کی قوت خداداد تھی۔ آپکا کلام تصوف و تجرد و وحدت الوجود اور دنیاوی اسباب کی بے ثباتی پر شامل ہوتا ہے۔ حضرات اہل حال کامل و بزرگان صاحب دل آپکے کلام کے سننے سے وجد کرتے ہین اور نیم بسمل کی طرح تڑپتے ہین۔ دنیا و ما فیہا سے بیخبر و مست ہوتے ہین و مقام الست و بزم بلی کے طرف رجوع ہوتے ہین۔ آپ فطرۃً زندمشرب و فقر طلب تھے۔ مرات الخیال کے مولف نے تاریخ ہندسے نقل کیا کہ آپ مکارم اخلاق و لطافت و ظرافت و استقامت عقل مین بے نظیر تھے۔ اور روش صوفیہ و تجرید و تفرید و بے تعلقی دنیا مین بے مثل تھے۔ رندانہ مستغنیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور آپکی توبہ کا سبب یہہ لکھا کہ آپ ایکروز ایک نانبائی کی دوکان پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اتفاقاً اُسروز قدوۃ السالکین حضرت شیخ نظام الدین قدس سرہٗ مع مریدین بازار سے گذر رہے تھے اور امیر خسرو بھی ہمراہ تھے۔ یکایک امیر کی نظر فقیر یعنے حسن صاحب ترجمہ پر پڑی۔ امیر نے دیکھا کہ صورت زیبا لائق و قابل سلوک ہے۔ آگے بڑہ کے خواجہ حسن صاحب ترجمہ سے سوال کیا کہ نان و کلچہ کسطرح بیچتا ہے۔ حسن نے جوابدیا کہ روٹی کو ترازو کے پلڑے مین رکھتا ہون اور خریدار سے کہتا ہون کہ دوسرے پلڑے مین زر قیمت رکھے۔ جب خریدار پلڑے مین زر رکھتا ہے اُسوقت اُسکو روٹی دیکر روانہ کرتا ہون۔ امیر قدس سرہ نے کہا اگر خریدار مفلس ہو تو کیا صورت ہوگی۔ حسن نے جواب دیا کہ اُس سے درد و نیاز قیمت لیتا ہون۔ امیر قدس سرہ آپکے جواب سے متعجب ہوئے۔ واقعہ کی پوری کیفیت حضرت شیخ قدس سرہ کی خدمت مین گزارش کی۔ شیخ قدس سرہ نے کچھہ جواب نہین دیا۔ لیکن حضرت کی توجہ باطن نے حسن کے دل پر اثر کیا

اُسیوقت حسن کا حال متغیر ہوا۔ اور درد طلب دامنگیر ہوا۔ فوراً نان بائی کی دوکان سے اُٹھکر حضرت کی خانقاہ مین آیا اور توبہ کی اور حضرت کی بیعت سے سرفراز ہوا۔ دیکھو حضرت کی توجہ تیر بہدف تہی۔ بزرگان دین واہل اللہ کی نظر بے اثر نہین ہوتی ہے پیر ہون تو ایسے ہون۔ خدائے تعالی ہمکو ایسے بزرگون سے ملائے کہ ہم دنیا وما فیہا سے سبکدوش ہوجائین۔ فی زماننا پیری مریدی کی نسبت اگر گویم مشکل وگر نگویم مشکل بامر لاچاری شق ثانی کو اختیار کرتا ہون۔ اور دم بخود رہتا ہون خدا ہم تمام کو نیک ہدایت کرے۔ بزرگان دین کی توجہ موثرہ کی بابت کسی شاعر نے کہا ہے ؎

آنرا کہ بدانیم کہ او قابل عشق ست رمزے بنمائیم و دلش را بربائیم

آپ امیر خسرو کے معاصر مین گویا دونون بزرگ سخنوری مین برادران توام ہین۔ اور دونون بمصداق ہذان لساحران فن شاعری مین جادوگر ہین۔

بہارستان سخن کے مولف نے لکہا کہ امیر خسرو وامیر حسن مین باہم الفت وصحبت برادرانہ تہی۔ دونون شاہزادے سلطان محمد بن غیاث الدین بلبن کی ملازمت مین ملتان گئے۔ امیر خسرو شاہزادے کی مصحف داری پر خواجہ حسن دوات داری پر مامور تہے۔ شاہزادے کی شہادت کے بعد دہلی مین آئے۔ ملازمت کے زمانہ مین دونون ہم نوالہ وہم پیالہ رہتے تہے۔ لیکن امیر حسن امیر خسرو پر تقدم رکہتا تہا۔ تقدم کے مختلف اسباب ہین۔ امیر حسن کے قطعات وقصائد سلطان غیاث الدین بلبن کی مدح مین زائد ہین۔ اور امیر خسرو کے قصائد سلطان کی مدح مین کم ہین۔

اور مولف مذکور نے یہہ بہی لکہا کہ خواجہ بعمر ۵۶ سال حوض شمسی کے کنارے شراب وکباب مین مصروف تہا کہ یکایک اسطرف حضرت شیخ نظام الدین اولیا کا گذر ہوا

خواجہ حسن نے آپکو دیکھکے یہہ دو بیتین پڑہین ؎

سالہا باشد کہ ما ہم صحبتیم — گر ز صحبت ہا اثر بودے کجاست
زہد تان فسق از دل ما دور نکرد — فسق مایان بہتر از زہد شماست

حضرت شیخ قدس سرہ نے فرمایا صحبت موثر ہے۔ اگر حسن نیت سے ہو۔ کامیابی کا وقت پہنچ گیا تہا۔ فوراً شیخ کے قدمون پر گرا اور تمام گناہون سے توبہ کی۔ اور حضرت کے حلقۂ ارادت مین داخل ہوا۔ اور ایک غزل کہی اسکا مطلع یہہ ہے ؎

یک سر موئے ز لذت سفید نشد — ہیچ مو بر تنت سیاہ نماند
اے حسن توبہ آنگہی کردی — کہ ترا قوت گناہ نماند

آپ کی غزلین و قصائد درد آمیز و شور انگیز ہوتے ہین فصاحت و بلاغت کی خوبیان مضامین معانی کی موشگافیان کلام سے ظاہر ہوتی ہین۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپنے ایک کتاب مسمی فوائد الفواد جو حضرت شیخ کے حوال اقوال پر شامل ہے نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے لکہی ہے۔ رسالہ متانت الفاظ و لطافت معانی سے مرکب و مرتب ہے۔ نقل کرتے ہین کہ امیر خسرو رسالہ کی نسبت فرماتے تہے کاشکے اگر میری تمام تصانیف حسن کے نام ہوتین اور یہ کتاب میرے نام پر ہوتی تو بہتر ہوتا۔ اور مین اس سعادت ابدی سے مشرف ہوتا۔ اور دارین مین اس سعادت پر فخر کرتا۔ امیر خسرو کا یہہ کلام محبت و اتحاد کی وجہ سے ہے۔ خواجہ حسن صاحب ترجمہ شعر گوئی و روش شاعری مین سعدی شیرازی کی پیروی کرتا ہے۔ چنانچہ خود کہتا ہے ؎

حسن گلے ز گلستان سعدی آوردست — کہ اہل معنی گل چین ازان گلستانند

سعدی شیرازی کی پیروی کرنے سے آپکو سعدی ہندوستان کہتے تہے مولانا عبدالرحمن جامی نے

بہارستان مین لکہاکہ خواجہ حسن نے غزل گوئی مین طرز خاص اختیار کیا ہے۔ اکثر قوافی تنگ اور ردیفین نادر اختیار کین۔ آپکے کلام کی حالت مجتمعہ اگرچہ ظاہر النظر مین آسان معلوم ہوتی ہے لیکن ایسا کلام کہنے مین دشوار و مشکل ہوتا ہے۔ بنا برعلیہ آپکے کلام کو سہل ممتنع کہتے ہین۔ ملک الشعرا الشیخ فیضی کہتا تہا۔ امیر حسن آنکہ وارد کہ عاشق آن تواند شد گو امیر خسرو یوسف زمان بود چنانچہ خود میفرماید ؎

اے حسن آئین نظم خود نوکن طراز خاصہ این ساعت کہ طرز خاص پیدا کردہ

انتہی کلامہ۔ لطائف اشرفی کے مولف نے لکہاکہ آپ ظریف الطبع و لطیف المزاج تہے۔ آپ جب مجلس احباب مین جلوہ افروز ہوتے تہے تب احباب کا جلسہ آپکے وجود سے رونق پذیر ہوتا تہا۔ آپکے لطائف و ظرائف سے احباب کو لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا بحسب اتفاق خواجہ حسن کو بیماری لاحق ہوئی۔ عارضہ کی شدت سے بیہوش ہوگئے۔ چند احباب مثلاً امیر خسرو و منصور وغیرہم عیادت کے گئے اور آپکو آواز دے کہ خواجہ صاحب کہ مارا می شناسید یا کیانیم کہ آخر گفتند ما چہ کسانیم۔ خواجہ نے آنکہہ کہولکر کہاکہ کہ ما بندہ سخن اُو لئیم کہ تمام آپکے کلام ظرافت انجام سے محظوظ ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ایسے وقت مین بہی ظرافت کو ترک نہین کیا۔ تاریخ فیروز شاہی کے مولف نے لکہاکہ مین نے لطیف المزاج و سلیم الطبع و خوش خلاق مثل خواجہ حسن کسیکو نہین دیکہا۔ لطافت مزاج و خوش خلقی مین بے نظیر تہا سلاطین و امرا آپکے ساتہہ خاص توجہ کرتے تہے یعنے آپکے کمال و حسن لیاقت کے خریدار ہوتے تہے۔ آخر عمر مین جب سلطان محمد تغلق شاہ نے دہلی کو خراب کرکے دیوگڈہ دکن کو دارالسلطنت بناکے دولت آباد نام سے موسوم کیا۔ تب تمام باشندگان دہلی حسب الحکم دیوگڈہ مین آئے۔ آپ بہی تمام کے ساتہہ آئے۔ چند روز کے بعد خلد برین کو روانہ ہوئے

کی مخدوم اولیا کی تاریخ رحلت ہے۔ بحساب ابجد ساتھہ سو اٹھ تیس ہوتے ہین۔ اخبار الاصفیا کے مولف نے لکھا کہ ۷۳۸ ھجری۔ اور مرات الخیال کے مولف نے ۷۲۸ ھجری لکھا۔ سنہ رحلت بقول مرات الخیال صحیح معلوم ہوتا ہے۔ والعلم عند اللہ۔

روضہ خلد آباد مین قریب مقبرہ شاہ برہان الدین غریب وغیرہم مدفون ہوے ہے۔ دکن مین حسن شیر نام سے مشہور ہین۔ یہہ خرابی تصحیف حسن شاعر کی ہے۔ آپ صاحب دیوان تھے آپکا دیوان ہند و دکن و عرب و عجم کے کتبخانون مین موجود ہے۔ اب مین آپکے گلزار ہمیشہ بہار دیوان سے گلہائے رنگین و شگوفہائے شیرین انتخاب کرکے بطور گلدستہ ناظرین کی خدمت مین پیش کرتا ہون تاکہ اسکی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر و تازہ کرین

ھو

باز دل سوئے سفر می بینیم آن دلدار را
گر ہمہ شب تا کہ طالع نشوی چون ...
باز و در زنجیر زلف دلبران آویختیم
صبر مین بیگانہ تر شد چون تو برگشتی زمن
خوبان اگر بدست رقیبان گرو بیند
طرہ از رویت نمیگردد جدا
جرعہ کز دست افتاد بر زمین
یارب منجمے بر سان تا سپہرش
زلف تو شفیع صبح شد هر باد
ساقی دم صبح ست کبار ست

نیست از یار کہ تنہا می گزارد یار را
بگذر چو نسیم گل وقت سحرے بر پا
چون کنم جائے نمی یابم دل دیوانہ را
آشنا ہر گہ کہ بر گرد و چہ غم بیگانہ را
گرد چمن برائے چہ بندند خارہا
کافران را نیست از آتش نجات
خون او ہفت آسمان را خونبہا ست
کان آفتاب شب بروم از آستان گذشت
ہر چند کہ نامہ ام سیاہ است
غائب نشوی کہ با تو کار ست

چشمت سوی من نمی شود باز   وله   جانان مگر از منت غبار است

یار یاری کند اگر خواهد   وله   قصهٔ من هنوز بر اگر است

بوسم نامهٔ خود روز محشر   وله   کز خط سیاهش یادگار است

عشقبازان دیگرند و عیش سازان دیگرند   وله   آنچه در قربا دمی بینم در پرویز نیست

از خط خونریز و از رخسار خویش گوییا   وله   محضر ظالم به پیش بادشاه عادل است

سنگ را بر روی خود زن آتشی در زر خویش   ای حسن این کشت دیوانگان عاقل است

روی گل بین صفت روی کسی با او هست   وله   بوی حلقهٔ گیسوی با وی هست

دوش چشم همه کس در مه تو حیران بود   چاشنی خم ابروی کسی با وی هست

گفتم ز باغ وصل تو بوی بمن رسد   وله   آوازه از در تو بر آمد که باغ نیست

خال تو بر رخ جهان افروز   وله   هندوی آمد آفتاب پرست

آب مژهٔ ما گذران شد ز سر ما   وله   نیکو مثل است نیکی ما نه ماست که بر ماست

خط کشیدی من شدم عاشق   وله   راستی مشک و عشق پنهان نیست

مرا بزور گرفتی برحمت بگذار   وله   که بادشاه بسی صید را گرفت و گذاشت

یار آوار کی همی خواهد   وله   رفتن حج بهانه افتاده است

بستن خواهم شوم کان لف را بازی و هم   وله   زان مثل نترسم که در باب بستن آمده است

ما گناهی نکرده ایم   وله   خوی بد را بهانه بسیار است

دلم بردی و نشناختی هزار افسوس   وله   چنانکه دلبری هست دلنوازی نیست

مگر بتو نرسیده است کان بزرگ چه گفت   وله   میان ما و شما عشق هست بازی نیست

فائدہ اس بیت میں شیخ فرید الدین کے کلام کی طرف تلمیح ہے یعنی انگوٹ

شیخ بہاء الدین کے طرف سے شیخ فرید الدین کی خدمت مین ایسی بات پہنچائی گئی که شیخ فرید الدین کے موافق نه تهی۔ بعد مین شیخ بہاء الدین نے آپکی خدمت مین ایک معذرت نامه بهیجا۔ اسمین یہه ایک فقره تها که میان ما و شما عشق بازی هست که شیخ فرید الدین نے جواب مین لکها که میان ما و شما عشق بازی نیست که الخ

وله روبیت در بهشت بود خط چه میکشی — اے ظلم پیشه خار بنه بر در بهشت

وله سرورے که سایه کرم از من دریغ داشت — صبح سعادتست و دم از من دریغ داشت

یارب همیشه بر سر من پایدار باد — آن ابر رحمتی که نم از من دریغ داشت

گشتم ز فرق تا بقدم حلقه چون رکاب — زان شهسوار من قدم از من دریغ داشت

وله گر شبے خوانی سگ کوئے خودم — والله آن شب روز بازار من است

وله دلم گم شد درین مجلس کجا رفت — لبش گیرم که پنهان کرده اوست

وله روز من تو بر فروز شبم را تو نور بخش — این کار نیست کار مه و آفتاب نیست

گفتی ترا چه سود و چه سودست در سماع — این آن سوالهاست که آنرا جواب نیست

وله شب آمد و شنید کلام حسن ز دور — گفتم پری مگر بفسون آمدن گرفت

وله نار گر با خنده شیرین تو لافی زند — در دهانش باز نگذاریم دندانی درست

وله چشم سر ناظر بمنظور رهی تو کرده اند — توتیاے گرد گرد راه مشتان بس بود

وله جان پیش کشیم چو تو در آئی — در خلوت دوست جان نگنجد

وله هر چه بغمزه میکشی زنده همیکنی بلب — چشم تو جور میکند لعل تو دادمی دهد

شیرین لبان کشند و نوازند یار ما — اندکتری نوازد و بسیار می کشد

حسن دعائے تو گر مستجاب نیست مرنج — ترا زبان دگر و دل دگر دعا چه کند

شیرین لبان کشند و نوازند یار ما
دلرا نسیم زلف تو مدهوش آورد
لعل تو ای نگار چه معجون حکمت است
گفتی چرا سخن نکنی چون سمن بری
دل ربودی دگر چه خواهد شد
دل نشد جان بسوخت این کم شد
بخت برگشت یار برگردید
سپهر من بزمین باشد همیشه پیش مه رویان
تحفهٔ هردو جهان بردر او می آرند
ای چو گل خاستهٔ خار بجانت مرساد
ای خضر یکبار دگر محمل بسوی روم کن
بمکتبی که ازو میروی همه طفلان
مصلحت نیست که بندم همی انجواحکیم
خواهم که بوسم پایت چندان که دارم دست و رس
فراق روی تو بسیار شد چه چاره کنم
گرفتم اینکه به بندم دهن ز نالیدن
اگر گوئی بمیر اندر غم من
لب شیرین و غمزهٔ شوخت
صلح کردم بهوسه و پنبت

وله اندک نوازد و بسیار می کشد
وله جانرا شمائل تو به بیهوشی آورد
گرچه خوانده ایم فراموشی آورد
حیران جمال تو مدهوشی آورد
وله راضی ام من بهر چه خواهد شد
شد نمی شد و گر چه خواهد شد
ای حسن زین بتر چه خواهد شد
وله مگر آنروز معذورم که در زیر زمین باشد
وله از من خسته سلامی و دعا هم برسد
وله قرة العین منی عین کمالت مرساد
وله روح اسکندر را گو کان آب حیوان میرود
وله بغیر سورهٔ یوسف گر نمی خوانند
وله هر کسی مصلحت خویش نکو میداند
وله ای صبح دولت بلدمی با دو بستانت همنفس
وله مگر لباس حیاتی که هست پاره کنم
طبیدن دل بیچاره را چه چاره کنم
وله عجب نبود که از شادی بمیرم
وله نسخهٔ صلح و جنگ می بینم
چکنم وقت تنگ می بینم

چگونه آدمی حیران نماند ‌‌ وله ‌‌ پری پیدا شده از نسل آدم

گفتم بفاخته که چه می نالی اینچنین ‌‌ وله ‌‌ گفتا که درس عشق تو تکرار می کنم

ای از شب گیسوی تو شب مرا قدری دگر ‌‌ وله ‌‌ پرده ز رخ یکسو فگن روز مرا نور دگر کن

جا نخواهم جز بخاک کوی تو ‌‌ وله ‌‌ جان من نشنیدهٔ حب وطن

خون شد دل و دیوانه ام لفت بیا زینج اینچنین ‌‌ وله ‌‌ آخر رسید افسانه ام شب را درازی همچنان

بسیار خوانده ام صفت دوزخ و بهشت ‌‌ وله ‌‌ دوزخ فراق تست بهشتم وصال تو

کباب گشت جگر بی می جگر گویم ‌‌ وله ‌‌ مرا جگر بده آن باده جگر گون ده

گفتی بداغ خاص مکرم کنم ترا ‌‌ وله ‌‌ این وعده را امید وفاست گر کنی

داغ گشتم از دیر رفتن تو ‌‌ وله ‌‌ داغ دیگر که دیر می آئی

سگ تو باشم و خاک درت شوم چکنم ‌‌ وله ‌‌ غلام حکم توام تا چه حکم فرمائی

بیا که بر همه خوبان شهنشاه توئی ‌‌ وله ‌‌ چو غنچه در صف گل صاحب کلاه توئی

ز دست تو بکه نالم ز نام حکم تراست ‌‌ ‌‌ ز تو بسوی که گریزم گریزگاه توئی

امیر حسن صاحب رحمہ نے ایک مختصر مثنوی سلطان علاء الدین کی مدح مین لکھی تھی

من ابیاتہ

بیا ای گهر جوی دریای غیب ‌‌ ز دریا چه داری برون کن ز جیب

چو آئی درین بندگی بنده وش ‌‌ ز هر در چه باشد ترا پیشکش

طبق زورق در از نظم خواه ‌‌ دری در طبق نه بیا پیش شاه

زهی گلشن ملک نو نهال ‌‌ بر آورده حضرت ذو الجلال

روان کرده از بهر میدان خویش ‌‌ روان کرده از بهر احسان خویش

زخورشید بر آسمان گوئے زر	ز از ریختن ورزمین جوئے زر
برائے وہ برایت برافراشتن	ترا ختم شد مملکت داشتن
توئی بر خلافت بحق دستیاب	یمین الخلافہ ازان شد خطاب
فریدون اگر کین کشید از دو مار	تو از صد فریدون برآری دمار

حاکم - حکیم بیگ خان لاہوری

حاکم تخلص - حکیم بیگ خان نام ہے - آپ شادمان خان اوزبک کے فرزند ہین - قاضی میر یوسف ہراتی کے دختر زادے - شادمان خان عالمگیری زمانہ مین بلخ سے ہند مین آئے - بادشاہی منصبداروں کے زمرہ مین شریک کئے گئے منصب یکصدی سے پنجہزاری تک ترقی کی - فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے عہد مین منصب پنجہزاری ونوبت ونقارہ سے سربلند وممتاز تھے - اور لاہور مین سکونت پذیر تھے حکیم بیگخان بھی فردوس آرامگاہ محمد شاہ کے ابتدائے عہد مین منصب وخانی سے ممتاز ہوئے آخر آپ تارک الدنیا ہوئے اور فقیری کا دامن تھام لیا - کشمیر و دہلی مین سیاحی کی - اور حرمین شریفین کی زیارت کا مصمم ارادہ کیا - اولاً خود صاحب ترجمہ وشیخ نور العین واقف بٹالوی باہم ملکے دکن روانہ ہوئے - ۲۹ تاریخ ماہ رجب سنہ ۱۱۴۷ ہجری مین اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے - میر غلام علی آزاد بلگرامی کے پاس فروکش ہوئے - آزاد آپکی تشریف آوری سے بہت خوش ہوئے - مہمانداری بطور شناسند ادا کی - ایک ہفتہ تک دونون عزیز آزاد کے پاس مہمان رہے - ایک ہفتہ کے بعد دونون بزرگ بندر سورت روانہ ہوئے - واقف بندر سورت مین بسبب بیماری لاحقہ

سکونت پذیر ہوا۔ اور حاکم صاحب تب جمہ جہاز مین سوار ہوکے روانہ ہوگیا مع الخیر والعافیہ حرمین شریفین مین پہنچ کے حج وزیارت سے فائز المرام ہوکے سورت مین مراجعت کی پہر بتاریخ ۵ جمادی الاولی ١١٧٥ سنہ ہجری مین حاکم واقف اورنگ آباد مین داخل ہوے آزاد دونون اعزہ کے ملنے سے بہت خوش ہوئے۔ اسوقت حاکم نے ایک مختصر تذکرہ شعرا لکہا۔ اور اس تذکرہ مین اُن شعرا کو درج کیا جنکو دیکہا۔ تذکرہ کا نام تحفۃ المجالس تجویز کیا۔ آزاد بلگرامی نے کہا کہ اس کا نام مردم دیدہ رکہنا چاہئیے۔ تاکہ اسم بامسمی ہوجائے۔ اور اسمین یہ نام بہی ہے حاکم نے پسند کیا۔ اور یہی نام قرارداد ہوا۔ حاکم نے تکملہ نسخہ مین یہ قطعہ منظوم کیا ہے

نسخہٴ تازہ کردہ ام تالیف — کہ ازو تازہ شد روانِ سخن
نام او کردہ مردم دیدہ — آنکہ بودہ است رازدانِ سخن
اسم سامی او غلام علی است — سرو آزاد بوستانِ سخن
غیر او دیگرے بملک دکن — نیست باللہ قدردانِ سخن
او بداد معنی و لفظم — او بود رمزدانِ سخن

جب حاکم تارک الدنیا ہوا تب سے بشاہ عبدالحکیم ملقب ہوا۔ بتاریخ ۹ شوال ١١٧٥ سنہ ہجری مین اورنگ آباد سے بطریق سیر حیدر آباد گیا۔ سیر کرکے ۱۹ تاریخ ماہ صفر کو اورنگ آباد پہنچا دوسری تاریخ ربیع الاول ١١٧٦ سنہ ہجری مین حاکم وواقف ہند کو روانہ ہوئے۔ چونکہ مالوہ کا راستہ خوفناک تہا۔ احتیاطاً برار وچنر پور کا راستہ اختیار کیا۔ اتفاقاً راستہ مین ایک واقعہ پیش آیا اورنگ آباد وبالاپور کے درمیان رہزنون نے دونون اعزہ کا مال اسباب لوٹ لئے۔ خیر گذری کہ

جان سلامت رہی۔ آخر دونون اعزہ بمصیبت تمام بالاپور براہین پہنچے۔ وہان سے ایک خط قاصد کے ہاتہہ سے آزاد بلگرامی کے پاس بہیجا اور اپنا تمام واقعہ لکہا۔ آزاد نے تہوڑا روپیہ بذریعہ ہنڈوی روانہ کیا۔ لیکن خرچ کافی نہین تہا۔ بالاپور سے کہولا پور پہنچ گئے۔ پہر آزاد کے پاس ایک آدمی بہیجا۔ آزاد نے اسوقت خرچ کافی بہیجدیا۔ دونون کہولا پور سے منازل قطع کرتے ہوئے مع الخیر و العافیہ وطن مالوفہ پہنچے۔ حاکم نے خانپور ضلع ہوشیارپور توابع لاہور سے ایک خط آزاد کی خدمت مین بہیجا۔ اور لکہا کہ ہم بتاریخ دوم شوال سنہ حال مع الخیر وطن مالوفہ پہنچے۔ اعزہ و اقارب عیال و اطفال کو مع الخیر و العافیہ پائے۔ تمام کو دیکہنے سے دل کو سرور اور دیدہ کو نور حاصل ہوا۔ اسیطرح اعزہ نے بہی ہمارے دیکہنے کی بہت خوشی منائی۔ اور حضرت واقف بہی خیر و خوبی کیساتہہ اپنے وطن مالوفہ بٹالہ مین پہنچ گئے۔ تم کلامہ۔

حاکم کو تلمذ شاہ آفرین لاہوری سے تہا۔ خود شاگردی کا اظہار کرتا ہے ؎

حاکم نداشتم سر و سامان فکر و شعر   از فیض آفرین بسخن آشنا شدم

حاکم خوش طبع و خوش مزاج و ظریف تہا۔ ملا حامد لاہوری کے لڑکے کی ختنہ کی تاریخ کہی۔ "ختنۂ ملازادہ" گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ حاکم نے مجہہ سے مکرر ذکر کیا کہ مین اپنا دیوان سراج الدین علیخان آرزو کے پاس اس غرض سے لیگیا کہ نظر اصلاح سے مطالعہ کرین اور کلام کے حسن و قبح سے مطلع فرمائین۔ اولاً انکار فرمایا لیکن میرے اصرار سے نگہداشت کیا۔ اور دو مہینے کے بعد واپس بہیجا۔ جو کچہہ خیال مین آیا حاشیہ پر لکہدیا۔ وارستہ سیالکوٹی نے اعتراضات کو دیکہا فوراً ایک رسالہ مسمی بہ جواب شافی لکہا۔ آرزو کے اعتراضات فضول تہے۔ آرزو و حاکم کی

خوش اخلاصی تحسین و آفرین کے لائق ہے۔ باوجود مناقشہ شاعری دونون مین بدستور اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم تھا۔ آرزو مجمع النفائس مین حاکم کی تعریف کرتا ہے اور حاکم بھی مردم دیدہ مین آرزو کو نیکی کے ساتھہ یاد کرتا ہے۔ شعرا مین اس قسم کا خلوص کم دیکھا گیا۔ متقدمین علما و فضلا مین بھی باہم مسائل حکمیہ و فقہیہ مین مناظرے و مباحثے ہوتے تھے باہمدیگر بحث و تکرار لسانًا و قلمًا کرتے تھے۔ لیکن ان کے قلوب کدورت و کینہ سے صاف پاک ہوتے تھے باہم برادرانہ تعلق رکھتے تھے کبھی ایک دوسرے کی مذمت نہین کرتا تھا۔ چنانچہ علامہ سید شریف جرجانی۔ و علامہ سعدالدین تفتازانی امیر تیمور گورگان کے پاس تھے ایکروز دونون تقریب شکار بادشاہ کے ہمرکاب ہوئے۔ سید کا عالم شباب تھا۔ اور تفتازانی کا عالم پیری و ضعیفی بادشاہ نے سید کے لئے گھوڑا تیز و چالاک و پیر بزرگ کے لئے لاغر و ضعیف تجویز کیا القصہ امیر و دونون بزرگ گھوڑون پر سوار ہوکے سمرقند کے میدان پر فضا و صحرائے راحت افزا مین جولانی کرنے لگے۔ سید کا بادپا آگے بڑہتا تھا نہایت خوشی سے اُچھلتا کودتا تھا۔ اور علامۂ ضعیف کا سمند قدم آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا تھا۔ پیچھے پیچھے چلتا تھا۔ تیمور کبھی گھوڑا دوڑاتے ہوئے سید کے پاس جاتا تھا کبھی عقب مین تفتازانی کے پاس آتا تھا۔ تیمور نے امتحانًا کہ دونون بزرگون مین باہم خلوص ہے یا کینہ کم اولًا تفتازانی سے آہستہ کہا دیکھو کہ جرجانی کسقدر غرور و تکبر سے گھوڑا دوڑا رہا ہے۔ تقدم و تاخر مین پاس ادب نہین کرتا ہے۔ تفتازانی نے امیر سے کہا غرور ہے نہ تکبر۔ سید جرجانی عالم افضل بہتر ہے۔ فی زمانا جسکا نظیر نادر ہے گھوڑا خوش ہو رہا ہے جوش خوشی سے کود رہا ہے کہ مجھپر ایسا عالم فاضل جسکا مثل معدوم ہے

سوار ہے۔ اے بادشاہ گھوڑا جسقدر فخر کرے اُسکا فخر بجا ہے۔ پھر میر تیمور سید کے
پاس آیا۔ اور آہستہ سے کہا دیکھئے تفتازانی سُست قدم و پست دم یابو پر آہستہ
آہستہ برو بابا برو بابا کہتے ہوے آرہا ہے۔ سید نے فرمایا اے بادشاہ علامہ کا یابو
سست قدم نہیں ہے نہ علامہ سست ہیں۔ اس آہستگی و سستی کا اور ہی سبب ہے
امیر نے کہا وہ کیا ہے سید نے کہا علامہ جامع العلوم والفنون حاوی الحواشی والمتون
ہے۔ علوم و فضائل کے ذخائر سے علامہ کی ذات گران بار ہوگئی ہے گران باری ایسی
کہ اسپ قوی ہی متحمل نہیں ہو سکتا ہے بناءً علیہ آہستہ آہستہ چلتا ہے۔ امیر تیمور دونون فاضلون
کے خلوص و صفائے قلب سے واقف ہوکے بہت خوش ہوا۔ دونون کو خلعت و انعام سے
سرفراز فرمایا۔ اور خدا کا شکریہ نہایت عاجزی و نیازمندی سے ادا کیا۔ کہ میرے زمانہ
مین ایسے علما باصفا ہین۔ فی زماننا علما و مشائخ کی جو حالت ہے اظہر من الشمس ہے
گزارش کی ضرورت نہیں۔ ہر ایک انا و لا غیری کا دم بھرتا ہے۔ اور مدعی بنکے و ہنرونکو
ذلیل کرتا ہے۔ اور اپنی نمائش کا علم بلند کرتا ہے۔ اور اپنی گرم بازاری چاہتا ہے۔
میرے نزدیک علما کی یہہ حالت کس وجہ سے ہو رہی ہے؟ وجہ یہہ ہے کہ ہر ایک ناقص العلم
ہوتا ہے اگر کامل العلم ہوتا تو کبھی نمائش کی پیروی نکرتا۔ اور انا و لا غیری کا مدعی نہ بنتا
اللہ جلشانہ ہم تمام کو اخلاص و اخلاق کے رستہ پر لائے۔

اب مین جواب شافی سے دو ایک مثالین گزارش کرتا ہون

مثال اول۔ حاکم کہتا ہے ؎

غلط سازند مردم بعد ازین روزن گلخن		چنین گر بیتوانم زچشم حیران رود بیخ زد

خانآرزو اعتراض کرتا ہے ار روزن گلخن سے اگر در گلخن مراد ہے تو گلخن دروازہ

کو چاک کہتی ہے اسکو روزن نہین کہہ سکتے - اگر اس سے دودکش ہندی مراد ہے تو وہ بھی بمعنی روزن گلخن نہین آیا ہے -
وارستہ جواب دیتا ہے کہ اہل زبان کے محاورہ مین آیا ہے چنانچہ طاہر وحید کا قول شاہد حال ہے ؎

چو لالہ روزن گلخن بود گریبانم	ازین چہ سود کہ در باغ گشتہ اند مرا

دودکش کو محاورہ ہند کہنا - زبان دانی پر خاک ڈالنا ہے - اس لئے کہ وہ لفظ فارسی ہے - طاہر نصیر آبادی جو کبھی ہند مین نہین آیا - اس نے اپنی شعر مسمی خواب خیال مین لکھا ہے - از دود عود داغش پریشان می شدہ ؛ در دودکش حمام منفاشش دادم صاحب براہیم شاہی نے لکھا کہ دودکش - باورچیخانہ و حمام کے روزن کو کہتے ہین
مثال ثانی حاکم ؎

گل کردہ تا ز مشرق دل مطلع گر	خورشید شد ز شرم برنگ سہا گرہ

خان آرزو کہتا ہے - خورشید گرہ شدہ - غیر مانوس ہے - وارستہ جواب دیتا ہے کہ مانوس ہے اس لئے کہ میرزا صائب کہتا ہے ؎

طوفان گرہ شدہ است مرا در دل غیور	تا مہر شرم بر لب اظہار ماندہ است

طوفان را گرہ زدہ کہنا غیر مانوس نہین ہے - گل رعنا کے مولف نے اس مقام مین دوسرا شعر دیوان صائب سے نظیراً پیش کیا - اس سے صاف ظاہر ہے گرہ زدن آفتاب مانوس ہے ؎

آہ سردے از لب ہر کس کہ می گردد بلند	آفتابے درتہ دل چون سحر دارد گرہ

اسی طرح کے متعدد اعتراضات مع جوابات مذکور ہین - مین نے طوالت کی وجہ سے اسی قدر پر اکتفا کیا -

شاہ عبد الحکیم حاکم صاحب تزجمہ آزاد سے بہت صحبت و اتحاد رکھتا تہا۔ مرثیہ میں آزاد کو ذکر خیر سے یاد کرتا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

زسد صحبت و غربت نمود آزادم — ور غلام علی شد مرا علی قاپی

علی قاپی صفاہان میں دولتخانہ صوفیہ کے سامنے ایک دروازہ کا نام ہے۔ قاپ ترکی میں دروازہ کو کہتے ہیں۔ یہہ دروازہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے نام پر بنوایا گیا۔ اور قرارداد ہوا تہا کہ جو کوئی اس دروازہ سے داخل ہو جائے آزاد و مامون ہوتا ہے۔ اگرچہ گناہگار واجب القتل ہو۔ گویا یہہ دروازہ دار الامن تہا۔ دروازہ مذکور کو کعبہ کا حکم دئے۔ گل رعنا کے مولف لچھمی نرائن نے لکھا کہ نور العین واقف لاہوری کا خط بنام آزاد مورخہ اوائل محرم سنہ ۱۱۸۲ ہجری ملتان سے آیا اُس سے معلوم ہوا کہ حاکم و واقف کشمیر میں نواب سربلند خان بہادر صوبہ کے پاس گئے مراجعت کیوقت مقام تہہ میں حاکم بعارضہ ہیچش فوت ہوئے وہان دفن کیا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۱۷۸ ہجری میں واقع ہوا۔ اب آپکے بوارق طبع گزارش کئے جاتے ہین۔

من اشعارہ

با بروی نماید ترک چشمش کج کلاہیہا		کہ می نازند دائم بر بروت خود سپاہیہا
ہر کہ با دیوانگان پیوست ایمن از بلاست	ولہ	نیست بیم وزد در ہرگز خانۂ زنجیر را
نمایم گر با سکندر کتاب سینۂ خود را	ولہ	شمارد فرد باطل صفحۂ آئینۂ خود را
بود در فقر لب بستن ز حرف مدعا واجب	ولہ	کنم از موئے چینی خرقۂ پشمینۂ خود را
بزنان ہا بہا زند از حرص نقد جان را	ولہ	دونا سفہان شمارند ببینند چو سنان را
صاحب سخن نہ بیند غیر از ضرر ز کثرت		افزونی نقطہ شد آسیب زبان بان را

کار من تنها ز درد دل نه می سوزد همان گذشت
نیست معلوم که جا داد زما دل شدگان
مجنون چو مرد چاک گریبان بگل گذاشت
شد نقد عمر صرف در بند آن شکرفروش
نی بخار آتش و نی باد خزان کرد بگل
به گلستان ندهم گوشه زندانی را
ملائمت کند ار سختی فلک با من
تا نگردد کهنه داغ عشق کی بخشد فروغ
بی تعلق تر بود چالاک تر در راه دوست
نه بدرد آشنائی نه بعشق راه دارد
ز من باشد بعالم خاندان کفر و دین روشن
زنده در گور بیتو می سوزم
ناقه لیلی بصحرا رفت تان ای گردباد
خاکم نساخت سوختگان را هوای ابر
هلاک چشم تو با منکر و نکیر از ناز
اهل دولت نیز اظهار پریشانی کنند
در دل خیال چشم تو دائم بگردشی است
در شادی و غم همدم تو با تو شریک است
تبان نه شکر بوسی نه زهر دشنامی

درد اگر این است می باید مرا از جان گذشت
اینقدر هست که در کو شغوغائی هست
داغش بلاله دامن صحرا بهار رسید
در کیسه زر نماند چه سودا بهار رسید
آنچه با بلبل من حسرت بیباکی کرد
مکن روام برای خدا مرا آزاد
ز زری که آب شود کی غم محک دارد
شمع کم پرتو دهد چون تازه روشن میشود
با برهنه هر که گردید است بهتر می شود
بچکار آید این دل که کسی نگاه دارد
دلم شمعی است کاندر کعبه و بتخانه می سوزد
همچو اخگر بزیر خاکستر
می بری گر مشت خاک ما هم از پی زود باش
حالم بیک نسیم دگرگون شود چو شمع
دهد بگوشه ابرو جواب در ته خاک
با وجود زر لباس پاره در بر داشت گل
مانند آن مریض که جا می کند بدل
کی خنده بیک لب کنی و گریه بیک چشم
هزار شکر که شرمنده شما نشدم

سوخت برق جلوہ آن سمرقند تا پیکرم	چشم قمری می شود آئینہ زخاکسترم
دل دیوانہ ام شاید بتقریبے بیاساید	بیا وز زلف او شبہا بخود افسانۂ دارم
بزیر خون مرا باز دام کن آزاد	بیا برائے خدا کن ازین دو کار یکے
ظہور کون زنیرنگ و حادث اسیت	ہزار رنگ برآید گل و بہار یکے

حیاتی ۔ کاشی مرزا حیاتی

حیاتی تخلص ۔ مرزا حیاتی نام کاشانی الاصل تہا ۔ میر غلام آزاد بلگرامی نے خزانہ عامرہ مین لکہا کہ شاعر شیرین ابیات و میر آب چشمۂ حیات ہے ۔ ابتدا مین سقائی تخلص کرتا تہا ۔ الحاد و زندقہ کیطرف مائل رہتا تہا ملاحدہ و زنادیق کی مصاحبت مین ایسی ترقی کی تہی کہ ملاحدہ کا افسر مانا جاتا تہا ۔ عاشقانہ مزاج رکھتا تہا ۔ ایک صراف کے لڑکے حسین پر فریفتہ ہوکے اُسکے ہمراہ کاشان سے قزوین کو گیا ۔ مدت دراز تک وہان ملاحدہ کے ساتہہ ہم نوالہ و ہم پیالہ رہا ۔ اہل کاشان نے اس فرقہ کی ایک جماعت کو مع چند ارباب زندقہ و الحاد شاہ طہماسپ صفوی کے حضور مین لیگئے ۔ تمام حسب الحکم شاہی معزاب و مقید ہوئے ۔ تقریبا دو سال تک شکنجہ حبس و عذاب مین گرفتار رہے ۔ حیاتی بہی اُنکے ساتہہ رنج و بلا مین مبتلا رہا ۔ دو سال کے بعد شکنجہ قید سے رہائی پاکے شیراز گیا دو سال تک وہان بسر کیا ۔ پہر ۹۸۶ھ نوسو چہیاسی ہجری مین اپنے وطن مالوفہ کاشان مین پہنچا ۔ الحاد و زندقہ سے توبہ کی ۔ دین نبوی کا حلقہ بگوش بنا ۔ تہوڑے زمانہ کے بعد کاشان سے بطریق سیر دکن مین آیا ۔ اور احمدنگر مین نظام بحری کی ملازمت مین رہا ۔ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کررہا تہا کہ کسی مقرب مصاحب نے جہانگیر بادشاہ ہند کے

حضور مین حیاتی کی تعریف کی۔ بادشاہ اسکے دیدار کا مشتاق ہوا۔ اور اسکی طلبی کا حکم صادر فرمایا۔ حیاتی احمدنگر سے حسب الحکم درگاہ بادشاہ مین حاضر ہوا۔ شاہانہ عواطف سے سرفراز۔ وخلعت و انعام سے سربلند۔ سنہ ۱۰۱۹ ہجری مین تغلق نامہ مولفہ امیر خسرو بادشاہ کی خدمت مین پیش ہوا۔ بادشاہ مثنوی مذکور کے دیکھنے سے بہت محظوظ ہوا۔ لیکن کتاب ناقص تہی ایک داستان اُسمین سے مفقود تہا۔ بادشاہی شعرا اس داستان مفقودہ کے نظم کرنے پر مامور کئے گئے۔ ہر ایک نے اپنے نتائج طبع کو پیش کیا۔ اُن تمام سے حیاتی کی نظم زیادہ مقبول ہوئی۔ بادشاہی حکم ہوا کہ حیاتی کو زر سرخ وسفید مین وزن کرین۔ حیاتی تولا گیا وزن و سنگ مین چہہ خریطہ ترازو کے پلڑے مین آئے ہر ایک خریطہ ہزار اشرفی وروپیہ پر شامل تہا۔ یہ تمام زر سفید و سرخ حیاتی کو دیا گیا۔ حیاتی مالامال ہوگیا سعیدائے گیلانی نے اس واقعہ کی تاریخ کہی ہو منہ ہ

چون حیاتی را بزر سنجید شاہنشاہ عصر	بادشاہ عدل گستر شاہ گردون اقتدار
شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ	آفتاب ہفت کشور سایہ پروردگار
بہر تاریخش بروئے کفۂ میزان چرخ	شاہ سنجیدہ شاہی رقم زد روزگار

کسی تذکرہ مین آپکا سنہ وفات کا ذکر نہین دیکہا گیا۔ تقریباً آپکا انتقال سنہ ۱۰۵۳ ہجری مین ہوا۔ والعلم بحقیقۃ الحال عنداللہ۔

من بوارق طبعہ

فغان کہ رنجش جانان بآن مقام رسید	کہ ہر کہ گرد گنہ از من انتقام کشید
خاک کوئے تو ز سیل قطرہ پر نم کردہ یم	تا غبارہ بتو از رہگذر ما نرسد
در بلائے عاشقی دل یاریٔ من میکند	جان فدائے او کہ جانب داریٔ من میکند

در دل من درد افزودی همی گوئی منال | آتشے در جانم افکندی همی گوئی مسوز

می نمایم شاد خود را گرچہ می میرم ز جور | تا نیابد رحم در خاطر جفا کار مرا

بہر شوخی کو نداند دوستی در اصل حکمت | خلق را با خود جیاقی از چہ دشمن کردۂ

بے لعل تو گر خون رود از چشم تر من | شادم کہ نیابد دگرے در نظر من

ترسم کہ شود یار بچنین غیر شود شاد | اے باد دکن جانب آن کو خبر من

حافظ۔ خواجہ حافظ شمس الدین شیرازی

تمہید ذکر خواجہ حافظ

چونکہ خواجہ حافظ شیرازی حسب الطلب محمود شاہ بہمنی دکن مین آنیکے لئے مستعد ہوے تہے بہمنی نے زاد و راحلہ کے لئے دس ہزار ہن جو مساوی ہینتیس ہزار روپیہ سکۂ انگریزی ہوتے ہین بہیجدیا تہا اور آپ جہاز پر سوار ہوئے کہ یکایک باد مخالف شروع ہوئی آپ بندر ہرمز مین جہاز سے اُتر کے بہ بہانہ ملاقات یاران مقام لار مین چلے گئے۔ اور دکن کا ارادہ فسخ کردیا اور ایک غزل لکہہ کے میر فضل اللہ انجو کے پاس بہیجدی۔ چنانچہ تمام واقعہ ذیل مین مذکور کیا جاتا ہے بناءً علیہ ایسا ہی مولانا جلال الدین دوّانی و مولانا عبد الرحمن جامی کو بہی خواجہ محمود گاوان نے مدرسۂ بیدر کی تدریس کے لئے طلب کیا تہا لیکن یہہ بزرگ بسبب ضعیفی و فاصلہ بعیدہ نہین آئے۔ معذرت نامہ بہیجدیا اور خواجہ سے مراسلت کا سلسلہ جاری رکہا۔ دوّانی نے ہیاکل النور کی شرح لکہی اور اسکا دیباچہ خواجہ کے نام سے معنون کیا۔ اگرچہ علمائے ثلاثہ دکن مین نہین آئے لیکن آنے کے لئے مستعد ہوگئے تہے۔ موانع ایسے ہوئے کہ آنے سے معذور ہوگئے

دکن کے سلاطین سے انکا تعلق رہا۔ بناءً علیہ انکا ذکر تذکرہ شعرائے دکن مین کرنا واجب ہوا

هوهذا

حافظ تخلص۔ خواجہ حافظ نام شمس الدین لقب ہے۔ آپکے والد خواجہ بہاءالدین تاجر پیشہ تھے۔ تاجرون مین بزرگ تاجر شمار کئے جاتے تھے۔ آپکے والد نے جب اس دار فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ تب کئے فرزند لڑکے اور لڑکیان وارث چھوڑ گئے بعد ازان تمام مال و اسباب باہم وارثون مین تقسیم ہوگیا۔ جو کچھہ مال و اسباب و زمین کو ملا تھا تھوڑی ہی مدت مین خورد و برد ہوگیا۔ اور تمام اعزہ پراگندہ ہوگئے۔ صرف خواجہ صاحب کی والدہ رہگئی۔ اور خواجہ صاحب بوجہ خورد سالی مان کے سایہ آغوش مین رہگئے۔ جو کچھہ ذخیرہ موروثی پاس تھا اُس سے گذر اوقات کرتے رہے۔ چند روز مین پاس کا سرمایہ صرف ہوگیا درجۂ مفلسی کو پہنچ گئے۔ فاقون کی نوبت آئی۔ مان نے آپ کو کسی صاحب مال کے پاس رکھدیا کہ وہ آپسے اپنا کام لیتا رہے اور آپکو کہانا و پارچہ دیتا رہے۔ آپ چند روز کے بعد وہان سے ترک تعلق کرکے کسی نان بائی کے پاس خمیر بنانے وغیرہ کامون پر مقرر رہے رات کو خمیر بنانیکا کام کرتے تھے صبح اپنی اجرت لیکے چلتے ہوتے تھے۔ آپ سن شعور کو پہنچ گئے تھے کہ آپکے دل مین پڑہنے لکہنے کا شوق پیدا ہوا۔ مدرسہ مین داخل ہوکے پڑہنے لگے۔ آپ کو جو کچھہ اجرت ملتی تھی اُسکے تین حصے کرتے تھے۔ ایک حصہ والدہ کو دوسرا اُستاد کو تیسرا فقرا کو دیتے تھے۔ چند مدت مین کتب عربیہ و فارسیہ سے فراغت حاصل کی۔ اور قرآن شریف کو بھی حفظ کرلیا۔ آپکی طبیعت فطرۃً موزون تھی سخن سنجی سے مناسبت واقع ہوی تھی۔ جوش طبیعت سے کلام موزون کرنے لگے۔ مگر آپکے اشعار بعض درست و بعض نادرست ہوتے تھے۔ آپ لیرانہ مشاعرون مین جاتے تھے بیدہڑک

اپنے کلام کو سُناتے تھے۔ ارباب مجلس سنجیدہ کی داد دیتے اور غیر سنجیدہ پر قہقہہ لگاتے تھے۔ آپ کچھہ پروا نہین کرتے تھے۔ لوگ آپکو جلسون مین بلاتے خوش طبعی و دل لگی سے لطف و مزہ اُٹھاتے تھے۔ رفتہ رفتہ آپ کی لیاقت و استعداد ایسی بڑھگئی کہ لوگ آپ کے کلام کو سنکے حیران ہوتے تھے۔ پھر آپکی شاعری و سخن سنجی کا تذکرہ اطراف آفاق مین پھیل گیا۔ امرا و سلاطین آپ کی ملاقات و دیدار کے مشتاق ہوئے اور خطوط طلب بھیجنے لگے اُسوقت شاہ ابواسحق انجو شیراز مین حکمرانی کرتا تھا۔ عالم فاضل تھا۔ علما و شعرا کا بڑا قدردان تھا۔ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا۔ آپ بھی اُسکے احسان مند تھے۔ اکثر اشعار مین اسکی مدح سرائی فرماتے ہین۔ اسیطرح اور بھی بادشاہ یکے بعد دیگرے آپ کی قدر کرتے رہے۔ جب تیمور نے سلطان منصور حاکم شیراز پر فتح پائی۔ اور منصور قتل ہوگیا تو اُسوقت تیمور نے خواجہ حافظ صاحب ترجمہ کو بلایا۔ اور کہا کہ مین نے سمرقند و بخارا کو بزور شمشیر مسخر کیا۔ اور ہزارہا بنی آدم کو تسخیر کے معرکون مین تہ تیغ کیا۔ آپ میرے ملک مفتوحہ معمورہ کو معشوق کے خال سیاہ کو عطا کرتے ہین۔ آپنے فوراً جواب مین کہا کہ انہین بیجا و فضول اخراجات کی وجہ سے تہیدست و مفلس ہوگیا ہون فقر و فاقہ مین بسر کرتا ہون تیمور آپ کے جواب سے بہت خوش ہوا۔ اور آپکو شاہانہ عطا سے سرفراز فرمایا۔ سلطان احمد بن اویس جو جامع کمالات تھا آپکو بغداد مین بلایا آپکو شیراز کی سیرابی و شادابی نے شیراز سے نکلنے نہین دیا۔ آپ سیرگاہ مصلی و رکنا آباد کی پر فضا میدانون پر فریفتہ تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین ؎ نمی دہند اجازت مرا بسیر و سفر ٭ نسیم باد مُصلّے و آب رکناباد

آخر آپ بغداد نہین گئے۔ ایک غزل سلطان کے پاس بھیجدی۔ جسکا مطلع یہہ ہے

؎ احمد اللہ علی معدلۃ السلطان ٭ احمد شیخ اویس حسن ایلخانی ٭ الخ

اسیطرح سلطان محمود شاہ بہمنی جو دکن مین حکمرانی کر رہا تہا۔ عالم فاضل تہا۔ شعر و شاعری کا فریفتہ۔ شعرائے عرب و عجم کے لئے مرز قدم و شست ہر حسب دستور بہمنیہ مقرر کیا تہا کہ جو شاعر عرب یا عجم سے آئے ایک ہزار ہن دیا جائے۔ ہفت اقلیم وغیرہ تذکرہ نویسون نے لکہا کہ آپ کو بہی دکن کی سیر کا شوق ہوا۔ مگر یہہ شوق خیالی تہا۔ میر فضل اللہ انجو شاگرد علامہ سعد الدین تفتازانی کو جو محمود کے دربار کا صدر تہا آپکے خیال کی خبر پہنچی تو میر نے ایک ہزار ہن آپکے لئے زاد و راحلہ بہیجکر آپ کو تشریف آوری کے بابت لکہا آپنے زر مرسلہ سے کچہہ قم ادائے قرض مین صرف کی۔ اور کچہہ اعزہ و اقربا کو دی۔ اور باقی رقم سے زاد و راحلہ کا سامان مہیا کر کے شیراز سے نکلے۔ اور مقام لاہور مین پہنچے۔ وہان ایک دوست سے ملاقات ہوئی جسکا مال و اسباب رہزنون نے لوٹ لیا تہا۔ آپنے بقیہ زاد و راحلہ اُسکو دیدیا۔ اور خود تہیدست ہوگئے۔ اور متردد ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ وہان اتفاقاً خواجہ زین العابدین ہمدانی و خواجہ محمد کازرونی تاجرون سے ملاقات ہوئی۔ دونون ہندوستان آرہے تہے۔ دونون از روئے ہمدردی آپکے اخراجات کے کفیل ہوئے آپ محمود شاہی جہاز پر جو ہرمز مین آیا تہا سوار ہوئے۔ سوء اتفاق سے طوفانی ہوا چلنے لگی۔ آپ گہبرائے۔ اور جہاز سے اُتر گئے۔ اور اہل جہاز سے کہا کہ مین [illegible] مین بعض احباب سے ملکر آتا ہون۔ چلدئے۔ اور یہہ غزل لکہہ کے شاہ فضل اللہ انجو کے پاس بہیجدی۔ غزل یہہ ہے ؎

دمے با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد	بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد
شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درج است	کلاہ دلکش است اما بدرد سر نمی ارزد
بکوئے میفروشانش بجامے در نمی گیرند	زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد

بس آسمان می نمود اول عجم دریا به بوئے دُرّ   غلط کردم که بعد از حبش صد من زر نمی ارزد

فضل اللہ نے آپکی یہہ غزل محمود شاہ کی خدمت مین پیش کی اور تمام واقعہ مذکورۃ الصدر کا ماجرا بیان کیا۔ بہمنی نے سنکے فرمایا کہ اگرچہ حضرت یہان تشریف نہین لائے لیکن دکن کے ارادہ سے جہاز پر سوار ہو چکے تہے موانع کی وجہ سے نہین آئے ہم کو حضرت کی خدمت کرنی چاہئے۔ حکم دیا کہ ایک ہزار ہن نقد و دیگر مصنوعات ہند خرید کے ملا محمد قاسم مشہدی کے ہمراہ روانہ کرین حسب الحکم میر فضل اللہ انجو نے ملا مشہدی کو مع زر نقد و تحفہائے ہندی حضرت خواجہ کی خدمت مین روانہ فرمایا۔ سلطان غیاث الدین بن سلطان سکندر حاکم بنگالہ نے بہی خواجہ صاحب کو بلایا تہا اور ایک مصرع طرح کا بہیجا تہا۔ وہ یہہ ہے ؎ ساقی حدیث سرو و گل و لالہ می رود آپ نے اسطرح پر غزل لکہہ بہیجی۔

ساقی حدیث سرو گل و لالہ می رود	وین بحث با ثلاثۂ غسالہ می رود
شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند	زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود
حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث الدین	غافل مشو کہ کار تو از نالہ می رود

خواجہ صاحب نے ٧٩٣ ہجری میں اس عالم فانی سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ آپکو زندگی مین مصلیٰ و رکن آباد کی آب ہوا و میدان پر فضا مرغوب و محبوب تہا۔ اسلئے مصلیٰ کے ایک ٹیلہ پر دفن کئے گئے۔ اور کسی ادیب مورخ نے آپ کی وفات کی تاریخ "خاک مصلیٰ" (٧٩٢) کہی اسمین از روئے حساب جمل ایک عدد کی کمی ہے۔ بہارستان کے مولف نے لکہا کہ میرزا محمد معمائی صدر بابری نے آپکا مقبرہ بنوادیا۔ اور اسپر بیشمار زر خرچ کیا۔ چنانچہ ابتک موجود ہے زائرین و تبرک آپکے مقبرہ کی وجہ سے اس مقام کا نام حافظیہ مشہور ہو گیا ہے

ہفتہ مین بروز پنجشنبہ لوگ زیارت و سیر کے لئے وہان جاتے ہین۔ آپکی زیارت کرتے ہین قبر پر حسن اعتقاد سے چادر و پھول چڑھاتے ہین۔ عمدہ عمدہ کھانے پکاتے ہین۔ کھاتے پیتے ہین اور غربا کو بھی کھلاتے پلاتے ہین۔ دن تمام وہان بسر کرتے ہین ہمیشہ ہر پنجشنبہ کو آپکے مرقد مقدس پر خلائق کا ہجوم رہتا ہے۔ ارباب حاجت حسن ارادت سے اعانت کرتے ہین۔ آپ کو خدا تعالی نے حیات و ممات مین قبولیت عامہ نصیب کی مشائخ برہانپور کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپکے صاحبزادے شاہ نعمان بہاء الدین ہندوستان آئے۔ اور مقام برہانپور و اسیر مین سکونت پذیر رہے آخر مقام برہانپور مین فوت ہوئے۔ مقام نعلچہ جو اسیر و برہانپور کے درمیان واقع ہے مدفون ہوئے۔ خواجہ ہاشم مجددی نقشبندی آپکا مرید تھا۔ آپ جب کبھی آگرہ یا دہلی جاتے تھے تب خواجہ کو اپنا جانشین کرکے جاتے تھے۔ انتہی کلامہ

آپ کی علمی لیاقت کی کیفیت اگرچہ تذکرہ نویسون نے مفصل نہین لکھی۔ لیکن آپکے کلام بلاغت نظام سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عالم فاضل و ادیب کامل تھے۔ نظم و نثر عربی و فارسی لکھنے پر قدرت کاملہ و ملکۂ تامہ رکھتے تھے۔ دیوان مین اکثر اشعار عربی موجود ہین اور جابجا عربی جملے مذکور ہین۔ حافظ قرآن تھے۔ اور قرآن کو خوب سمجھتے تھے۔ عربی و فارسی کے محاورات سے خوب واقف تھے۔ آزادانہ رہتے تھے۔ رند مشرب تھے دنیا و مافیہا سے دور، متوکل علی اللہ تھے اور ماحضر و ماحصل پر قانع و صابر تھے۔ آز پرست و فقر فروش نہین تھے۔ تو نگرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ سروسہی کی طرح آزاد رہتے تھے سلاطین و امرا سے کم ملتے تھے۔ لیکن امرا و سلاطین آپ سے حسن عقیدت رکھتے تھے اور آپکی ملازمت و خدمت کے مستدعی ہوتے تھے۔ چنانچہ محمود شاہ بہمنی وغیرہ کی استدعائے قدوم کا ذکر

صدر مین مذکور ہو چکا ہے اب اعادہ کی ضرورت نہین۔ آپ غزل گوئی مین استاد مانے جاتے ہین۔ بیشک آپکی غزلین سوز و گداز۔ و فراق و وصال اور معشوق کے خد و خال۔ و شراب کباب و نغمہ رباب اور حسن و عشق و مستی و رندی و دنیا کی بیوفائی اور زمانہ کی بے اعتباری وغیرہا مضامین پر شامل ہوتی ہین۔ اور آپ ان مضامین کو غزلون مین ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب و ترکیب دیتے ہین کہ سامعین وجد کرتے ہین۔ اور حال سے بیحال و خودی سے بیخود ہو جاتے ہین۔

آپ حسن اخلاق و خوش اشفاق تھے۔ ظریف الطبع و سلیم المزاج رند مشرب صوفی مذہب تھے۔ صلح کل کے طریقہ پر ثابت قدم تھے۔ شراب محبت کی نشہ مین ہمیشہ مست رہتے تھے مدت العمر کسی حاکم یا رئیس کی نوکری اختیار نہین کی ہمیشہ آزادانہ بے نیازانہ رہے سلاطین وقت آپکی خدمت مین ہزار ہا روپے اعانتہ بھیجتے تھے۔ آپ تمام نائے نوشین مین صرف کر دیتے تھے۔ فقرا و احباب اعزہ کو بھی عطا فرماتے تھے۔ چونکہ آپکا کلام جامع اسرار ہے۔ لوگ اکثر آپ کے کلام سے فال لیتے ہین۔ حسب اتفاق و موقع فال مین ایسا شعر بر آمد ہو جاتا ہے کہ صاحب فال کو شعر کے مضمون سے تسلی ہوتی ہے۔ غالباً صاحب فال کو کامیابی حسب خواہش ہو جاتی ہے۔ بنائے علیہ آپکا لقب لسان الغیب مشہور ہوا۔ خزانہ عامرہ و بہارستان سخن وغیرہ مین بھی وجہ تسمیہ بتلایا گیا ہے۔

آپکا دیوان متداول ہے۔ ہر ایک جوان و پیر و نو آموزان صغیر و کبیر واقف ہین یہان زیادہ اشعار کے بیان کی ضرورت نہین ہے۔ مگر دیوان و تذکرون سے چند اشعار بطور نمونہ گذارش کرتا ہون۔ تاکہ یہہ تذکرہ کلام سراسر الہام سے محروم نہو جائے۔

من اشعاره الفارسی

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدا را — دردا که راز پنهان خواهد شد آشکارا
ده روز مهر گردون افسانه است و افسون — نیکی بجای یاران فرصت شمار یارا
ای صاحب کرامت شکرانه سلامت — روزی تفقدی کن درویش بینوا را
در کوی نیکنامی ما را گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را
آئینه سکندر جام جم است بنگر — تا بر تو عرض دارد احوال ملک دارا
گر مطرب حریفان این پارسی بخواند — در رقص حالت آرد پیران پارسا را
هنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی — کاین کیمیای هستی قارون کند گدا را
خوبان پارسی گو بخشندگان عمرند — ساقی بده بشارت پیران پارسا را

وله

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را — بخال هندوش بخشم سمرقند و بخارا را
بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت — کنار آب رکنا باد و گلگشت مصلا را
حدیث از مطرب و می گو و راز دهر کمتر جو — که کس نکشود و نکشاید بحکمت این معما را
نصیحت گوش کن جانان که از جان دوستتر دارند — جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
بدم گفتی و خرسندم عفاک الله نکو گفتی — جواب تلخ میزیبد لب لعل شکرخا را
غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخوان حافظ — که بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را

وله

شب از مطرب که دل خوش باد وی را — شنیدم ناله جانسوز نی را
چنان در جان من سوزش اثر کرد — که بی رقت ندیدم هیچ شی را
حریفی بد مرا ساقی که هر دم — ز زلف و رخ نمودی شمس و دی را
حماک الله من شر النوائب — جزاک الله فی دارین خیرا

چو بیخود گشت حافظ کی شمارد　　بیک جو مملکت کاوس کی را

وله

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را　　که سر بکوه و بیابان تو داده ما را

شکر فروش که عمرش دراز باد چرا　　تفقدی نکند طوطی شکرخا را

غرور حسن اجازت مگر ندادی گل　　که پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

بحسن خلق توان کرد صید اهل نظر　　به بند و دام نگیرند مرغ دانا را

ندانم از چه سبب رنگ آشنائی نیست　　سهی قدان سیه چشم ماه سیما را

در آسمان چه عجب گر ز گفته حافظ　　سماع زهره برقص آورد مسیحا را

وله

می دمد صبح و کله بست سحاب　　الصبوح الصبوح یا اصحاب

می چکد ژاله بر رخ لاله　　المدام المدام یا احباب

چون سکندر حیات اگر طلبی　　لب لعل نگار را دریاب

وله

اگر بلطف بخوانی مزید الطافست　　وگر بقهر برانی درون ما صافست

بیان وصف تو گفتن نه حد امکانست　　چرا که وصف بیرون ز حد اوصافست

وله

حسن تو همیشه در فزون باد　　رویت همه سال لاله گون باد

هر کس که بهجر تو نازد　　از حلقهٔ وصل تو برون باد

وله

این چه شوریست که در دور قمر می بینم　　همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

هر کسی روز بهی می طلبد از ایام　　مشکل آنست که هر روز بتر می بینم

ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است　　قوت دانا همه از خون جگر می بینم

اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان　　طوق زرین همه در گردن خر می بینم

وله

دلبر جانان من برد دل و جان من　　برد دل و جان من دلبر جانان من

از لب جانان من زنده شود جان من	وله	زنده شود جان من از لب جانان من
از خون دل نوشتم نزدیک یار نامہ		اِنّی رَأیتُ دَھراً مِن ھجرک القیامہ
ہر چند کاز ہو دم از وے نبود سودم		مَن جَرّبَ المجرّب حلّت بہ الندامہ
عاشق مخور غم وصل خواہی		خون بایدت خورد در گاہ و بیگاہ

ردیف خا

خلیل - مرزا خلیل خان لاری

خلیل تخلص - مرزا خلیل خان نام - آپ عبدالرزاق خان لاری تانا شاہی کے فرزند ہین - عبدالرزاق رکن السلطنت و رکن اعظم تاناشاہی تھے - یہہ ہی عبدالرزاق ہین جو گولکنڈہ کے معرکہ مین شمشیر بکف ہوکے عالمگیری فوج کو درہم برہم کرتا تہا - بڑا بہادر و دلیر تہا - عالمگیر آپکی دلیری و بہادری دیکہہ کے فریفتہ ہوتا تہا - سپہ سالارون کو تاکید کی جسطرح ممکن ہو لاری کو زندہ گرفتار کرکے لاؤ - لاری معرکہ مین پیاپے زخمون سے خستہ شکستہ ہو رہا تہا - آخر عالمگیری سپاہ نے اسکو زندہ گرفتار کرکے لائے ۔

عالمگیر نے لاری سے اپنی ملازمت کی درخواست کی - لاری نے قبول نہین کیا - کہا مین تانا شاہ کا نمک خوار ہون نوکری کرونگا تو اسیکی کرونگا - ہرچند کہ کہا گیا قبول نہین کیا عالمگیر نے اسکا علاج جراحان ہوشیار سے کرایا - زخمون سے صحت پائی - عالمگیر سے وطن جانیکی رخصت طلب کی عالمگیر نے رخصت منظور کی - اور جاتے وقت یہہ کہا کہ آپ وطن سے ایکہزار لاری سپہ مقرر کرکے بہیجدو - لاری نے وطن سے اپنے فرزند عبدالکریم خان کو مع ایکہزار لاری ملازم کرکے بہیجدے - خلیل خان صاحب جمع اسی بزرگ کی اولاد مین ہین - تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ فی زماننا خلیل خان زمانہ کی گردش سے

نہایت پریشان حال تھے مشکل سے زندگی بسر کرتے رہے۔ حیدر آباد مین سکونت پذیر نہے انتہای کلامہ۔ آپکو شعر و شاعری سے مناسبت ہے۔ موزون الطبع تھے فارسی وہندی مین اشعار موزون فرماتے تھے۔

من اشعارہ

خوش آمدے و خوش آمد مرا خوش آمد تو
بدان خوش آمد و لہائے ما ہمہ این است
زدل خوشی تو ما دل خوشیم و خرم و شاد
ترا ہر انچہ خوش آمد ہمان خوش آمد ما
خلیل سکہ خوش آمد خوش آمد تو مرا

ہزار بار بمنت کنم خوش آمد تو
خدا نصیب کند انچہ ہست خوش آمد تو
خوش آمد ہمہ لہاست در خوشامد تو
خوشیم ما و خوش آمد ہمان خوش آمد تو
خوش آمدم بود ہر لحظہ در خوش آمد تو

آخر آپنے حیدر آباد مین اس جہان فانی سے دار عقبی کیطرف رحلت کی۔ سنہ وفات معلوم نہین ہوا۔

سید مظفر مدار المہام ابو الحسن تاناشاہ کے فرزند کا نام بہی خلیل خان تہا۔ بعض تذکرہ نویسون نے دونون مین فرق نہین کیا۔ واقع مین خلیل خان دونون تھے۔ ایک خلیل خان لاری دوسرا خلیل خان ماثر ندرانی ہے۔

ماثر ندرانی عالمگیری منصبدارون مین ملازم ہوگیا اور لاری حیدر آباد ہی مین رہا۔ عالمگیر کی ملازمت مثل جد و پدر پسند نہین کی۔ اور یہی کہتا تہا کہ ہم مدت العمر تاناشاہ کے نمکخوار رہے۔ اب ہماری ہمت و غیرت اسبات کو قبول نہین کرتی کہ ہمارا آقا قید خانہ مین رہے اور ہم آقا کے مخالف کی نوکری کرین۔ ہمارے نزدیک ایسی نوکری سے بیگاری مین بسر کرنا ہزار درجہ بہتر ہے۔ سوائے غزل مرقوم الصدر کے کچہہ اشعار دستیاب نہین ہوئے۔

زمانہ آصفیہ میں اہل دکن وضعداری و وفاشعاری۔ دلیری و دلاوری میں مشہور و معروف تھے۔ اور خود کو آقائے نامدار کے خانہ زاد سمجھتے تھے۔ جان نثاری میں سرمو فرق نہیں کرتے تھے۔ میدان معرکہ میں پس پا ہونیکو ننگ و عار جانتے تھے۔ عہد و پیمان و قول و قرار میں راست باز و ثابت قدم ہوتے تھے۔ اُن کے قول و قرار کی ایسی وقعت تھی جہاں مخالف سرکش کی درخواست پر قول بھیجا۔ فوراً قول بھیجتے ہی سرکش مخالف دست بستہ مع عیال و اطفال حاضر ہو جاتا تھا۔

خواجگی۔ خواجہ باباخان بخاری

خواجگی تخلص۔ خواجہ باباخان نام۔ آپ کی نسب کا سلسلہ خواجہ احمد مشہور بہ مخدوم اعظم اور آپکے حسب کا رشتہ خواجہ احرار قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے بزرگان سلف ولایت ما وراء النہر میں مشہور تھے۔ پیری مریدی کا سلسلہ آپکے خاندان میں جاری تھا۔ بخارا و بلخ وغیرہ بلاد کے حکام و غیر حکام آپسے حسن عقیدت رکھتے تھے۔ قبائل اُزبک و ترک آپکے غلام درم ناخریدہ تھے۔ آپ کی تربیت و تعلیم بخارا کے مدارس میں علمائے کرام سے ہوئی۔ جب آپ علوم و فنون کی تحصیل سے فارغ ہو چکے تب آپ کو بخارا میں شیخ الاسلامی کا خطاب ملا۔ آپ جامع فضائل و کمالات تھے۔ بتقریب حج و زیارت حرمین شریفین بخارا سے برآمد ہوئے حرمین شریفین میں پہنچ کے حج و زیارت سے فارغ ہو کے وطن مالوفہ مراجعت کر رہے تھے۔ کہ آپ بطریق سیر دکن میں آئے۔ عالیجناب نواب آصفجاہ بہادر اول بانی ریاست دکن سے ملے۔ نواب صاحب نے آپکی بہت خاطر و مدارات کی اور آپکی مہمانی و دلداری میں ایک دقیقہ فرو گذاشت نہیں فرمایا۔ مہمان عزیز کو

متقولہ مولف

عزت وشان سے رکہا۔ اور آپکے خاندانی اعزاز وعظمت کا لحاظ کرکے خاص ہی دختر نیک اختر کو جو نواب ناصر جنگ شہید کی ہمشیرہ حقیقی تہی۔ آپ سے منسوب کرکے شان وتجمل کے ساتہہ شادی کردی۔ اور آپ کو منصب مناسب جاگیر سے سرفراز فرمایا چونکہ آپ دنیاوی امور سے متنفر وتارک تہے۔ کوئی خدمت سرکاری نہین لی۔ جامع العلوم تہے۔ درس وتدریس مین مصروف رہتے تہے۔ اور طلبہ کے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے باوجود علوم وفنون آپکے دل مین شعر وشاعری کا ولولہ بہی موجزن تہا۔ کبہی کبہی شاعری کے میدان مین بہی سبقت فرماتے تہے۔ جو کچہہ موزون فرماتے تہے۔ سنجیدہ وپسندیدہ ہوتا تہا۔ صاحب دیوان تہے۔ اب مین آپکے اشعار تحفۃ الشعراء سے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے گزارش کرتا ہون

من اشعاره

ازنقطہ چو خال عنبرین دادہ نشان — زیر وزبرش از دو صف مژگانست

ولہ

دل را کہ بجز عشق سروکارے نیست — ہیچ است کہ در غم رخ یارے نیست

چون دیدہ اعمی است تہی از بینش — آن دیدہ کہ در حیرت داری نیست

ولہ

اے ہرزہ تلاش عافیت دادہ دست — اے بیہودہ گفت وگوئے آرام پرست

ازخوان فلک عبث چہ روزی طلبی — کز عیب سانند ترا دست بدست

ولہ

برصفحہ رویش کہ خط ریحانش — از مشک نوشتہ آیت قرآنست

ولہ

برق آہم گر چنین انجم افشانی میکند — گردش موج ہوا را چرخ ثانی میکند

نسبتے باآن خم ابرو باسانی نیافت — ماہ نو عمریست مشق ناتوانی میکند

ہر سحرگہ از گل خورشید جامش بر کف است — ہر صبح از فیض بیداری جوانی میکند

در عدم از قرب بعارض خوش فراغی داشتم	وله	مرگ را نزدیک با ما زندگانی می کند
اشک عناری نمی سازد رہا دل از کنار		ورنہ صد جوش بہار از گل فشانی می کند
خواجگی کج طینتان را نیست انصاف سخن		خامشی اینجا چارہ با بیمار فانی می کند
شور عشق و شکر حسن بہم بیختہ اند	وله	قرص خورشید رخت را نمکین بیختہ اند
نازم آن گوہر و دندان لب شیرین را		شکر و شیر لطافت بہم آمیختہ اند
خواجگی گشتم غبار از ناتوانیہای عشق	وله	می کند حالی نسیمی گرد واز جام را
اے از گل رخسار تو آئینہ در چمن	وله	گل بردہ طراوت از رخت در گلشن
خورشید ز مہر عارضت تاب گرفت		چندانکہ ز پرتوش جہان شد روشن

آخر آپنے حیدرآباد دکن مین انتقال حقیقی فرمایا۔ قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ کسی تذکرہ نویس نے آپکی تاریخ وفات نہین لکھی۔ نہ آپکے مدفن کا پتا بتلایا۔ آپ حیدرآباد کی زمین مین مدفون ہین۔ یہہ تمام تذکرہ متفرق تذکرون سے لکھا گیا ہے۔ جہانتک پتا ملتا ہے اس کی تلاش مین کوشش کی جاتی ہے۔

خوبن شیخ غلام حسین برہانپوری

خوبن تخلص شیخ غلام حسین نام۔ آپ گھانسی میان برہانپوری کے ہمشیرزادہ ہین۔ فضائل و کمالات کے زیور سے آراستہ تھے۔ خوش خلق و نیک محضر تھے۔ فارسی و عربی مین بقدر ضرورت استعداد رکھتے تھے۔ نظم و نثر لکھنے پر قادر تھے۔ آپکو شعر و شاعری کے ساتھہ بھی دلچسپی تھی۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ عالیجناب نواب ناصر جنگ شہید کے منصبدارون مین ملازم تھے۔ نواب کی شہادت کے بعد نوکری و منصب سے دستبردار ہوکے

وطن مالوفہ برہانپور چلے گئے تھے۔ تا مرگ وطن ہی مین سکونت پذیر رہے تحفۃ الشعرا وغیرہ تذکرہ نویسون نے آپکے وفات کی تاریخ و سنہ نہین لکھا۔ آپکا عرف نام میان خوب تہا۔ لوگ خوبن کہنے لگے۔ اسیطرح آپکا تخلص بہی خوبن ہو گیا۔ فقیر مولف نے بہی تذکرہ نویسون کیطرح خوبن ہی لکھہ دیا جیسا کہ شیخ کو شیخن و کلو کو کلن کہتے ہین

من اشعارہ

موج داری در طپش از آب میخواہیم ما — پارۂ بینائی از سیماب میخواہیم ما
عذر مجنون خواست بہ زنجیر کہ در پایم فتاد — آہ از دیوانگان آداب میخواہیم ما
در تحیر اشک ما خونین دلان شو چہ نیست — نرگس تصویر را سیراب میخواہیم ما
مدعا وابستہ چشم عنایات شما است — حیف آن امری کہ از اسباب میخواہیم ما
دارم عشق نوجوان امداد با پیرانہ سر — بادہ گلرنگ در مہتاب می خواہیم ما

وله
در لباس سلطنت خواہیم رنگ فقر ہم — راحت بیخوابی از گرداب میخواہیم ما
بے نور در شہر دل ما عشرت آئینے بہ بست — نور از مہرت بود شمع شبستان مرا
با لباس سرمہ در چشم خوبان میرم — تا بود بر من نگہ برگشتہ مژگان مرا

وله
از دلش کن محو یارب یاد نسیان مرا — نشکن از خاطر شکستیہائے پیمان مرا

وله
آنہا کہ زلف یار مکرر نوشتہ اند — ہر سطر این مسودہ ابتر نوشتہ اند

وله
گر بصحرا نگہ او چمن آرا گردد — شاخ آہو قلم نرگس شہلا گردد
صندلی رنگ سے گرد سر دیوان ارد — دارو ہم گرد سر ما بہ تمنا گردد

وله
اگر گویم کہ چنین ابروست ابرو کمان من — رسد گر سر چشمش میشود خاطر نشان من

وله
چو موشد ناتوان دیوانۂ زلف گرہ گیرش — توان از سایۂ سنبل کشیدن پا بزنجیرش

نمیدانم چه سان از پردہ حسنش چہرہ بکشاید   بتان چون کلک مانی یکقلم شد صرف تصویرش

مستزاد

سازی تو حنا بہانہ در خون لطیم ٭ اے داغ نگاہ
بر سبزہ ی گلے و ما داغ شویم ٭ خورشید پناہ
این مسئلہ از کدام ملت یارب ٭ از بہر کہ کردی
تسبیح رقیب و ما زیاد تو رویم ٭ سبحان اللہ

خواجہ۔ خواجہ ایوب مخاطب بہ جمیل بیگ خان اورنگ آبادی

خواجہ تخلص۔ خواجہ ایوب نام۔ جمیل بیگ خان خطاب۔ آپ جمیل بیگ خان مرحوم عالمگیری کے پوتے ہیں۔ مرحوم ہمراہ عالمگیری عہد مین خان جہان بہادر کوکلتاش کے ہمراہ اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے۔ چہاؤنی کی وجہ سے متوطن ہو گئے۔ اورنگ آباد مین جمیل پورہ آپکا آباد کیا ہوا یادگار باقی ہے اور ایک مسجد بزرگ بھی آپکی بنائی ہوئی موجود ہے۔ مرحوم کے والد خان خواجہ محمد ذاکر مشائخ کابل سے تھے۔ پیری مریدی کا خاندانی موروثی پیشہ تہا۔ اکثر قوم مغل کلنہ تاری آپکے مرید و معتقد تھے۔

خواجہ ایوب انقلاب زمانہ کی وجہ سے عالم بیکاری مین نہایت پریشانی و بیقراری سے زندگی بسر کرتے تہے۔ گذر اوقات کیلئے کوئی ذریعہ معاش نہین تہا۔ بزرگون کا جو سرمایہ ذخیرہ تہا وہ سب رفتہ رفتہ صرف ہو گیا تہا۔ تلاش معاش کے جویا تھے کہ نواب عضد الدولہ عوض خان بہادر صوبہ دکن نے صوبہ داری کن کی نیابت و بیضا پور کی قلعداری پر مامور فرمایا۔ منصب و جاگیر بھی عطا کیا۔ آپ دونون خدمتون کا انجام

واہتمام عمدہ طرح سے کرتے تھے۔ ملک کی بہبودی مین سعی وکوشش فرماتے رہے سرکاری کام دیانت و امانت سے اداکرتے رہے۔ آخر بندگان حضور آصفجاہ نے قدردانی وجوہرشناسی سے آپکو بہار کی صوبہ داری پر مقرر فرمایا۔ مدت تک برابر رہین رہے۔ آپ شجاع وبہادر تھے۔ مستقل مزاج ثابت قدم وتجربہ کار خوش کردار وخوش رفتار۔ اور رہ ایاز دوست نواز تھے۔ رقص و سرود و مجلس سماع کے شائق تھے۔ مجلس سرود ورقص مین کثرت رقت و وروسے زارزار روتے تھے۔ گھنٹون عالم سکوت مین مستغرق ہوتے تھے نواب عضدالدولہ بہادر وحضور زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ آپ سلف کے یادگار ہین آخر آپنے خدمت ملازمت ترک کی اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ آپکی زندگی کا آخرحصہ بخیر ہوا۔ آپ موزون الطبع وذہین وفہیم تھے۔ شعرفارسی مین کبھی کبھی فکرکرتے تھے کلام بلاغت و فصاحت سے خالی نہین ہے ہم اشعارذیل ہدیہ سامعین کرتے ہین۔

من اشعارہ

دل می طپید از ذوق ندانم خبری کیست — رنگم پریده ز چهره درین رہگذری کیست

منظر سیر کنان قبلہ نما گشت — پرواز نگہ از اثر بال و پری کیست

وله

بسوخت ز آتش شوق تو جان تن باقیست — بسان شمع بسوزند و پیرہن باقیست

ہلاک گشتن مجنون ہزار سال گذشت — ہنوز در کفنش بوے سوختن باقیست

چراغ راہ ندارم بہ بزم سوختگان — مدام پرتو حسنت در انجمن باقیست

رسید نیز نگاہت بدل شتابک شد — ہزار ریختہ کردند دو ختن باقیست

بناز بر سر مقتول خود بیا ظالم ببین — کہ بکفنش از آہ رستن باقیست

وله

ز شبنم نگہم دادہ آب بر رخ گل — بہار گشتم در برگ گل چو بو رفتم

گہر فشان شدہ اشکم ز چشم بہر نثار	وله	بپائے بوس تو ہر دم با برو رفتم
ز گرمئی نگہت چون خویش آب شدم		برائے آن لب لعل تو در سبو رفتم
صدائے قلقل مینا شنیدہ مست شدند	وله	کسے چگونہ چشند قطرہ ایاغ ترا
ز رہبری زمانہ مرا درو سر شدہ	وله	صندل موافقت بسر من نمی کند

آخر آپنے ۱۱۷۹ ہجری میں اس دار ناپائدار سے عالم بقا میں رحلت کی اور شہر اورنگ آباد میں مدفون ہوئے۔

خاکی ۔ حیدر بیگ بدخشانی الاصل

خاکی تخلص ۔ حیدر بیگ نام بدخشانی الاصل ہے ۔ آپکے بزرگ بدخشان سے عالمگیری زمانہ مین وارد ہند ہوئے ۔ بادشاہی لشکر مین ملازم ہوئے ۔ خاکی کی ولادت ہند مین واقع ہوئی نشو نما بھی ہند کی آب ہوا مین پایا ۔ بقدر ضرورت فارسی عربی مین استعداد حاصل کرنیکی بعد شعر گوئی کا شوق دلمین پیدا ہوا ۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے ۔ سپاہ پیشہ تھے ہند سے نواب نظام علیخان آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین دکن مین وارد ہوکے محمد وفادار خان داروغہ باورچیخانہ سرکار فیض آثار بخشی بیگم صاحبہ کی خدمت مین ملازم ہوئے ۔ داروغہ صاحب کے فرمانے سے بلکہ علیم النسا بادشاہ زادی مصر کا قصہ جو فارسی مین تھا اوسکو اردو زبان مین نظم کیا ۔ قصہ مذکور ہمکو ۱۲۱۶ ہجری کا لکھا ہوا دستخطی سید عبد النبی خان مرثیہ خان دکنی ملا ہے ۔ ہم اسمین سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کرتے ہین ۔ خاکی کا انتقال ۱۲۵۷ ہجری مین واقع ہوا ۔

من اشعارہ

ہم عشق ہی سیکھیں اگر اُستاد ہو کوئی	دل تو ہی بتادے ہمجھے گر ہو کوئی

من قصہ علیم النسا

الٰہی ترا مجکو کون دیدار دے	مجھے دین اسلام کا پیار دے
تری ذات عالی ہے حیؑ قدیم	جو تیری کرے یاد ہے مستقیم
محمد نبی صاحب تخت و تاج	رکہا اُنکے سر پر شفاعت کا تاج
نبی و علی دونون ہین پاک ذات	اُنہی کی شفاعت سے سبکی نجات
یہ قصہ جو تہا فارسی مین سب	لکہا فارسی کو بن ہندی مین اب
اگر کوئی پڑہیگا یہہ قصہ کو لا	وے ایک ہے عرض سب سے مرا
تو کچہہ نا کہے اُسکو خامی پر جا	بہر حال خاکی کو دیوے دعا

اس قصہ مین ایکسو سوال ہے۔ سوالات عالم عناصر وغیرہ اشیا کی حقائق کی نسبت مین ایک فاضل عبد العلیم ہندی کے ہر ایک سوال کا جواب دیتا ہے قصہ عجیب و غریب ہے رسالہ ہزار مسائل کی طرح ہے مطالعہ سے لطف فرہ آتا ہے۔

خلیل اصالت خان حیدرآبادی

خلیل تخلص۔ اصالت خان نام۔ آپ سید مظفر مازندرانی کے جو ابوالحسن تاناشاہ والی دکن کے وزیر تھے فرزند ہین۔ آپکی ولادت باسعادت حیدرآباد دکن مین ہوی۔ اور نشو نما بھی دکن ہی کی زمین مین ہوا۔ سن شعور کے بعد علما و فضلا کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ و فارسیہ تحصیل کین۔ جامع فضائل و فواضل ہوئے۔ ہمعصرون مین لائق و فائق شمار کئے گئے۔ سرکاری خدمات پر متقرر تھے۔ مدت تک والد ماجد کے سایہ عاطفت مین

سرکاری کامون کو اچھی طرح سے انجام دیتے رہے۔ آخر ۱۰۹۳ھ ہجری مین والد ماجد کے ہمراہ عالمگیر بادشاہ کی خدمت مین پہنچے۔ بادشاہی منصبدارون مین شریک ہوئے۔ موزون الطبع خوش فکر تھے۔ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے۔ سنہ وفات کا ذکر کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔ لیکن آپ کی رحلت ۱۱۱۵ھ ہجری مین واقع ہوئی۔ خدا غریق رحمت کرے۔ آپ کے نتائج طبع سے صرف ایک شعر ملا لکھا گیا۔

من اشعارہ

قطرۂ خورشید را حکم چکیدن نہ دہم — تشنہ لب عشق را ذوق چشیدن نہ دہم

خان۔ محمدی خان دکنی

خان تخلص۔ محمدی خان نام۔ آپکا اصلی وطن و مولد حیدر آباد دکن ہے۔ آپ عالم شباب مین فارسی مین بقدر ضرورت لیاقت حاصل کرکے شہر مین کوئی ایسا سبب واقع ہوا کہ وطن سے دل برخاستہ ہو کر دلّی مین گئے۔ سپاہ پیشہ تھے وہان کسی محکمہ مین ملازم ہوگئے۔ خوشی و خرمی سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور دلّی ہی مین سکونت اختیار کرلی۔ شعرگوئی کا شوق تھا وہان نواب سعادت یار خان رنگین المتوفی ۱۲۵۱ھ ہجری کے شاگرد ہوئے۔ شعر خوب کہنے لگے۔ کلام درست و صاف و بامحاورہ ہوتا ہے۔ آپکے انتقال کی کیفیت کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھی۔ مگر تقریباً ۱۲۶۵ھ مین راہی عدم ہوئے

من اشعارہ

یاد جسوقت تری آتی ہے — مجکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

خاص۔ شاہ خاص حیدر آبادی

خاص تخلص - شاہ خاص نام - آپ حیدرآبادی المولد مین آپکے والد شاہ خاموش صاحب اول جو آصفجاہ ثانی کے زمانہ مین اندرون شہر چادرگھاٹ کے متصل سکونت پذیر تھے - درویش فانی و فقیر حقانی تھے - متوکل علی اللہ و قانع آپ بھی بدستور قدیم بزرگان سلف کے طریقہ پر قائم تھے - والد ماجد کے مرید و خلیفہ - آپ کی شکل و صورت درویشانہ تھی - جبہ و دستار مشائخانہ پہنتے تھے خوش مزاج و پاکیزہ طینت تھے - مزاج مین محبت الٰہی کا جوش اور دل مین شعر گوئی کا خروش تھا - شعر عمدہ کہتے تھے - نازک مزاج و عالی دماغ تھے - آپ سنہ ۱۲۸۰ ہجری کے قریب فوت ہوئے - آپکے دوسرے بھائی مسمی طٰہٰ بھی شاعر تھے - ہجوگوئی مین کمال رکھتے تھے - مہاراجہ بہادر نے دو روپیہ یومیہ مقرر کردیا تھا

من اشعارہ

تمام قد نونہال رنگین قبا سرپا چمن گلابی	گلاب سے تازہ گال اسکے کلی نازک دہن گلابی

ردیف الدال

درگاہ - درگاہ قلیخان سالارجنگ

درگاہ تخلص - درگاہ قلیخان سالارجنگ نام - آپ کے آباؤ اجداد ابتدا سے تورانی النسل مشہدی تھے - آپکے جد اعلیٰ خاندان قلیخان شاہ صفی کے زمانہ مین علی مردان خان گورنر قندہار کے ہمراہ تھے - علی مردان خان نے شاہ صفی کی ناقدردانی کی وجہ سے نوکری ترک کرکے شاہ جہان بادشاہ ہند کی خدمت مین آنیکا ارادہ کیا - تشریف آوری سے پہلے خاندان قلیخان کو درگاہ بادشاہ مین بھیجا - خاندان قلیخان غرہ جمادی الآخر

سنہ ۱۰۵۱ ہجری میں درگاہ بادشاہی میں آیا علی مردان خان کی عرضداشت پیش کی خلعت و انعام ہزار روپیہ سے سرفراز ہوا۔ علی مردان خان پندرہ تاریخ رجب سنہ مذکور کو بادشاہ کی ملازمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے نہایت قدردانی سے صوبہ داری کشمیر پر مقرر فرمایا۔ اور خاندان قلیخان کو اپنے پاس کہا۔ خاندان قلیخان کے انتقال کے بعد اُن کے خلف الصدق درگاہ قلیخان کو بذریعہ علی مردان خان منصب و جاگیر ضلع ٹھٹھہ میں مقرر فرمایا۔ سرکار علی مردان خان کی سپہ سالاری بھی منصب جاگیر کا ضمیمہ ہوئی۔ علی مردان خان کے بعد درگاہ قلیخان شاہزادہ اورنگ زیب کے منصبداروں میں شریک کیا گیا۔ شاہزادہ کے ہمراہ دکن میں آیا۔ پھر چند روز کے بعد ہند میں مراجعت کی اور وہاں فوت ہوا۔ پھر اُنکا خلف الصدق نوروز قلیخان دار و ار ضلع بیجاپور کی قلعداری پر سرفراز ہوا۔ مدت تک قلعداری کا اہتمام کرتا رہا۔ پھر وہین فوت ہوا آپکا خلف الصدق خاندان قلیخان ثانی منصب و جاگیر سے سرفراز ہوکر منصبداران متعینہ اورنگ آباد میں شریک ہوا۔ شاہ عالم خلد منزل کے زمانہ میں سنگمنیر کی وقایع نگاری اور اضلاع کی فوجداری پر سربلند ہوا۔

نواب آصفجاہ نے اپنے زمانہ میں اپنی خاص سرکاری خدمات پر مامور فرمایا۔ نظام آباد بالائے کتل فردا پور جو اورنگ آباد سے بیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے اُسکی تعمیر و آبادی آپ کے اہتمام سے ہوئی۔ آپ اُسوقت میر عمارت تھے۔ آپکے خلف الصدق نواب درگاہ قلیخان ثانی سالار جنگ صاحب جمعہ کی ولادت اُنیسوین تاریخ رجب سنہ ۱۱۰۲ ہجری سنگمنیر مین واقع ہوئی چنانچہ خود سالار جنگ تاریخ تولد مین کہتا ہے ؎

شد سال مولادش زروئے الہام　　　درگاہ قلی ز خاندان والا

نشو نما کے بعد جب آپنے چودوین سال مین قدم رکہا سرکار آصفجاہ نے منصب
و جاگیر سے سرفراز فرمایا بیس برس کی عمر مین اپنا ہمرکاب کیا اکثر حضوری خدمتین
آپکے تفویض تہین۔ آپ خدمات کا اہتمام نہایت دیانت و امانت سے فرماتے رہے
جب تک زندہ رہے حضور آصفجاہ کی عنایات و مراحم سے خوشحال و سرفراز رہے
حضور کے سفر دلی مین جو ہنگامہ نادرشاہی مین ہوا تہا آپ ہمرکاب تہے۔ مدۃ العمر
سرکاری خدمات و آقا کی تابعداری مین جانفشانی و عرق ریزی کرتے رہے۔ نواب
نظام الدولہ ناصر جنگ شہید کے عہد مین بہی ممتاز اقران و محسود جہان رہے
نواب امیر الممالک صلابت جنگ کے زمانہ مین منصب شش ہزاری اور موتمن الدولہ
خطاب و رنگ آباد کی صوبہ داری سے سربلند و نامور ہوئے۔ خوب انتظام بند و بست
کرتے رہے۔ جب ریاست دکن کا انتظام نواب آصفجاہ ثانی کے متعلق ہوا اُسوقت
آپ ہفت ہزاری منصب و ماہی مراتب و موتمن الملک خطاب سے معزز ہوئے۔ اور سوا
عماری ہاتی دو جہالر کی اجازت ملی۔ اُسوقت حضوری دستور تہا کہ کوئی امیر بغیر
اجازت حضور عماری پر سوار نہین ہو سکتا تہا۔ اب بہی دکن مین وہی دستور جاری
ہے چند مدت کے بعد حسن خدمات کے صلہ مین خاندوران خطاب سے مخاطب ہوئے
آصفجاہ ثانی آپکو بہت چاہتے تہے۔ اور نہایت عزیز رکہتے تہے جس زمانہ مین
کہ راجہ بہادر دریائے گنگا کے کنارے مقتول ہوا آصفجاہ ثانی اورنگ آباد
مین رونق افزا ہوئے۔ اور چہاونی کے لئے خجستہ بنیاد ہی کو تجویز فرمایا۔ حضور
بہی شہر مین مقیم ہوئے۔ بندگا نعالی کثرت عنایت و رحمت سے آپکے محلات
مین رونق افروز ہوئے۔ چند روز رہے۔ آپنے آقائے نامدار کی نہایت شان

و شوکت سے مہمانداری کی ہر روز جشن نوروز تہا۔ سامان عیش جلوہ افروز تہا۔
علی ہذا القیاس رات کی بہی یہی کیفیت ہتی تہی رات کیا تہی شب برات تہی
جب حضور پُرنور بندگانعالی رخصت ہوئے۔ اکثر تحائف بے بہا نذر گذرانے
حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔
بعد ازان گردش تقدیر سے کوئی ایسا سبب پیدا ہوا کہ آپ غرہ رجب ۱۱۷۹ ہجری
مین اورنگ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوئے۔ عزیز خلائق تہے آپکی معزولی
سے عام شہر مین رنج والم تہا گہر گہر شور و ماتم تہا۔ اس حالت مین عام کا آپکے ساتہ
ہمدردی و افسوس کرنا اسبات کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ دیانتدار اور امانتدار
و منصف تہے اور یہہ قبولیت عام اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ آپ خلق مجسم و صلح کل
تہے۔ نہین تو ایسی حالت معزولی مین عرف عام رواج کے موافق کوئی ہمدردی نہین کرتا
بلکہ لعن و طعن کرتے ہین۔ آپ بعجم وبعجہ سنہ مذکور کو اورنگ آباد سے نظام آباد
جاگیر مین تجمل و شان کے ساتہہ روانہ ہوئے۔ روانگی کیوقت مجمع عام تہا
عمائد شہر و مشائخ و فضلا بیرون شہر تک ہمراہ آئے آپکو نہایت حسرت و رنج
سے رخصت فرمایا۔ فقرا و غربا کا ہجوم تہا شور و غل تہا آپکے احسانات یاد کرتے
تہے اور کہتے تہے کہ شہر سے اگر ہزار آدمی چلے جائین تو کچہہ غم نہین ہوتا اور نہ شہر کی
آبادی مین ہی کمی ہوتی مگر اس مربی دا"تا کے جانے سے شہر ویران نظر آتا ہے
آپ خوش مزاج و خوش خلق تہے منصف و عادل۔ کریم با دل تہے۔ شگفتہ طبع
و زندہ دل۔ دلاوری مین دلیر و بیدل تہے۔ رعیت پروری و غربا نوازی مین بے نظیر
تہے۔ ملکی و مالی تدابیر مین روشن ضمیر تہے۔ طلاقت بیانی و سخندانی مین بے مثل

انشا پردازی و تاریخ دانی مین بے بدل۔ آپکی حاضر جوابی اور بداہتہ بیانی مشہور تہی۔ طبیعت کی تیزی نور علی نور تہی۔ آپ وقت کے پابند تہے آپکا وقت کاموں سے معمور رہتا تہا۔ وقت کی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپکی ظاہری شان و شوکت و حشمت کی شان بہی قابل دید تہی اور آپکی سواری بڑی تکلف و تجمل سے نکلتی تہی۔ دو تین سو سوار حبشی و عرب و دکہنی جلو مین ہمرکاب ہوتے تہے۔ سواری کے آگے چند عرب و پیچہے الغوزہ بجاتے ہوئے گاتے تہے۔ اچہلتے کودتے تہے۔ سواری کے دیکہنے سے لطف آتا تہا۔ امارت و ریاست کا تماشا نظر آتا تہا۔ اور رعایا کے دلون مین رعب و خوف ہوتا تہا۔ کوئی مفسد و باغی فساد و بغاوت نہین کرنے پاتا تہا۔

آپ لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی مین یکتا تہے۔ آپکے لطائف و ظرائف اکثر مشہور ہین منجملہ ہم چند لطیفے شائقین کے مطالعہ کے لئے لکہتے ہین کہ اون کے دیکہنے سے لطف اوٹہائین۔ کہتے ہین کہ جناب شاہ علی صاحب کے صاحبزادہ کی شادی تہی مجلس منعقد مین شہر کے تمام امرا و مشائخ حاضر تہے۔ اور اُس مجمع مین جناب میر غلام علی آزاد بلگرامی و شاہ محمود صاحب و نواب خاندوران صاحب جمہ و نواب شجیع الدولہ مجتمع تہے۔ اُسوقت حسب دستور طرفین یعنی داماد و عروس کے وکلا قاضی صاحب کے سامنے آئے۔ خواجہ دکہنو نامی بنات فروش عروس کی طرف سے وکیل ہوکر آیا۔ خاندوران گاہ قلیخان نے کہا۔ آج ہمکو معلوم ہوا کہ آپ بنات فروش ہین۔ حاضرین مجلس اس لطیفہ سے بہت ہی محظوظ ہوئے۔ لفظ بنات جمع بنت یعنی بیٹی۔ و بمعنی پارچہ پشمی۔

لطیفہ دیگر ایک روز شاہ علی صاحب نے نواب صاحب سے کہا کہ ہم غیرون کیلئے فقط دنیا کی دعا کرتے ہین مگر آپکے لئے دین و دنیا دونون کی دعا چاہتے ہین۔

دین کی دعا کا محل مسجد مقرر کیا ہون اور دنیا کی دعا کا مقام بیت الخلا۔ کیونکہ وہ مقام قضاء حاجت ہے۔ نواب نے کہا آپ مسجد مین کئے مرتبہ جاتے ہین۔ شاہ صاحب نے فرمایا پانچ وقت۔ اور بیت الخلا مین کئے بار شاہ صاحب نے کہا ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔ نواب صاحب نے کہا مین جناب آلہی مین دعا کرتا ہون کہ حضرت کو پیچش ہو تاکہ آپ بیت الخلا مین بار بار جائین اور دنیا کی دعا بہت کرین شاہ صاحب حاضرین قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔

لطیفہ دیگر چند نوبلازمین کی درخواستین نواب صاحب کی خدمت مین پیش ہوئین نواب صاحب نے ہر ایک شخص کو بالمشافہ بلا کر اُسکی حیثیت کے لائق تنخواہ مقرر کر کے دستخط فرماتے تھے۔ اونمین دو لڑکے کم سن تھے۔ نواب صاحب نے ایک کی درخواست پر لفظ با موزرو لکھا اور دوسرے کی درخواست پر لفظ دیگر لکھا۔ وہ دونون کم سن لڑکے لچھمی نرائین پیشکار کی خدمت مین گئے۔ پیشکار نے دونون درخواستونکا نقل لکھوایا۔ اور نواب صاحب کی خدمت مین دونون کو پیش کیا۔ فرمایا کہ کل یہہ دونون منظور ہوئے۔ پیشکار نے عرض کیا جسکی فرد پر آموزرو دستخط تہا وہ آج سیکہکر آیا ہے۔ اور دوسرا جسکی فرد پر دیگر ہے مین نہین سمجھتا ہون کہ دیگر سے وقت مراد ہے یا کوئی دوسرا شخص۔ نواب صاحب نے پیشکار کی تقریر سے تبسم فرمایا اور دونون کو نوکر رکھہ لیا۔

لطیفہ دیگر دلّی مین آپ نواب آصفجاہ کے ہمراہ تھے۔ دربار مین نادرشاہ نے محمد شاہ سے کہا کہ ہم کل جائین گے اُسوقت آپنے یعنی درگاہ قلیخان نے آہستہ نواب کے کان مین کہا کہ النادر کالمعدوم۔ نواب آصفجاہ بہادر آپکے

لطیفۂ نادر سے بہت خوش ہوئے۔

آپ شعرادوست و علماپرست تھے - قدردان و جوہرشناس - ہر مہینہ میں دو دن عام جلسے اپنے باغ دلکشا میں منعقد فرماتے تھے - اور اُن بزرگوں کو جو لائق صحبت ہوتے تھے ملاتے تھے - اور ہر روز آپکے دولتخانہ پر ہم شربان خاص کا جلسہ رہتا تھا - اور آپکی مجلس مین تکلف نہیں ہوتا تھا - آپ حاضرین مجلس سے خندہ رو و شگفتہ جبین ملتے تھے - آپ تعمیر عمارات و آبادی قصبات و دیہات کے شائق تھے اورنگ آباد مین اکثر عمارات آپکی یادگار ہین - باغ دلکشا اورنگ آباد مین جنوبی جانب آپکا بنایا ہوا ہے ۱۱۴۷ھ ہجری مین ایک نہر کھدوائے اور باغ مین لائے - اور باغ مین ایک کشادہ حوض بنوایا - حوض کی وجہ سے باغ سیراب و تازہ رہتا ہے - میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اُسکی تاریخ لکھی۔

تاریخ بنائے نہر

خاندوران میر عالیجاہ	مورد عاطفات ربانی
نہر آب حیات جاری کرد	خضر آنرا کند نگہبانی
کامیاب زلال احسانش	مردم شہر دبیا بانی
کرد این نہر را روان در باغ	تازہ شد آب و رنگ بستانی
کند حوض وسیع در بستان	کہ توان گفت کوثر ثانی
این عمل امتیاز خاصی یافت	از قبول جناب سبحانی
سال تاریخ او طلب کردم	گفت دل نہر خاندورانی

۱۱۴۷

آپ موزون الطبع تھے - سخن فہم و سخندان تھے - کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے

اور ہندی مین مراثی حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے مراثی بہت ہی خوب کہتے تھے۔ چند اشعار مندرجہ ذیل آپکے طبعزاد ہین۔ ایکروز میر آزاد بلگرامی نے خواجہ حافظ شیرازی کی غزل پر ۔ صبا بلطف بگو آن غزال رعنارا ۔ کہ سر بکوہ وبیابان تو دادہ مارا ۔ طرح کی اور فرمایا ۔

صبا پیام رسا آن بہار رعنارا	کہ داد بوئے تو سرمایہ جنون مارا

اُسیوقت نواب خاندوران خان بہادر نے بھی فی الفور فرمایا ۔

صبا پیام رسا آن جنون تمنارا	بہار آمد و سرسبز کرد صحرارا

لچھمی نرائن مولف گل رعنا نے بھی حسب خواہش نواب صاحب موزون کیا ۔

فزود جلوۂ او سیل گریۂ مارا	طلوع ماہ کند پیش آب دریارا

نواب صاحب بہت خوش ہوئے اور تحسین و تعریف کی۔ آپکی بحالی کا سامان موجود ہوگیا تھا۔ یکایک آپ ۸ جمادی الاول ۱۱۸۰ھ مین مرض ہیضہ سے نظام آباد مین فوت ہوئے۔ وہان سے نعش مبارک کو اورنگ آباد مین لائے آپکے والد ماجد کے مقبرہ مین جو شہر کے جنوبی جانب ہے دفن کئے۔ دفن کیوقت عمائد شہر و مشائخ و فقرا جمع ہوئے۔ شور و غوغا برپا تھا قیامت تھی۔ میر علی رضا جنہی نے مادۂ تاریخ مین ایک مصرع لکھا ۔ اہل عالم سینہ چاک از ماتم سالار جنگ ۔ اور کسی دوسرے شاعر نے ایک مصرع مین تاریخ صوری و معنوی لکھی ۔

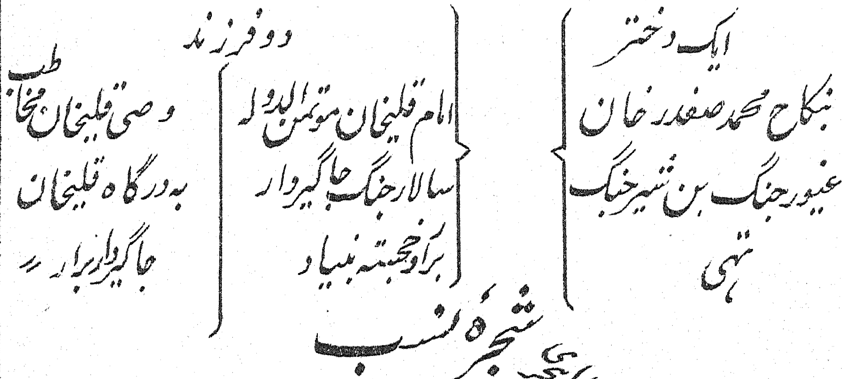
یکہزار و یکصد و ہشتاد سال

۱۱۸۰ ہجری

مین آپ کی اولاد و شجرۂ خاندان کو گزارش کرتا ہون

اولاد نواب موصوف

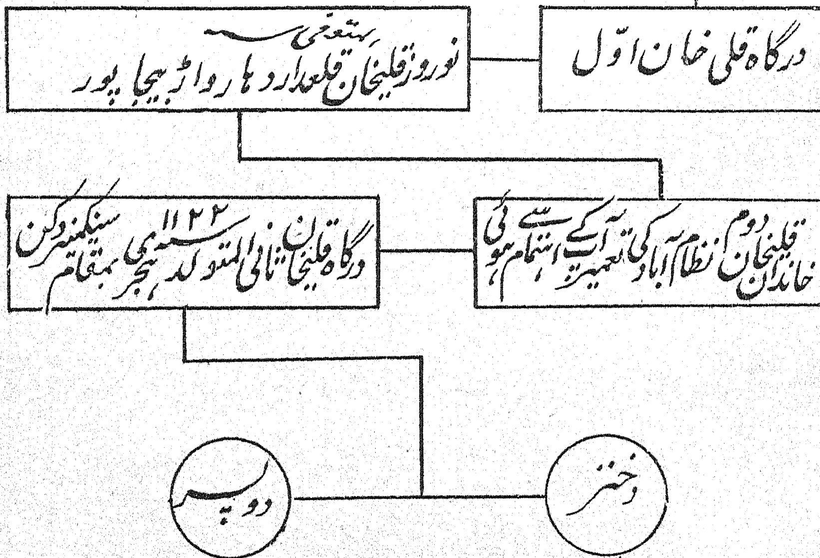
حنیف الدینخان بانی سرائے اورنگ آباد کی لڑکی کے بطن سے



شجرۂ نسب

الشعفی بہ تحقیق ۱۱۵۰ ہجری

خاندان قلیخان ذوالقدر از ترکان بوربورالوس خانان سیاہ خیمہ نواحی مشہد مقدس



نواب سالار جنگ مرحوم اول کی ننہیال کا سلسلہ آپ سے منتہی ہوتا ہے۔

جب ۱۱۴۶ھ ہجری مین وزارت خان اورنگ آبادی کو غفران پناہ عالیجناب آصفجاہ اول نے دوبارہ دیوانی سے سرفراز فرمایا۔ احباب نے جوش خوشی سے تاریخین کہین۔ آپ نے بہی دو بیتین تاریخی موزون کی۔ ہر ایک مصرع سے سنہ سرفرازی دیوانی برآمد ہوتا ہے لیکن مصرع آخرین ایک عدد زائد ہے۔ ھو ھذا

شد بحکم نوید بزم نورانی	با مصابیح فضل یزدانی
از برائے صلاح خلق اللہ ۱۱۴۶	بازرونق گرفت دیوانی ۱۱۴۷

گل رعنا کے مولف نے آپ کے اوصاف حمیدہ اسطرح لکہے واقعی آپ جامع الصفات والکمالات تہے مولف کا قول مبالغہ سے بَرا ہے خوشامد و تملق کے دہبّے سے معرا ہے

ھو ھذا درگاہ قلیخان بہادر مخاطب بہ موتمن الدولہ خاندوران سالار جنگ امیرے بود عالیجاہ دانش نگاہ متصف باوصاف حمیدہ و متخلق باخلاق پسندیدہ غنچۂ تصویر را در محفل رنگینش ہوائے شگفتگی در سر وطوطی خوش صفیر را ازبیان شیرینش منقار در شکر۔ بلبل ہزار دستان مستفید طلاوت زبانش۔ و گل شگفتہ جبین دریوزہ گر چہرۂ خندانش۔ چرب نرمی او دل سنگ راموم می ساخت۔ و تالیف قلوب او احبا و اعدا را در دام می انداخت۔ ضمیر منیرش در بدیہہ بیانی بازار آئینہ می شکست و ذات والا صفاتش در بزم افروزی بالا دست شمع می نشست۔ صولتش نیشتر نیزہ را آب می نمود۔ و پنجا عدلش گوئے سبقت از رستم و دستان می ربود الخ انتہی کلامہ

من اشعارہ الفارسی

شرک محض ست گمان من و تو	من و تو نیست میان من و تو
معاشرا نہ سوائے بدو ستان داریم	برائے ما و شما این ہوا چہ میخواہد

نگاہش دیدہ صہبا آفریدند
قدش دیدند طوبی آفریدند

بعالم ریخت اشکم رنگ طوفان
زجیب قطرہ دریا آفریدند

وله

می چکد رنگ بہار از خامہ ام
وصف رخسار کہ انشا می کنند

حکم آصف این غزل را تازہ کرد
کارہا را کارفرما می کنند

وله

کسیکہ در صدد وصف آن دہن باشد
چو شخص ہیچمدان در پے سخن باشد

وله

باغوش آید آن دلدار فواہے چنین باشد
خدا گر راست آرد دولت و جاہے چنین باشد

چہ نزہتہاست بر دل از صبا گر نکہت زلفش
حیات تازہ می بخشد ہوا ہائے چنین باشد

مصفا ساختم بہر قدومش حضرت دل را
برائے شاہ والا جاہ درگاہے چنین باشد

وله

سوائے حیدر کرار شاہ مردان کیست
کہ ذوالفقار باو داد حق و بنبی دختر

وله

دلم را فرقت آن نامسلمان ساخت سیپارہ
نمود از ہم جدا اجزائے قرآنی کہ من دارم

وله

کردیم نثار ہجر طاقت
اے صبر بما چہ کار داری

باکے نبود ز تیغ اعدا
گر صاحب ذوالفقار داری

وله

نوروز کہ روز سعد عشرت افزاست
مولائے جہان تخت خلافت آراست

از مقدم گل نماند آثار خزان
سالے کہ نکو است از بہارش پیداست

وله

کونین شد ایجاد برائے ایشان
حاشا کہ کسے رسد بجائے ایشان

اسرار نبوت اند اولاد علی
درگاہ فلک است خاکپائے ایشان

دانش میر رضی مشہدی

دانش تخلص - میر رضی رضوی نام ہے - آپ میر ابوتراب مشہدی کے فرزند ہیں

آپکے والد عالم فاضل تھے۔ دانش بھی بمصداق الولد سر لابیہ ہوشیار و ہونہار تھا۔ کتب ابتدائی والد ماجد سے پڑھین اور باقی کتب مختلف اساتذہ سے تمام کین تحصیل سے فارغ ہونیکے بعد حرمین شریفین کی زیارت و حج کا ارادہ کیا جب حرمین پہنچا تو ایک مثنوی کعبہ کی تعریف مین لکھی۔ من اشعارہ

ز خوبی کعبہ معشوق جہانست	نشاط دلربائی در جہانست
بروئے نو نیازان در کشادہ	چہ معشوقانہ خود را جلوہ داد
جمالش عذر خواہ زحمت دشت	بگرد آن نواضع میتوان گشت

ایساہی روضۂ منورہ کی وصف مین بھی کہتا ہے۔

ہمایون قبہ سرکوب افلاک	بہشت بے گمان عالم خاک
ز حق بیگانگان را آشنا ساز	چو ابرو طاق محرابش خدا ساز
ز دیوارش فلک را دست کوتاہ	نمایان تا بعرش از سایہ اش راہ

حج و زیارت سے مشرف ہو کے مشہد مین آیا۔ ہندوستان مین باپ سے ملنے کا شوق دل مین شعلہ زن تھا۔ چنانچہ ہند کے شوق مین کہتا ہے ؎

راہ دور ہند پابست وطن ارد مرا چون حنا شد بے میان تفتن بہند و خوش بستان است

آخر مقامات متبرکات کی زیارت سے فارغ ہوتے ہی ایران و ہند کے جانے مین تردد کا فیصلہ کیا کہ سفر ہند کو ایران پر ترجیح دی چنانچہ کہتا ہے ؎

پریشان خاطرے باہم بگل داشت	میان ہند و ایرانم دو دل داشت
حجر را در بغل پنہان کشیدم	در آن آئینہ روئے کار دیدم
جلا چون از سوادش دیدہ دادم	سیہ رنگی ہند آمد بیادم

پدر کز من روانش تازه بادا ‌‌ ‌ دران گلشن بلند آوازه بادا
نشاط آباد غربت بود جایش ‌ فضای هند باغ دلکشایش
شد از تحریک آن سرگشته بلبل ‌ سواد هند بر من سایهٔ گل
حقیقت را بلند آوازه کردم ‌ نمک با لعل سبزان تازه کردم
نگه را حسن گندم گون نصیبست ‌ چو طوطی سبز در ایران غریبست
گهر را قدر در خاک مرادش ‌ محک بخت آزمایان را سوادش
سواد دیدنش سرمایهٔ نور ‌ بهر دم پروری چون دیده مشهور
ز بس سبزست نخل بوستانش ‌ پر طوطی بود برگ خزانش
رسیدم فصل جو بیهای ایام ‌ هوا بر دارد از سرم فکر سرانجام

پھر دانش صاحب ترجمہ شاہجہان کے عہد مین وارد ہند ہوا ۔ اور پدر بزرگوار کی ملازمت سے کامیاب ۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکھتے ہین کہ در عہد شاہجہان با والد خود عازم ہند گردید الخ اور خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ در عہد صاحبقران ثانی شاہجہان بہند آمد و بدولت ملاقات والد کامیاب گردید الخ تحریر اول سے ثابت ہوتا ہے کہ ہند مین باپ کے ہمراہ آیا ۔ تحریر دوم سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہجہانی عہد مین آیا ۔ اور باپ سے ملا یعنے اسکا باپ پہلے سے ہند مین موجود تھا ۔ تحریر ثانی درست و صحیح ۔ تحریر اول مین تردد ہوتا ہے ۔ شاید سہو کاتب سے غلطی واقع ہوئی ۔ والا میر صاحب سے ایسا تضاد واقع نہین ہوتا والعلم عند اللہ ۔

ماہ شعبان ۱۰۶۵ھ ہجری مین ایک قصیدہ مدحیہ بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا دو ہزار روپیہ صلہ پایا ۔ قصیدہ کا مطلع یہہ ہے ؎

بخوان بلند کہ تفسیر آیہ کرم ست	خطے کہ از کف دست مبارکش پیداست

چندروز شاہزادہ داراشکوہ کی ملازمت مین رہا۔ شاہزادہ کی عنایت و الطاف سے مخصوص ہوا۔ بہارستان کے مولف نے لکہا کہ شاہزادے نے میر رضی کو غزل کے ایک شعر کا صلہ ایک لاکہہ روپیہ عطا کیا۔ وہ شعر یہہ ہے ؎

تاک را سرسبز کن اے ابر نیسان در بہار	قطرہ تا می میتواند شد چرا گوہر شود

اور شعر کے مضمون سے بہت ہی خوش ہوا۔ اور غزل مذکور یہہ ہے ؎

موسم آن کہ ابر تر چمن پرور شود	نکہت گل مایہ شور جنون در سر شود
تاک را سرسبز کن اے ابر نیسان در بہار	قطرہ تا می میتواند شد چرا گوہر شود
نالہ بلبل نہان در پردہ برگ گل است	بیدماغم کاش این یک پردہ نازکتر شود
تا بذوق گریہ مستی درین بزم آمدیم	مے بدہ ساقی بقدر آنکہ چشمی تر شود
راز پوشیدن نیاید دانش از بیتاب عشق	در میان انجمن پروانہ خاکستر شود

دار الخلافہ مین جب اس غزل کی شہرت ہوئی تب شعرائے وقت نے اسکے جواب مین موزون کئے۔ شاہزادہ داراشکوہ نے یہہ بیت موزون کی ؎

سلطنت سہل ست خود را آشنائی فقر کن	قطرہ تا دریا تواند شد چرا گوہر شود

انتہی کلامہ۔ میر دانش صاحب ترجمہ چند مدت بنگالہ مین شاہزادہ شجاع بن شاہجہان کے ساتہہ رہا۔ اور وہان سے ابتدائے جلوس عالمگیری حیدرآباد دکن مین آیا۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کی خدمت مین اعزاز و اکرام سے باریاب ہوا۔ قطب شاہ کے نزدیک معتبر و مستند علیہ ہوا۔ قطب شاہ آپکے ملنے سے بہت خوش ہوتا تہا۔ آپکی تقریر و تحریر کو پسند کرتا تہا۔ آپ دربار قطب شاہی کے

رونق تھے۔ تذکرہ نویسون کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والد ماجد میر ابوتراب فطرت تخلص جو حیدرآباد مین سکونت پذیر تھے۔ اور قطب شاہی سلاطین کے سایہ پروردہ تھے سنہ ۱۰۶۰ھ ہجری مین فوت ہوئے اور میر مومن استرآبادی کے دائرہ مین دفن کئے گئے۔ آپکی لوح مزار پر یہہ رباعی جو مرحوم نے رحلت کیوقت موزون کی تھی لکھی ہوی ہے۔ خود مولف فقیر نے بھی سنہ ۱۲۸۶ھ ہجری مین دیکھا تھا

رباعی فطرت بتو روزگار نیرنگی کرد	ننواخت بمہر و خارج آہنگی کرد
آن سینہ کہ عالمی درو می گنجد	اکنون ز نزند و نفس تنگی کرد

اور اسی رباعی کے تحت مین میر رضی دانش کی رباعی جو والد ماجد کے فراق مین کہی مرقوم ہے ؎

دانش مکن اعتماد بہ عمر دراز	کاید بزمان کم بسر عمر دراز
گیرم کہ چو عیسی بفلک بر شدہ	آید بچہ کار بے پدر عمر دراز

آخر الامر سلطان عبداللہ قطب شاہ نے میر رضی دانش صاحب جمہ کو اپنے طرف سے نائب مقرر کرکے سنہ ۱۰۶۲ھ ہجری مین مشہد مقدس کو روانہ کیا۔ تاکہ روضہ رضویہ مین بادشاہ کے طرف سے زیارت کے مراسم ادا کرے اور اس کے لئے سالانہ دو ہزار تبریزی وظیفہ مقرر کردیا تا زندگی سلطان اسکو پہنچتا رہا۔ فقیر مولف نے تقرر سالیانہ کا فرمان عبدالعلی طالقانی میر منشی قطب شاہ کی انشاء طالقانی مین جو میرے کتبخانہ نوادر مین موجود تھی دیکھا تھا۔ افسوس صد افسوس کہ وہ انشا موسنی ندی حیدرآباد کی طغیانی واقع سنہ ۱۳۲۶ھ ہجری مین غرق آب نذر سیلاب ہوئی کاش اگر موجود ہوتی تو بجنسہ یہان فرمان کو نقل کرتا۔ آخر میر رضی دانش نے سنہ ۱۰۷۶ھ ہجری مین

رحلت کی۔ اب مین متفرق تذکرون سے آپکے بوارق طبع کو گزارش کرتا ہون
تاکہ ناظرین ملاحظہ کرین هو هذا

زبسکہ مشق سخن ساخت ناتوان ما را — گداخت همچو قلم مغز استخوان ما را
نشد کہ بوسہ بپائے هدف چو تیر دهیم — گذشت عمر بخمیازهٔ کمان ما را

وله
ذخیرهٔ بدل از چشم اشکبار نماند — شکست شیشهٔ سیماب در کنار مرا

وله
غنیمت دان بهشت روئے گندم گون در محشر — کہ فرد طاعت محراب ابرو مید هد ما را

وله
بوئے گل شد فیض بخش هوش آفت و بیخودیست — یکنفس بگذار در سیر چمن تنها مرا

وله
چون سر زنقش بد ستم افتد از خود میروم — همچو طفلان اول ست و خواب می آید مرا

وله
لب تشنہ تیغیم بگو قاتل ما را — کو آب کہ شیرینی جان زد دل ما را

وله
وعدهٔ هم صحبتان رفتہ روز محشر است — دیر می آید قیامت گشت تنهائی مرا

فصل گل ست جوش بهار سخن مرا — گل کرد همچو غنچہ زبان در دهن مرا
تا رسا زدرین بزم نسبتے داریم — خوش ند اهل نشاط از ضعیف نالیها
عینکے باید مرا از شیشهٔ می ساختن — تا توانم خواند در پیری خط پیمانہ را
در راه انتظار چو مژگان نشستہ ایم — بر آستان خانهٔ ما جائے ما بس است
بر دیدهٔ آلوده بخونم صف مژگان — چون حلقهٔ ماتم بر دور شهید ست
گر ز ابرو جبین کشاید در دم بسمل بس است — خون بهائے کشتهٔ ما خندهٔ قاتل بس است
دست گلچین قتل عام لالہ و گل میکند — باغبان در پائے گلچین مست خواب افتاده است
مردم رنجور مرا روز وصل — گریهٔ شادی عرق صحت است
وصل یاران چون رهد دلتنگئ ما بدنما ست — گریهٔ شادی کم از باران روز عید نیست

مرا که خندهٔ گل سر بدر نمی آرد	ولہ	دماغ گریهٔ بلبل درین بهار کجاست
آبروئے دودمان تاک هم برباد رفت	ولہ	دختر رز را عسس صد بار با مستان گرفت
ما و بلبل عرض چاک سینه میکردیم دوش	ولہ	ناز پرورد گلستان زخم خارے هم نداشت
صفحهٔ دشت بامداد رفیقان طے کند	ولہ	چون قلم بے دو سه یاری بسفر نتوان رفت
کشاده روئے خوبان در آخر حسن است	ولہ	در چمن همه جا موسم خزان باز است
سینه صافان را غم صحبت کشان بیش از خود است	ولہ	آب می بالد از ان بازی که بر دوشش پل است
هر روز کامیاب ز روئے چو ماه دوست	ولہ	آئینه وزنامهٔ چرخ نگاه اوست
گر سرمه لاف نسبت مژگان زند بجاست	ولہ	از خاک برگرفتهٔ چشم سیاه اوست
در بزم کنم سیر که جائے دگرم نیست	ولہ	از حلقه برون چون قدح می سفرم نیست
رفتی و از اشک بلبل بر چمن طوفان گذشت	ولہ	روز بر گل چون چراغان شب باران گذشت
چسان بینم که می را محتسب بر خاک میریزد	ولہ	که می لرزد دلم برگے اگر از تاک میریزد
در آن وادی که من باشم آبادی نمی باشد	ولہ	سیاهی میکند از دور کاهے چشم آهوئے
بر سرم آمد ولے بسیار زود از من گذشت	ولہ	دولت تیزی که می گویند شمشیر تو بود
کسے در عاشقی هم پیشه را چون من نمیخواهد	ولہ	خورم گر آب شیرینی بیاد کوهکن آید
نو بهارست هوا مایهٔ عشرت دارد	ولہ	صفت رندی ست که می دارد و فرصت دارد
اے هما از سر ما خاک نشینان بگذر		سایهٔ بال تو بدنامی دولت دارد
چه سان از قدر این صیاد آزادی هوس باشد	ولہ	که پرواز بلندم تا لب بام قفس باشد
پرده بر عیب خود از دامن صحرا پوشد	ولہ	هر که از سلسلهٔ اهل جنون رسوا شد
دلت فصل خزان گر خار خار جوش گل دارد	ولہ	بگیر آئینه در کف تا بهار رفته برگردد

چگونه بار بمنزل برد مسافر اشک — که رهزنی بکمین همچو آستین باشد

وله

تا به پیغام زبانی از تو حرفی نشنود — مهر باید بر لب قاصد بجائے نامه زد

وله

در دو دلے بکاغذ ابری رقم زنیم — شاید که پی بدیده گریان ما برد

نمیدانم چه صیادی که زیر تیغ آهو را — چو چشم دلبران در زیر ابرو خواب می آید

وله

دل از حسن جوانی داشت آرامی نمیدانستم — که این یوسف چو پیری کهنه گرگی در کمین دارد

وله

مرد دانا به هنر زبده اقران گردد — میوه رنگین چو شد از برگ نمایان گردد

وله

نیستم ایمن اگر حشمت مرا دل میدهد — صید را صیاد آب وقت بسمل میدهد

دگر زلف سیاهش در پی تاراج ایمان شد — بفکر رهزنی افتد سیاهی چون پریشان شد

شاخ رنگینی ز گلبن بر زمین افتاده است — بلبلان شیون بگرد کشته گلچین کنید

گر آه ندارم بجگر شکوه از من — بر دامن آئینه غبارے نه نشیند

بے تکلف فیض بخش از خاکساران بگذرد — گو بتعظیم نسیم گل غبارے بر نخیز

میتوان در پرتو روشندلانم یافتن — جلوه گاه من چو عکس آئینه آبست و بس

پس از وفات که یادت کند بجز غم خویش — چو خون مرده سیه پوش شو بماتم خویش

تنگ بر بی هنران دور فلک کے گردد — از قفس نغمه دشنو بلبل خاموش خلاص

باغبان پیدا چو شد خاطر پریشان می شوم — جا اگر یابم چو بو در غنچه پنهان میشوم

صبح دیدم شبنمے بر برگ گل غلطان بناز — یادم آمد طفلی و دامان مادر سوختم

ز ساقی باده میگیرم بپائے تاک میریزم — ندارم فکر خود میخانه را آباد می سازم

در کفم از بادوستی زر نمیگیرد قرار — جامه در نیکنامی پاره چون گل میکنم

قلم سنبل شود گر حرف گیسوئے تو بنویسم — خطم صورت کند پیدا اگر روئے تو بنویسم

غم و شادی مساوی دان و ما گردون مدارا کن
بی کم از قدح عادت باده و صافی بنا کن

نشان آب حیاتم چه مدهی اے خضر
کجاست سرمهٔ ز دیده ها نهان گشتن

شیه بختم از مژگان سیاهان
ندیدم راستی زین کج کلاهان

بامید وصالت در شب هجر
نمی خواهم چو خون بیگناهان

اگه میخواهی مرادت از چمن حاصل شود
بلبلے را از قفس در جوش گل آزاد کن

درین رنگین چمن چون لاله زار
غریبم در میان همنشینان

بگذار تا بعکس تو عکس آشنا کنم
گلگشت باغ آئینه تنها چه می کنی

دانش - میرزا اور علی

دانش تخلص - میرزا اور علی نام - آپ آقا سید علی رشتی کے خلف الصدق ہین - آپکے والد ماجد علم و فضل کے زیور سے آراستہ - خوش اخلاقی کے پیرایہ سے پیراستہ تھے - شعر و شاعری کے میدان مین بھی سابق قدم - سید تخلص فرماتے تھے عجم سے مہاراجہ چندو لال کے عہد وزارت مین حیدرآباد دکن وارد ہوئے - مہاراج کے شعرائے درباری مین ملازم ہوگئے - نواب سراج الملک بہادر مرحوم کی دیوانی تک شعرا کے زمرے مین منصب مناسب پاتے رہے - نواب مرحوم نے آپکو بلحاظ لیاقت و فضیلت اپنے برادرزادے یعنی نواب سالار جنگ مرحوم اول کی تعلیم و تکلم فارسی کیلئے مقرر فرمایا - علاوہ منصب حسن سلوک بیحد فرماتے تھے - پس دانش صاحب ترجمہ کے والد نواب کے دولتخانہ پر مدة العمر وابستہ رہے - نواب مختار الملک بہادر بھی استاد کا بہت اعزاز کرتے تھے - آخر ۱۲۸۵ھ ہجری مین کربلائے معلی گئے - چند روز کے بعد وہان سے

بہشت برین روانہ ہوئے۔ دانش صاحب ترجمہ حیدرآبادی المولد ہے آنکی ولادت ۱۲۷۴ ہجری
مین ہوئی۔ لیکن آپنے تربیت و تعلیم والد ماجد کی توجہ و سرپرستی سے پائی۔ بمصداق
الولد سر لابیہ۔ آپکی فارسی زبان و لہجہ و تکلم مثل اہل زبان ہے۔ سیرت و صورت سے
شان اہل زبان عیان ہے۔ آپ منشی ذی استعداد ہین۔ انشا پردازی مین ملکۂ کاملہ
رکھتے ہین ناظم و ناثر ہین۔ شعر و شاعری کے فریفتہ۔ آپکو تلمذ جناب ناجی صاحب سے
ہے آپکا کلام شستہ و شائستہ ہوتا ہے۔ لطافت و حلاوت سے بھرا ہوا۔ آپ فارسی
و اردو دونون زبانون مین کلام موزون فرماتے ہین۔ جو کچھہ آپکا طبع زاد ہوتا ہے لطف و
مزہ سے خالی نہین ہوتا ہے۔ ان فضائل کے سوا آپ خطاط و شمشیرباز ہین۔ خط نستعلیق
و شفیعائی مین جواہر رقم و عطارد قلم ہین۔ خوب لکھتے ہین اور خطاطی کے فن کو علماً
و عملاً جانتے ہین۔ شمشیر بازی یعنے بنوٹ مین بھی مشہور ہین اس فن مین آپ کو
محمد وزارت علی صاحب بن محمد مراد علی شاہ سے تلمذ ہے۔ فی زماننا شہر مین استاد کے
قائم مقام ہین۔ اکثر شائقین فن آپسے مستفید ہوتے ہین۔ آپ سرکار عالی نظام اللہ خلد اللہ ملکہ
کے منصبدارون مین اکیسو تین روپیہ ماہوار پاتے ہین۔ نواب سالار جنگ بہادر حال کے
ادب موزون مین شمار کئے جاتے ہین۔ اور کتبخانہ سالار جنگی کی نگرانی بھی آپ ہی کے
متعلق ہے۔ آپنے کتبخانہ کا انتظام نہایت خوش اسلوبی سے رکھا ہے۔ اور کتبخانہ کی
فہرست بھی مرتب کی ہے غرض موصوف الیہ کتبخانہ کی درستی و نگرانی عمدہ طرح سے
کرتے ہین۔ فقیر مولف کو آپ کی خدمت مین نیاز ہے۔ نہایت محبت و اخلاص سے
ملتے ہین خدائے تعالی آپکو خوش و خرم رکھے۔ اب مین آپکے نتائج طبع سے نفت بند
نعتیہ و قصیدہ مدحیہ اردو سے چند اشعار ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھتا ہون۔

السلام اے بارگاہت مہبط روح الامین
خسرو کون و مکان محبوب رب العالمین

بانیٔ بنیاد عرفان دار حکمت شہر علم
قبلۂ ارباب ایمان کعبۂ اہل یقین

چیست حور آسمان و کیست حور اے جہان
آن ز مہر تو ہستین و این ز مہر تو حسین

ہر سر انگشت تو بردہ از ید بیضا سبق
چہ خورشید داری گویا در آستین

لب کشاید چون بہ نعت و لکشن روح القدس
آیدش از پردۂ قدرت صدائے آفرین

ولہ

ہمایون دولت و اقبال ہوا ظل سبحانی
جہان کی ہے بنا جنکے ہے قائم جہانبانی

نظام الملک محبوب علیخان آصف دوران
رئیس خسرو ملک دکن اسکندر ثانی

امیرونکا سر تسلیم جھک جاتا ہے یہان دائم
ادب سے آکے رکھتے ہین در اقدس پہ پیشانی

ہوا وہ سرور دوران جسے حضرت نے دی عزت
بنا وہ ہمسر شاہان عطا کی جسکو دیوانی

امیری کبیری کا تفاخر ملگیا اسکو
دیا ہے جس کسیکو آپنے حکم مگس رانی

داغ - نواب مرزا خان دہلوی

داغ تخلص - مرزا خان نام - آپ نواب شمس الدینخان برادر نواب ضیاء الدین بہادر والی لوہارو کے خلف الصدق ہین - آپ کی ولادت شہر دہلی مین واقع ہوئی - ابھی آپ خورد سال تھے کہ ۱۲۵۲ ہجری مین والد کا انتقال ہوگیا - آپ یتیم ہوگئے - چونکہ آپکی والدہ صاحبہ کو صاحب عالم مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر ولی عہد بادشاہ دہلی کی ہم آغوشی کا شرف حاصل تھا - اس لئے آپکی والدہ صاحبہ بادشاہی محل مین رہتی تھین - اور آپ بھی والدہ کے ساتھ محل مین پرورش پاتے تھے - رسم تسمیہ کے بعد

والدہ نے آپکی تعلیم شروع کرائی۔ دس بارہ برس کی عمر مین بقدر ضرورت فارسی وارد و مین استعداد حاصل کرلی۔ عالم شباب کا ابتدا تہا۔ طبیعت مین جستی و چالاکی موجزن تہی شعر وشاعری کے ساتہہ دلچسپی تہی آپ شاعری کے میدان مین بڑہنے لگے جناب محمد ابراہیم ذوق کی خدمت مین اصلاح سخن کے لئے حاضر ہونے لگے۔ ولیعہد بہادر نے دیکہا کہ لڑکا شاعری کے طرف زیادہ مائل ہے اور ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ جناب ذوق سے آپکی سفارش کی۔ ولیعہد کی سفارش کی وجہ سے ذوق شوق سے آپکے کلام کی اصلاح فرماتے تہے۔ استاد کی اصلاح سے روز بروز آپ ترقی کرنے لگے۔ چند ہی روز مین استاد کے تلامذہ مین ممتاز ہوئے۔ دہلی کے مشاعرون مین شریک ہونے لگے اہل مشاعرہ مثلاً شیفتہ و غالب و صہبائی و صابر وغیرہم سے داد سخن وتحسین پاتے تہے ولیعہد بہادر کے فوت ہونیکے بعد آپ بہت پریشان ہوئے۔ اسی پریشانی کے زمانہ مین ہند کے غدر کا ہنگامہ شروع ہوا۔ آپ دلی سے رام پور آئے۔ نواب یوسف علیخان والی رام پور کے پاس رہے۔ نواب آپکے ساتہہ حسن سلوک فرماتے تہے۔ نواب کے فوت ہونیکے بعد نواب کلب علیخان بہادر نے بہی آپکے ساتہہ والد مرحوم کی طرح حسن سلوک جاری رکہا اور آپکو کارخانجات کا معتمد و مہتمم کیا۔ آپ تا زندگی نواب کی خدمت مین نہایت آرام و آسائش سے بسر کرتے رہے۔ آپ نواب صاحب کی زندگی مین حرمین شریفین کی زیارت و حج سے بہی مشرف ہو کر آئے اور وطن مالوفہ گئے۔ پہر وہان رام پور واپس آئے۔ نواب صاحب بہی اسی زمانہ مین عالم فانی سے ملک جاودانی کیطرف روانہ ہوئے۔ آپ وہان سے برداشتہ خاطر ہوکے دلی آئے۔ پہر سنہ ۱۳۰۵ ہجری مین حیدرآباد دکن آئے۔ بذریعہ راجہ گردہاری پرشاد باقی تخلص حضور مین باریاب ہوئے۔ آپنے ایک قصیدہ مدحیہ سنایا۔ اعلیحضرت بندگانعالی

خلد اللہ ملکہ سنکے بہت خوش ہوئے۔ چند روز امیدوارانہ گوشہ مین پڑے رہے۔ بلحاظ ضرورت چند روز کے لئے دہلی چلے گئے تہے۔ غیبت کے زمانہ مین اعلیحضرت نے یاد فرمایا۔ نواب داور الملک کے ذریعہ سے آپکو اطلاع ہوئی آپ فوراً حیدرآباد آئے۔ اور استقلال کے ساتہہ سکونت پذیر ہوئے۔ تقریباً تین سال کے بعد ۱۳۰۸ھ ہجری مین ایک فرمان واجب الاذعان مع ایک غزل مہر شدہ آپکے پاس پہنچا۔ آپنے اُسیوقت غزل کو دیکہہ کے واپس بہیجدی اور حسب الطلب دربار مین حاضر ہوکے نذر دی۔ اعلیحضرت نے آپکی بڑی قدر و منزلت کی۔ اور آپکی عظمت و شان زیادہ رتبہ بلند فرمایا۔ اور آپکے لئے ۱۳۰۹ھ ہجری مین چارسو پچاس روپیہ ماہوار بلا خدمت بصیغۂ منصب مقرر فرمایا اور ساتہہ ہی حکم بہی صادر فرمایا کہ آپ کو ابتدائے تشریف آوری سے آج تک کی کل تنخواہ دیجائے۔ دو تین سال کی کل تنخواہ بحساب چارسو پچاس روپیہ ماہانہ چہکڑون پر لدی ہوئی داغ کے مکان پر پہنچی۔ حضرت داغ رقم کے دیکہتے ہی فارغ البال ہوئے۔ پہر ۱۳۱۱ھ ہجری مین جشن سالگرہ کی تقریب مین خانی و بہادری جنگ ودولہ و ملک کے خطابات یعنے ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بلبل ہندوستان و منصب چارہزاری و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفراز ہوئے۔ ۱۳۱۲ھ ہجری مین ایکہزار روپیہ وظیفہ ماہانہ مقرر ہوا۔ علاوہ تنخواہ آپکو وقتاً فوقتاً صلات و انعامات ملتے رہے ہین۔ آخر آپنے ۱۳۲۲ھ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی مین رحلت کی۔ آپکی عمر ستر برس سے زیادہ تہی۔ اعضا قوی درست تہے۔ صورت و شکل سے معلوم ہوتا تہا کہ چہل سالہ ہین۔ آپکا کلام روزمرہ کی بول چال ہے مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کا چشمۂ زلال ہے۔ سامعین کو سننے سے لطف و مزہ

آپکی عمر متوسط تھی لیکن طبیعت مین جوانی کا ولولہ موجود تھا۔ زندہ دل پاکیزہ منزل تھے۔ کلمۃ الحق کے گویا۔ صلح کے جویا تھے۔ درویش دوست غریب پرور آپ کی تصانیف متعدد دواوین ہین۔ گلزار داغ۔ آفتاب داغ۔ فریاد داغ یہہ تینون مطبوع ہوچکے ہین۔ آپکے یہان ہزار ہا شاگرد ہین۔ اکثر آپکے چشمہ فیض سے سیراب فیضیاب ہوئے ہین اب مین چند ہی اشعار آپکے دواوین سے گزارش کرتا ہون۔

من اشعاره الهندی

تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا
یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

وله

ناوک ابھی ہے شست مین صیاد کے مگر
اُٹھتین ہین انگلیان وہ نشانہ اڑا دیا

وله

ہے سارا خون کے چھینٹون سے یہہ مین گلزار
ترے شہید کا لاشہ بہار سے اُٹھا

وله

غضب ہے جنبہ دل آیا کہین انجان وہ بنکر
کہان آیا کدھر آیا کیون آیا یہہ کب آیا

وله

یون آنکھہ اُنکی کرکے اشارہ پلٹ گئی
گویا کہ لب سے ہوکے کچھہ ارشاد رہ گیا

وله

کبھی فلک کو پڑا دل جلون سے کام نہین
اگر نہ آگ لگا دون تو داغ نام نہین

وله

داغ کو چین ہی نہین آتا
جب تک اُس سے بُرا بھلا نہ سنے

وله

یہہ بھی طرز خرام ہوتی ہے
ساری دنیا تمام ہوتی ہے

دم آخر تو کچھہ مری سنلو
آج صحبت تمام ہوتی ہے

ملاتے ہو اسکو خاک مین جو دل سے ملتا ہے
مری جان چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

دنیا مین ایسے لوگ مصیبت زدہ کہان
ہم آج خوب روئے گلے ملکے داغ سے

میری فریاد دوسرا نہ سنے
تم سنو اے بتو خدا نہ سنے

دوستی کیا اسیکو کہتے ہین	آشنا کی جو آشنا نہ مٹے

دولت - میر دولت علی آسیری

دولت تخلص - میر دولت علی نام - مظہر علیشاہ خطاب - آپکا مولد اسیر ہے
بمقتضائے آب خورش ۱۱۷۵ ہجری مین شہر اورنگ آباد وارد ہوا - مدت تک
شہر مین سکونت پذیر رہا - شعرا و علما سے ملتا رہا - پچھلے اُن صاحب تخلص اورنگ آبادی سے
نہایت ربط و اتحاد پیدا کیا تہا - اکثر اوقات اپنی فرودگاہ سے صاحب کے دولتخانہ پر
آمد و رفت کرتا تہا - ریختہ مین اکثر صاحب کا تتبع کرتا ہے - چنانچہ ایک مقام مین
کہتا ہے ؎ نقش ہے ولیکن میرے مصرعہ صاحب * کیا ہوا بات ہماری جو زمانے
بہرا * پہر اورنگ آباد سے برہانپور مین آیا - رخصت کیوقت بداہتہً صاحب کے
حق مین ایک مصرعہ موزون کیا ؎ دولت کو دل سے اپنے صاحب نہ بہول جانا
وطن مین پہنچکر مدت تک زندہ رہا آخر ۱۲۱۰ ہجری مین فوت ہوا -
شاعر زمین و خوش فکر تہا - نازک خیال و رنگین مزاج تہا - احباب کے ساتہہ خوش
صحبت و خوش اخلاق تہا - آپکا کلام ریختہ صاف و شستہ ہے - ایہام و تلازم
شعریہ سے پاک - سیدہا سادہ کلام ہے -

من اشعاره الهندی

ہر آن گریہ کرنا ہر دم آہ بہرنا سب بلبلون سے اول ہمکو تو ذبح کرنا یارو قسم ہے تمکو کہین جستجو کرو	ولہ	گر صبح ہے تو یہہ ہے اور شام ہے تو یہہ ہے صیاد سے ہمارا پیغام ہے تو یہہ ہے قاتل مرے کو مجہہ سے ذرہ روبرو کرو

وله

چاہو نماز حضرت گل کی ادا کرو — اے بلبلو تم اشک سے اول وضو کرو
اُس چشم مے پرست کا مارا گیا ہے جو — لازم ہے اُسکو خاک سے خم یا سبو کرو
ہمکو ہمارے یار کے جلوہ سے کام ہے — اے زاہدو بہشت کی تم آرزو کرو

وله

لب ور خسار اور قد و قامت — دیکھہ سب غنچے مسکراتے ہین
مجلس مین نہ جا پیارے تجہ رخ کی تجلی سے — ہوئیگی شمع پانی جل جائیگا پروانہ
اسلام سے نہین مقصد اور کفر سے نہین مطلب — منظور مرے دلکو ہے جلوہ جانانہ
سوتا تہا مست ناز اُسے کوئی جگا دیا — کیا عالم بہار خدا نے دکہا دیا
خوف ہے مجکو مبادا کہ دیوانے ہوئے — صورت اُسکی نہ زلیخا کو دکہا نا بہزاد
جائے ناصح کی مین اُس پاس کہتین بہیجونگا — کہینچ تصویر کو دولت کے لیے آنا بہزاد
اس غم کی کشمکش مین رہتے ہی عمر گذری — کیا یاد مین کرونگا خوبی سے اس جہان کو

دانا نصیر الدین خان

دانا تخلص۔ نصیر الدین خان نام۔ آپ جمال الدین کے بہائی ہین۔ بہادر بادشاہ کے زمانہ مین آپ منعم خان خانخانان کے مصاحب تہے۔ صحیح النسب تہے۔ آپکا مولد و منشا اورنگ آباد تہا۔ آپ فضائل و فواضل سے آراستہ تہے۔ کتب درسیہ سے فارغ التحصیل تہے۔ شعرگوئی کا شوق تہا۔ خوب مرغوب فرماتے تہے۔ اشعار کے دیکہنے سے آپکی لیاقت و استعداد معلوم ہوتی ہے۔ آپکا کلام آپکی لیاقت و استعداد کا محضر ہے۔ آپکو سرکار سے صوبہ برار مین تہوڑی جاگیر تہی۔ آپ جاگیر کے تعلق کی وجہ سے بلدہ ایلچپور برار مین سکونت پذیر ہوئے۔ اور جاگیر سے جو کچہہ محاصل

اُس مین زندگی بسر کرتے تھے۔ افسوس کہ کسی تذکرہ نویس نے آپکی نسب و خاندان کا حال اور آپکی ولادت و وفات کی بھی تاریخ نہین لکھی۔

من اشعارہ

صراحی سجده ام ساغر پرستم تا چه پیش آید		بهر سو میروم از خویش مستم تا چه پیش آید
حسن نشاط کرد گل همچو بهار هر طرف	ولہ	چون گل سهر میدید شیشه و جام و نای و دف
حیرت برق حسن یار بسکه ز گریه جوش زد	ولہ	قطرهٔ اشک شده بر مژه چون در نجف
پیر مغان با عتقاد میکده را چو در گشاد		ساغر می بکف نهاد و گفت بنوش و لا تخف
ور تو کسے که نیست نیست نقاش جاودان		غیر تو هر که هست هست بمعرض تلف
با تو مراست آرزو خواب فراموشن خود		سینه بسینه و بر دو دست بدست کف بکف
آصف عهد اے نصیر یافت ز روح جه افیض		طالع اگر مدد کند و امنش آرم بکف
نمیرسد بخدا نشه بجاے شراب		چه جائے تنباکو و چه افیون شراب وائے شراب

آپکا انتقال بھی تقریباً ۱۱۸۵ھ ہجری مین ہوا۔

درسی۔ سید محمد درویش براری

درسی تخلص۔ سید محمد درویش نام۔ آپکا اصلی وطن سورجی انجن گانون ضلع برار ہے۔ آپکے اشعار شاہد حال ہین۔ بیت مکانست من عرصهٔ سورجی۔ که هرگز ندانم طریقه کجی۔ دیارست موزون بصوبه برار۔ چو آب و هوایش طراوت دیار۔ بهشت است ثانی با آب و هوا۔ هوا روز در روز خوش هینوا۔ آپ سید صحیح النسب والحسب تھے۔ آپکا نشو و نما برار کی آب و ہوا مین ہوا۔ تربیت و پرورش وہین کی غذا سے ہوئی آپنے

نشو و نما کے بعد وہان کے علما و فضلا سے کتب درسیہ تحصیل کین۔ تحصیل کے بعد
شعر گوئی و عبارت نویسی کا شوق ہوا۔ طبیعت کی تیزی چالاکی سے انشا پردازی
و سخن طرازی شروع کی۔ رفتہ رفتہ دونون فن مین کامل ہوئے۔ ہمعصرون مین
منشئ بیمثل و شاعر بیبدل شمار کئے گئے۔ آپ فارسی کی نظم و نثر لکھنے مین اسقدر
قدرت رکھتے تھے۔ بغیر سوچے سمجھے مضامین تازہ موزون کرتے تھے۔ آپ بادشاہی
منصب پر ممتاز تھے۔ نواب عوض خان بہادر عضد الدولہ صوبہ برار کے مصاحب
تھے اور گلندار خان اسد خانی کے مقرب۔ آپ عالمگیری زمانہ مین زندہ تھے۔ آپنے
ایک کتاب مسمی نادر پسند نواب صاحب موصوف کے فرمانے سے لکھی۔ کتاب مین
وزیرزادہ اور شاہزادی ملکہ کا عشق و محبت بیان کیا ہے۔ کتاب عجیب و غریب ہے
تالیف کتاب کی تاریخ سنہ ۱۱۳۳ ہجری ہے ؎

بہ سن یکہزار و صد و سہ سی	ہمایون در آن روز ہائے بسے
مرتب شد این نامۂ نامور	چنین کاخ پرداختم در دہر

آپ صاحب دیوان ہین۔ دیوان مختصر ہے۔ کلام بامحاورہ و سلیس ہے۔ عبارت صاف
و شستہ ہے۔ استعارہ و کنایہ سے خالی ہے۔ خط و خال و حسن جمال کے بیان مین
مبالغہ و تشبیہ کا استعمال کیا ہے۔ کلام مین تشبیہ و مبالغہ کا ہونا ضرور ہے۔ یہہ کلام کا
نمک ہے۔ کسی شاعر کا کلام اس رنگ سے خالی نہین ہوتا ہے۔ نواب صاحب موصوف اور
خانصاحب آپکے حال پر زیادہ مہربان تھے۔ اور ہمیشہ حسن سلوک سے دستگیری کرتے
تھے۔ آپ خوشحال و فارغ البال تھے۔ آپ اکثر اوقات نواب صاحب اور خانصاحب
کی مدح مین صرف فرماتے تھے۔ چنانچہ آپنے دونون کی تعریف مین دو غزلین لکھی وہ ہم

ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ آخر آپکا انتقال ۱۲۸۵ھ ہجری میں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ بمدح نواب عیوض خان بہادر

خداشناس رحم دل نواب عیوض خان	ہمیشہ مد نظر بر صواب عیوض خان
دلیل شرح حدیث ہدیہ انصاف	مراد حاجتیان از جناب عیوض خان
امیر تو رتبہ دارد جلوس چون خورشید	منیر روز ازل شد شہاب عیوض خان
کہ فیض بخشش بہ فریادرس ستم یابان	خدا نگہبان باشد بآب عیوض خان
سخن کای ز آگاہ دل بگو درسی	کہ برزیست بجہان جناب عیوض خان

بمدح گلذار خان

از کمال بندگی مطلوب شد گلزار خان	شد رقم روز ہی ازل طالع اسد گلزار خان
در سخن ہائے کہن دارد بلاغت بیگمان	در طریقے وین شناسی میرسد گلزار خان
زین شمیم پاکیزہ ہا مقبول در وارین شد	حسن خو بی خود بعالم می کند گلزار خان
از سحاب ابر الطاف الٰہی سبز تر	این نہال تازہ دانم بشگفد گلزار خان
عالی ہمت چنان چون ثانی حاتم زمان	بیکس و محتاج را ملجائے شد گلزار خان
یا الٰہی در دو عالم نام آوازش بلند	برتر از اوصاف کن بدا ابد گلزار خان
از دعائے جملہ یاران ہم بحق آن سخن دل	اسم در ہر دو جہان بالا شود گلزار خان
درسیا شیرین سخن ور ہر مکان آگاہ دل	ایزد از غیب بسما باشد مدد گلزار خان

من اشعارہ الفارسی

ساغرم پر نور کن ساقی بیا ساقی بیا	پردہ را دور کن ساقی بیا ساقی بیا
کشور نے شیرین سخن آباد حمدش درسیا	در سخن منصور کن ساقی بیا ساقی بیا

بردیم دل تمام براہ خیال دوست	حاصل شود بہ تنیم خاصہ کمال دوست
اہلہا عیش نمایند نثار زر دارند	ہم غذا اہل دلان غم بفکر می بینیم
ساقی بیار جام پر از بادہ ہستی	بادۂ ہستی تو بدہ بادۂ ہستی

داؤد ۔ میرزا داؤد اورنگ آبادی

داؤد تخلص ۔ میرزا داؤد نام ۔ آپکے بزرگ عالمگیری زمانہ مین بلخ سے اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے ۔ بادشاہی منصب سے معزز و مکرم ہوئے ۔ آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی ۔ اسی سرزمین مین نشو و نما پایا ۔ علما و فضلا کی صحبت مین لیاقت و قابلیت پیدا کی ۔ شعرگوئی کے میدان مین قدم رکھا ۔ چند ہی روز مین ہمعصرون سے بڑھ گیا ریختہ مین ولی کا تتبع کرتا ہے ۔ آپکے کلام سے شکر بیانی و نازک خیالی ظاہر ہے آپ غزل کو مشاعرہ مین خوش الحانی سے پڑھتے تھے ۔ آپکی لحن داؤدی سے مشاعرہ مین ایک لطف و مزہ ہوتا تھا یاران ہم صحبت کو سرور ہوتا تھا ۔ آپ ولی کی کرامت کے قائل تھے اور اُسکو اپنا اُستاد سمجھتے تھے ۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

سندیوبس ہے تجھے مصرع ولی داؤد ۔۔۔ کہ تجھکو شور قیامت سے بے نیاز کیا

اور دوسرے مقام مین لکھتا ہے ؎

کہتے ہین سب اہل سخن اس شعر کو سنکر ۔۔۔ تجہ طبع مین داؤد کا اثر آیا

لچھمی نرائن صاحب اورنگ آبادی تذکرہ چمنستان شعرا مین لکھتے ہین کہ مجکو آپکے صاحبزادہ میرزا جمال اللہ عشق تخلص سے معلوم ہوا کہ آپکی وفات ۱۱۶۹ھ ہجری مین واقع ہوئی ۔ فقیر نے آپکی تاریخ لکھی ؎ بلبل گلزار معنی طوطی نگین زبان

از غم آباد جہان بگذشت چون تیر از کمان * مصرع تاریخ فوتش گفت بامن ہاتفے۔ گو برفتہ میرزا داؤد فانی از جہان۔ انتہی کلامہ آپ صاحب دیوان ہین آپکی دیوان مین کم و بیش تخمیناً پانسو اشعار ہین۔ ہم آپ کے چند اشعار آبدار ذیل مین لکھے ہین۔

جناب میر محمد تقی میر نے نکات الشعرا مین لکھا کہ میرزا داؤد تخلص شاگرد سید یعنی لوی سید عبد العلی عزلت۔ اور صرف ایک شعر آپکا طبعزاد لکھا باقی حال کی نسبت فرمایا کہ تحقیقاً معلوم نہین ہوا۔ میر صاحب نے جسقدر لکھا یہ بھی پایۂ تحقیق سے دور ہے۔ داؤد عزلت کا شاگرد نہین تہا۔ اور صاحب گلشن بیخار نے لکھا کہ داؤد شعراء متقدمین سے ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ تذکرہ نویس اُس زمانہ مین تحقیقات کی طرف توجہ نہین کرتے تہے جو کچھہ سنتے تہے اُسکو لکھہ دیتے تہے۔ اسی بے توجہی کی وجہ سے اکثر غلطیان کرتے ہین۔ اور تذکرہ مین صرف شاعر کے نام یا محض تخلص پر اکتفا کرتے ہین۔ ولادت و وفات اور اُن کی طرز معاشرت کی نسبت ایک فقرہ بہی نہین لکہتے۔ واقع مین انہین چیزون کی ضرورت ہے۔ ہم نے حتی الامکان اپنے اس تذکرہ مین انہین باتون پر زیادہ زور دیا ہے۔ کتب قدیمہ اور بیاضہائے دیرینہ سے ان باتون کو جمع کیا ہے اور ہر ایک شاعر کے حال مین لکھا ہے۔ فانظروا انصفوا لاتکن من المکابرین۔

من اشعاره الهندی

عزیزان خواب مین دیکھا ہون آج اس سرو قامت کو	ولہ
سند ہے اہل دل کو بساط زمین کا فرش	ولہ
مجھے طومار لکھنا ہے دو زلف عنبرین بو کا	ولہ
ہوا معلوم وقت آیا ہے میری سرفرازی کا	
ہے بے ریا کو بوسے ریا نقش بوریا	
قلم کیون نا کرون اے باغبان شاخ شتو کا	

قانونِ شفا نطق مین ہے یار کے موجود	ولہ	ایدل نہو محتاج طبیبان کی دوا کا
ہوا ہے ابر گریان دیکھہ میری چشم گریان کو	ولہ	پڑا ہے شور دریا مین مرے اشک جاری کا
لالہ رو کو دیکھکر لالہ کا پھول	ولہ	داغ دل کے ہات دکھلانے لگا
عاقبت اُس سنگدل کے جور سے		دل کا مینا پر شکست آنے لگا
ہجر مین دلبر کے ابر چشم آج		اشک کا برسات برسانے لگا
تجہ خیال زلف کے ہو پیچ مین		مو بمو دل آج بل کہانے لگا
سرمہ لگانے مین کہتا ہے یون وہ دلبر	ولہ	عشاق بیٹھا پر اب تو تیا کرونگا
تجہ بزم مین رقیب عبث سرکشی مکر	ولہ	شعلہ پڑا ہے شمع پہ تجہ سوز آہ کا
جس بوستان مین وہ گل خار ہوویگا	ولہ	بلبل بہار گل ستی بیزار ہوویگا
بجا ہے محتسب کے سر اُپر آج	ولہ	تجھے اب پہوڑنا پہر مینگا مٹکا
اُس صنم کے خیال ابرو نی	ولہ	نا توان تجکو جیون ہلال کیا
یہ جام چشم مست جسے دکہا گئے	ولہ	تا حشر اُسکو ہوش سے اُسکے بہلا گئے
دانہ دکہا کے خال کا جسکو دیو چاٹ		آخر کو دام زلف مین اُسکو پہنسا گئے
دیکہہ تجہ چشم کا بیدرد	ولہ	دل کے شیشین نشۂ شراب ہوا
لکہتا ہون جب سے تجہ لب شیرین کی صفت سون		تجہہ ہاتہہ مین یہان سے قلم نیشکر ہوا
آیا ہے بر مین جب ستی وہ صندلی قبا		دائو دسون رفع مرا دردِ سر ہوا
نین سینلا کے داغ تیرے مکہہ پر اے صنم	ولہ	آئینہ تجہ جمال کا جوہر ہوا
دیکہہ کر خط سبز کو تیرے	ولہ	تہا شرابی تو سبز پوش ہوا
کاش ہم جوئے خون مین ہوتے غرق	ولہ	جب حسین علی شہید ہوا

وله
جب سجن کیا لباس وہ گل پیرہن ہرا — یکبارگی دکھا کے جھپ عاشق کا من ہرا

وله
آتش عشق سون تری جل جل — دل ہوا دل ہوا کباب ہوا

وله
رنگ گل غازہ ہوا ہے فاختہ — جب لکھون سرو قد کی تین مکتوب

وله
دیکھ تیرے لبون پہ رنگ مسی — چشمۂ خضر پر پڑا ظلمات

دل پر خون میرا برنگ حنا — لیگیا گلبدن ہاتون ہات

دست رنگین کو دیکھکر تیرے — رنگ مہندی چھپا ہے پاتون پات

ہرجا ہے ہر گل سون کفن اسکو ہو نصیب — جو کوئی ہوا شہید وہ گلگون قبا کے ہات

کہتے ہین عاشقان مرا حال دیکھ کر — شاید تو دل دیا ہے کسی بیوفا کے ہات

وله
کیونکر سپہر چاندنی کرنیکو نکلے وہ صنم — دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

وله
مجہ بر سون ہوئے ہئے اگر آوے عجب نہین — اس چشم پر خمار کو دیکھا ہون خواب مین

وله
کرامت عارہ گل جانمن عشاق ہیکل سے — جو اپنی گل سے ہیکل ہے اسے کیا کام گل سے

وله
مرا احوال چشم یار سے پوچھ — حقیقت درد کی بیمار سے پوچھ

میرے حال پریشان کی حقیقت — صنم کے زلف کے ہر تار سے پوچھ

وله
میرے ہر یک صدائے آہ کا پیچ — سجن کے چہرۂ بلدار سے پوچھ

تیمم اسکا اون کے وضو کرنے سے افضل ہے — کیا ہے جن نے حاصل خاکساری کی عبادت کو

محمد مصطفی کی یاد ستی — مرا دل قلعۂ احمد نگر ہے

زور دیتا ہے تا و سونے کو — شوخ زرگر پسر مین کیا فن ہے

ہوا ہون چار چشم اب عاشقی مین — مجھے اس چار ابرو کی قسم ہے

اے زاہدان اٹھاؤ جبین کو زمین سے — جو سرنوشت ہے اسے کا تنک مٹاوگے

گلبدن ہنستا ہے مجھ رونیکو دیکھ
آیا کیونہ یاد علی مین رہون مدام
شاہ خیبر کشا کی یاد ستی
یاد کرنے سے گلرخان کے سدا
ہے شراب و کباب و فصل بہار
زرگر اب مجھ سے زرگری مت کر
زلف دلبر سے مجھکو سودا ہے

خندۂ گل گریۂ شبنم ہوا
روز ازل سے دل ہے مرتضی نگر
دل مرا شاہ گڈھ ہوا یارو
گلشن آباد دل ہو امیرا
کوئی اسوقت مین پیالا دو
بہاؤ نبلا شتاب سونے کا
لوگ کہتے ہین تجکو سودا ہے

یہہ آخر کا شعر میر تقی میر نے نکات الشعرا مین لکھا ہے۔

دردمند۔ محمد فقیہ اودگیری

دردمند تخلص۔ محمد فقیہ نام۔ آپ شرفائے اودگیر سے ہین۔ آپکی ولادت ۱۱۳۶ ہجری مین مقام اودگیر توابع محمد آباد بیدر مین واقع ہوئی۔ آپ صغر سنی مین والد ماجد کے ہمراہ دار الخلافہ شاہجہان آباد مین پہنچے۔ سن شعور کے زمانہ مین علما و فضلا کی خدمتمین کتب متداولہ پڑہنے لگے۔ آپ نے شاہ ولی اللہ نبیرہ شاہ گل وحدت تخلص سرہندی کے ظل عاطفت مین سکونت اختیار کی۔ اور آپکی خدمت بابرکت مین مستفید ہونے لگے شاہ گل آپ کو ہونہار دیکھکے توجہ و دلدہی سے تعلیم فرماتے تھے۔ و تہذیب اخلاق و صفائے باطن کے طرف بہی راغب کرتے تھے۔ آپ استاد شفیق و پیر رہنما کی برکت سے روز بروز درجۂ اوج پر عروج کر رہے تھے۔ کہ آپکے والد ماجد نے دنیائے سے عالم جاودانی کیطرف رحلت کی۔ آپ کو باپ کی جدائی کا سخت صدمہ ہوا۔

حضرت میرزا جان جانان مظہر قدس سرہ نے آپکو اپنے سایۂ عاطفت مین لیا۔ تربیت وتعلیم کرنے لگے۔ آپ حضرت کی عنایت و تربیت سے مجموعہ کمالات ہوئے۔ اور فن سخن مین بہی درجہ کمال کو پہنچے۔ شعرا و صوفیہ مین مشہور ہوئے۔ چنانچہ میرزا صاحب آپکے حق مین فرماتے ہین ؎

مظہر مباش غافل از احوال دردمند　　لعلے ست این کہ در گرہ روزگار نیست

آپ فارسی و اردو مین کلام موزون فرماتے ہین آپکا کلام درد آمیز و شوق انگیز ہوتا ہے صاحب دل آپکے کلام کو سنکر وجد و حال مین مست ہوتے ہین۔ آپکا ساقی نامہ ریختہ مین مشہور ہے۔ سرو آزاد مین میر غلام علی آزاد لکہتے ہین کہ فقیر و فقیہ دردمند کے درمیان غائبانہ محبت و اتحاد کا سلسلہ قائم ہے۔ باہم مراسلات کا سلسلہ جاری ہے فی الحال بنگالہ تشریف لیگئے ہین۔ ناظم بنگالہ کے پاس رہتے ہین آپکے اشعار فقیر آزاد کو دستیاب ہوئے۔ تم کلامہ۔ تحفۃ الشعرا و گل رعنا کے مولفین کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صاحب دیوان تہے آپکا دیوان فی زماننا نادر الوجود ہے۔ آپکا سنہ وفات تحقیقاً معلوم نہین ہوا۔ آپ تقریباً معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۱۹۷ ہجری مین فوت ہوئے یا سنہ ۱۲۰۵ ہجری مین۔ مدفن دہلی ہے۔

من اشعارہ الفارسی

برخم خویش از ان کوہکن نمک بر ریست	کہ شور خندۂ شیرین بکام پرویز ست
در کوئے می فروش نماند آبرو مرا	لب تشنگی فروخت بدست سبو مرا
جان بیکسانہ دادم و شادم کہ عمر ہا	بودہ است بر مراد تو مرگ آرزو مرا
از فیض تو اے شافع روز محشر	ہر روز بود عید غدیر دیگر

چون جام بود چشم امیدم ور شر یکچند عتاب و ناز ظاہر کردی بعد از مردن رہت بخاکم افتاد	رباعی	بر دست اے ساقی حوض کوثر وین عمر دوروزہ بار خاطر کردی اول بائست انچہ آخر کردی

داغ - لالہ نہالکرن اورنگ آبادی

داغ تخلص - لالہ نہالکرن نام - اورنگ آبادی المولد ہے - لچھمی نراین چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ مین لالہ صاحب سے بتوسل محمد ایوب اورنگ آبادی کے ملا خوش مزاج ورنگین طبع پایا - خوش صحبت وخوش اخلاق ہین - ملاقات کے بعد وہ بہی میرے غریب خانہ پر آئے - پہر تو فیما بین مین ربط محبت و اتحاد قائم ہوا - وہ میرے پاس آتے تھے - اور مین اُن کے پاس جاتا تہا - لالہ صاحب پیشتر رفعت تخلص کرتے تھے - اور اُن کے والد کا تخلص لالہ تہا - مین نے اُن سے بمناسبت لالہ کہا کہ رفعت تخلص مناسب نہین - آپ داغ تخلص اختیار کیجئے - داغ لالہ کے مناسب ہے - میرے کہنے سے داغ تخلص اختیار کیا ؎ لالہ را نازم کہ او با داغ میرو یدز خاک * خاک با دا بر سر عشقی کہ با داغ زاد نیست - انتہی کلامہ - داغ نازک خیال وشیرین مقال ہے تازہ تازہ مضامین موزون اور نئے نئے معانی ایجاد کرتا ہے ۱۱۷۵ہ ہجری مین زندہ تہا سنہ ۱۲ ہجری مین فوت ہوا - آپ کا کلام اکثر ریختہ مین دیکہا گیا - فارسی کلام کہین دستیاب نہین ہوا - شاید آپ کو زیادہ دلچسپی ریختہ سے ہوگی -

من اشعارہ الہندی

دوڑتے تجہہ رہ مین میرے متوالے	دانہ تاک سے پاؤن مین پڑ ہین چہالے

انتظاری سے تیری اے پر کیفیت	دیدۂ نرگس فتّان مین بھر ہے ہین جالے

بعضی اُن کہتے ہین کہ بجائے پر کیفیت نسرین رخسار اگر کہتا تو خوب ہوتا۔

ہات مت ڈال میان پانؤن اپنے سر کے		تاک بیٹھی ہین ہٹائے ہین ہر کے پالے
دیکھکر داغ سیہ دست حنائی ہین سجن	ولہ	لالہ رویون کی جہان ہیچ ہوے دل کالے
دل موج درد سر سے پژمردہ جیون کلی ہے	ولہ	شاید سخن کے سر پر دستار صندلی ہے

دارا۔ خواجہ بہاء الدین حیدرآبادی

دارا تخلص۔ خواجہ بہاء الدین خان نام۔ عظام جنگ بہادر خطاب۔ آپ خواجہ یسین علیخان بہادر مرحوم کے خلف الصدق ہین مشاہیر امراء حیدرآباد دکن سے ہین۔ سن شعور کے بعد فارسی عربی مین ضروری استعداد و لیاقت حاصل کر کے شعرگوئی کی طرف توجہ کی۔ خواجہ محمد مرتضیٰ خان بقا لکھنوی سے سخن کی اصلاح لینے لگے استاد کی توجہ سے آپکے کلام مین درستی و شستگی آگئی۔ اور آپکی قوت ناطقہ بر جستگی کلام پختہ و شائستہ ہوگیا۔ سنہ ۱۳۱۳ ہجری مین استاد کا انتقال ہوگیا۔ آپکو سخت رنج و ملال ہوا۔ اُسوقت سے آپنے کسی سے اصلاح نہین لی۔ اصلاح کی ضرورت بھی نہین تھی۔ خود ہی زور طبیعت و فکر رسا سے کہتے ہین۔ سنجیدہ و برجستہ کلام ہوتا ہے طرز کلام سے خوبی نمایان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین آپکا دیوان مطبوع ہوگیا ہے فقیر مولف کے دیکھنے مین نہین آیا۔ ہم کو چند اشعار متفرق گلدستون سے ملے ہین ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ اسوقت آپکی عمر قریب چالیس ہو گی۔ شگفتہ جبین و خوش خلق ہین۔ خاندانی شرافت چہرہ سے عیان ہے۔ آپ جناب قادر الدولہ

نور الحسنین صاحب مرحوم کے فرزندان سے ہین - اللہ تعالی آفات آسمانی سے انکو محفوظ رکہے

من اشعارہ الہندی

فراق مین تیرے یہہ حال ہوگیا دل کا
کہ لوگ روتے ہین سُن سنکے ماجرا دلکا

بہرے ہین سینۂ عاشق مین جسقدر تیر کیا کیا
صنم برائے خدا اسنئے مدعا دلکا

بہڑک ہی جاتے ہین دلبر شعر وارا سے
کلام اُسکا بڑہا تا ہے ولولا دلکا

یون کہوکسدن نکالیگا خدا اُس پیچ سے
دل ہمارا شانۂ زلف معنبر ہوگیا

تم تو ہو مشہور وارا جہان مین پارسا
دل تمہارا مائل اُس کافر پہ کیونکر ہوگیا

نغمہ سرائی وان تو رہی بزم غیر مین
اوریان رہا زبان پہ نالا تمام شب

شب جان پر بنی رہی گیسو کی یاد مین
چہاتی پہ لوٹتا رہا کالا تمام شب

دبیر - لالہ دولہ رائے برہانپوری

دبیر تخلص - دولہ رائے نام - وطن اصلی برہانپور ہے - لالہ خوشحال چند تخلص فرحت کا برادرزادہ ہے - دفتر انشا پردازی کا فرد فرید - و جریدہ سخن دانی کا بیت بے نظیر تہا - ناظم و ناثر شاعر خوش کلام تہا - تاریخ دانی مین استاد - تاریخ آصفی نہایت عمدہ تالیف کی - خاندان آصفیہ و امراء عالیہ کا احوال شرح و بسط کے ساتہہ لکہا ہے صاحب گل رعنا مین لکہتا ہے کہ فی الحال یعنی سنہ ۱۲۱۷ ہجری مین وطن سے اورنگ آباد مین آیا ہے - مجہہ سے ملاقات کی لائق و خوش اخلاق ہے - تم کلامہ -
آخر سنہ ۱۲۲۵ ہجری مین وطن مالوفہ برہانپور مین فوت ہوا -

من اشعارہ الفارسی

نه هر انسان هنر دارد ندارد
نه هر دریا گهر دارد ندارد

میانش را نشانی نیست پیدا
که می گوید کمر دارد ندارد

وله

وقت جولان جنون ست بیابان مددی
نه فلک تنگ بود وسعت امکان مددی

می طپد زخمی تیر نگهش بر سر خاک
تیغ ابرو مددی خنجر مژگان مددی

سینه ام سوخته داغ تپ مهجوری دوست
آه سرد مددی دیدهٔ گریان مددی

دوست سیّد خواجہ حیدرآبادی

دوست تخلص۔ سید خواجہ نام۔ آپ سید حیات حیدرآبادی کے فرزند ہیں۔ زیرک و ذکی الطبع ہیں خلیق و لئیق خوش باش و اہل معاش ہیں۔ شعر و شاعری کے میدان میں چست و چالاک ہیں۔ شیخ فدا حسین مشہور لکھنوی کے شاگرد۔ آپکی عمر تقریباً پینتالیس برس کی ہوگی۔ آپ صاحب دیوان ہیں۔ آپکا دیوان مسمی گلزار حیات مطبوع ہو گیا ہے۔ آپکا کلام مطبوع خاص و عام ہے۔ سلیس و با محاورہ ہے اللہ تعالے آپ کو صحیح و سالم رکھے۔

من اشعارہ الہندی

خال مشکین نہیں اس ابروئے خمدار کے پاس
ڈھال بھی رکھی ہے سفاک نے تلوار کے پاس

قبلہ سے کبھی قبلہ نما پھر نہیں سکتا
پھرتی ہے ادھر آنکھ پھرتے ہیں جدھر آپ

ناصح سنی ہوئیں ہیں جفا کی حکایتیں
جاتا ہے کون کوچہ جانان کو چھوڑ کر

منعم عبث ہے دولت دنیا پہ یہ غرور
جاتا ہے ایکدن سر و سامان کو چھوڑ کر

خوب رخسار و لب لعلین کا نظارہ رہا	ہم حلب ہوتے ہوئے آئے بدخشانکی طرف

ردیف ذال

ذکا ۔ میر اولاد محمد خان

ذکا تخلص ۔ میر اولاد محمد خان نام ۔ میر غلام امام برادر میر غلام علی آزاد بلگرامی کے فرزند ہین ۔ آپکی ولادت ۲۷ رجب ۱۱۵۱ہجری مین بلگرام مین واقع ہوئی ۔ خود ذکا نے عالم جوانی مین اپنی تاریخ ولادت کہی ہے

روزے کہ نمود بندہ را حق ایجاد   اولاد محمد پدرم نام نہاد

گفتم تاریخ خویشتن را من خود   در ماہ رجب تولد ما رو داد

نشو نما و ابتدائے تعلیم کے بعد عالم شباب مین ۱۱۷۳ہجری مین بلگرام سے اورنگ آباد مین جناب میر غلام علی آزاد کی خدمت مین آئے ۔ جس روز آپ اورنگ آباد مین پہنچے اُس روز غرۂ شعبان سنہ مذکور تہا ۔ پانچ برس کامل میر صاحب کے سایۂ عاطفت مین رہے علوم عربیہ و فنون ادبیہ مین کمال استعداد حاصل کرکے عازم بلگرام ہوئے بلگرام مین دو برس گذرے پہر حسب الطلب میر آزاد مع سید امیر حیدر بن میر نور الحسنین بن میر آزاد اورنگ آباد مین آئے ۔ نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی کی خدمت مین باریاب ہوئے منصب و خطاب خانی سے سرفراز ہوئے ۱۱۷۷ہجری مین گلزمین دکن مین رونق افزا تہے ۔ اور میر آزاد کی خدمت مین رہتے تہے ۔ چنانچہ ایک مقطع مین فرماتے ہین ہے

باشد جناب حضرت آزاد اے ذکا	استاد ما و قبلۂ ما افتخار ما

جناب میر آزاد نے آپکی خواہش سے تذکرہ خزانہ عامرہ تالیف کیا پچیس تاریخ ماہ محرم سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین بتقریب سیر عازم حیدر آباد ہوئے۔ لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی جو حیدر آباد مین تھے اون کے دولتخانہ پر فروکش ہوئے۔

لچھمی نرائن گلرعنا مین لکھتے ہین کہ میرزکا و میرعزلت فقیر وغیرہ شعرا کا باہم خوب جلسہ رہتا تھا سب یاران ہم صحبت خوشی و خرمی سے باہم ملتے تھے۔ ایکروز میر عبدالعلی عزلت نے آپکے نام پر اعتراض کیا کہ لفظ اولاد کا اطلاق ایک ذات پر درست نہین ہے اولاد محمد کی جگہہ ولد محمد ہونا چاہئے۔ مینے ایک عرضی میر صاحب کی جناب مین بھیجی اور آپسے اس امر کی تحقیق طلب کی میر صاحب نے اُسکے جواب مین لکھا کہ علم بدیع مین ایک صنعت جسکا نام الحاق الجزئی بالکلی ہے۔ اور یہہ صنعت شرح بدیعیہ ابن حجہ اور انوار الربیع فی انواع البدیع مولفہ سید علی المدنی مین مذکور ہے صنعت کا مطلب یہہ ہے کہ کل کا اطلاق جزو پر تعظیما کرنے مین اسی قسم سے ہے۔ آیہ کریمہ اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ کَانَ اُمَّةً اس آیہ مین مفسرین کہتے ہین کہ ابراہیم اکیلا تھا۔ مگر اُمّت کا اطلاق اسوجہ سے ہے کہ وہ جملہ صفات خیر پر جامع تھا۔ اور متنبی شاعر ایک شعر مین ممدوح کو باعتبار اوصاف کثیرہ اَنْتَ الْخَلَائِقُ کہتا ہے اور فارسی مین بھی ضرب المثل ہے۔ یک آشنائے بامزہ یک عالم آشنا ہے۔ ایسا ہی اولاد محمد کے نام مین کہ ایک لڑکا بمنزلہ اولاد کثیرہ ہے انتہی کلامہ۔ میان عزلت حضرت کا جواب سنکے اعتراض سے باز آئے۔

جناب زکا شاعر خوش فکر و باریک نظر تھے مجلس سخن کے جلوہ افروز تھے آپکے مضامین رنگین دل افروز تھے آپ حسن خلق کے گلستان سیر نیکو کے

بوستان تھے۔ جوان صالح خوش وضع و خوش طبع مزاج مین خاکساری زیادہ تھی۔ ملنے والون سے نہایت انکساری و عاجزی اور حسنِ اخلاق سے ملتے تھے۔ عقیل و فہیم تھے۔ سخن فہمی تیز ذہنی مین مشہور رہے۔ تاریخ گوئی مین بے نظیر تھے۔ آخر آپ کی رحلت سنہ بارہ سو ہجری کے اوائل مین باختلاف روایات سنہ ۱۲۰۵ یا سنہ ۱۲۰۸ ہجری مین ہوئی۔

قدرت اللہ خان قدرت نے نتائج الافکار مین لکھا کہ منیر کا سنہ ۱۲۰۰ ہجری کے اوائل مین فوت ہوئے۔ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ الفارسی

نامِ عالم آفرین سر حلقۂ عنوان ما	ولہ	تا بسم اللہ خطِ پیشانیٔ دیوان ما
دید چون زاہدِ صد سالہ دبستان ترا	ر	دل و جان کرد فدا خواندنِ قرآن ترا
خواست از شیوۂ بیداد و ہر یاد مرا	ر	خبرِ قتل کسے گفتہ فرستاد مرا
طفلِ صیاد کہ استادِ فنِ خود شدہ است		رشتہ بستہ بپائے گذارد مرا
چون خوردہ کہ ہیچ نیاید بکار گل	ولہ	مالِ بخیل سود نہ بخشد بخیل را
دادند ضامنی بفلان تو بلا زمان		من ہم ز دل باو گذراندم کفیل را
نمی گردد میسر روسفیدی سیاہان را	ولہ	کہ از ہمرخی نیاید کسے کلک سیاہی را
تمنا می کنند اقلیم دل فرماروایان را	ولہ	تسلیم باد یارب این ولایت منبر ایا نرا
اگر شمشیر خون آشام او بسمل نفرماید		کہ سازد در دو عالم سرخرو بیدرد و پایا نرا
رقم بر تربت فرہاد شیرین کرد یعنی		کہ آفت میرسد از دستِ خود دردمند آزمایا نرا
تمنا خاطر مجنونِ ہندستان ہمین دارد	ولہ	کہ لیلائے عرب آباد سازد محملِ ما را

مبادا در بزم خود هرگاه یار آئینه را	وله	دور نتواند نمودن از کنار آئینه را
معلوم شد که حسن بود مهربان عشق	وله	هر ذره را بزور کشد در بر آفتاب
پنجه از شوخی بدامانت زدن دستور نیست	وله	ورنه دست ما ضعیفان اینقدر کمزور نیست
بر شکست دل کمر بستن نمی‌زیبد ترا	وله	جام من ظرف سفال و چینی فغفور نیست
سایهٔ زلف بتان یارب نصیب او مباد		گل زمین هند را هر کس که گوید خوب نیست
وادی عشق ز اشک و آه هم	وله	طرفه خوش آب و هوا افتاده است
دیدهٔ رفتن پروانه میان آتش	وله	حال واسوخته محتاج بیان این همه نیست
در طره‌ات ز دل بفلک شور میرود	وله	آوازه را نالی شب دور میرود
ز جلاد از برای عبرت بدخواه میبرد	وله	بقربانگاه خونم فی سبیل الله میبرد
الهی اتفاق ما و او امشب هم افتد	وله	فدای زلف مشکین دل شود و سر قدم افتد
کار دل مجروح سرانجام توان کرد	وله	قابل دو سه زخم دگر انعام توان کرد
همین خیال بدل بار بار می آید	وله	که بی تو زندگی من چکار می آید
چو آن نسیم که از لاله زار می آید	وله	نفس برون ز دل داغدار می آید
از پی برون دل آمده یکدم باش	وله	باز تقریب چنین کار کجا می افتد
بر سر تربتم از دست مبارک جانان	وله	گل فشاندن چون میسر نشود خاری چند
بدست کج کلاهان چون زمام ما افتد	وله	هزار طشت خرابی ز بام ما افتد
ز لطف طبع ذکا شاد میشوی بالله		بسهو گر گذرے از تو بر بلگرام ما افتد
چه قدر خانهٔ چشمم ز دلم بلند افتاده	وله	مباد طفل سرشکم ازین دو منزله افتد
نگاه نرگس مخمور را اعتباری نیست	وله	چو رفت نشأه سر این گرم نخواهد ماند

نمی گویم که شمعے با چراغ زیر دامان بر — وله — بجائے هر دو خارے بر مزارم زبیابان بر

کشید آخر مرا هم جذبهٔ گل جانب گلشن — وله — صبا این مژدهٔ دلخواه سوئے عندلیبان بر

خیال یار بدل رنج می کشد صد رنگ — وله — فراخ حوصله عاجز بود ز خانهٔ تنگ

چنین که کشور دل فتح کرده می آید — وله — مسلم است بدانش خطاب نصرت جنگ

گرفت موے سیاه مرا سفید بها — وله — رسید بر سر هندوستان سپاه فرنگ

تا ز عیسی نفسان زانتوانم برداشت — وله — به که از مرگ کنم چارهٔ بیماری دل

گر رسی تیغ بکف از سر جان برخیزم — وله — پیش پائے تو نشینم ز جهان برخیزم

نه من اوج فلک از عالم ایجاد میخواهم — وله — فضائے پشت بامش ز جهان آباد میخواهم

چو قفل بسته که ز نوک سوزن باز میگردد — گشاد کار دل از نشتر فصاد میخواهم

حریف وحشیم چون گردباد دامن صحرا — غبار هستی موهوم را برباد میخواهم

شبے که یاد نوائے شوخ ماه پاره کنم — وله — برون ز دیده گریبان خود ستاره کنم

سپهر سلطنت و ظل هما بقدر میدانم — وله — ز بینے گر ببسر می شود در سایهٔ تاکم

نسیم جانفزا از جانب آن گل نمی آید — وله — نمیدانم چرا از خاطر عاطر فراموشم

چه ضرور بنده پرور برقیب ساز کردن — وله — ز خود و ز شکوهٔ من شب و روز باز کردن

تا دم آب بگل نشست روان من و تو — وله — بلبل خلاص ضرورست میان من و تو

تا بسوزد کشتهٔ خود را بداغ تازه — وله — بر مزارم عنبر افزوده چراغ تازه

محبت در دل او کرد جا آهسته آهسته — وله — نشست آخر بکرسی کارها آهسته آهسته

زبان تیشهٔ فرهاد شیرین کار میگوید — توان برکند از جا کوه را آهسته آهسته

چو زلف او تمنا از خدائے خود همین دارم — که طالع در شب تارم شود صبح بناگوشی

کجا آن طفل با خیل کبوتر سر کند بازی — وله — که سیر خانه با مرغ دل بے پر کند بازی
بابینے که به برد گر دبر بالاے خود فیلے — سیه مست جنون با خاک راهش سر کند بازی

من اشعارہ الہندی

یاقوت لب سے ہر گھڑی موج تبسم مین نمایان — بسملونکا خون ہے بارنگ پان سچ کہہ
جنون کے ہات کیا مین کہون دل سخت حیران ہے — وله — گریبان کبر چکا ہون نذر آنگے ہے دامان ہے
تجھے واجب ہے جانا عرس مین اپنی شہیدونکے — سنا ہون مین کہ انکا آج صندل کا چراغان ہے
رہا گر آستان پر آکے مین عقیدت سے — تکلف بر طرف سرکار کا کیا اسمین نقصان ہے
لگے کیونکہ نہ دل کنج قفس مین عندلیبونکا — جہان مین آج کل آباد گر کچہہ ہے تو زندان ہے
نہین لازم ہے دینا ہات سے شیوہ ترحم کا — ہوی واقع ذکا سے کچہہ اگر تقصیر انسان ہے
کہیو آہستہ صبا جاکے تو اب کان کے بیچ — وله — بسمل ناز گذرتا ہے کوئی آن کے بیچ
نہ کچہہ بے طاقتی پر دلکی ظالم صبح و شام آیا — وله — خدا جانے اُسے منظور کیا تہا جو مدام آیا
فغان سے ایکدم تو باغ مین خاموش رہ بلبل — وله — نہین سنتی کہا کیا زور آیا ہے خرابی کا
محبت ہے بنجا دل ہر کسو کے — وله — کہ ہے یہہ آشنا سب ہر رو کے
رہا برنگ نگین قید نام مین پابند — وله — جہان مین گیا ہو اعتقاد اگر نشان ہے گیا
ضرر پہنچے اوسکو کسطرح کا آہ بلبل سے — وله — کہو جا گل کو اب ہنسنے کے سے باز آوے
غم اب مختار ہے دل چھوڑ دیوے خواہ لیجاوے — ہر اتنا چاہتا ہون پھر خدا یہ دن نہ دکھلاوے
نرم ہو جاویگا آخر ابرونکا پیچ و تاب — تہر کے آتش ہے ہر دم ان کمانونکو نہ چھیڑ
کام آوینگے کسی دن صدقے جائینگے ترے — خانہ دولت سے اپنے جانون کو نہ چھیڑ
کیون نہ دیوے طالع شہرت خدا تجکو ذکا — عالم ایجاد مین جون کیمیا نایاب ہون

جہان کے میکدے مین آتدن ہم بزم ساقی ہو
زبان پر اُسکے نکلے آبلے جن نے کہ مَی پی ہو

ٹھہرنیکا نہین دل مر رہا ہے یار نے خمون کے
جو کچھ کل اُس کے حق مین حکم فرمایا آج ہی ہو

ولہ

خدا کے واسطے مت چوکنا دل کی نشانی پر
بہت مدت کے پیچھے ہات پکڑی ہے کمان تونے

ولہ

مبادا دوست دشمن کچھ زبان اپنی کہہ بیٹھے
نہین ہے خوشنما بہت مین ہندوستان لڑکی

کھلے بندون نکل آیا تہا گہر سے آج کہتے ہین
نہ تہا مین ورنہ ہوتا دیکھہ خوبی قد موزون کی

مجھے اُس سایہ گستر کی تواضع یاد آتی ہے
جہان خم دیکھتا ہون مین چمن مین بید مجنون کی

بے طرح گل کے جگر کو چاک کرتی ہے شبنم
کھینچتا ہے کسقدر تمساخر آبی زر کے سات

من چمنستان شعرا

دیوانہ ہو چلا ہون شہر سے صحرا کو ہے لڑکو
کبھی ہرگز نکرنا جسکو جو نند بسیر آتی ہو

دل ہے بد مجھہ سے وو تنخواہ فرمان بر کے سات
حیف ہے آقا ہو خوش جانفشان نوکر کے سات

چاہتا ہون نہین کہ دیو جیون شمع حال اپنی کہین
یہہ بھی کچھ ہے زندگی گذر رہی عمر در سر کے سات

دو پتہر جسکے لگتے پہوٹ جا سر مین نکل آوے
نہان رکھا ہے بیچ حق مین سنگ آستان تونے

خدا کیواسطے مت چوکنا دل کی نشانی کو
بہت مدت کے پیچھے ہات پکڑے ہے کمان تونے

ذکا فرمانبری کی امر مین بعید ر بندہ ہے
مگر اس سخن کا کر لیا ہے امتحان تونے

ذکا- دوارکا پرشاد فتحپوری

ذکا تخلص - دوارکا پرشاد نام - آپکا وطن فتح پور ہسوہ ہے - آپکے آبا و اجداد سرکار انگریزی مین خدمات لائقہ پر ممتاز رہے ہین - آپ انگریزی و فارسی مین لائق ہین - ذکی الطبع اور خوش فکر ہین - مزاج مین بردباری و خاکساری ہے - ہر خاص و عام سے

نہایت نرمی و فروتنی سے ملتے ہین۔ ملنے والون کو آپ کی ملاقات سے حظ و لطف آتا ہے۔ انسانیت و آدمیت کی مصداق ہین۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً چالیس برس کی ہوگی۔ آپ سنہ ۱۲۹۰ ہجری مین ہند سے حیدر آباد دکن مین وارد ہوے مطبع ہزار داستان کے اڈیٹر ہوئے۔ جب تک آپ مطبع مین رہے اخبار رونق پر تھا۔ عمدہ عمدہ مضامین آپکے طبعزاد مطبوع ہوتے تھے۔ ناظرین حظ و لطف اُٹھاتے تھے۔ پھر کوئی ایسا سبب واقع ہوا کہ آپ مطبع سے علیحدہ ہو گئے۔ آپکے جدا ہونے کے بعد اخبار بھی موقوف ہو گیا۔ گویا آپ خبار کی زندگی کا باعث تھے۔ اب ہمکو معلوم نہین کہ آپ یہان ہین یا وطن مالوفہ گئے۔ آدمی لائق ہین جہان ہین اللہ تعالی اُن کو خوش رکھے۔ آپ شاعری مین حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین۔ آپکا کلام رنگین و شیرین ہے۔

من اشعارہ الہندی

بے رنگ گل ہے رشک گلستان رخ دیکھکر
بہہ چار دن بہار کے ہین پھر ہی خزان
سکتا اگر ہمین ہے تو اسکا عجب نہین
گھبرانے کیون ہو دلبین جو کرتا ہون بندہین
وہان تو غیر سے شغل شراب ہتا ہے
شب وصال ہی باقی نہین ہے لذت وصل

ولہ

سکتے مین شہر ہے قد جانانکو دیکھکر
اترا نہ عندلیب گلستان کو دیکھکر
حیران ہے آئینہ رخ جانان کو دیکھکر
یوسف کو خوف کچھ نہو زندان کو دیکھکر
تب الم سے یہان دل کباب ہتا ہے
اُدہر حجاب اِدہر اضطراب ہتا ہے

ذکا محمد حبیب اللہ مدراسی

ذکا تخلص محمد حبیب اللہ نام۔ آپ مدراسی الاصل ہین۔ آپکا مسقط الراس مدراس ہے

آپکی ولادت سنہ ۱۲۴۴ ہجری مین ہوئی۔ نشو و نما کے زمانہ مین اعزہ و اقارب آپ کی
صورت و سیرت کو دیکھکے کہتے کہ یہہ لڑکا ہونہار ہے۔ آپکے چہرے مہرے سے ہوشمندی
و چستی بیباکی و چالاکی عیان ہوتی تھی۔ واقع مین جسطرح آپکو قیافہ سے گمان
کرتے تھے۔ اُسیطرح برآمد ہوئے۔ اعزہ کا گمان یقین کے مرتبہ کو پہنچا۔ آپنے
سن شعور کے زمانہ مین مدارس کے علما سے فارسی و عربی مین کتب متداولہ ختم کین
عربی مین بقدر ضرورت استعداد رکھتے تھے۔ فارسی کے منشی بیمثل تھے۔ آپکی فارسی
اہل زبان کی طرح بامحاورہ تھی۔ تلفظ و لہجہ مین خاص اہل پارس معلوم ہوتے تھے۔
آپکی تحریر فاضلانہ بامحاورہ ہوتی تھی۔ نظم و نثر خوب لکھتے تھے۔ شاعری مین
استاد سخن مانے جاتے تھے۔ ابتدائے شاعری مین سیّد مہدی ثاقب سے اصلاح لیتے
تھے۔ ثاقب کے بعد اپنا کلام سید مرتضی بینش کو دکھلاتے تھے۔ جب حیدرآباد مین
آئے حافظ میر شمس الدین فیض سے مشورہ لیتے رہے۔ آخر مین اسد اللہ خان غالب
دہلوی کی خدمت مین اپنا کلام بھیجتے تھے۔ اور اصلاح کلام کے مستدعی ہوتے تھے۔
غالب آپکی لیاقت و شاعری کی تعریف کرتا تھا۔ آپکے کلام دلاویز و نزاکت آمیز کو
دیکھکے بھیجدیتا تھا۔ آپ پرگو تھے۔ ہجو کہنے مین فرد فرید تھے۔ جب کسی امیر یا فقیر سے
ناخوش ہوتے تو فوراً اُسکی ہجو کہدیتے۔ کسی سے خوف و خطر نہین کرتے تھے۔ آپ
ظریف الطبع و لطیف المزاج تھے۔ محفل احباب مین آفتاب کی طرح جلوہ افروز رہتے تھے
آپ کی ذات سے محفل کو رونق ہوتی تھی۔ آپکا کلام بامحاورہ ہے۔ قدما کے کلام سے
مساوی ہوتا ہے۔ آپکی لیاقت و استعداد کا اندازہ کلام سے ہوتا ہے۔ آپکی نظم و نثر اگر
دیکھنا مطلوب ہو تو خاتش و خماش مین دیکھو۔ اسی کتاب کی تقریظ خود غالب نے

لکھی ہے۔ آپکا کلام سامعین کے دلون پر جادو کا اثر کرتا ہے۔ آپ سنہ ۱۲۷۲ ہجری مین مدراس سے شہر حیدرآباد مین آئے۔ تلاش معاش مین ہمہ تن مصروف ہوئے۔ منشی خانہ مین مددگار ہوئے۔ پھر صدر محاسب کی خدمت مین میر منشی ہوئے۔ بعدازان نواب سالارجنگ بہادر کی جاگیرات مین عامل ہوئے۔ آخر عمر مین ناگر کرنول کے سوم تعلقدار ہوکے گئے۔ اسیطرح درجہ بدرجہ ترقی کرتے رہے۔ آخر آپنے سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین اس دنیا پائدار سے عالم بقا رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی ظرافت و خوش طبعی و بذلہ سنجی و ہجوگوئی دکن مین مشہور ہے۔ آپکے اشعار ہجویہ اکثر زبان زد عوام و خواص مین مین اس قسم کے اشعار کو بلحاظ ادب و تہذیب کتاب مین نقل کرنا پسند نہین کرتا ہون اور اپنی زبان کو فضول و لغویات سے آلودہ کرنا مکروہ جانتا ہون۔ آپکے دو صاحبزادے یادگار پدر بزرگوار ہین۔ ایک مولوی محمد میرن صاحب دوم مولوی محمد اسد اللہ صاحب دونون بزرگ لائق و فائق ہین۔ ہر ایک عربی و فارسی مین مہارت کاملہ رکھتا ہے اور ہر ایک کی طبیعت شعر و شاعری موزونی کے ساتھہ مناسب ہے کبھی کبھی موزون فرماتے ہین۔ دلچسپی خوبی سے خالی نہین ہوتا ہے۔ جناب مولوی محمد میران صاحب سے مجکو نیاز حاصل ہے۔ خوش خلق و صحبت پرور ہین۔ اکثر اوقات غریب خانہ پر تشریف لاتے تھے اور ملاقات سے مسرور کرتے تھے۔ زمانہ دراز گذرا کہ ملاقات نہین ہوئی۔ دونون بھائی صدر دفتر محاسبی مین ملازم ہین۔ مین نے سنا کہ مولوی میرن صاحب ملازمت سے الگ ہوگئے ہین اور وظیفہ پارہے ہین۔ دونو بھائی نکوکار خدمت گزار سرکار ہین۔

اب مین حضرت ذکا کے بوارق طبع کو بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔ اسوقت میرے پاس آپکا دیوان موجود نہین ہے لیکن گلدستون و مختصر تذکرون سے ماخوذ کرکے نقل کرتا ہون۔

تا کہ میرا تذکرہ صاحب ترجمہ کے کلام سے خالی نہ رہے۔

من اشعارہ الفارسی

زکوئے او ز ہمت قاصد انشانے چند — ہمی تپند بہر گوشہ نیم جانے چند
نشستہ اند بکوہیت بلا کشانے چند — کہ میکشند بجائے نفس فغانے چند
دماغ کار ندارم بعشق ورنہ ز کاہ — ز دود دل بکنم طرح آسمانے چند

وله

دل برد کہ برد دلستان برد — دل بود از آن او از آن برد
ہجران تو طاقت و توان برد — فریاد کہ نالہ و فغان برد
دست تو ز ہر کہ خواست جان برد — از دست تو جان ہمی توان برد
صبر و دل و دین کہ جمع کردیم — عشقت آمدگان بگان برد
دل در خور نقد بوسہ اش بود — صد حیف کہ این نداد و آن برد

وله

غم نیست گر بدیدہ دشمن فتادہ ام — گوئی کہ من بقصد فتادن فتادہ ام
بر خاستن بہ حشر ہم آسان نبودہ است — با این فتادنے کہ ز کامن فتادہ ام

وله

نہ پائے آن کہ بکوہیت سفر توان کردن — نہ رائے اینکہ ازان در گذر توان کردن
خدا نکردہ خدا گر شوی چہ خواہی کرد — تو آن نئے کہ ز قہرت حذر توان کردن

وله

میخورم سیلئے دربان کسے — می برم نالہ بہ ایوان کسے

ذہنی - ملا حیدر کاشانی

ذہنی تخلص - ملا حیدر نام - کاشانی الاصل ہے - سید شریف النسب تھا جامع علم و ادب شاعر خوش فکر و شیرین کلام تھا - وطن مالوفہ سے بطور سیر ہندوستان مین

بیجاپور دکن مین علی عادل شاہ کے زمانہ مین آیا بادشاہ کی قدردانی سے اہل مناصب مین مقرر ہوا۔ مدت العمر عادل شاہ کی ملازمت مین رہا۔ بیجاپورہ کو وطن بنا لیا تھا ہمیشہ بادشاہ کے دربار سے انعام واکرام پاتا رہا۔ قمار بازی مین ہمہ تن مصروف رہتا تھا تمام اپنے ذاتی سرمایہ کو اسی قمار بازی مین برباد کردیا۔ باوجود منصب و آمدنی انعام وصلہ مفلس و تہیدست رہتا تھا۔ آخر بیجاپور ہی مین فوت ہوا۔ کسی تذکرہ نویس نے سنہ وفات نہین لکھا۔ ہرچند کہ تذکرون مین تلاش کیا گیا پتا نہین ملا۔ اب چند اشعار جو دستیاب ہوے ہین گزارش کرتا ہون۔ **ھو ھذہ**

غم چہ شد سایہ فلک سایہ نشین من بود م	ہر کجا پائے ستم رفت زمین من بودم
دست در داماں شعبہ فنے زن گریبانی بدر	خجلت عشق ست بے چاک گریبان بستن

ذہین - روپ نرائن

ذہین تخلص - روپ نرائن نام پچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی کا حقیقی بھائی ہے۔ چوتھی تاریخ جمادی الاولی سنہ ۱۱۹۲ ہجری شہر اورنگ آباد مین پیدا ہوا۔ نشو ونما کے بعد شہر مین علما و فضلا کی صحبت مین تعلیم پائی۔ فارسی عربی مین لیاقت پیدا کی موزون الطبع تھا شاعری کا شوق دلمین پر جوش تھا۔ شعر کی مشق شروع کی حضرت آزاد و میر دکا سے اصلاح لینے لگا۔ رفتہ رفتہ ترقی کی۔ امیر الممالک آصف الدولہ مرحوم نے منصب سے سرفراز فرمایا۔ صیغہ منصب مین دو لے چند نام سے مشہور ہوا آخر سنہ ۱۲۲۳ ہجری مین فوت ہوا۔ **من اشعارہ**

جو دستش کند رنگین حنا آہستہ آہستہ	کند پرواز رنگ آرزوئے ما ہ آہستہ آہستہ

خداوندا اگر بیمار شد از دوری این رہ — کہ از کویش رسد باد صبا آہستہ آہستہ

وله

ہمچو قمری در جہان شادیم ما — باوجود طوق آزادیم ما

یاد ما تصویر جانان می کشد — عشق می داند کہ بہزادیم ما

وله

چہرۂ زیبائے یار خویش شب دیدم بخواب — صبحدم چون چشم وا کردم برآمد آفتاب

اشتیاق دیدن رویت جگر خون کردہ است — اے بقربانت روم یکدم برون آ از نقاب

انتظارت میکشد امشب بیش از حد فزون — گر تو فرمائی کرم بہتر بود اے ماہتاب

افسوس از دولت دیدار تو دورم — تقدیر چنین بود قضا را چکند کس

حرف الراء المہملہ

رازی میر عسکری المخاطب بعاقل خان خوافی

رازی تخلص - میر عسکری نام عاقل خان خطاب - سادات خواف و عالمگیری امراسے ہین بادشاہی عنایت سے دلی کی صوبہ داری پر متقرر و ممتاز تہا - دیر تک خدمت صوبہ داری پر مامور رہا - عمدہ طرح سے انتظام کرتا تہا - خوش مزاج و خلیق تہا - امیر دادگستر و رعیت پرور تہا - صوفی المشرب زندہ دل تہا - خوشگو اپنے تذکرہ مین لکہتا ہے کہ مرزا بیدل نے رازی کی صحبت مین تمام سامان تصوف حاصل کیا - مرزا جب شعر پڑہتا تہا تب رازی احسنت و تحسین کرتا تہا - مرزا اٹھکر تسلیم بجالاتا تہا - یہہ تسلیم از روے بزرگی تہی نہ بوجہ امارت رازی انتہی کلامہ -

رازی برہانپور مین آیا اور حضرت شیخ برہان الدین شطاری راز الہی برہانپوری المتوفی ۱۵ ماہ شعبان سنہ ۱۰۸۳ ہجری کا مرید ہوا - مرشد کے نام کی مناسبت سے رازی تخلص

اختیار کیا۔ موزون الطبع و خوش فکر و خوش خیال و صاحب تصانیف تھا۔ ثمرات الحیات ملفوظات شیخ کو جمع کیا۔ مثنوی مہر و ماہ ہم وزن مثنوی مولانا روم۔ و رسالۂ امواج خوبی و قصۂ راجہ رتن سین پدماوت مسمی شمع و پروانہ و مثنوی عشق راجہ منوہر۔ آخر ۱۱۰۸ ہجری دہلی مین فوت ہوا۔ میرزا بیدل نے ایک غزل اُس کے مرثیہ مین لکھی غزل کے ہر ایک مصرع سے تاریخ برآمد ہوتی ہے۔ بہارستان کے مولف نے تاریخ وفات ۱۱۰۸ ہجری لکھی۔ اول روایت صحیح ہے ثانی کو سہو کاتب پر محمول سمجھنا چاہیے۔ ۵

وائے پیوند سخن سنجان نماند	تکیہ گاہ صاحب عرفان نماند
مجمع استاد بے شیرازہ ماند	مہد بے جمجاہ عاقلخان نماند

من اشعارہ الفارسی از مثنوی شمع پروانہ

راز ہا در جہان بروے زمین	نے زتن ماند و نے علاء الدین
نی پدم ماند نے جمال پدم	برد با خود زتن خیال پدم
لیکن از عشق داستانے ماند	زان وفا پیشگان نشانے چند
اے بسا چون رتن بہندوستان	آمد و رفت نیست نام و نشان
ہشتصد سال شد ز عشق رتن	لیکن این داستان نگشت کہن
در ہمہ حال نغمۂ عشاق	سخت پیچیدہ است و رنہ طاق
بلکہ نہ طاق پردہ عشق ست	زانکہ بنیاد کردہ عشق است

من مثنوی عشق منوہر

زان کردم من این ہنگامہ بنیاد	کہ دل شاگرد بود و عشق استاد
زلوح ہندوی این نسخہ راز	بنقش فارسی شد جلوہ پرداز

شنیدم نالۂ چند از دل ریش
نباشد این مثل پوشیدہ از عقل
اگر نیک و بد آورد م فراہم
گلم در دست یاران باد و سنہ
ز طبعم راست گر خارست و گر گل
تنہا نشستہ ایم و طلبگار چون خودیم

بود در عہدہ ہندی کم و بیش
کہ کفرے نیست ہرگز کفر را نقل
نہ در گلبن گل و خارست باہم
بجانم باد خار من شکستہ
بباغ خویش گو یا نم چو بلبل
مکتوب اشتیاق بعنقا نوشتہ ایم

ولہ

گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ رازی صاحب ترجمہ کے اشعار پر کلمات الشعرا کا مولف افضل خان اکثر اعتراضات کرتا ہے۔ بلکہ بعض اشعار مین کمی بیشی کر کے درست کر دیتا ہے چنانچہ رازی کے شعر کو ؎ عشق کہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ٭ ہجر کہ دشوار بود آہ چہ آسان گرفت ٭ سرخوش اسطرح درست کرتا ہے ؎ عشق کہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ہجر کہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت ٭ انتہی کلامہ

شمع انجمن کے مولف نے لکہا کہ میر عسکری سادات خواف وعمدہ خوانین عالمگیری سے تہا۔ عالمگیر کے شاہزادگی کے زمانہ مین ایک خاص پرستار فوت ہوئی تہی۔ متوفیہ کی جدائی کا شاہزادہ کے دل پر سخت صدمہ گذر رہا تہا۔ پس شاہزادہ اس غم و گداز مین دوسرے دن شکار کے لئے برآمد ہوا۔ رازی صاحب ترجمہ نے خلوت مین عرض کیا کہ باوجود رنج وملال شکار کو جانا کیا حکمت ہے۔ شاہزادہ نے اس بیت کی طرف اشارہ کیا ؎

نالہائے خانگی دل را تسلی بخش نیست
در بیابان می توان فریاد خاطر خواہ کرد

اسیوقت عاقل خان نے اپنی طبع زاد یہہ بیت پڑہی۔

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود
ہجر تو دشوار بود یار چہ آسان گرفت

بیت کے سننے سے بادشاہ کے دل مین بہت رقت ہوئی۔ چند مرتبہ بیت کو پڑھواکے سنا
اور یاد کر لیا۔ اور پوچھا کہ یہہ کسکی طبع زاد ہے۔ عرض کیا کہ یہہ ایسے شخص کی ہے
کہ وہ حضور کے سامنے شاعری کے نام سے مشہور ہونا پسند نہین کرتا ہے بسکرایا۔ اور
رازی کی تربیت و ترقی کو مدنظر رکہا چند ہی روز مین منصب چار ہزاری کو پہنچا دیا۔
سفر دکن کے وقت صوبہ داری شاہجہان آباد پر مامور فرمایا۔
آپکا دیوان شگوفہائے معانی دلنشین و گلہائے مضامین نگین سے نمونہ گلزار پر بہار ہے
ہر ایک شعر لطافت و نزاکت سے خالی نہین ہے۔ فصاحت و بلاغت مین ڈوبا ہوا ہے
کہین عاشق کا سوز و گداز ہے۔ کہین معشوق کا ناز و انداز ہے۔ کہین صوفیائے کرام کا
وجد و حال ہے۔ کہین حدت الوجود ماہیت ہویت کی قیل و قال ہے۔ آپکے اشعار سے
ثابت ہوتا ہے کہ آپ صوفی المشرب تہے۔ آپکو خاص فن تصوف سے دلچسپی تہی۔ درویش پرست
و فقرا دوست تہے۔ اکثر طلبہ آپکے چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے تہے۔ آپ طلبہ کے ساتھ حسن
سلوک فرماتے تہے۔ آپکے شعر و شاعری و مذاکرۂ علمی سے دلاویزی تہی۔ بنائے علیہ آپکے پاس
علما و شعرا کا مجمع ہوتا تہا۔ آپ شعرا و علما کے انجمن کے آفتاب روشن تہے۔ اور تمام
شعرا و علما بہی آپکی محفل کی رونق تہے۔ آپکے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ
اسقدر بیشمار ہین کہ زبان قلم و قلم زبان سے ادا کرنا محال ہے۔ اب مین آپکے بوارق
طبع کو بطور نمونہ گذارش کرتا ہون تاکہ ناظرین مطالعہ معنوی سے محروم نرہین

من اشعارہ الفارسی

خشک کنم ز سوز دل دیدۂ اشکبار را	چند در آب افکنم آئینۂ نگار را
قبلۂ مست میکند خانۂ میفروش را	آنکہ بکعبہ می برد سالک ہوشیار را

وله
چند غم جهان خوری دل چه نهی برین چمن
باد خزان در پی ست جلوهٔ این بهار را

بست گره ز خون دل نافهٔ آهوی یمن
تا بگشاد آن غزال طرهٔ مشکبار را

وله
سرمست جام نیست دل جرعه نوش ما
مستی ماست از نگه می فروش ما

وله
سر چو کشیدم ز جیب عشق گرفت
پا چو کشادم ز بند راه بیابان گرفت

سر که بکف جام دید دولت جمشید یافت
سر که ز دنیا گذشت ملک سلیمان گرفت

وله
سالها شد که دلم معتکف روی تو بود
روی چون قبله نما از همه سو سوی تو بود

در جهان هیچ دل از وسوسه آزاد نماند
مگر آن دل که اسیر خم گیسوی تو بود

هر گل تازه که بشگفت سحر رنگ تو داشت
غنچهٔ نافه چو بشگفت پر از بوی تو بود

سامری کیست که جان در تن گو ساله دهد
ساحری چیست همه فتنهٔ جادوی تو بود

کشتهٔ غمزهٔ تو نیست همین راز ولی بس
بس مسلمان به ستم کشتهٔ هندوی تو بود

وله
ای حسن ترا هر دم صد جلوه نقاب اندر
صد موج زند دریا هر لحظه حباب اندر

درد تو مرا در سر چون روح بود در تن
سوز تو در اشک من چون بوی گلاب اندر

تا زلف ترا دیدم در دست صبا پیچان
می پیچم و می کاهم چون رشته بتاب اندر

احوال دل زاری گفتند درین مصرع
در کارم و بیکارم چون مد بحساب اندر

وله
عشق از معموره بیخواند بویرانی مرا
عاشق ویرانه کرد این گنج پنهانی مرا

من همی سازم بتو هر چند بسوزی دلم
دل نمی رنجد ز تو هر چند رنجانی مرا

از نظر پنهانی و در دل تو در آشکار
آشکارا می کند این درد پنهانی مرا

راز - میر میران اصفهانی اورنگ آبادی

راز تخلص - میر میران نام - آپ علی مردان خان اصفہانی کے خلف الصدق

سلطان حسین مرزا شاہ ایران کے طرف سے فرخ سیر والی ہند کی خدمت مین ایلچی ہو کر آئے۔ مراتب علی پر پہنچے۔ چند روز دلی مین رہے پھر نواب آصفجاہ طاب ثراہ کی خدمت مین دکن مین وارد ہوئے۔ نواب صاحب نے آپکی بڑی قدردانی کی۔ منصب و خطاب سے سرفراز فرمایا آپ نوابصاحب کے سایۂ عاطفت مین زندگی نہایت خوشحالی و فارغبالی سے بسر کرتے رہے۔ دکن کے امرا مین معزز و مکرم تھے۔ پھر تمام شہر اورنگ آباد کے داروغہ ہوئے۔ تا زندگی نواب صاحب بدستور کام پر مامور فرماتے رہے۔ نواب آصفجاہ کی وفات کے بعد گوشہ نشینی اختیار کرلی۔ عاقبۃ الامر نواب سراج الدولہ بہادر حاکم ارکاٹ نے آپکو بلایا۔ آپ انکار کرتے رہے مگر نواب کے اصرار سے ارکاٹ کی طرف عازم ہوئے۔ بکایک اجل پہنچ گئی چھبیس ۲۶ تاریخ ربیع الاول ۱۱۸۰ھ مچھلی بندر مین جہان فانی سے عالم بقا کیطرف روانہ ہوئے آپ کی نعش مچھلی بندر سے اورنگ آباد لائے۔ بیرون شہر آپکے باغ خاص مین دفن کئے لچھمی نرائن نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی۔ ع

نوازش خان را از آن نکتہ پرداز   چو نام خود ازین عالم نہان شد

طلب کردم ز ہاتف سال تاریخ   ندا آمد گل گلگشت جہان رفت

گل رعنا مین لچھمی نرائن لکھتے ہین کہ آپ سخن سنج و شعر فہم تھے۔ آپنے ایکروز غائبانہ نواب خاندوران خان بہادر سالار جنگ کی مجلس مین فقیر کی اس بیت پر ع

رسید بادکشان را نوید خوشحالی   کہ آمد ابر سیہ مد ظلہ العالی

اعتراض کیا کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے بلکہ ابر سفید ترشح کرتا ہے۔ شرابخوار ابر سفید کو چاہتے ہین کہ اس سے ترشح ہوتا ہے اور یہی انکا مقصود ہے۔ پس لفظ ابر سیہ شراب خوارون کی خواہش کے مخالف ہے۔ اور ابر سیاہ کی سند چاہی۔ فدا مارکے

کلام ہے۔ انتہی کلامہ۔ جب اس اعتراض کی خبر مجکو معلوم ہوئی۔ مین نے جواب مین لکہا۔ ابر کو لفظ سیہ سے مقید کرنا بلحاظ رعایت و مناسبت ظل ہے۔ اور جو لوگ اس بات کے قائل مین کہ ابر سیاہ نہین برستا ہے محض غلط ہے۔ دیکہو سکندرنامہ مین نظامی گنجوی لکہتا ہے ع بہنگام سختی مشو ناامید۔ کہ ابر سیہ بارد آب سفید۔ از میرزا صائب

طاعت کند رشک ندامت گناہ را   ریزش سفید می کند ابر سیاہ را

صائب کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ ابر سفید نہین برستا ہے۔ ع

گرچہ می گویند باران نیست در ابر سفید   از طراوت می چکد از پرتو مہتاب آب

یہہ بات کیونکر ثابت ہوتی ہے کہ ابر سیاہ شراب خوارون کے خلاف مزاج ہے۔ بلکہ شراب خوار مطلق ابر کے خواہان ہوتے ہین سفید ہو یا سیاہ ۔ انتہی ما فی گلرعنا۔

آپ خوش مزاج و لائق تہے۔ اشعار موزون کرتے تہے مگر اصلاح طلب ہوتے تہے۔ لیاقت سے زیادہ کے مدعی تہے تا بزندگی اصلاح نہین لی۔ میر آزاد بلگرامی کے دوستون مین سے تہے راز کے فوت ہونیکے بعد چند اجزا جنمین راز کے اشعار تہے میر صاحب کو ملے میر صاحب نے اکثر اشعار کو قلم اصلاح سے درست کر دئے۔ مرحوم کی محبت و آشنائی کا حق مرنیکے بعد ادا فرمایا۔ اور ریختہ مین کہتے تہے۔ ریختہ مین تخلص بہید کرتے تہے۔ مگر بہت ہی کم کہتے تہے

من اشعارہ الفارسی

صفحہ آئینہ دارد ہر نفس نیرنگہا   بسکہ می بارد زرنج آواز رنگ نگہا

آرد اگر بائینہ رو خود پرست   داند درست حال دل پر شکست ما

زخاک کربلا پوشان لباس فاخری یا رب   برنگ رشتہ تسبیح چشم ناتوانم را

اے عزیزان نقد جان حاضر کنید   یوسفی در کاروان داریم ما

وله — نگر آمد برون از کان حیا امشب — که چون آئینه لبریزست از جوهر هوا امشب

وله — بدانکه روز و شب بجهان دار رسیده است — فانوس آسمان چو تو شمعی ندیده است

وله — باد صبا شمرده بکویش قدم گزار — انجا ز طبع گل دل هر خار نازک است

وله — اگرچه روز مرا تیره ساخت گیسویت — تمام عمر خوش همچو من پریشان است

عقیق دل چو مرا گشت مهر نام علی — هزار بار به از خاتم سلیمان است

وله — صبح بی گل روی تو ای ماه داغ گل سرخ — خار گردید بچشمم همه باغ گل سرخ

فصل گل شد بچمن چشم تو بلبل روشن — که برافروخته شد باز چراغ گل سرخ

وله — بکوی یار ندانم چسان رسیده شود — مگر چو اشک براهش ز سر دویده شود

ز گریه های بافراط خویش می ترسم — مباد دفتر داغ تو آب دیده شود

وله — اگر از پردهٔ آن شور قیامت سر برآرد — ز محشر بیشتر هنگامهٔ محشر برون آرد

وله — ز غفلت عمر ما باشد که با عشرت هم آغوشم — بیا ای غم که گرد بستر راحت فراموشم

وله — از سوز تو ای شمع بتان سوخت دماغم — بر گیر ز خاکستر پروانه سراغم

وله — چون کمان رفته ام بقربانت — وقت پیری جوانی کردم

وله — تا خیال قامت آن سرو رعنا کرده ایم — عالم بالا بزیر پا تماشا کرده ایم

غیر نرگس کی برون آید گلی از خاک ما — بسکه یاد ساغر چشم شهلا بوده ایم

بسکه برداشت لاله داغ ز من — گشت هر لاله باغ باغ ز من

چنین که روز من از داغ هجر تیره است — بجز تو گذرد شام من چسان بی تو

محرمان شوق را ابروی طاقت قبله گاه — دیدهٔ قربانیان کوی نازت عیدگاه

کیم من ناتوان صیدی بدام غم گرفتاری — بدر رو داغ شادی حیات خویش بیزاری

خواہد ببزم یار اگر جا کند کسے	رباعی	مانند شمع گریہ شبہا کند کسے
آنرا کہ خیال زلف خوبان باشد		روز و شب او ہمیشہ یکسان باشد
آشفتگیش چو مو بود عین مراد		از جمع شدن دلش پریشان باشد

لچھمی نرائن صاحب اورنگ آبادی چمنستان شعرا مین لکہتے ہین کہ جناب نواب میر میران المخاطب بنوازش خان۔ فارسی ہندی دونون زبان مین شعرگوئی کرتے ہین۔ میر تقی میر نے لکہا کہ آپکا تخلص بہید ہے۔ اور فتح علیخان نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ آپکا تخلص میر میران ہے۔ فقیر کو شک واقع ہوا۔ رفع شک کے لئے نواب صاحب کی خدمت مین ایک رقعہ بہیجا۔ اور نوابصاحب نے جواب بہیجا۔

جواب رقعہ۔ کہ اینجانب را صاحب سخنان خواہی نخواہی داخل ریختہ گویان نمودہ و حالانکہ این بے بہرہ را اصلاً بہرہ درین فن نیست۔ وست روزبالا نام این گمنام سید عبد الحسین است والد مرحوم نظر برادب نام ملقب بمیر میران نمودہ۔ تخلص فارسی چون راز قرار یافتہ۔ لہذا دو سہ بیتے کہ بعنوان ریختہ موزون شدہ بود در تخلص بہید ترقیم یافت و میر تقی میر دو بیت کہ نوشتہ اند از تحبت است۔ خود نوشتہ اند کہ تذکرہ را چمنستان شعرا موسوم نمودہ ام انصاف باید نمود کہ کار خار در چمنستان ہست یا نہ اگر ہست اشعار مرا باید داخل نمود۔ واگر نیست خیر انتہی کلامہ۔

من اشعارہ الہندی

دیکہی صبا نے شاہد گل و کا مسکرانا	ولہ	سیکہی ہے ان لبان سے گل کی کلی کہلانا
دیکہا ہے دل نے جب سے بادام سی نین کا	ولہ	ہر صبح و شام کرنا شکر ایکا دوگانا
کسو کی گر زلف تیری خواب مین یک شب دیکہے	ولہ	اُس بیچارے کی سبہی عمر پریشان گذرے

وله

ملاحت جب سخن کی تجھ لب شور سین ٹپکی
بجائے می نمک سردانہ انگور سے ٹپکی

لگے تجھ شعلہ خو کا تیر کاری جسکو اے ظالم
بجائے خون شرر اس زخم کے ناسور سین ٹپکی

وله

از سر کو تو جانا مجھے جانا مشکل
جاؤن تو خود سے مگر جان پہ ہے مشکل

چڑھا کس مرتبہ پر جگمین منصور
یہہ ملک عشق کی سرداریان ہین

کڑکنا بجلی کا تم یہ نہ سمجھو
جنون کی شوق کے گلکاریان ہین

تمامی عمر دل بیکل رہا ہے
یہ بیچارہ دکھون مین پل رہا ہے

پھری اس داغ دلکو دیکھہ لالہ
دل و پروانہ دے کر جل رہا ہے

آہ گر باغ مین وہ سرو خرامان گذرے
اشک قمری کا گلستان مین طوفان گذرے

ہے آتش غم تیز درونی مین مرے
ناوک ناز تیرا دلستی سوزان گذرے

رنگین ۔ نورالدین علیخان

رنگین تخلص ۔ نورالدین علیخان نام ۔ آپ ضیاءالدین حسین خان صاحب الصدر دکن کے صاحبزادہ تھے ۔ اور قاضی کریم الدینخان قاضی بلدہ اورنگ آباد کے داماد تھے آپکے والد ماجد کو صدارت کے سوائے سرکار بندگا نعالی نواب آصفجاہ مرحوم کی خانسامانی کی خدمت بھی تھی ۔ آپ نہایت لائق و مستعد تھے ۔ والد کے فوت ہونیکے بعد اضافہ منصب اور خطاب ضیاءالدین حسین خانی سے سرفراز و ممتاز رہے شاعر رنگین طبع ظریف المزاج تھے ۔ نیک سیرت ستودہ عادت تھے ۔ حریفان ہم مشرب یاران ہم مذہب سے خوش اخلاقی و نرمی سے ملتے تھے ۔ عزیز دل تھے ذکی الطبع و تیز فہم تھے ۔ شعر گوئی مین عمدہ مہارت و لیاقت رکھتے تھے

اشعار رنگین سے تازہ تازہ مضامین عیان نظر آتے ہین۔ دیکھنے اور سننے سے لطف آتا ہے آپکا انتقال ۱۲۶۲ھ ہجری مین ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

چہ شد دور م خبر ہائے تو فی قاصد رسید اینجا
زما مپرس حال گریبان و آستین
کم کردہ ام باز خطش سنت و پای خویش
ہم رعشہ دست رہ ہوش گشت ہمہ نفس
افغان بجوان دل شدہ رنگین قبائی ما

ولہ

تو با آئینہ گشتی گرم صحبت دل طپید اینجا
داریم ہمچو دیدہ گریان و آستین
دارم گل بنفشہ بدامان و آستین
میرانم این مگس بگس از و آستین
از ما مپرس حال گریبان و آستین

مجمع نراس جنستان شعرا مین لکھتا ہے کہ رنگین کی طبیعت غزل گوئی کے ساتھہ مناسب نہین تہی۔ مثنوی مین صاحب کمال تہا۔ روضۃ الشہدا کو بطور وقائع نظم کرنے نہین پایا کہ عین عالم شباب مین ۱۲۶۲ھ ہجری مین فوت ہوا۔ میر عبد القادر مہربان اورنگ آبادی نے تاریخ وفات لکھی ہے

از جہان رفت جان رنگینی
سال فوتش شنیدم از ہاتف

نتوان یافت مرزائی چنین
با اجل رفت از جہان رنگین
۱۲۶۲

غرابت تاریخ مرحوم

یہہ بات مسلم ہے کہ کوئی شخص بے اجل نہین مرتا۔ لیکن مرحوم کی رحلت کی تاریخ کے حدوث مین اتفاقاً یہہ ضرورت واقع ہوئی کہ اکثر دوست یاران ہم مشرب مجلس مین بیٹھے تہے۔ یکایک رنگین کے مرنیکی خبر معلوم ہوئی۔ لوگون نے کہا کہ کسی نے ... نہین تو ایسے جوان کا یکایک فوت ہونا تعجبات سے ہے۔ اس مجلس مین

مہربانان حاضر تھے۔ ایک مصرع فی البدیہہ کہا ۔ ع باجل رفت از جہان رنگین بہ
جب مصرع کے عدد نکالے تو بے کم وکاست پوری تاریخ برآمد ہوئی۔ پھر مہربانان نے
ایک قطعہ مرتب کیا۔ چنانچہ صدر مین مذکور ہو چکا ہے۔ اور لچھمی نرائن لکھتا ہے کہ
تذکرۂ چمنستان شعرا کے اتمام کے بعد رنگین کے خادمون کی زبانی معلوم ہوا کہ رنگین
۲۴ جمادی الآخر ۱۱۷۰ھ ہجری مین روز جمعہ بلدۂ ایلچپور مین فوت ہوا ہے۔ تو
فقیر نے ایک قطعہ تاریخ لکھا ہے ؎

سخن سنج معنی گزین خان رنگین	چو شد بہر گلگشت گلزار عقبےٰ
ندا داد ہاتف پے سال فوتش	بمرگ مفاجات او شد ز دنیا

۱۱۷۰

من اشعار الہندی

نہین ہے آواز سے خالی یہہ بیستان میرا	کرتا ہے صدا یہہ سلسلۂ نالان میرا
سینہ نہین جو تیر اسو سیم خط میرے بر	دام مین مور کے نہین ہے یہہ سلیمان میرا
رشتۂ عمر کے نزدیک ہے مقراض اجل	بے سبب چاک نہین ہے یہ گریبان میرا

مناظرہ رنگین و مہربان

میر عبد القادر مہربان قاضی دولت آباد ابتدا مین رنگین تخلص کرتے تھے
ایک روز مجلس مشاعرہ مین ایک غزل پڑھی جسکا مطلع یہہ ہے ؎

خمارم بر بنیاد منت صہبا کشیدنہا	ز فیض چشمۂ نازم سرخوش بیخود طپیدنہا

یاران ہم مشرب نے غزل مذکور میر ضیاء الدین حسین خان رنگین سے سنی تہی۔ مہربان کو
سرقہ سے منسوب کیا۔ مہربان مع مجموعہ یاران رنگین کے مکان پر گیا دفع سرقہ کے لئے
مباحثہ شروع ہوا۔ رنگین نے فرمایا کہ مین نے اس غزل کو اپنے طرف منسوب کر کے

نہین پڑہا۔ اس فساد کا منشا اشتراک تخلص کے سبب تہا۔ مجلس برخاست ہونیکا خان رنگین نے مہربان کی خدمت مین رنگین تخلص ترک کرنیکی نسبت ایک قطعہ منظوم لکہا وہ یہ ہے

برادر از تو چشم عنایتی دارم
کہ یک تخلص رنگین من بمن بگذار
ترا کہ قدرت چندین ہزار مضمون است
اگر تو خواستہ باشی تخلصت بسیار
شنیدہ ام کہ در ایام سابق استادان
عجیب نیست ز اشفاق عام انمخدوم
ہمین بس است مرا از رحمت و الطاف
ز بارگاہ تو امید راحتی دارم
ز اشتراک تخلص دل است افگار
ز آب و تاب کلام تو جملہ مشحون است
کہ لفظہا بجناب تو می دہند ہزار
نمودہ اند عنایت تمامی دیوان
کہ از تخلص من برکشی تو دست لزوم
دل مرا کن ازین دغدغہ صاف

مہربان نے خان رنگین کی خاطر سے رنگین تخلص ترک کیا۔ اور ایثار اختیار کیا۔ غزلون کے مقاطع کی تبدیل و تحریف مین سخت محنت پڑی۔ پہر میر آزاد بلگرامی نے براہ مہربانی مہربان تخلص عنایت فرمایا۔ بعض غزلون مین تخلص مہربان کی گنجایش نہین ہوتی ہے تو ایثار کو اختیار کرتے ہین۔

روشن۔ قاضی محمد صالح

روشن تخلص۔ محمد صالح نام۔ تحفۃ الشعرا کے مولف نے لکہا کہ آپکے بزرگان سلف سلاطین گجرات کے عہد سے قصبہ جمبوسر تعلقہ بہروچ مین سکونت پذیر تہے۔ اور خدمت قضا پر مامور تہے۔ آپ کی ولادت اسی قصبہ مین ہوئی۔ اور وہین کی آب و ہوا مین پرورش پائی۔ نشو و نما کے بعد عالم عقل و شعور مین آپنے طالب علمی شروع کی۔ چند مدت مین

کتب درسیہ سے فارغ ہوکے فرخ سیر بادشاہ کے عہد مین بندر سورت کی قضا پر مامور ہوئے۔ آپ نہایت ہی لائق و ہوشیار متقی و پرہیزگار تھے۔ چند سال اسی خدمت پر مامور رہے۔ قضاء کا کام عمدہ طرح سے انتظام فرماتے رہے۔ بہارستان کے مولف نے لکھا کہ آپ نواب آصفجاہ اول کے آخر عہد مین بندر مذکور سے حیدرآباد دکن مین آئے اور حضور کی ملازمت مین باریاب ہوئے۔ امیدوار تھے کہ کوئی خدمت بزرگ پر مامور ہو جائین لیکن اجل موعود نے فرصت و مہلت نہ دی کہ کامیاب ہو جائین آخر آپ نے سنہ ۱۱۴۷ ہجری مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکو شعر و شاعری سے دلچسپی تھی۔ کبھی کبھی شعر موزون فرماتے تھے۔ آپکا کلام نہایت متین و شیرین ہوتا تھا

من اشعارہ الفارسی

نیارد دید رنج ہمنشین دل الفتہ صحبت
بہر کہ آئینہ اعتبار روئے واد

ولہ

راحت ہیچ جا سراسر رنج بود
بادہ چون جان زین شیشہ برون ریختنہ

ولہ

احتیاج ہیچ دام نیست در تسخیر ما
چہ بیخودی چکد امشب سر شک از چشم گریانم

ولہ

ز سیر گلشن عشرت کشیدہ دامانم
اگر بردف زنی رشتے بشور آرد جلاجل را

بغیر خویش کسے درمیان نمی بیند
پائے چون خوابید صاحب بستر است

محتسب را بگذارید کہ خون ریختنہ
وحشی حرف بیم و خاموشی بود زنجیر ما

مگر کج کردہ پیمانہ لبریز پیمان را
جو بوئے گل بہوائے کسے پریشانم

رسا۔ جان مرزا حیدرآبادی

رسا تخلص۔ جان مرزا نام۔ مرزا خان حسینی خطاب تھا۔ سادات حسینی ہمدان سے ہین

آپکے نسب کا سلسلہ سید علی ہمدانی سے پہنچتا ہے۔ آپکے اجداد مین میر شاہ طاہر اکبر بادشاہ کے زمانہ مین وارد ہوئے۔ بادشاہ ہندنے آپکی بڑی قدر و منزلت کی چند مدت کے بعد دکن مین آئے۔ سلاطین دکن نے بھی آپکی تشریف آوری کو نعمت عظمیٰ و غنیمت کبریٰ جانکر بڑی عزت و آبرو کی۔ آپکی آل و اولاد گجرات احمدآباد مین متوطن ہوئے اور ارباب فضل و کمال کے مرجع ہوئے۔ مشائخ کے طریقہ پر قائم تھے۔ اکبر بادشاہ نے چند مواضع جاگیر مقرر کر دئے تھے۔ اُسکی آمدنی کو محتاج مین صرف کرتے تھے۔ بادشاہ اسلام کی دعاگوئی اور خلائق کی ہدایت مین زندگی بسر کرتے تھے۔

آپکے والد ماجد سید میر جان عالمگیری زمانہ مین ارباب مناصب کے زمرہ مین تھے۔ خدمات عمدہ پر ممتاز و سرفراز۔ علوم متعارفہ و فنون عربیہ ادبیہ سے واقف و ماہر تھے۔ میرزا جان کا مولد حیدرآباد دکن ہے۔ اور نشو و نما نواب آصفجاہ بہادر کے لشکر مین پایا۔ کتب درسیہ کی تحصیل اور علم ادب کی تکمیل والد ماجد کی خدمت مین کی تھی۔ عالم فاضل و ادیب کامل تھے۔ افضل فاقشال تحفۃ الشعرا مین لکھتے ہین کہ ابتدا مین نواب شجاعت خان بہادر صوبہ دار برار کی ہمرکاب تھے۔ نواب کی عالی ہمتی سے اُس مقام برار مین زندگی فراغت و آبرو سے بسر کرتے تھے۔ آصفجاہ بہادر کے آخر عہد مین دارالانشا مین موسوی خان جرات کی جگہہ میر منشی ہوئے۔ حضور آصفجاہ کے خاص مقربے مین داخل ہوئے۔ دلّی کے سفر مین حضور آصفجاہ کے ہمرکاب تھے۔ اکابر و مشاہیر دلّی سے مستفید ہوئے۔ اور شعرا کی صحبت سے بھی فیضیاب۔ میر آزاد بلگرامی سے نہایت خلوص و محبت رکھتے تھے۔ اکثر اوقات علمی مباحثے و مناظرے باہم ہوا کرتے تھے۔ ایکروز میرزا نے میر صاحب کے اس شعر مین ؎ آزاد از سواد سخن میری مژہ

صد بار گر نگہ زدہ باز کن بلحاظ + اعتراض کیا کہ نگہ زدن نہین سنا یا گیا۔ سند دیجیے میر صاحب نے فی الفور نظامی کا شعر شیرین خسرو سے پیش کیا ؎

نگہ چون بر جمال نازنین زد ۔ گلہ بر آسمان سر بر زمین زد

فرمایا آج یہہ فائدہ مجکو آپکی برکت سے حاصل ہوا۔ کیا منصف مزاج و حق پسند تہے کہ سنتے ہی تسلیم کیا اور اپنی لاعلمی کے مقر و معترف ہوئے۔ فی زماننا کے ملاؤن سے ہوتے تو کبھی تسلیم نکرتے۔ بیفائدہ شور و غل مچاتے۔ مقابل کے قول حق کی تسلیم کو کسر شان سے سمجھتے۔ حالانکہ واقع مین تسلیم حق کی شان ایسی بلند ہے کہ آسمان ہفتم سے برتر ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خوش سلیقہ و خوش طریقہ ہے۔ سخندان سنجیدہ و شاعر پسندیدہ۔ مودب مہذب رنگین صحبت و ستودہ سیرت ناظم و ناثر تہے۔ نثر خوب لکہتے تہے۔ نثر کیا لکہتے تہے گویا موتی رولتے تہے۔ و نظم بہی خوب کہتے تہے۔ آپکے اشعار لالی آبدار ہین۔ سخن گوئی و شعر فہمی مین یگانہ زمانہ تہے۔ آپ آخر عمر مین دار الانشا سے محکمہ کروڑگیری بلدہ حیدرآباد مین منتقل ہوئے۔ آپ اس عہدہ پر زمانہ وفات تک مامور رہے۔ آپ خلق مجسم تہے۔ اسوجہ سے اہل شہر آپکو عزیز دل سمجھتے تہے۔ آپ ہر ایک کے ساتہہ نیک خلق و لطف سے ملتے تہے۔ عوام کی تالیف قلوب مین بہت ہی مستعد و سرگرم رہتے تہے۔ آخر آپ ۱۱۷۴ہجری مین شہر حیدرآباد مین فوت ہوئے۔ میر آزاد نے رحلت کی تاریخ کہی ؎

شیرازہ نظم میرزا خان ۔ ہم شہر بفکر او مباہی
تاریخ وفات او خرد گفت ۔ پیوست برحمت الٰہی
۱۱۷۴ھ

من اشعاره الفارسی

تا جلوهٔ تو مد نظر می شود مرا / تار نگاه سلک گهر می شود مرا

یار از نظر رفته زمین گیر می شوم / روز وداع درد کمر می شود مرا

ممنون ناله ام که درین بزم بیکسی / گاهی رفیق دیدهٔ تر می شود مرا

ما را رسانه خاک صحبت سرشته اند / بر جان و دل شکست اثر می شود مرا

وله

خون چکاند از دیده ام نظارهٔ دست حنا / آن کف پا میرود شاید بگلگشت حنا

وله

جرأت پا بوسم آخر انتقام خود کشید / رنگ ما نگرفت پایش از بشست حنا

وله

از غم هر کس بدل فریاد می آید مرا / شیشه بر جا شکند دل یاد می آید مرا

وله

رحم کن ای باغبان تقصیر در گلشن / که ما را از رگ گل کرده زنجیر در گلشن

ز بیم نازکیهاب قلم چون بید میلرزد / مصور گر کشد بر برگ گل تصویر در گلشن

چه لازم عندلیبان شکوه سنج باغبان بودن / بسر بردن این بهار آخر بهر تقدیر در گلشن

وله

در قفس آمد آن قیامت ایجاد / چون شعله بلند شد ز دلها فریاد

می آید و میرود خدا خیر کند / این برق بخرمن که خواهد افتاد

وله

در گلشن دهر بسکه تاب داغم / چون لاله اسیر پیچ و تاب داغم

کیفیت حال من تماشا دارد / چون مصرع شمع انتخاب داغم

وله

چشمت سیاه مستی ما را ندیده است / زلفت دراز دستی ما را ندیده است

بسیار بلا خط پیمانه می دهد / ساقی هنوز مستی ما را ندیده است

از گل رعنا و سرو آزاد

خود را ز تنگی قفس آزاد میکنم / این مشت پر تواضع صیاد می کنم

در سراپردهٔ دل هر نفس آوازے هست	ولہ	که درین خانه نهان خانه برانداز هست
نترسم اگر نه بخشش ز هجوم نارسائی	ولہ	بنجیال آستانش من و مشق جبهه سائی
که برد پیام ما را بحریم خوش نگاهان		رقمی بسوده آهم دو سه مصرع هوائی
بگلشن دل پر داغ سیرها دارم		معاشران چمن انتظار من مبرید
نمی توان بفلک طرح اختلاط انداخت		مرا ز صحبت این سفله ننگ می آید
خو بعزت کرده را در بیکسی هم عالمی است		بلبل ما در قفس کم میکند یاد وطن

روشن - محمد روشن خان حیدرآبادی

روشن تخلص - محمد روشن خان نام - آپکا وطن اصلی حیدرآباد دکن ہے - ذی استعداد و لائق تھے - طبیعت مین چستی و چالاکی تھی - جولانی طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین اقران و امثال سے سائق و فائق تھے - کلام سے متانت و لطافت نمایان ہے - ہر ایک شعر و مصرع سے ملاحت و عذوبت عیان ہے ہمکو آپکے دیوان کے دو ایک ورق متفرق ملگئے - اُسمین سے چند اشعار ہدیۂ ناظرین کرتے ہین - آپ سنہ ۱۳۰۰ تیرہ سو ہجری کی ابتدا مین زندہ تھے سنہ ۱۳۰۳ ہجری کے قریب آپکا انتقال ہوا - ہمکو آپ کی تاریخ مین شک ہے - اور آپکا حال بھی پوری طور سے معلوم نہین ہوا - مگر آپکا اسقدر حال و تخلص کا نشان وینا آپکے اُسی دیوان کے دو ورق سے جسقدر معلوم ہوا گزارش کیا گیا - چونکہ آپکا نام روشن ہے اُسی کی برکت سے آپنے اُس دیوان کے دو ورق سے یہہ روشنی دکھلائی - **ھو ھذہ**

صلح کو یکدم مین پھر کرتا ہے جنگ		وہ گل رعنا عجائب ہے دو رنگ

اُس کے آگے بلہوس چھوڑے ہوس
دیکھکر سختی تری روشن اُپر

خدا کیواسطے آے گل باغ شباب دل
اگر کوئی طفل نوخط اُسکو لے بار یہ تو بر جا ہے
نکوئی دمساز رکہتا ہے نکوئی ہمراز رکہتا ہے
دل سنگین پہ اُسکے جا اثر کر کچھہ خدا سے ڈر
جلایا تلملایا تڑپھڑایا بات کیا آیا
دیکھو غماز ترکان کے دیکھو فن ساز چشمان کے
گریبان چاک کر روشن ہوا تا ہو کہان جاوے

برنگ گل گریبان چاک ہے دل
پتنگا ہو گیا اُس شمع رو کا
برا ہے یا بھلا ہے کچھہ تو ہے گا
سدا رہتا ہے مست دلا اُبالی
علاج اُسکا اے روشن کیا کرون مین

کر مجکو بخت نہال رے نو نہال مل
خط دار لب کو دیکھہ یاقوت رنگ ہے
ہے چلبچل مین آج مرا دل اے چنچل
اتنا نہ کم نما ہو کہ سیکا کہا بھی کر
روشن کے رنجتے کو پڑھ مین شمع رو اگر

وله
ہر نگہ ظالم کی ہے تیغ فرنگ
ہو گیا رقت سے پارہ پارہ سنگ

وله
لے آیا ہون تیری خاطر شراب و کباب دل
چلا ہون آج مکتب کو بغل مین لے کتاب دل
خطاب دل جواب دل جواب دل خطاب دل
ستم کرتا ہے مجھہ کیا آتا اے اضطراب دل
قیامت مین ارے ظالم تو کیا دیگا جواب دل
یہی ہے انتخاب دل یہی ہے انتخاب دل
جگر زنجیر مین رکھتا ہے اُسکو پیچ تاب دل

وله
جیون شبنم دیدہ نمناک ہے دل
کہ جی دینے مین کیا چالاک ہے دل
میرے پیو کے قدم کا خاک ہے دل
سراپا بیخود و بیباک ہے دل
کبھو خوش ہے کبھو غمناک ہے دل

وله
اپنا غلام تو جو ایصاحب جمال مل
کیا خوشنما ہوا ہے زمرد سے لعل دل
ہین دلبری مین رو زترے خط و خال مین
یک لحظ میرے ساتھہ اے ابرو ہلال مل
عشاق جیون پتنگ کرین جلد و حال مل

وله

بتون کے گهر طرف زهاد کو لانیکا کیا حاصل
مسلمانون کو بتخانے مین لیجانیکا کیا حاصل

دل حیران حقیقت کو دل حیران کی کیا جانے
اے جان آئینہ کو آئینہ دکهلانیکا کیا حاصل

لیجا تو جوہر معنی کو کوئی جوہر شناس کے آگے
ارے روشن آئینہ نہ ہے کو دکہانیکا کیا حاصل

وله

پاس پاتے ہین ترے پہلو نمین ہم
پوچهتے ہین اُن کو مقبولون مین ہم

اب رقیبون کے اوپر لا حول ہیچ
دیکہہ نہین سکتے تجہے غولو نمین ہم

عاقبت ہوتا ہے صحبت کا اثر
بہول گئے ہین بیٹہہ کر بہولو نمین ہم

ہاتہہ سے مژگان کے جا سکتے نہین
کیا کرین اب سول مین سولون مین ہم

تا کہ ہووین نقش پا اُس شوخ کے
روشن اب مل جاننگے دہولو نمین ہم

وله

پیار نہین پاتے ہین اب پیارو نمین ہم
یاریان نہین دیکہتے یارون مین ہم

ملی خلافت عشق کی فرہاد سے
تکیہ باندہا نحم کے کوہسارو نمین ہم

غنچہ دل کیون نہووے باغ باغ
دلبری دیکہین ہین دلدارو نمین ہم

اب خدا جانے بچین یا نین بچین
ہین ترے آنکہون کے بیمارو نمین ہم

کہین نظر آوے بت جادو فروش
ڈہونڈتے پہرتے ہین بازارو نمین ہم

رفیقی آملی

رفیقی تخلص - آپکا اصلی وطن شہر آمل ہے بستعد و لائق طالب علم تہا - فارسی انشا پردازی و فن معما و تاریخ مین مہارت کامل رکہتا تہا - وطن سے حج و زیارت کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوا - حج و زیارت سے فارغ ہوکر اکبری زمانہ مین ملک دکن مین آیا چند مدت حیدرآباد و بیجاپور مین بسر کیا - قطب شاہیہ و عادلشاہیہ سلاطین کی تاریخ مین

قصائد لکھے پھر اکبری دربار مین پہنچا - بارگاہ اکبری مین ملازم ہوا - کسی تذکرہ نویس نے سنہ وفات کی نسبت کچھہ نہین لکھا -

من اشعارہ

بستم برخت پردہ چشم نگران را	تا چشم بروئے تو نیفتد دگران را
زخم شمشیر جفائے تو بمرہم بستم	تا ازو چاشنی درد تو بیرون نرود

رونق - عارف الدینخان برہانپوری

رونق تخلص - عارف الدینخان نام - آپ حافظ محمد معروف برہانپوری کے فرزند ہین حافظ صاحب معہ صوفی نواب والاجاہ کے عہد مین برہانپور سے مدراس مین آئے - اور سکونت پذیر ہوئے - نواب کی سرکار مین ملازم ہوگئے - سنہ ۱۱۹۲ ہجری مین رونق مدراس مین پیدا ہوئے - اوائل سن شعور مین کتب درسیہ عربیہ مولوی محمد اسمعیل صاحب و مولوی حاجی محمد مقیم صاحب کی خدمت مین تمام کین - کتب متداولہ فارسیہ غلام محی الدین المتخلص بہ عجز سے پڑھین - طبع موزون و فکر رسا رکھتے تھے - سخن کی صلاح مولانا آگاہ سے لیتے تھے - مدت تک میرزا محمد صادق شیرازی المتخلص بکوکب کے ہم صحبت رہے - آپ کو محاورات فارسی کی تحقیقات مین نہایت ہی دلچسپی تھی رات دن اسی تلاش مین مصروف رہتے تھے - بیس برس کی عمر مین نواب عمدۃ الامرا بہادر کے ملازم ہوئے - امیر الملک تاج الامرا کی خدمت مین متعین ہوئے - عمدۃ الامرا کے انتقال کے بعد مدراس سے کڑپا کرنول مین پہنچے - مدت تک سر طامس گورنر مدراس کی سرکار مین منشی گری کی خدمت پر مامور رہے پھر بسبب کشش آب و دانہ حیدرآباد دکن مین آئے - زمانہ دراز تک شہر مین رہے حیدرآباد سے

بدراس مین آمد و رفت فرماتے تھے۔ آخر سنہ ۱۲۶۶ ہجری مین عزم جزم کیا کہ غربت کی شام سے جدا ہو کر صبح وطن مین آرام لینا چاہیے۔ پس مشاعرہ اعظم مین شریک ہوئے اقسام سخن مین خوب استعداد رکھتے تھے۔ اکثر محافل مین شعر فی البدیہہ کہتے تھے آخر بسبب ضعیفی و کم طاقتی گوشہ نشینی اختیار کی۔ ذکر الٰہی مین مشغول ہوئے مزاج مین آزادی تھی رندانہ روش مین زندگی بسر کرتے تھے۔ آخر حیدرآباد مین فوت ہوئے سنہ وفات کو کسی تذکرہ نویس نے نہین لکھا۔ ہم بھی مجبوراً انہین تذکرہ نویسوں کی پیروی کرتے ہین ھو ھذا

طبع آزادان شو و وارستہ از بند خطر
در گذشتن آتش و آب ست یکسان سایہ را

در بیابان ہمسری با کوہ دارد حیرتست
بر لب دریا نسیمے کرد لرزان سایہ را

بعد قتلم آن ستمگر بیوفائی سنگدل
پا نہد بر سینہ و گوید کہ دشمن زیر پا

نیست کس در جا نگدازی مثل آن ثابت قدم
شمع میداند کہ آخر ہست مدفن زیر پا

رخ تو در نظر آئینہ دار می آید
بہ سادگی چہ قدر از تو کار می آید

سر آراسودے فرصت ندارم
کہ آغاز مرا انجام کردند

گرہا نرا عجب تسخیر دلہاست
خطوط دست احسان دام کردند

با آتشین نفسان نتوان ہمزبان شدن
کم می کند تجلی خود ماہ در سحر

متاع سود و زیان بار خاطرست اینجا
چو گرد قافلۂ کاروان ہم بر خیز

ہوس سرو قدت بعد فنا ہم نرود
ثمری می کنم ایجاد ز خاکستر خویش

کے بآسانی دہم از دست دامان فراق
بعد ازین دست من و چاک گریبان فراق

شد بکوی او وطن ما از فیض چشم زار
بار منت ہا بسر داریم از گرداب تنگ

گره شود چو طباشیر اشک در مژه ام	اگر بفرقت آن نے سوار گریه کنم
ربطی چو گوهرت مرا با گریستن	هستی من چو اشک بود تا گریستن
شوخی مکن نسیم بزلف نگار من	فهمیده نه قدم بشب تار اندکی

رائے - کنول کشن

رائے تخلص - رائے کنول کشن نام - قوم کا بیتہ - آپکا اصلی وطن پنجاب ہے آپکے والد بہرہ مند خان عالمگیری کے دولتخانہ مین عمدہ خدمت پر مامور تھے - آپ پنجاب سے دکن مین آئے - نواب آصفجاہ مرحوم کی سرکار مین خانسامان کے پیشکار تھے مدت تک سرکار موصوف کی خدمت مین سرفراز رہے - ۱۱۷۵ ہجری مین میر معروف حسین خان بہادر خانسامان آصفجاہ ثانی کی خدمت مین پیشکاری پر مامور ہوئے - صاحب مردم دیدہ اپنے تذکرہ مین لکھتے ہین جبتک فقیر اورنگ آباد دکن مین رہا تب تک معز الیہ فقیر سے محبت و اخلاص کے ساتھہ ملتے تھے - صاحب دانش و خوش خلق و متدین تھے - کبھی کبھی شعر کی فکر کرتے ہین - باوجود کم فرصتی جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین - نواب نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی نے ماہ شوال ۱۱۷۵ ہجری مین قلعہ نلدرگ کو فتح کیا - آپ نے اسکی تاریخ کہی ۵

آورد ہاتف مژدہ از فتح نلدرگ سترگ دو دہ بود با ہفت و یک از ماہ شوال بزرگ

ثانی مصرع مین ۱۱۷۵ ہجری برآمد ہوتے ہین - انتہی کلامہ - ۱۲۰۸ ہجری مین آپکی وفات واقع ہوئی - آپکا کلام سوائے اس تاریخ کے ہمکو نہین ملا اسوجہ سے صرف اسی تاریخ پر اکتفا کیا گیا -

رضا - محمد رضا بیگ اورنگ آبادی

رضا تخلص - محمد رضا بیگ نام - قوم مغل چغتائی برلاس سے تھے - آپکے جد بزرگوار بدخشان سے ہند مین آئے - آپکے والد دلی مین پیدا ہوئے تھے - جد بزرگوار کا انتقال دلی مین ہوا - والد با جد عالمگیر کے آخر عہد مین وارد دکن ہوئے - بادشاہی ملازم ہوئے شہر اورنگ آباد مین متعین تھے - محمد رضا کی ولادت شہر مذکور مین واقع ہوئی - اور اسی شہر مین تعلیم و تربیت بھی پائی - کتب درسیہ فارسیہ فضلا و علما کے خدمت مین نہایت تحقیق سے حاصل کین بہت خوش طالب علم ہوئے - طبع موزون و فکر رسا سے موصوف تھے - شعر گوئی شروع کی - شاہ سراج اورنگ آبادی سے کلام کی مشق کرتے تھے آپکا کلام شیرین و رنگین ہے - لچھمی نرائن چمنستان مین لکھتے ہین کہ مین نے تالیف کتاب کے وقت ایک رقعہ اشعار کی طلب مین آپکی خدمت مین بھیجا - آپنے رقعہ کا جواب نظم مین لکھکر بھیجا - یار کا جور و ستم کیون نہ مین برداشت کرون * اُس سے آئندہ مجھے چشم کرم باقی ہے * بعد مرنے کے رہونگا مین کفن مین بیتاب * بسکہ سینے مین رضا یار کا غم باقی ہے * انتہی کلامہ -

من اشعارہ الہندی

ہے کسقدر میرا خود نما دورنگ
چھپاؤ مت دورخ بے نقاب پردے مین

آئینہ اُس کے سامنے آکر ہوا دورنگ
نہین رہا ہے کہین آفتاب پردے مین

رکھا ہون الفت ساقی کو اسطرح سے نہان
کہ جسطرح سے ہے کوئی شراب پردے مین

کار دنیا کیجئے یا فکر عقبیٰ کیجئے
عمر کا عرصہ بہت تنگ اسمین کیا کیا کیجئے

گرچہ ہمکو جلوۂ دیدار کی طاقت نہین
ایکدم جو کچھ کہ ہونا ہو تماشا کیجئے

اے رضا نہین تمناؤن سے دل کا نکل جانا
عشق کی راہ مین تسلیم و رضا لازم ہے

رنگین ۔ لعل چند اورنگ آبادی

رنگین تخلص ۔ لعل چند نام ۔ قوم کا یتھ ۔ اورنگ آبادی المولد ہے ۔ رنگین مزاج و خوش گفتار تھا ۔ شروع جوانی میں لہو و لعب و عیش طرب میں مشغول رہتا تھا ۔ آزادانہ زندگی بسر کرتا تھا ۔ آخر سنبھل گیا ۔ اور اپنی گذشتہ حالت پر افسوس کرنے لگا ۔ معاش و قوت بسری کی فکر پیدا ہوئی ۔ پڑھنے لکھنے کا شوق پیدا ہوا ۔ شاہ ساحی اورنگ آبادی کے خدمت میں حاضر ہونے لگا ۔ چند روز استفادہ کیا ۔ طبع موزون و فکر رسا رکھتا تھا ۔ ریختہ میں شعر گوئی شروع کی ۔ اور شاہ ساحی سے اصلاح لینے لگا ۔ تھوڑے ہی زمانہ میں شاعر یکتا ہوگیا ۔ لچھمی نرائن شفیق کا معاصر ہے ۔ آپکا انتقال ۱۱۹۵ھ ہجری میں ہوا ۔

من اشعارہ الہندی

آج وہ شوخ رنگیلا جو چمن میں آوے
ناصحوں کی بھی نصیحت نہیں اب اسکو قبول
زاغ کو کبک کی رفتار نہیں آنے کی
جسکے نین ہوینگی خواہش سخن رنگین کی
عشق میں کوئی نہیں آج میرے آئے گا
کام میں اپنے ہوں سرگرم نہیں کسی کے کام

سرو چلنے کو لگے غنچہ سخن میں آوے
بات کرتا ہے وہی سکے جو من میں آوے
بوالہوس کوں کبھو عشق کے فن میں آوے
ہند سے نہیں ہے عجب گروہ دکن میں آوے
کہ گرفتار ہوں میں سلسلۂ تمکین کا
ہجو سے دق نہیں مشتاق نہیں تحسین کا

راز ۔ نوازش خان اورنگ آبادی

راز تخلص ۔ نوازش خان نام ۔ ایرانی الاصل ہیں ۔ آپکے والد ماجد علی مردان خان محمد فرخ سیر کے

زمانہ مین شاہ ایران کیطرف سے سفیر ہوکر آئے تھے۔ شاہ جہان آباد مین چندروز رہے پھر وآں سے دکن مین رونق افزا ہوئے۔ بندگان آصفجاہ کی خدمت مین پہنچے۔ عنایت و رحمت شاہی سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ پھر بعارضۂ طبعی فوت ہوگئے۔ آپکے خلف الصدق میان رازنوازش خان کا خطاب پاکر تمام بلدہ اورنگ آباد کی خدمت داروغگی پر مامور ہوئے۔ جوان صالح متقی و پرہیزگار تھے۔ موزون الطبع و شعرفہم تھے۔ زور طبیعت سے شعر کی فکر کرتے تھے۔ آپکا کلام بامزہ ہے۔ تازہ تازہ مضامین سے شگفتہ و خندان ہے۔ کم گو تھے۔ کبھی کبھی موزون کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ تمام اشعار کا مجموعہ ہوگیا۔ ایک مختصر دیوان بنگیا۔ صاحب دیوان مشہور ہین۔ آپکا انتقال ۱۱۸۷ سنہ ہجری مین ہوا۔

من اشعار الفارسی

در بزم تو تا ز پا نشستم
چون نقش بد عا نشستم

چون گرد بشوق پابوسی
در کوئے تو جا بجا نشستم

از بہارش گلے نچید رقیب
خار شد آن چنان کہ می باید

ربط۔ بالاپرشاد حیدرآبادی

ربط تخلص۔ بالاپرشاد نام۔ آپکے بزرگ مشاہیر لکھنو سے تھے۔ آپکی ولادت بھی شہر لکھنو مین واقع ہوئی۔ سن شعور کے بعد کتب فارسیہ استادون سے تمام کین تحریر و تقریر مین عمدہ لیاقت حاصل کی۔ شعرگوئی کا نہایت ہی شوق تھا طبیعت چستی و چالاکی مین جولانی کر رہی تھی۔ دماغ مین نازک خیالی جوش مار رہی تھی کہ

شعر کہنا شروع کیا۔ آپکے اشعار اوائل ہی مین سنجیدہ و برجستہ ہونے لگے چند روز کی مشق مین پختگی و شستگی نظر آنے لگی۔ آپ وطن سے حیدرآباد دکن مین آ گئے۔ راجہ خوشحال چند بہادر کی دختر نیک اختر سے منسوب ہوئے۔ راجہ صاحب کی وجہ منصب مناسب پربھی مقرر ہو گئے۔ آپ شعر و سخن کے شیفتہ تھے۔ حیدرآباد سے بغرض ملاقات شعرائے ہند لکھنو روانہ ہوئے۔ وہان شعرائے معاصرین سے ملے مشاعرہ مین شریک ہوئے۔ شعرا کی طرح پر غزلین موزون کئے۔ مجمع شعرا مین اپنا کلام پڑھا اور سب کو سنایا۔ سب نے پسند اور آپکو مواہیر سے وثیقہ اسبات کا مرحمت کیا کہ آپ سن شباب مین فرید زمانہ ہین۔ اور آپکے اشعار فرائد ہین۔ آپ خوش کلام جادو بیان تھے۔ آپکے اشعار مین مضامین دلگداز ہوتے ہین۔ آپ خوش اخلاق صاحب مروت و سخاوت تھے آخر سنہ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپ حیدرآباد مین ایسے جمے کہ مر کر اٹھے۔

من اشعارہ الہندی

تاب و توان و صبر گئے دل کے ساتھ ساتھ
محفل اٹھی ہے صاحب محفل کے ساتھ ساتھ

تب مجکو یار کہتے تھے مرنا سہج نہین
کچھ دن پھر انتو کیجئے قاتل کے ساتھ ساتھ

قاتل سے اب کوئی نہین کہتا کہ دو قدم
تو بھی تو چل جنازہ بسمل کے ساتھ ساتھ

سر سے کفن لپیٹے ہوئے پھر رہے ہین بط
مرنیکے اشتیاق مین قاتل کے ساتھ ساتھ

وله

گر نخل تمنا کو ہمارے ثمر آوے
شمشیر کا پھل پھول سپر کا نظر آوے

تصویر اگر شمع رسالت کی لکھون مین
خامہ سے نکل جلوۂ شق القمر آوے

طوفان ہے اشکونکا اگر پھر پر آوے
کردون شبل نوح کی کشتی نظر آوے

یون تو یونہی صحیح منکر ہین مرے قتل سے آپ	سرخی پنجۂ نازک کو حنا کہتے ہین
وہ جو خنجر مرے مژگان کیطرح ہے پر خون	یہہ جو دامن پہ ہین چھینٹے اسے کیا کہتے ہین

رضا ۔ محمد رضا خان مدراسی

رضا تخلص ۔ محمد رضا خان نام ۔ آپ نواب حسین دوست خان رئیس و جاگیردار قلعہ اولکنڈہ مدراس کے فرزند ہین آپکے جد بزرگ نواب شمشیر الدولہ مبارز جنگ چندا صاحب کے فرزند تھے ۔ چندا صاحب کرناٹک کے والی و رئیس تھے ۔ آپ فن شعر گوئی مین مرزا دبیر لکھنوی کے شاگرد ہین ۔ آپ فارسی اردو دونون زبان مین شعر کہتے ہین ۔ اور آپ استاد کی طرح مرثیہ گوئی مین بھی بے نظیر ہین ۔ آپکا اکثر کلام گلدستون و اخبارات مین مطبوع ہوتا ہے مشہور و معروف ہے آپکی عمر بیالیس برس کی ہوگی ۔ نیک طینت و پسندیدہ سیرت ہین ۔ خاندانی شرافت و نجابت کے یادگار ہین ۔ طال اللہ بقاہ ۔ ہم کو یہ بات نہین معلوم ہوئی کہ آپ مدراس مین سکونت پذیر ہین یا لکھنو مین ۔

من اشعارہ الہندی

دوست دشمن عدو یگانہ ہوا		منقلب کسقدر زمانہ ہوا
ہم اسی بیوفا پہ مرتے ہین		جسکا وعدہ کبھی وفا نہ ہوا
سفاک کی گلی مین تھا خون تا کمر روان	ولہ	تقدیر نے دکھائی نئی کربلا مجھے

من اشعارہ الفارسی

شورش محشر فتد گر شبے غوغا کنم	تازہ قیامت شود صبح چو بالا کنم

مشرب من دگر و مشرب مجنون دگر	نیست جنونم چنان خواہش لیلا کنم

راز۔ مولوی احسان الحق دہلوی

راز تخلص۔ مولوی احسان الحق نام۔ دہلوی الاصل ہین۔ مدت سے حیدر آباد دکن ہین متوطن ہین۔ سرکار عالی نظام سے یومیہ مناسب پاتے ہین۔ عالم فاضل ہین شعرگوئی مین بہی ہوشیار و چالاک ہین حکیم نواب مرزا احمد جان ہوش بریلوی کے شاگرد ہین۔ شعر خوب کہتے ہین۔ کلام سنجیدہ ہوتا ہے۔ آپ خوش طبع و خوش فکر ہین۔ پاکیزہ طبیعت و پسندیدہ سیرت ہین۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند خدا و رسول کے اوامر و نواہی پر کاربند ہین۔ خدا تعالیٰ آپکو خوش خرم رکہے۔

من اشعارہ الہندی

بلبلو سایہ پڑا کس کے گل رخسار کا	رنگ آتا ہے نظر بدلا ہوا گلزار کا
کیا اطبا دم سنجود کیو ہوا نہ عجبتی ہی پہاں	ہونہ جب ممکن علاج اس عشق کے بیمار کا
گرمی بازار یوسف کی کہان تہی اسقدر	اک جہان دل دیکے طالب ہے ترے دیدار کا
یہ صدا پازیب کی جہنکار سے آتی ہی صاف	فتنہ محشر بہی بندہ ہے تری رفتار کا

رسا۔ محمد وجیہ الدین خان حیدرآبادی

رسا تخلص۔ محمد وجیہ الدین نام۔ آپ محمد بہاء الدین خان حیدرآبادی کے فرزند ہین۔ فارسی نوشت خواند ہین ہوشیار و مستعد ہین۔ ذہین و فطین ہین سخن سنجی و شعرگوئی ہین خوش کلام و شیرین بیان ہین۔ آپنے ڈاکٹر احمد حسین صاحب

مائل ہے مشق کی ہے۔ مزاج مین شاعرانہ شوخی وظرافت ہے۔ شگفتہ جبین خندان روہین۔ یاران ہم مشرب کی مجلس کے رونق ہین بارک اللہ فی عمرہ۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً چھتیس برس کی ہوگی۔ معلوم نہین آپ کس محکمہ مین ملازم ہین

من اشعارہ الہندی

گر تجکو رسا یار کے دیدار کا ہے شوق
وقت آرائش نگہ پڑتے ہی مضطر ہو گیا
ہان جواب وصل کی تکرار دیتی ہے مزا
ذرہ ہائے خاک بھی زنجیر جوہر بنگئے

ولہ

آنکھون مین عینک خوب رشید و قمر ہے آج
خود تڑپ کر عکس آئینہ سے باہر ہو گیا
آپکا انکار بھی قند مکرر ہو گیا
نقش پائے یار مرآت سکندر ہو گیا

رشید۔ محمد شکر اللہ خان لکھنوی

رشید تخلص محمد شکر اللہ نام۔ آپ لکھنو کے مشاہیر شرفا سے ہین۔ اہالیہ سب ہین علم وفضل سے آراستہ لیاقت و قابلیت سے پیراستہ ہین۔ شاعر خوش بیان وشیرین زبان ہین۔ آپکو مرزا دبیر مرحوم سے تلمذ ہے۔ آپ استاد کے ہمقدم ہین نوحہ و مرثیہ وسلام نہایت ہی خوب کہتے ہین۔ اور ایسی خوبی سے پڑھتے ہین کہ سننے والے نہایت محظوظ ہوتے ہین۔ فی الحال آپکی عمر قیاساً ساٹھہ برس کی ہوگی۔ آپ کسی زبردست توسل و ذریعہ کی وجہ سے مدار المہام کے معتمد کے حکم سے بلائے گئے۔ آپ لکھنو سے حیدرآباد مین آئے۔ اور اورنگ آباد صوبہ دکن مین تحصیلداری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ معلوم نہین فی الحال کس ضلع اور تعلقہ مین ہین جہان ہون اللہ تعالی اُن کو خوش حال رکھے۔

من اشعارہ الہندی

کیجئے نہ امتحان مرا غیرون کے سامنے
مارا ہے تیغ ناز نے اک شوخ چشم کے
رفتار ناز سے کہین محشر بپا نہو
بوئے وفا کچھہ آتی ہے اے غیرت چمن
ساقی کے فیض عام سے ہے دور آفتاب
تصویر یار نے مجھے عامل بنا دیا

ولہ

فرمائے تو رکھدون کلیجہ نکال کے
بہائے ہون زخم دلپہ زبان غزال کے
او ترک رکھہ زمین پہ قدم دیکھہ بھال کے
دل ہے کسیکا یا گل تصویر ہاتھہ مین
جام سوال ہے فلک پیر ہاتھہ مین
الفت کا نقش ہے پئے تسخیر ہاتھہ مین

رضا حسین رضا لکھنوی

رضا تخلص - رضا حسین نام - آپ شیخ مہدی علی لکھنوی کے خلف الصدق ہین آپکے بزرگ شاہان دلی کے زمانہ مین معزز و مکرم رہے - عہدہائے جلیلہ پر مامور رہے اور لکھنومین بہی نواب شجاع الدولہ کے عہد مین عزت و آبرو سے بسر کرتے رہے - آپ عالم شباب مین مولوی ہادی علیصاحب اشک مرحوم اور مولوی عبد الغفور سے کتب درسیہ تحصیل کین مستعد و لائق ہین - اور شعر گوئی مین جناب سہر لکھنوی کے شاگرد ہین - چند سال سے حیدر آباد مین رونق افزا ہین وکالت کرتے ہین - خوش مزاج و ظریف الطبع ہین - آپکا کلام رنگین و شیرین ہوتا ہے - اسوقت آپکی عمر تخمیناً چالیس برس کی ہوگی مجھے اسبات کا پتا نہین ملا کہ صاحب ترجمہ حیدر آباد مین کس محکمہ مین ملازم ہین - صرف اسقدر جانتا ہون کہ شاعر لائق ہین اور میرا اسقدر جاننا بھی گلدستون جدیدہ سے معلوم ہوا ہے -

رہی گرمی نہ باقی نام کو خورشید محشر مین	قیامت کی تری تہی میکشون کے دامن تر مین
خیال عارض جانان نہین اس دیدۂ تر مین	حریر شعلہ کا پیوند ہے پانیکی چادر مین
وہ مرغ خوشنوا ہون ایک عالم سننے آتا ہے	رہا کرتا ہے جبسے رات دن صیاد کے گہر سے
اُنہین کے منہ کا لقمہ تو غیر ہوتا ہے	جو مثل آسیا آٹھون پہر پیستے ہین چکر مین
رضا اب چادر گل بہی ہین ہے اُنکی تربت پر	لدے رہتے تہے جو نازک بدن پہولونکی زیور مین

رائق حکیم باقر حسن خان

رائق تخلص - باقر حسن خان نام - آپکا مسقط الراس قصبۂ او دگیر ضلع مدراس ہے - آپ معززین نوائط سے ہین - آپ عربی وفارسی مین استعداد کامل رکہتے تہے - فارسی کی نظم ونثر لکہنے مین فرد فرید شمار کئے جاتے تہے - آپکو تلمذ مولوی باقر آگاہ سے تہا - آپکا کلام نہایت فصیح وبلیغ ہوتا ہے - نواب اعظم جاہ بہادر کی مصاحبت تہے - نواب صاحب آپکی بہت تعظیم وتکریم فرماتے تہے - آپ نواب صاحب کے عنایت وکرم سے خوشحال وفارغ بال تہے - جب تک زندہ رہے خوش وخرم رہے - تذکرۂ گلدستۂ کرناٹک آپ کی تالیف سے ہے - شعر وشاعری کے فریفتہ تہے - آخر آپ ۱۲۴۷ ہجری مین اس دار فانی سے عالم آخرت مین روانہ ہوئے

من اشعارہ الفارسی

بزاری عرض مطلب کن با جانت گر ہوس داری	اثر ہا در گرہ باشد دعائے وقت باران را
ہمین ادائے تو تنہا نہ آفت جان ست	بہر پردہ چشم تو فتنہ ہائے پنہان ست
ز تماشائے جالت چہ بلا جوشد اشک	حشر طفلان شود آنجا کہ تماشا باشد

کرد بیہوش مرا گردش چشم سیہش	من ازین ساغر سرشار بسے مست شدم

راقم - محمد حسین قادری

راقم تخلص - محمد حسین نام مشرباً قادری - آپ نجم الدین حسن خوشنویس کے صاحبزادے ہین - آپکی ولادت ۱۲۲۳ھ ہجری مین واقع ہوئی - مسقط الراس مدراس ہے - آپ سنہ شعور کے بعد تحصیل علوم عربیہ کے طرف متوجہ ہوئے - مفتی بدر الدولہ بہادر کی خدمت مین تحصیل و تکمیل سے فارغ ہوئے - آپکو شاعری کا شوق ہوا مولوی محی الدین واقف و ابو طیب خان والا و شائق کی خدمت مین مشق کلام کی - اساتذہ کی توجہ و اصلاح سے شاعر کامل ہوئے - آپکا کلام شستہ و پاکیزہ ہوتا ہے لطافت و فصاحت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے - شائقین کو مطالعہ سے لطف و مزہ حاصل ہوتا ہے - آپکا سنہ وفات معلوم نہین ہوا -

من اشعارہ الفارسی

گداخت شعلۂ رویت دماغ آئینہ را	شکست مستئی چشمت ایاغ آئینہ را
زجور چرخ پرستند خوبرویان ہم	نگاہ کن کلف ماہ و داغ آئینہ را
بسان خط شعاعی زتاب مہر رخت	نگہ بدیدۂ من رعشہ دار میگردد

رام - لالہ رام پرشاد

رام تخلص - لالہ رام پرشاد نام - قوم کایتھ سکسینہ - ساکن برہانپور - شاعر خوش فکر و سنجیدہ طبع تھا - کلام صاف و پاکیزہ کہتا تھا - معانی تازہ کو ایجاد کرتا تھا - سنہ ۱۲۲۰ہجری مین فوت ہوا - من کلامہ

آہ حسرت می کشد از رشک ما باد صبا		از دم ما غنچۂ تصویر خندان می شود

راغب ۔ میر مبارک اللہ خان

راغب تخلص ۔ میر مبارک اللہ خان نام ۔ بلخی الاصل ہین ۔ آپکے بزرگان سلف قصبۂ امام علاقۂ بلخ مین متوطن تھے ۔ آپکے جد امجد سید معصوم خان دادا سید عبد اللہ خان وطن مالوفہ سے حضرت آصفجاہ اوّل کے عہد مین حیدرآباد دکن مین آئے ۔ حضور کی ملازمت سے مشرف ہوئے ۔ حضور آصفجاہ نے آپکو منصب مناسب سے سرفراز کرکے اپنی مصاحبت مین رکھا ۔ حضور کی زندگی تک خوش رہے ۔ صاحب ترجمہ کے والد ماجد سید عاصم خان بہادر مبارز جنگ حیدرآباد سے نواب امیر الہند والاجاہ محمد علیخان بہادر کی خدمت مین مدراس گئے ۔ نواب نے آپکی بہت خاطرداری و مدارات کی اور معزز خدمت پر مامور فرمایا ۔ آپکے والد ماجد حسن خدمت کے ذریعہ سے درجۂ مدار المہامی پر پہنچ گئے ۔ بہادری جنگی خطاب سے مخاطب ہوئے ۔ زمین مدراس مین راغب صاحب ترجمہ کی ولادت سنہ ۱۲۰۳ ہجری مین واقع ہوئی ۔ آپنے سن شعور کے بعد اساتذہ بزرگ سے کتب علوم و فنون تحصیل کین ۔ تحصیل و تکمیل کے بعد سخن سنجی و شعرگوئی کے طرف مائل ہوئے ۔ چند روز کی مشق مین کلام سنجیدہ موزون فرمانے لگے ۔ آپکے کلام سے نقادان سخن محظوظ ہوتے تھے ۔ آپکی رنگین بیانی و شیرین معانی کی تعریف کرتے تھے ۔ آپکے کلام سے فصاحت و بلاغت نمایان ہوتی تھی ۔ آپکی سنہ وفات کی تاریخ معلوم نہین ہوئی ۔ آپکی تالیفات سے ایک ساقی نامہ ۔ دوم فراقنامہ سوم دیوان ہین ۔ اب مین آپکے چند اشعار گزارش کرتا ہون ھو ھذہ

وله چون گل نرگس نمی آید بهم مژگان ما / در تلاش کیست یارب دیدهٔ حیران ما

آتش عشق کباب شعله زد در جان ما / شور ها دارد کباب سا دل بریان ما

وله در چمن کردم چو وصف نکهت گفتار او / با زبان لال شد سر در گریبان غنچه را

وله هلال عید قربان ناز تیغ ابرویش بدیدم / برنگ نیم بسمل میکنم مشق طپیدن نها

وله ز بس دارم بسر سودای عشق لاابالی را / رگ برق از طپیدن کرده ام تار نهالی را

وله چون شاخ گل بهار بکف باش رهبهار / دستے که بے می است کم از نیست خار نیست

وله راغب اعرورم مجال لب کشائی بیها نماند / من چگویم فکر زنقش سرمه ام در کام ریخت

وله کس نکند به بیکسی قصه پهلوی من آه / ناوک او هم از دلم برق صفت گذار کرد

وله چسان شهید ترا از طپش امان باشد / تبسم تو نمک پاش زخم جان باشد

وله حصار عافیت بر سند و قالین چه میجوئی / من از عزلت بنقش بوریای خود زره پوشم

وله آنچه در یک جام صهبا دیده ام در بزم یار / سالها باید که بیند در طلسم جام جم

وله باقیست کار و بار بهار از غبار من / بیهوده نیست رستن گل از مزار من

وله تا اضطراب خود آرام یافتم راغب / بسان جنبش گهواره شد طپیدن من

وله ذره ذره جا نگداز عشق چه شمع / گرم رفتار باش تا باشی

وله گشت از مضمون خط روشن مرا / گلرخان دارند حسن بے رضی

حرف السین المهمله

سراج - سید سراج الدین حسینی اورنگ آبادی

سراج تخلص - سید سراج الدین نام - آپ سادات حسینی خاندان مشائخ سے تھے - تربیت و تعلیم اسی شهر فیض بهر مین پائی - آپنے اپنا حال منتخب دواوین کے

دیباچہ مین لکھا۔ ہم اُسکا ترجمہ بجنسہ لکھتے ہین۔ اور اُس منتخب کا نام یعنی (منتخب دیوانہا) ہے
یہہ فقیر بارہ برس کی عمر مین جوش جذبہ و غلبہ شوق سے سات برس تک برہنہ تن
و برہنہ سر رہا۔ اکثر اوقات عالم بیخودی مین حضرت شاہ برہان الدین غریب دولت آبادی
کے روضہ کے اطراف مین گہومتا تہا۔ اسی دور و طواف مین رات دن بسر کرتا تہا
اور اسی حالت مستی مین اکثر اشعار فارسی زبان سے برآمد ہوتے تہے۔ مگر تحریر کے
دائرہ مین نہین آتے تہے۔ اگر اتفاقاً کوئی شائق حاضر ہوتا تہا تو لکھ لیتا تہا
کاش اگر وہ تمام اشعار موجود ہوتے تو ایک ضخیم و بزرگ دیوان مرتب ہو جاتا۔ اور اُنکے
دیکھنے سے عالم کو تعجب ہوتا۔ اور اُن کو الہامات سے تصور کرتے۔ بہرحال مدت مذکورہ کے
بعد حضرت خواجہ سید شاہ عبدالرحمن چشتی المتوفی ۱۱۶۱ہجری کی خدمت مین
پہنچا۔ حسن ارادت سے مرید ہوا۔ اُن دنون مین بپاس خاطر عزیزی عبدالرسول خانصاحب
جو فقیر کے برادر طریقت تہے اکثر اشعار ریختہ زبان مین لکھے گئے۔ خانصاحب نے
جواہر متفرق کو جو تخمیناً پانچ ہزار اشعار تہے۔ حرف تہجی مین ترتیب دیا۔ اور کامل
دیوان شائقین کی خدمت مین بہیجا۔ شہر مین دیوان کی شہرت ہوئی۔ پہر فقیر نے
بمقتضائے الفقر فخری فقیری اختیار کی۔ اور مرشد کے حکم سے شعرگوئی ترک کی۔
اسوقت ستروان سال ہے کہ ابتک ایک فرد بہی نہین لکہی انتہی کلامہ۔
چمنستان و تحفۃ الشعرا کے مولفین نے لکہا کہ جناب سراج صاحب روزگار فقیر پاک نہاد
تہے۔ مقبول درگاہ دنیا۔ مسافر دوست غریب نواز تہے۔ گوشہ نشین و خلوت گزین
پاکیزہ دل و پاکیزہ دین تہے۔ مزاج مین تواضع و خاکساری اسدرجہ تہی کہ ہر کس و ناکس
کے سامنے جہکے جاتے تہے۔ بکرو ح و ہنس مکہ تہے۔ بوڑہون مین بوڑہے جوانون مین

شاعری

جوان بچون مین بچے بنتے تھے۔ نہایت خوشی ہنسی سے ملتے تھے۔ اہل دکن کیا امیر و کیا فقیر سب آپکی بڑی عزت و آبرو کرتے تھے۔ جناب میر صاحب نے نکات الشعرا مین لکھا کہ سید سراج سید حمزہ کا شاگرد ہے۔ شاید ہو۔ مگر مشہور ہے کہ آپکی شاعری خداداد تھی۔ آپنے کسی سے اصلاح نہین لی آپ خدا کے شاگرد تھے۔ آپنے کلام کو اُس خوبی و خوش اسلوبی سے ترکیب پاکر استادانہ کلام معلوم ہوتا ہے مضامین پاکیزہ و معانی تازہ کو اُس انداز سے بیان کیا ہے کہ دیکھنے سے لطف و مزہ آتا ہے۔ ولی اورنگ آبادی کے بعد شعر ریختہ کا بازار آپ ہی کی بدولت گرم ہوا۔ اور شعر و سخن کا افسردہ چمن تازہ دم ہوا آپ کی سخن کا آوازہ اطراف دکن مین عالم بالا کو پہنچا۔ اور کلام کی قبولیت نے وہ رتبہ پایا کہ خاص و عام کے نزدیک مقبول ہوا۔ اور آپ فارسی شعر گوئی مین بھی شعرا کی مجلس مین روشن چراغ۔ خوش کلام و عالی دماغ تھے۔ فارسی کلام کی بندش با محاورہ اور ہر ایک شعر مین لطف و خوبی کا ذخیرہ۔ کلام کی چستی و زبان کی درستی نے وہ رنگ دکھایا کہ اہل زبان بول اُٹھتے کہ یہہ ایرانی الاصل ہے۔ دیکھو کلام بھی زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ یہہ بزرگ ہندی الاصل نہین ہے۔ آپ دونون زبان مین حسب دیوان ہین۔ فقیر صوفی کو نہایت تلاش و جستجو سے ہندی دیوان کامل ملا ہے۔ افسوس کہ فارسی دیوان نہین ملا مگر منتخب اشعار ملے ہین لیکن وہ بھی موسی ندی کی طغیانی مین گل آلود ہو گئے ہین ہم آپکے احوال کے خاتمہ پر ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھین گے۔

انداز کلام

آپکا کلام بھی ولی کیطرح ایہام و ذومعانی الفاظ سے پاک و صاف ہے۔ سیدہا سادہ بیان ہے تکلف و بناوٹ کا نشان نہین۔ اکثر غزلون مین حسن و عشق کے کرشمے و معشوق کے غمزے ہین۔ خط و خال کے سبزے لب و رخسار کے بیل بوٹے ہین۔ دیکھنے سے گلزار کی

سیر کا لطف ہوتا ہے۔ اور پڑھنے سے قند و نبات کا مزہ آتا ہے۔ اور بعض اشعار مین
توحید و معرفت کا نقشہ اور بعض مین محبوبیت کا تماشا ہے۔ جو عارف ہین اُن کے
مطالعہ سے بیتاب و بیخود ہوتے ہین۔ ہوش سے بیہوش ہوتے ہین۔
چمنستان کے مولف نے لکھا کہ سراج دکنی ریختہ گوئی مین ولی کا قائم مقام تہا۔ اس ملک مین
استادی کے رتبہ کو پہنچا تہا۔ ولی نے اس مین مین جو کچھ پودے جمائے تہے اور جو کچھ
سبزے لگائے تہے۔ سراج نے اُن کو اپنی توجہ کے پانی سے سیراب و شاداب کیا خوب
پہولے اور پہلے۔ اہل دکن نے کمال رغبت سے چنے اور اُن سے مزے اُٹہائے۔
ولی کے بعد دکن مین سراج کا چراغ روشن ہوا۔ اسی کی روشنی نے دکن کو گہیر لیا
اور خاص و عام کو چمکا دیا۔ اطراف و اقطار مین انہین کے اشعار کی چمک دمک تہی
اور کوچہ و بازار مین انہی کی خوشبو لپک رہی تہی۔ شہر مین کوئی محفل ایسی نہ تہی
جسمین آپ نہون۔ ہر ایک محفل مین آپ ہی صدر ہوتے تہے۔ مشائخ و علما
آپکی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپ چشتیہ طریقہ کے پابند تہے۔ ہفتہ مین ایک روز
محفل سماع فرماتے تہے۔ اُسمین شہر کے اکثر عمائد و مشائخ جمع ہوتے تہے۔ قوال و گوئیے
آپکی غزلین سناتے تہے۔ کبہی سامعین کو رلاتے کبہی لٹاتے تہے۔ کوئی وجد و حال مین
تڑپتا تہا۔ کوئی وحدت کی دریا مین ڈوبتا تہا۔ صوفیائے کرام لطف و مزہ پاتے تہے
آنکہون سے آنسو بہاتے تہے۔ مجلس مین آپکا وہ رعب و داب تہا کہ سب اہل مجلس
با ادب عالم سکوت مین ہوتے تہے۔ سانس لینا بہی خلاف ادب سمجہتے تہے۔ آپکی نظر
و توجہ مین وہ جلال و اثر تہا جس پر توجہ کرتے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا تہا
اور جسپر ہاتہہ رکہتے لوٹ پوٹ ہو جاتا تہا۔ بڑے صاحب کمال و صاحب وجد و حال تہے

جو کچھہ پاس ہوتا تھا یا نذرانہ آتا تھا وہ سب قوالون کے نذر ہوتا تھا۔ زندہ دل
نیک سیرت پاک طینت تھے۔ زندگی توکل قناعت پر بسر کرتے تھے۔ تا مرگ
کسی سے سائل نہین ہوئے۔ نہ دنیا و ما فیہا کے طرف مائل ہوئے۔ اکثر امرا آپ کی
خدمت کرتے تھے آپ کو کسی کی پروا نہ تھی۔ اُسوقت دکن مین آپکے معاصرین مین سے
میر غلام علی آزاد بلگرامی و عبدالوہاب افتخار دولت آبادی و ظفر بیگ ظفر اورنگ آبادی
محمد فقیہ دردمند اُدگیری۔ مرزا محمد باقر شہید و جان مرزا رسا۔ و موسوی خان جرأت
اورنگ آبادی و عبدالقادر سامی اورنگ آبادی و عارف الدینخان عاجز۔ و موسوی خان
فطرت خافی خان۔ و لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی و میر اولاد محمد ذکا بلگرامی وغیرہ،
شعرا و علما و مشائخ تھے۔ خوب مشاعرے و جلسے حریفان ہم مشرب ہوتے تھے۔ آپ
باوجود گوشہ نشینی بزرگون کے اعراس و شعرا کے مشاعرون مین ضرور شریک ہوتے تھے
اگرچہ درویشی کے بعد شعر گوئی ترک کردی تھی مگر کبھی کبھی یاران ہم جلسہ کے اصرار سے
کہدیتے تھے۔ شعرا کے کلام کو نہایت شوق سے سنتے تھے۔ غور و فکر کی ترازو
مین خوب تولتے تھے۔ نقاد سخن تھے۔ منصف مزاج و حق پسند تھے۔ سخن سنجیدہ
و کلام پسندہ کی داد دیتے تھے۔ شعرا کے دلون کو باغ باغ کردیتے تھے۔ جناب آزاد
بلگرامی و میر اولاد محمد بلگرامی و لچھمی نرائن اورنگ آبادی سے نہایت ہی محبت رکھتے تھے،
آپنے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین اساتذہ کے دواوین فارسی کا منتخب بنایا۔ اسمین متقدمین
و معاصرین کا کلام جمع کیا۔ کتاب مین شعرا کے نام حروف تہجی پر لکھے اور ردیف کی
رعایت بھی کی ہے اور مجموعہ کا تاریخی نام (منتخب دیوانہا) رکھا۔ مجموعہ ضخیم ہے
اُسمین کئی ہزار اشعار ہین۔ منتخب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نقاد سخن تھے

معاصرین صاحب کمال

تذکرہ منتخب الدواوین تصنیف

کھرے اور کھوٹے کو خوب پرکھتے تھے۔ دواوین میں جو اشعار جاندار تھے انتخاب
کئے جو نوادر جواہر تھے چن لئے۔ منتخب میں جو شعر ہے بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے
ہیں۔ جو اشعار جاندار تھے انتخاب کئے جو نوادر و جواہر تھے چن لئے۔ منتخب میں جو شعر ہے
بے نظیر اور جو مصرع ہے دلپذیر ہے للہ درہٗ۔ صاحب چمنستان نے لکھا کہ آپنے
سنہ ۱۱۷۳ ہجری میں ایک مثنوی مسمّی بہ بوستان خیال لکھی اسکی ایکہزار ساٹھہ ابیات ہیں
مثنوی ریختہ زبان میں ہے۔ آپنے اسمین جوش طبیعت و شوق دل سے خوب ہی
عرق ریزی کی۔ مضامین تازہ و معانی پاکیزہ کے جمع کرنے میں نہایت ہی دلسوزی
کی گل و بلبل کا فسانہ ہے۔ گل پہ بلبل پروانہ ہے۔ ان دونون کا قصہ ہے کہین گل کے
ناز و انداز ہین کہین بلبل کے سوز و گداز ہین۔ کہین نالہ جان خراش کے جولانیان
کہین شب فراق کی طولانیان ہین۔ غرض یہہ قصہ شروع سے آخر تک عاشق
و معشوق کے حالات کا نقشا ہے۔ خزان و بہار و لیل و نہار کا تماشا ہے۔

عقائد — خوش عقیدہ۔ سنن و فرائض کے پابند تھے۔ ائمہ دین کے اقوال و افعال پر کاربند
پیر و مرشد سے نہایت ہی خلوص ارادت رکھتے تھے۔ فنافی الشیخ کے مرتبہ مین تھے
آپکا شعر شاہد حال ہے ؎

اے سراج اپنی خودی کو بیخودی میں محو کر یار کا دیدار پا کر اے سراج	شغل جاری کہہ ہر ایکدم مین ہو الرحمان کا شکر رحمان کرکے تو واصل ہوا

آپنے بھی تعلی و تفاخر مین غزلون کے مقطعون میں شعرائے سلف و خلف کی پیروی
کی ہے ہم دیوان سے چند فخریہ اشعار لکھتے ہین **ھوھذا**

نہین رہا سخن آبدار کا موتی	سراج طبع کے سب جوہران کو رول چکا

وہ شکریں لبے گوش دل سوں تمام شکر ہے ریختہ کو — کہا یہ میٹھی بچن سے مجکو سراج شیرین کلام سنا
تجھ بنا اے سراج بعد ولی کے — کوئی صاحب سخن نہین دیکھا
اب سراج آرزوئے قند نہین — شعر تیرا ہے جیون نبات لذیذ
شاید کہ بعد مرگ کرین یاد خاص عام — مشہور ہین سراج کا شیرین سخن ہنوز
سراج ان نے اک تہ سے اشعار رنگین بیا — مثال گل ہر ایک طبع کو مرغوب تا ہے

ایکروز آپ نے لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی سے آزاد بلگرامی کے شعر مین ؎

صد رنگ وحشت است پری از آئینہ — دلہا چرا ارادۂ تسخیر می کند

رم کردن پری از آئینہ کی سند طلب کی۔ شفیق نے خاقانی کی بیت سند پیش کی ؎

ساقی بزم چون پری جام بکف آئینہ — او نزمد جام اگرز آئینہ می رمد پری

آپ بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا آج ہمکو بہہ فائدہ حاصل ہوا۔

آخر چوتھی تاریخ شوال یوم جمعہ ۱۱۷۷ گیارہ سے ستتہر ہجری مین آپکی ہستی کا چراغ ہوائے نیستی سے گل ہوا۔ اور چمن بہشت کا رونق افزا ہوا۔ آپکی تجہیز و تکفین کے لئے شہر کے عمائد و مشائخ آئے۔ تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ مبارک کو اوٹھائے عظمت و نشان سے چوک کی مسجد مین لائے۔ جنازہ کی نماز ادا کی گئی۔ جنازہ کی نماز مین دوڈھائی ہزار آدمی تھے۔ مقبرہ مین دفن کئے گئے۔ شعرا و معاصرین نے آپ کی رحلت کی تاریخین لکھی ہین۔ ازانجملہ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے لکھی ؎

شمع شعرا سراج خوش فکر — در ماتم او سخن سیہ پوش
تاریخ وفات او خرد گفت — ہے ہے مصباح بند خاموش
۱۱۷۷

میر اولاد محمد ذکا بلگرامی نزیل اورنگ آبادی نے کہی ؎

چراغِ دودۂ آلِ عبا سراج الدین		کہ بود روشن ازو محفل سخندانی
نمود چارم شوال وصبح آدینہ		بشمع انجمن عمر دامن افشانی
ز تیرہ بزم جہان فنا بدار بقا		فروغ ناصیہ خویش کرد ارزانی
کشید شعلۂ تاریخ سر ز طبع ذکا		سراج بزم ارم نمودہ نورانی

طبعزاد لچھمی نرائن شفیق اورنگ آبادی سہ

سید حق پرست معنی سنج		کہ از و یافت شعر حسن رواج
سال فوتش شفیق کرد رقم		رو بر حمان نمود شاہ سراج

اب ہم یہان سے اُن کے اشعار آبدار لکھتے ہین ۔

من اشعارہ الفارسی

جلوۂ دوست سر از پردہ کشیدم دیدم		انچہ از نغمۂ عشاق شنیدم دیدم
گل ہیرنگ حقیقت کہ بدامانم بود		ہمچو اشک از مژۂ خویش چکیدم دیدم
دانہ سان ریشۂ سرسبزی من دامن بود		خاک کردیدم از خاک دمیدم دیدم
کار خونین جگران قابل تحسین کردند	ولہ	مژۂ اشک فشان غنچۂ گلچین کردند
تا بدانند کہ حیران پریروے بود		قبر دیوانہ ام از آئینۂ سنگین کردند
بوسۂ چند ہوس دارم زین لب شکران		گر تبسم دہن آئینۂ شیرین کردند
شوق من با ہر خارکہ گلبازی کرد	ولہ	چون قدِ یار ہمن شیوۂ طنازی کرد
حیرت دیدہ خبر دار ز عالم بدش		پریان آئینہ را آئینۂ غمازی کرد
ہر کہ از سیرِ گلستان جمالش گل چید		آفرین بر نکتۂ بلبل شیرازی کرد
روے او از مئ گلگون عرق افشان شدہ است	ولہ	در پری خانہ آئینہ چراغان شدہ است

گل بهم دارد و از سیر چمن می آید
از ابروی کج تو دلم کسب بها شعود
رنگ گل بوی سخن دارد و لیکن شعله خوست
نور ایمان نیست شیخ معرفت اظهار را
سبزهٔ صحن چمن خار کف پای من است
ببینم شهرم وصل و محو خیالم می کند
طرفه باشد ز خزان شور تو شب خیر باد
سخن گر ز دهن تنگ تو بیرون آید
چون چراغ سحر از جان شده ام سیر سراج
سینه صافان تلاش خم دنانی نیستند
دل چو در وصف دهن تنگ تو می گردد رقم
ناز عشق او اگر نیست عاشق را
بیگانه است زین چمن سبه بستر خزان
هر صید دیده ام ز صیاد دام کند
جان دادن خوش بین جگران بی نصیبیست
شد سراپای من از خط شعاعی روشن
آتشی در دل ما سوخته افتاد سراج
ای آنکه بهار گلشن امکانی
با ذات احد توی صفات احد

وله چشم بد دور که امروز گلستان شده است
وله نشنیده ام که گوشت ز ناخن جدا شود
وله لاله سان در سینه دارم داغ نافرمانیش
قشقه کفرست داغ سجده بر پیشانیش
وله سایه پرورد خط پشت لب بام توام
وله شکر لله نیستم شرمندهٔ روی کسی
دیده در خواب بلبل است گل روی کسی
وله نکهت غنچه تصویر عدم میدانم
دامن افشاندن او عین کرم میدانم
وله بغرض رخانه آئینه می آئیم ما
وله ز بیم شوق از ورق دیدهٔ عنقا میکرد
وله خوشم که دست ز جان شستم و وضو کردم
وله هر کس که همچو غنچه بپاس دم آشنا است
صیاد ما ز صید بطرز رم آشنا ست
وله از گوشهٔ ابروی تو ایما شده است
وله هر سر مو به تنم خامهٔ تصویر که بود
وله باز سیماب خاکستر اکسیر چکید
رباعی در پرده نهان بصورت انسانی
جان را بدنی و هم بدن را جانی

اے آنکه بخویشتن گرفتاری تو	وله	بیجاست که در تلاش و بیداری تو
کے جلوهٔ مهر پرتو پرتو فکند		تا در کف سایهٔ دیواری تو
تا بوالهوس عشق پریشان شده است	وله	از کردهٔ خویشتن پشیمان شده است
آن شوخ بجز مهرهٔ جمد بر نخرید		بے سودهٔ لخت دل چه ارزان شده است
مردم و در دل تمنائے گل و شمشاد ماند	وله	تا قیامت ستم بر گردن صیاد ماند
جوهری دانسته بودم قدر دل نشناختی	وله	آخر لعل گران قیمت نمک انداختی
ترا که آئینه از هر جلوه در کار است	وله	دلم هر آئینه مشکن زبان سرکار است
دلم که تازه اسیر غم تو شد رحمی		جوان قابل و اصلش ز شهر دیدار است

من اشعاره الهندی

یادر که بدل خون گشته که جنون بکمه لعل	وله	جامه زیبون کے گریبان کا گلوگیر ہوئ
ہوا ہے دست بیعت خان وادی مین ترے غم کے	وله	رہیگا سلسله آنسو کا جاری روز محشر تک
مجهه نگین داغ دل پر نقش ہے حرف وفا	وله	عشق کے است مین ہو مہر ہونٹ کی قسم
بهار ساقی ہی بزم گلشن مین مطرب چمن شرابی	وله	پیاله گل سے شیشه شراب اور گل گلابی
شعر رنگین کے غزلو نکو کیا صید سراج	وله	رشته دام ہے نازنگه چشم خیال
کافر ہوا ہون رشتهٔ زنّار کی قسم	وله	تجهه زلف حلقه دار کے ہر تار کی قسم
ہرگز مریض ہجر کو بن وصل نہین علاج		اسکی ادا کی نرگس بیمار کی قسم
اس گلبدن کی کاکل پر پیچ کا جمال		زنّار مجهه گلے کا ہوا ہار کی قسم
تیرے بہون کی یاد نے ٹکڑے کیا ہے دل		ہے ذوالفقار حیدر کرّار کی قسم
دل ہے مثال بلبل و پروانه شو قمند		اس شمع رو کے چہرهٔ گلنار کی قسم

درشن دکھا کے آتش غم کو مرے بجھا
مین تشنہ لب ہون درشن دیدار کی قسم

درکار گر ضیا ہے تجھے آنکھون مین رکھ قدم
ہے تجھکو میرے دیدۂ خونبار کی قسم

اس گلبدن کے شوق سے گلشن مین اے سراج
گلزار لالہ زار ہے گلزار کی قسم

اس سبز خط کی یاد اگر دل مین لائے
لخت جگر تراش زمرد بنائے

نین حقیقت مین حسن و عشق جدا
طوق قمری ہے طرۂ شمشاد

آہ سوزان سے میرے دامن صحرا مین سراج
قبر مجنون پہ چراغان نہوا تھا سو ہوا

ڈورے نہین ہین سرخ ترے چشم مست مین
شاید چڑھا ہے خون کسی بیگناہ کا

بیخطی مین عیان ہے سبزۂ خط
میرے عارض مین بسکہ صافی ہے

تیرے جو لب پہ نمودار ہے سیاہی خط
خبر بھی ہے اثر دود آہ کسکا ہے

زندگانی درد سر ہے یار بن
کوئی بیمار ہے سر کو آکے جھاڑ دے

خبر تحیر عشق سن نہ جنون رہا نہ پری رہی
نہ تو مین رہا نہ تو تو رہا جو رہی سو بیخبری رہی

شہ بیخودی نے عطا مجھے اب لباس برہنگی کیا
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنون کی پردہ دری رہی

نے ہے بنوا تیرے جدائی کی محرم
گلے مین بلبلون کے موج رنگ گل کی نیلی ہے

سالم۔ محمد کرم بخش

سالم تخلص۔ محمد کرم بخش نام ہے۔ آپ فاروقی الاصل ہین۔ آپکی نسب کا سلسلہ بتیس واسطے سے حضرت عمر فاروق خلیفۂ دوم سے منتہی ہوتا ہے۔ پرگنہ پیپری جو اورنگ آباد سے ساتھ کوس فاصلہ پر ہے۔ خدمت قضا پر مامور تھے۔ خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تھے۔ آخر آصفجاہ ثانی کے عہد مین معزول ہوئے بحالی خدمت کیلیے

شہر حیدرآباد مین آئے - مقالات غرائب کا مولف لکہتا ہے کہ نواب صمصام الملک بہادر صارم کے دربار مین فقیر سے ملاقات ہوتی ہے مجہہ سے اتحاد دلی رکہتے ہین - آپ علم عربی مین مہارت رکہتے ہین فارسی مین بہی لائق ہین - خوش خلق کشادہ رو بدیہہ گو سخن شناس معنی رس ہین - مین نے تذکرہ مقالات غرائب آپ ہی کی تحریک سے لکہا قاضی صاحب مسودات کے صاف کرنے مین مدد ہی فرماتے تہے - خداتعالے ان کو جزائے خیر عطا کرے - آپکو تلمذ میر اولاد محمد خان ذکا سے تہا - آپکی طبیعت شعر گوئی مین برق تہی - کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تہا - نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا تہا اور آپکی ولادت معلوم نہین ہوی نہ سنہ وفات کا پتا ملا

من اشعاره الفارسی

او نہ از سوئے چمن گلدستہ می آرد بدست
صد دل بلبل شکست و بستہ می آرد بدست

بعد مردن ہم نوائم گشت دامن گیر او
از مزار من بجائے سبزہ خار آید برون

گدامی شعلہ رو زد در دلم یارب قدم رنگین
کہ میریزد سرشک من چو خون از چشم نم رنگین

نہم جائے صدف برگ گل و شنگرف تر سازم
بوصف لالہ روئے گر کنم حرفے رقم رنگین

بہر صید دل بہر نیکہ می آئی خوش است
رسم شوخی تحفہ طرز حجاب تحفہ

من اشعاره الهندی

تن شیرین پہ چسپان جسنے دیکہا ہے جوڑا
اسی دم کوہکن سا تیشۂ حسرت سے سر پہوڑا

کنارے زلف کے نزدیک کیا بل کہا کے گرتے ہین
کہ کالے ناگ نے گویا الٹ کر کے چلے چہوڑا

گذر گئی عمر سب خوش قامتون کے ٹہوکرین کہاتے
ہمارا سر بہی سالم ہے گویا اس باٹ کا روڑا

خاک میری مت بیابان سے اڑا اے گردباد
ان غزالونکی مجہے پہر نقش پا آوین گے یاد

خوبرویونکو نہین پردیمین ہرگز اعتبار
دیکھئے ہوتا ہے قاتل کسطرح خنجر بکف
کس بت ظالم سے آخر شیدا ہوئے ہے تجھے
مجھے تو ہے عبث کیون نیم بسمل کردیا قاتل
بچے کسطرح جو وسمۂ ابرو کا ہو مارا
زیب دیتا ہے زری جوڑا سنہری رنگ پر
اس حنائی دست پر دیکھا ہون سالم دست بند

وله
در صدف کے قید سے نکلے پہ پاتا ہے وقار
وله
ایک مین ہون سو تو آئے ہے رہا ہو سر بکف
ہر سحر دیکھا تو آتا ہے لئے تو زر بکف
وله
نہ جیتا ہون نہ پورا مرچکا ہہ کیا قاتل
کہین بہی تیغ زہر آلود کا زخمی جیا قاتل
وله
شعلہ رویون سے مناسب ہے کہ رکہے پاس راہ
کر دیا ہے پنجۂ مرجان سے کیا الماس راہ

سالک ۔ مرزا سالک یزدی

سالک تخلص ۔ مرزا سالک نام ۔ یزدی الاصل ہے ۔ شاعر خوش مقال و نازک خیال تہا ۔ آزادانہ مشرب تہا درویشانہ زندگی بسر کرتا تہا ۔ مدت تک عراق و فارس مین سفر کرتا رہا ۔ اور وہان سے ہند مین وارد ہوا ۔ حیدر آباد دکن مین عبد اللہ قطب شاہ کی خدمت مین پہنچا ۔ قطب شاہ نے سالک کی بڑی عزت کی اور منصب مناسب مقرر کر دیا چند مدت تک خوش خرم رہا ۔ جب قوم مغل بوجہ فساد حیدر آباد سے نکالی گئی حسرت اسوقت بیچارہ سالک بہی بیقصور اپنی قوم کے ساتہہ نکالا گیا ۔ وہان سے نکلا ۔ دلی مین آیا شاہجہانی ملازمت مین شریک ہوا ۔ مدۃ العمر بادشاہ ہند کی مدح کرتا رہا آخر سنہ ۱۰۸۱ ہجری مین آخرت کا سفر اختیار کیا ۔ دہلی مین مدفون ہوا ۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی سرو آزاد مین لکہتے ہین کہ سالک کا کلام شستہ و ہموار ہے لطافت و خوبی سے خالی نہین ہے ۔ اور یہہ بہی نقل کیا کہ حکیم رکنا کاشی کہتا تہا

که اگر تمام عالم کے اشعار ایک طرف رکھیں اور سالک کا یہہ شعر مندرجۂ ذیل کو دوسری طرف
اور مجکو ممیز قرار دیں تو میں سالک کے شعر کو تمام پر ترجیح دونگا وہ یہہ ہے ؎

	از بس بدشت کردہ ام آشفتہ نالہا چون زلف دلبران شدہ شاخ غزالہا	انتہی کلامہ
	من اشعارہ الفارسی	

شکست شیشۂ خاطر ز ساغرم پیداست
جواب نامۂ من غیر ناامیدی نیست

چو لالہ داغ دل از کاسۂ سرم پیداست
ز دست سودن بالکیوترم پیداست

ولہ
در ہوائے عشق پروردم دل دیوانہ را
چون سپند از بہر آتش سبز کردم دانہ را

ولہ
ناخن توفیق بکشاید گرہ از کار ما
چون رگ سنگ است محکم پر گہر رشتہ کار ما

ولہ
آشنائی کہنہ چون گرد دید بے لذت بود
کوزۂ نو یکدو روزی سہر و ساز و آب را

ولہ
دشت جنون کوہ بلا را خریدہ ام
فہرست بر قبالہ من داغ لالہا

ولہ
در دور حسن زلف بصد قیمت جا نست
دیوانہ زبس پر شدہ زنجیر گرانست

ولہ
ز برق آہ می سوزم سراپا کوہ و صحرا را
باشک تلخ می گویم جواب شعر دریا را

ولہ
نوائے نالۂ نے میرساند بشارت ہوش
تو برق تازی این نے سوار او رکاب

ولہ
در خور خرج بود دخل دیوان قضا
نرود تا نفسے کے نفسے می آید

ولہ
زبان ہرزہ درایان توان بہ نرمی بست
کہ پنبہ سرمۂ خاموشی جرس باشد

ولہ
از دو عالم گوشۂ چشم بتان ما را بس است
تیرہ بختان را چو داغ لالہ یک گل جا بس است

ولہ
نہ تنہا گرد باد از شوق او بیتاب میگردد
کہ مستی می کند بحر و بر گرداب می گردد

سبقت - لالہ سکھراج لکھنوی

سبقت تخلص - لالہ سکھراج نام - وطن لکھنو - قوم کایتھ انایہ سے تھا - لالہ صاحب کے بزرگان سلف عمدۃ الملک اسد خان وزیر اعظم عالمگیری کی سرکار مین معزز خدمات پر مقرر تھے - سبقت عالم جوانی مین علما و فضلا کی خدمت مین تحصیل و کسب علوم مین مشغول ہوا - چند مدت مین کتب درسیہ سے فارغ ہو کر شاعری کیطرف مائل ہوا - کلام موزون کرتا تھا اور میرزا بیدل سے اصلاح لیتا تھا - میرزا اصلاح کیوقت فرماتے تھے کہ سبقت تمام ہنود پر سبقت کہتا ہے - رفتہ رفتہ ایسا شاعر ہوا کہ معاصرین نے اُسکو لائق شعرا کے گروہ مین شمار کیا -

سید اسد اللہ خان معروف نواب اولیا عمدہ زادہ قطب الملک بارہہ کے سرکار مین ملازم تھا اولاً چند روز میر سلطانی کا کام انجام دیتا رہا - بعد مین خدمت دیوانی پر مامور ہوا - دکن کے محاربات مین امیر الامرا حسین علیخان بارہہ کے لشکر مین تھا - اکثر نمایان کام کئے - جب امیر الامرا نے داؤد خان پنی پر برہانپور مین فتح پائی - فتحنامہ نظم مین منظوم کرکے پیش کیا - تقریباً اُسکی ساتھہ سو ابیات ہون گے - بادشاہ نے پانصدی منصب اور انعام سے سرفراز فرمایا - سادات بارہہ کے بگڑنے کے بعد صوبہ مالوا مین بصیغہ جمعداری بسر کرتا تھا - اُسکے ماتحت مین سو سوار تھے - لالہ خوشگو اپنے تذکرہ مین لکھتا ہے کہ فقیر اوائل جوانی سے آپکی خدمت مین نیاز رکھتا ہے - اور آپسے تلمذ حاصل کیا ہم عمری کیوجہ سے بے تکلفانہ صحبت کرتا تھا - انتہی کلامہ

آخر ماہ شعبان سنہ ۱۱۳۶ ہجری مین صوبہ مالوا مین راجہ گردہر بہادر ناگر گجراتی کی خدمت

وملازمت مین تہا۔ راجہ اُسکے ساتہہ حسن سلوک کرتا تہا۔ ایکروز سپاہ نے تنخواہ کی بابتہ راجہ سے تکرار کی۔ باہم بحث و تکرار مین تیر و تفنگ کی نوبت پہنچی۔ چنانچہ سبقت کا تیر راجہ کے ہاتہہ پر پہنچا۔ راجہ زخمی ہوا۔ سخت غضبناک ہوا قیامت برپا ہوئی۔ باقی بیگخان افغان مع پچاس سوار سبقت کا رفیق رہا۔ رفاقت کا حق پورا ادا کیا۔ سبقت نے مع رفقا خوب مقابلہ کیا۔ آخر ضرب تیر سے زمین پر گرا۔ اسیر و دستگیر ہوا۔ راجہ گردہر نے اُسکو قتل کیا۔ حکیم چند ندرت نے اوسکی تاریخ ایک سال کے تفاوت سے کہی ہے ہادی سکہراج زد ما سبقت کرد۔ اور منشی لچہمی نراین شفیق اورنگ آبادی نے مصرع تاریخ کو درست کیا۔ برابر عدد برآمد ہوتے ہین سے گرد سکہراج زد ما سبقت ہے اُسکا کلیات ضخیم تہا تخمیناً دس ہزار ابیات تہین۔ اسی معرکہ مین تلف ہو گیا۔ تذکرہ خوش گو سے چند ابیات نقل کی جاتی ہین

من اشعارہ از جنگ نامہ

کتابی ست رنگین سواد چمن	کہ دارد ز نام خدا سر سخن
چہ معنی کہ در نسخہ ام صرف نیست	برنگینی حرف شنجرف نیست
کجا شاعری معنی اندیشۂ	بتلمیذۂ حق خرد پیشۂ
خرد پیشہ ام حرف حق میزنم	نقابے ز تحقیق شفق میزنم

بیان کرم امیر الامرا

در اقلیم و آفاق افتاد شور	کہ خورشید بر ظلمت آورده زور
سپاه از شمار کواکب فزون	چو مریخ تیغ آب داده بخون
چہ گویم کہ حیرت شبیخون زده ست	بصحرا فلک خیمہ بیرون زده است

مخالف دمے چشم عبرت کشاد · که نتی دررعه دیوار قلعه فتاد

تو گفتی که معراج حق رو نمود · در آسمان بر پیمبر کشود

چونکه اُس کے نوکر کا نام اسد اللہ تھا۔ بحرین نہین آسکتا تھا۔ مگر بسکته اس حسن ادا سے ادا کیا۔ ۵

بنامش که شبیر حق از آلهی است · ادب سکته معذور اسد اللهی ست

چو نوبت بعالم علیخان رسید · ظفر آفرین آفرین خوان رسید

ببالاے فیل آن جوان غیور · نمایان چو رمز تجلی ز طور

از غزلیات

مده تکلیف عمی آن دلبر گیسو مسلسل را · که بیم درد سر شد بر جبین خوشبوی صندل را

بیاد آت از کتاب دل کجا حرفے بود ظالم · لطیفے خوانده بود می بین گلستان باب اول را

بقعر آمادگان هرگز نسازد ننگ رسوائی · بگو با تاج تا پوشد همان عیب سر کل را

ولہ

کلفت انجامیم ویرانی چه و تعمیر چیست · گر زمستی گر نباشد خاک دامنگیر چیست

عبرتے آخر ز طفلی جز گناهت کار نیست · خون مادر خورده اے غافل ز خون شیر چیست

ولہ

چه خون در دل قمری نکرده ظالم · بباغ رفتی و شمشاد و سرو قد برخاست

ولہ

هر که نظاره بران مصحف خساره کند · یاد گیرد سبق بوسه و تکرار کند

ولہ

او بفکر من است و من فارغ · بندگی هم خداے حی دارد

ولہ

چو نقش پا بسر کوی انتظار کسے · نشسته ام که شوم خاک رهگذار کسے

مرا چو رشته رگ جان بخویش می پیچد · خدا نکرده که افتد گره بکار کسے

شد از خطوط شعاع این سخن یقین روشن · که هست در دل خورشید خار خار کسے

زرنگ بافتن یار سخت حیرانم
خدنگ او بدلم ناشسته بیرون رفت

ببزم وصل بتان به که شمع سان سبقت
بسکه محو سعی بیجا صل بود اندیشه‌ام

چون تصویر از بساط و هم چیدم بزم بیرنگی
خموشی ساز آرام است تا کی هرزه نالیها

بدایت یکطرف ترسم که صحبت ها اثر دارد
ای از نگه کرم تو بینای داغ

تو چشم زخس پوشی و خس هم اینجا
برنگ آئینه شد گرد و چار کسی

سهی قدان بنشینند در کنار کسی
کنیم نقد دل و جان خود نثار کسی

دردو بدن شد برنگ موج قطع ریشه‌ام
فشاندم دامن هستی بقدر گردش رنگی

شنیده‌ام اینقدر از پرده گوش کرآهنگی
بود شیخ عصا در دست من سبقت کهن لنگی

دیده تو ز کوری لت دارد سراغ
سیلی ست که شد سرمه کش چشم چراغ

سجّاد ۔ میر سجاد علیخان بہادر حیدرآبادی

سجاد تخلص ۔ میر سجّاد علیخان بہادر نام ۔ آپ مشاہیر امرا حیدرآباد سے تھے ۔ شاہیار الملک سے آپکی قرابت قریبہ ہے ۔ آپ بیگن پلی کے جاگیرداروں میں سے ہیں آپنے فارسی میں عمدہ لیاقت و استعداد حاصل کی تھی انشا پردازی و سخن طرازی میں بے مثل تھے شعر خوب کہتے تھے ۔ کلام صاف و شستہ ہوتا تھا ۔ مہاراجہ بہادر چندو لعل نے آپکو بندگانعالی سے سو روپیہ ماہوارہ مقرر کرایا ۔ خانی و بہادری کا خطاب دلوایا ۔ آپ خوش طبع و خوش فکر تھے ۔ صاحب ہمت و سخاوت تھے ۔ مہمان نواز و آشنا پرور تھے ۔ آخر آپ سنہ ۱۲۶۴ ہجری میں ہشت برین کو روانہ ہوئے ۔ آپ میر عباس علیخان بہادر متخلص کافی کے بھائی حقیقی تھے ۔

من اشعارہ الہندی

دعوے کرے جو خال لب یار سے مشک
تا حشر منفعل ہے اپنی خطا سے مشک

آوے اگر اوسکے کوچہ گیسوے باغ مین
ٹپکے بجائے دانۂ شبنم قبا سے مشک

ہے جو مریض خال و خط یار اے مسیح
بہتر ہے اوسکے حق مین تمہاری دوا سے مشک

وله

فقط سرو چمن شکل سنان ہے مجکو
اژدہا بن ترے ہر نہر روان ہے مجکو

گر نہوے تو بہار عین خزان ہے مجکو
نکہت تختۂ گل موج دخان ہے مجکو

ساکن کوچۂ جانان کو چمن سے کیا کام
باب جنّت دہن شیر زبان ہے مجکو

ناصحا مغز خراشی تو عبث کرتا ہے
پند سُننے کی ترے تاب کہان ہے مجکو

سوز۔ میان عالم خان

سوز تخلص۔ میان عالم خان نام۔ واقع مین آپکی نسب کا سلسلہ شیر شاہ سے منتہی ہوتا ہے۔ لیکن مصلحۃً آپ اس نسبت سے انکار کرتے تھے۔ اور خود کو سوز ہی مشہور کیا۔ عالمگیری زمانہ مین منصب مناسب پر مقرر ہوئے۔ چند مدت کے بعد تارک الدنیا ہو گئے۔ بلدۂ اورنگ آباد مین گوشہ نشینی اختیار کی۔ مدت العمر عبادت الٰہی مین ہمہ تن مصروف رہے۔ گوشہ نشینی کی بدولت درجۂ کمال کو پہنچے۔ امرا و سلاطین کی صحبت مین قبولیت کا مرتبہ پایا۔ بہادری دلیری مین مشہور تھے۔ تلاش معاش سے دست بردار ہو کے کسی امیر یا فقیر کے پاس نہین جاتے تھے۔ جب تک زندہ رہے آفتاب عزت و آبرو کے ساتھ رہے۔ چونکہ طبیعت مین شعر و شاعری کا شوق جولانی کر رہا تھا۔ کبھی کبھی شعر موزون کرتے تھے۔ آپکا انتقال سنہ ۱۱۰۹ ہجری مین ہوا۔ "قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون"

شہر اورنگ آباد کے مقبرہ مین مدفون ہوئے۔ من اشعارہ

مرا گنجفہ بازی بود نظر بازی — کہ میکند ورق آفتاب آئینہ را

سخن۔ سید محمد خان بہادر اصفہانی

سخن تخلص۔ سید محمد خان نام۔ اصفہانی المولد ہے۔ شاعر خوش کلام و شیرین بیان تہا۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر تہا۔ خلیق و لئیق تہا۔ یاران ہم مشرب کے ساتہہ خوش صحبت تہا۔ اصفہان سے شہر مچہلی بندر مین پہنچا۔ تجارت کرنے لگا۔ شہر مذکور سے مدراس مین آیا نواب امیر الامرا بہادر والی مدراس کی ملازمت مین مشرف ہوا اور خطاب خانی سے ممتاز۔ پہر چند روز کے بعد والاجاہی زمانہ مین دیوانخانہ کا داروغہ ہوا۔ اور بہادری کے خطاب سے سرفراز۔ حیدرآباد دکن مین بطریق سیر آیا ہے۔ صاحب دیوان ہے دیوان مختصر ہے اسمین چند قصائد و غزلین ہین۔ آخر ۱۲۱۶ ہجری مین سخن گوئی سے خاموش ہوا یعنی فوت ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

بدل خارے ز عشق گلعذار کردہ ام پیدا — ازین خواری بعالم اعتباری کردہ ام پیدا

اشک خونین ز سراپردۂ دل — میرسد موسم گلکاریہاست

در شب ہجر خیال رخ دوست — سرمۂ دیدۂ بیداریہاست

آسمان ہرگز دل اہل وفا را خوش نکرد — کار او در بیوفائی چون دل آزار من

ساقیا فصل گل آمد عیش بستان خوش است — می کشانرا روئی گل با نغمہ دستان خوش است

حسرت دوریت از دیدۂ من خواب ربود — اینقدر رشد کہ بہ خمیازہ ہم آغوشم کرد

بلبل آنکہ ترا نغمہ سرا کرد مرا	در چمن قمری آن سرو قبا پوشم کرد
نازار رخصت بیداد مدہ اے طناز	کہ دل سوختہ آہنگ میدن دارد
شکوہ از دست تو ہر جا نتوانم کرد	زاری من ببر کو شتو دیدن دارد

سعدی

سعدی تخلص۔ شعرا دکن سے مشہور ہے۔ اُسکی زبان روزمرہ دکن سے آشنا۔ دکنی لب و لہجہ اُسکے کلام سے ظاہر ہے۔ اُسکا مرقد خاندیس مین برہانپور کے قرب جوار مین مشہور ہے۔ صاحب نکات الشعراء نے اُسکے دو تین اشعار لکھے ہین۔ انکے سوائے کوئی اور نہین ملے۔ ہم بہی نکات الشعرا سے انہین اشعار کو نقل کرتے ہین۔ بعض تذکرہ نویسون نے سعدی دکنی کو سعدی شیرازی لکھدیا۔ اُنہون نے بڑی غلطی کی

من اشعارہ الہندی

ہمنا تمن کو دل دیا تم نے لیا ہور دکہ دیا	تم یہہ کیا ہم وہ کیا ایسی بہلی یہہ ریت ہے
روہین کے گہر مین بہرن رو رو تجو دلکو بہرون	پیش سگ کو یت مرن پہانجا و میت ہے
سعدی غزل انگیختہ شیر و شکر آمیختہ	در ریختہ در ریختہ ہم شعر ہے ہم گیت ہے

سید۔ سید علیخان

سید تخلص۔ سید علیخان نام۔ جواہر رقم خان خطاب۔ سید صحیح النسب ایرانی الاصل تہا فضائل و کمالات سے آراستہ انشا پردازی و نظم و نثر مین بلند پرواز تہا۔ سخن سنجی و شعر گوئی مین نہایت ہی ہوشیار و چالاک تہا۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت سے خالی نہین ہوتا تہا

خوش نویسی مین اُستاد تہا اکثر خطوط حُسن و خوبی کے ساتہہ لکہتا تہا - عالمگیر کے زمانہ مین ولایت سے ہند مین وارد ہوا بادشاہ نے کتب خانہ کی داروغگی سے سرفراز فرمایا - اکثر مضامین شاہی اسی بزرگ کے قلم سے لکہائے جاتے تہے - بادشاہ نے خوشخطی کیوجہ سے جواہر رقم خان کے خطاب سے ممتاز فرمایا تہا - اکثر اوقات بادشاہی مسوّدات کو مبیضہ کرتا تہا ۱۱۲۵ھ ہجری مین فوت ہوا - اورنگ آباد دکن مین دفن ہوا - **من اشعارہ**

من آن مرغم کہ نوبہار در ہر قفس دارم	صفیری می کشیدم تا نعرہ دارانی نفس دارم

سرخوش - محمد علیم الزمان

سرخوش تخلص - محمد علیم الزمان نام - آپ مولوی شیخ وجیہ الزمان مرحوم کے خلف الصدق ہین - فارسی عربی مین مستعد طالب العلمی مین تکمیل کی فکر کر رہے تہے کہ شعرگوئی کا شوق پیدا ہوا - تکمیل کتب کی فکر جاتی رہی - بندش و تلاش معانی کی فکر کرنے لگے - آپ امیر احمد امیر لکہنوی سے مشق کرتے رہے - رفتہ رفتہ آپکا کلام پاکیزہ و شستہ ہونے لگا - آپ جو کچہہ کہتے ہین اُسمین شستگی و پختگی نظر آتی ہے ۱۳۰۰ھ ہجری مین ہند سے حیدرآباد دکن مین وارد ہوئے تہے - چند مدت تلاش معاش مین متردد رہے آخر عدالت مالگذاری مین صیغہ دار ہو گئے تہے - چند مدت کے بعد عازم ملک بقا ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون -

من اشعارہ الہندی

قضا ہی ہو گئی مقتل مین مضطرب ہے خوش	اگر نہ تہا تو تمہین کچہہ اضطراب نہ تہا
ایک پہلو مین پری ایک وہ حور رہے	ایک طرف نار رہے ایکطرف نور رہے

کرینگے دیر مین صنم کو تلاش ہم	لینگے نہ جا کے کعبہ مین احسان خلیل کا

سخی - میر خیرات علیخان حیدر آبادی

سخی تخلص - میر خیرات علیخان نام - آپ میر علیخان حیدر آبادی کے فرزند ہین آپکے بزرگ امراے حیدر آباد سے ہین - نواب روشن الدولہ بہادر مغفور نے آپکو اپنا متبنی کیا تھا - آپ حضور بندگانعالی کے منصبدارون مین شریک ہین تھوڑی ماہوار بیحتاج پاتے ہین - فارغ البال و خوش حال ہین - آپکی عمر پچاس برس کی ہوگی مرزا مستعد بیگ منتہی کے شعر گوئی مین شاگرد ہین - خوش مزاج و خوش کلام ہین -

من اشعارہ الہندی

رہے چمن مین نہ بلبل کا نام تک باقی	دیا ہے حکم یہ گلچین نے باغبانون کو
یہہ آہ وہ ہے رکے گی کبہی رو کے سے	یہہ تیر وہ ہے کہ توڑے گا آسمانون کو
اب آرزوے رہائی نہین رہی صیاد	قفس مین بہول گئے اپنے آشیانون کو
اگر وصال نہین تو خط و پیام سہی	براے صبر دل بیقرار کچہہ تو ہو
مجہے ہے فکر سخن اسلئے سخی دل سے	جہان مین بعد فنا یادگار کچہہ تو ہو

سامی - سید عبد القادر اورنگ آبادی

سامی تخلص - شاہ غلام قادر نام ہے - اورنگ آباد وطن ہے - سادات صحیح النسب تھے - آپکے جد بزرگوار سید فیض اللہ المخاطب بسید ہدایت اللہ خان شاہجہان کے عہد مین جلیل القدر خدمات پر مامور تہے - اور عالمگیری زمانہ مین آخر عمر مین

اورنگ آباد دکن مین بادشاہی لشکر کے ہمرکاب آئے۔ محمد اعظم شاہ کی سرکار مین کتب خانہ وجواہر خانہ وخوشبو خانہ کے داروغہ مقرر ہوئے۔ آپکے والد ماجد بھی اعظم شاہ کے بعد نوکری چھوڑ کر فقیر ہو گئے۔ نواب مغفرت مآب کے زمانہ مین نہصدی منصب پر سرفراز تھے آپکی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابھی آپ آغوش مادر مین تھے کہ والد بزرگوار نے رحلت کی۔ آپکا نشو ونما جد بزرگوار کے سایۂ محبت مین ہوا۔ اور آپنے بقدر ضرورت تربیت وتعلیم بھی پائی۔ پھر جد بزرگوار بھی بہشت برین کو روانہ ہوئے۔ آپ عالم تنہائی مین بجز افسوس وحسرت کے سوائے کوئی یار وغمگسار نہ تھا۔ خانہ داری وخاندان پروری کا بار آپکے سر پر پڑا۔ بامر مجبوری سر پر لیا جسقدر آفتین اور مصیبتین پیش آئین سہتے رہے زمانہ کی گردشون کو جھیلتے رہے۔ مگر باوجود ان مصائب وتکالیف آپکو علم کی تحصیل کا شوق تھا۔ دلمین ولولہ وجوش تھا۔ ہونہار تھے۔ جب گھر کے اہتمام سے فرصت ملتی تب علما کی مجلس مین جاتے جہانتک ہو سکتا استفادہ حاصل کرتے۔ اسیطرح ایک زمانہ تک ملازمت کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ تحصیل کتب سے فارغ ہوکر علما کے سلسلہ مین داخل ہوئے سرکاری منصب وار تھے گذر اوقات کے لئے کافی ماہوار پاتے تھے۔ زیادہ کی ہوس نہین کی۔ قناعت گزین ہوئے۔ ماحصل پر شاکر وصابر رہے۔ موزون الطبع تھے جولانی طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین پیش قدمی کی اس میدان مین ایسی چستی وچالاکی سے قدم ڈالے کہ متقدمین سے کئی قدم آگے بڑہ گئے۔ اور شاعری کو ایسی زیب وزینت دی کہ ہر ایک مجلس مین آپکی شاعری جلوہ افروز تھی۔ اور آپکے کلام کے چرچے گھر گھر ہونے لگے۔ نقادان سخن غور وفکر سے پڑہنے لگے۔ سب نے آپکو کھرا پایا۔ آپکی لیاقت واستعداد کو مان لیا۔ موجودہ شعرا مین ایسی شہرت پائی کہ اُستادی کے درجہ کو

پہنچے۔ اکثر طلبہ آپکی شاگردی کے سلسلہ مین آئے اور درجۂ کمال کو پائے۔
آپ شاعر پرگو خوش مزاج ظریف الطبع سلیم الوضع تھے۔ صاحب خلق خندان جبین
وشگفتہ رو تھے۔ صلح کل صاحب توکل مستغنی از جز تا بکل تھے۔ درویش دوست
غریب آشنا حق شناس و حق نما تھے۔ آپکو قادریہ طریقہ مین بیعت و اجازت حاصل تھی
پیری مریدی کا طریقہ جاری تھا۔ آپ بافیض تھے۔ خلائق آپکی فیض نعمت سے فیضیاب
ہوتی تھی۔ ایک جہان آپکے چشمۂ فیض سے سیراب ہوتی تھی۔ آپکی خانقاہ کیا امیر و فقیر کیا
شاہ و وزیر سب کا مرجع تھی۔ حصول آرب و مقاصد کا مجمع تھے۔ آپ صوفی باصفا تھے
راضی برضا تھے۔ جامع کرامات و حاوئ خرق عادات تھے۔ عاشق رسول اللہ صلعم
شائق فنا فی اللہ تھے۔ اہل بیت و اہل اللہ کے مداح تھے۔ خدا کی راہ مین جان نثار اور
اسکی محبت و عشق مین زار و نزار تھے۔ آپکی ہمدردی و رفاہ عام کا عام مین نام تھا۔
خلائق کی حاجت روائی آپکا کام تھا۔ اکثر شہر کے عماید و امرا آپ کے مرید و معتقد تھے
جو کچھہ آپکی نظر مین آتا تھا سب فقرا و غربا پر تقسیم ہو جاتا تھا۔ شہر مین آپکی خانقاہ
اور شاہ مسافر کا تکیہ مسافرون کی فرودگاہ تھی۔ دونون مقام مین مسافرون کو گھر سے
زیادہ آرام ملتا تھا۔ آپ مہمان نواز و غریب پرور تھے۔ مہمان کی دلداری و غمخواری
کرتے تھے۔ جو مسافر طالب دنیا ہوتا اُسکی سعی سفارش کر کے ملازم کراتے تھے۔ جو طالب
خدا ہوتا تھا اسکو ہدایت و ارشاد فرماتے تھے۔ نقل مشہور ہے کہ آپ ہمیشہ سفارش کرتے
تھے۔ اور یہی آپکی عادت مستمرہ تھی۔ ایک روز ایک امیر سے کسی مسافر غریب کی سفارش
کی امیر نے اس لحاظ سے کہ آپ آیندہ کسی کی سفارش نکرین عرض کیا کہ حضرت اسوقت
جسقدر سفارش کرنا ہو کیجئے۔ اور اقرار کیجئے کہ آیندہ کسیکے بارہ مین نہین کہون گا

اقرار مع الشرط ہونا چاہئے۔ آپنے قبول کیا۔ اور یہ شرط ٹہری کہ آئندہ جب سفارش کرون تو مجکو شہر بدر کر دینا۔ امیر بہی راضی ہوا۔ دس پانچ جو مسافر تہے اُن کی سفارش کی۔ وہ سب آپکی بدولت نوکر ہوگئے۔ پہر چند روز تک خاموش رہے۔ اسی عرصہ مین چند بزرگ آپکی خدمت مین آئے اور گذارش کی کہ حضرت ہمارے لئے کچہہ تدبیر کیجئے۔ خدا و رسول کے لئے سفارش کیجئے ہم غریبونکا کام آپکی عنایت سے حاصل ہوگا۔ آپنے فرمایا اچہا چلو۔ سب کو ساتہہ لئے اپنا بستر و بدنا بہی باندہ لئے۔ امیر کے پاس آئے اور فرمایا کہ مین اپنے اقرار پر قائم ہون مجھے اُس سے انکار نہین۔ ان غریبون کا نام تختہ مین لکہ لیجئے اور فقیر کو رخصت کیجئے۔ فقیر سفر کے لئے مستعد و تیار ہے۔ بستر و بدنا دکہا دیا۔ امیر قدمونپر گر پڑا۔ اول سے زیادہ معتقد ہوا۔ اور فرمایا۔ آپ یہین رہئے آج سے آپکو اجازت عام ہے ہر کس و ناکس کی سفارش کرتے رہئے۔ واہ رے امیر واہ رے فقیر دونون آفرین کے لائق ہین۔ اکثر عوام الناس ایسے موقع و محل مین کہتے ہین کہ اول کا زمانہ متبرک تہا۔ اور اہل زمانہ بہی بزرگ تہے۔ عوام کا یہہ قول غلط خیال ہے کیونکہ زمانہ ایک ہی ہے مگر نیکی و بدی سے بلحاظ اہل زمانہ موصوف ہوتا ہے۔ زمانہ ٹہیک و درست ہے۔ اہل زمانہ بہی اچہے ہین ہان اتنا فرق ہے اُسوقت کے لوگ نہایت عمدہ و درست تہے۔ اکثر کیا عمائد و کیا مشائخ نیک طینت ہوتے تہے۔ اب بہی کتنے مرد نیکو و خوشخو ہین۔ آجکل امراءین بہ نسبت فقرا ملائکہ خصائل زیادہ نکلین گے۔ ہم اس موقع پر جو ایک واقعہ ہمارے وزیر با تدبیر امیر ابن الامیر نواب بشیر الدولہ سر آسمانجاہ مدار المہام سرکار عالی کے پاس گذرا۔ وہ یہہ ہے کہ تہوڑے دن گذرے کہ حیدرآباد مین مشہور ہوا کہ وزارت بدلتے ہی کوئی دوسرا وزیر مقرر ہوتا ہے اس موہومی خبر سے عام کے دلون مین تردد واقع ہوا۔ شہر کے کسی میر نے ایک درخواست

بچوں کی منصب کے لئے نواب صاحب کی خدمت مین پیش کی۔ اور نوابصاحب سے کہا کہ
آپ جلد منظور کیجیے۔ نواب صاحب نے درخواست رکھہ لی۔ پھر صاحب درخواست نے
عرض کی۔ آپنے کہا اچھا پھر عرض کی نوابصاحب نے فرمایا کہ آپ جلدی نہ کیجیے مین کر دونگا
آخر بمصداق صاحب الغرض مجنون پھر عرض کیا جلدی نکرون تو کیا کرون نہین معلوم
کل کیا ہوتا ہے۔ شاید آپ نہ رہین۔ نوابصاحب خاموش ہوئے۔ اُس امیر کو کچھہ جواب نہین دیا
جو کچھہ کام تہا پورا کر دیا۔ دیکھئے نوابصاحب کا کیا حلم و کیا رحم ہے کہ کچھہ نہین کہا اور
اُس غریب کا کام کر دیا۔ فی زماننا بھی ہمارے شہر مین اسی طرح کے بہت سے امرائے قدیم
موجود ہین جنکا خمیر ہمدردی غربا و فقرا ہے فقیر مولف نے ہر ایک کے حالات و عادات محبوب الخمن یا
تذکرہ امرا و رائے دکن مین لکھے ہین۔ ابھی یہہ تذکرہ طبع نہین ہوا ہے تذکرہ ہذا کے بعد
طبع ہوگا۔ چمنستان شعرا مین مرقوم ہے کہ آپ کی وفات سنہ ۱۱۹۶ ہجری مین واقع ہوی
اورنگ آباد مین مدفون ہوئے۔ آپ صاحب دیوان تہے۔ اور آپ نے ایک قصہ سرو شمشاد
کے بیان مین لکھا۔ اسکے اشعار چند ہزار تہے۔ اب وہ قصہ نادر الوجود ہے۔ پھر از سر نو
کیا مدہ سوچ سمجھہ کر مین اُسکو تیار فرمایا۔ ہم اُسمین سے چند اشعار بطور نمونہ پیش کرین گے
آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے آپنے ایک سرو شمشاد کا قصہ لکھا۔ مثنوی کی
طرز پر تہا۔ کئی ہزار اسکے اشعار تہے۔ اتفاق وقت سوء اتفاق سے قصہ مفقود ہوگیا۔
آپ کو اُسکے تلف ہونیکا بہت رنج ہوا۔ پھر آپنے سنہ ۱۱۷۵ ہجری مین از سر نو قصہ کو تصنیف
فرمایا۔ آپکا کلام نہایت رنگین ہے۔ ابہام و تکلف سے پاک و صاف ہے استعارہ و کنایہ سے
مملو ہے۔ الفاظ شستہ با معانی برجستہ نہایت خوبی و خوش اسلوبی سے ترتیب دیا ہے
مطالعہ سے لطف و مزہ آتا ہے۔ اسیطرح آپکا دیوان بھی مضامین شیرین و معانی رنگین کا

چشمہ ہے۔ غزلہائے نمکین و کبتہائے دلنشین و مخمسات و مستزاد و رباعیات و قطعات و قصائد لائق تحسین و آفرین کا کشکول ہے۔ آپکے اکثر قصائد خدا و رسول صلعم و اہل اللہ کے فضائل و مدایح مین ہین۔ چمنستان شعرا مین شفیق اورنگ آبادی لکھتے ہین کہ دکن مین اکثر اہل دکن آپکے معتقدین تھے۔ آپ اورنگ آباد و حیدرآباد و بیدر و ارکاٹ و سورت و کوکن و برار مین دورہ فرماتے تھے۔ اور فقیر سے صحبت دلی رکہتے ہین۔ فیما بین مراسلت و مکاتبت کا سلسلہ باہم جاری ہے۔ فی الحال یعنی ۱۱۷۵ہجری اورنگ آباد مین رونق افزا ہین۔ مین اکثر اوقات آپکی خدمت مین آمد و رفت کرتا ہون۔ اور آپ بہی کبہی کبہی میرے غریب خانہ پر تشریف لاتے ہین۔ انتہی کلامہ

آپ پاکیزہ رو و پاکیزہ دل تھے۔ روشن ضمیر و دستگیر تھے۔ اعانت و ہمدردی مین قصور نہین فرماتے تھے۔ آپکی عنایت بادشاہ و فقیر پر مساوی تہی۔ ہندو و مسلمان سے موافق تھے۔ صلح کل کا طریقہ مرغوب تہا۔ ہر ایک کو خوش رکہنا مطلوب تہا۔ دلجوئی و دلداری آپکا کام تہا۔ دکن کے ہر کوچہ و بازار مین آپکا نام مشہور و معروف ہے۔

گزارش فقیر مولف

مین ناظرین کی خدمت مین نہایت افسوس کے ساتہہ گزارش کرتا ہون کہ آپ کا دیوان و قصہ سرو شمشاد میرے کتبخانہ نوادر مین موجود تہا۔ میرا کتبخانہ ۱۳۲۶ہجری مین موسی ندی کی طغیانی مین غرق آب و نذر سیلاب ہوگیا۔ صاحب ترجمہ کا دیوان و قصہ سرو شمشاد بہی کتبخانہ کے ساتہہ تہ آب و تلف ہوگئے۔ چونکہ مین نے آپکی سوانح عمری کے خاتمہ پر آپکے اشعار انتخابی نہین لکھے تھے۔ اسوقت اشعار کی بابت

بہت کچھہ پریشان ہوکے کتبخانہ آصفیہ و کتبخانہ مختاریہ مین دیوان و قصہ کو تلاش کیا۔ نہین پایا۔ بامرلاچاری اشعار کے لکھنے سے معذور رہا۔ لیکن دیوان و قصہ کی تلاش مین ہمہ تن مصروف ہون۔ اگر ملجائین گے تو اسمین سے آپکے نتائج طبع کو ضمیمہ مین لکھہ دونگا۔ العذر عند کرام الناس مقبول۔

سالک۔ مرزا قربانعلی بیگ

سالک تخلص۔ مرزا قربان علی بیگ نام۔ آپ نواب مرزا عالم بیگ کے خلف الصدق ہین۔ آپ مولداً حیدرآبادی سکناً دہلوی تھے۔ لیکن آپکی تربیت و تعلیم دہلی مین ہوئی۔ تعلیم و تربیت سے فارغ ہونیکے بعد مہاراجہ الور کی ریاست مین خدمت وکالت پر متقرر تھے۔ چند مدت کے بعد الور سے قطع تعلق کرکے حیدرآباد دکن مین آئے صیغہ تعلیمات مین سر رشتہ داری کی خدمت پر متعین ہوئے۔

آپکو اولاً تلمذ مومن خان دہلوی کی خدمت مین تہا۔ ثانیاً مرزا غالب کی خدمت مین مستفید ہوئے۔ ابتدا مین بمناسبت نام قربان تخلص کرتے تھے۔ آخر مرزا کی شاگردی مین سالک تخلص اختیار کیا۔ ذکی الطبع و سخن سنج و سخن فہم تھے۔ خوش مزاج و شگفتہ جبین شعر و شاعری کے فنون سے ماہر۔ و محاورات فارسی و ہندی سے واقف۔ فلسفی مشرب۔ ہمدردی و بہتری قوم کے خواہان ہوتے تھے۔ مخزن الفوائد نام کا ایک رسالہ حیدرآباد مین شایع کیا۔ اسمین اکثر مضامین مفید ہوتے تھے۔ اصل مین رسالہ کے موجد و سرپرست مخدومی جناب مولوی سید حسین صاحب المخاطب بہ نواب عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات سابق تھے۔ اور ہمارے سالک صاحب جمع

اس کے طبع و ترتیب کا اہتمام کرتے تھے۔ رسالہ مین اکثر مضامین مفیدہ مطبوع ہوتے تھے۔ اگر وہ رسالہ ابتک جاری رہتا تو ایک عمدہ ذخیرہ تاریخی ہو جاتا افسوس ہماری مصلحین قوم نے اسکے بقا کا لحاظ نہین کیا حیدرآباد مین ہر ایک چیز کے ایجاد کرتے وقت نہایت جوش کے ساتھہ اہتمام ہوتا ہے لیکن آخر چندہی روز مین اسکا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ فقیر مولف کو بجز اسبات کے کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی ہے۔ موجدین کی غرض ایجاد سے نمائش ہوتی ہے۔ اگر واقع مین نمائش ہے تو اسکا وجود و عدم مساوی ہے ہان موجد کی کسیقدر نمائش و شہرت تو ہو جاتی ہے واقعی ہمدردی و جوانمردی وہ ہے جس کام کی ابتدا کرین اسکو خوبی کے ساتھہ درجہ کمال کو پہنچائین۔ تاکہ قوم کے خاص عام اس سے مستفید ہو جائین۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت دلچسپی و خوبی سے خالی نہین ہے۔ آپکی رحلت سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین واقع ہوئی۔ آپکی عمر تخمیناً ساٹھہ پینسٹھہ برس کی تھی۔ باوجود ضعیفی مزاج مین چستی و چالاکی تھی۔ جس کام کا ارادہ فرماتے تھے اسکو پورا کرتے تھے۔ خوش اخلاق و بامروت ہر ایک سے خندہ پیشانی و شگفتہ روئی کے ساتھہ ملتے تھے۔ خاص حیدرآباد مین آپکے اکثر تلامذہ موجود ہین۔ آپکا ایک فرزند محمد مرزا متخلص بہ عابد وظیفہ خوار سرکار عالی نظام موجود ہے۔

من اشعارہ الہندی

بتون کی بزم کہ کوئی نہین جہان اپنا
تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان مین
رہے آشنائی فقط نام کی

خدا کو کر کے چلا تا ہون نگاہبان اپنا
گویا ہمارے واسطے کچھہ بھی بنا تھا
وہ نام آشنائی زبان رہگیا

وله
میرا ہوا آشیانہ اور آدھا جلا ہوا
بجھہ ہی گئی تھی آگ تو بجلی کو کیا ہوا

وله
مین نکلتا تری محفل سے اکیلا اے کاش
غم یہہ ہے ساتھہ میرے غیر کا ارمان نکلا

وله
سالک جو کوئی عشق مین مجکو برا کہے
تکتا ہون منہ کو اور یہہ کہتا ہون ہان درست

وله
مایوس ناامید ہین کیا مدعا سے ہم
کہتے ہین اور کہتے ہین کس التجا سے ہم
کاش اے سپہر تجھہ سے ہی کہتے تو سہل تہین
وہ خواہشین کہ کہتے ہین اس بیوفا سے ہم
فرط نشاط وصل سے ہے ڈر کہ مرنجائین
ذکر غم فراق ہے چھیڑین بلا سے ہم

وله
تیرے کوچہ کی مجھہ پر راہ ہے تنگ
کہ آنا ہے نگاہ پاسبان مین

وله
طالب وصل پہ کہتے ہو یہ تکرار نہین
خوش ہون دو نفیون مین اثبات ہی انکار نہین

وله
شکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے
تا وہ صورت ہی سے جانے کہ گلا کرتے ہین

وله
لاغری سے نظر آتا کہین نخچیر نہین
تیر بہکے تو کماندار کی تقصیر نہین
اعتبار نگہ ناز ہے کیا اون کو
قتل کو آتے ہین اور ہاتھہ مین شمشیر نہین

وله
وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو
اجل بنکر ہی کوئی مہربان ہو

وله
شکر کیجے کہ نہین تاب تکلم مجھکو
ورنہ اسطرح ہی جو چاہو کہو تم مجھکو
اسکو دیکھو کہ وہ ہے مجھسے سوا گردشمن
آسمان بنکے ستانا نہ کہین تم مجھکو
کوئی تو بات ہنسی کی نکلے
خندۂ صبح قیامت ہی سہی
جان ہی دیکے عشق مین ہوئی خیر
آگیا کچھہ لیا دیا آگے
ہون مین وہ صید کہ رویا کرے صیاد مجھے
ہون مین وہ کشتہ کہ پیٹا کرے جلاد مجھے

آمادۂ ستم فلک و یار کینہ جو
پیغام موت کا مجھے اب چار سے بجا ہے

سرمد - حکیم سعید - المعروف بہ صوفی سرمد

سرمد تخلص - حکیم سعید نام - آپ اصل مین قبائل ارامنہ سے تہے - تحصیل علوم سے فارغ ہونیکے بعد پیشہ تجارت مین مصروف ہوئے - تجارت کی وجہ عراق عرب و عجم مین اکثر اوقات سیاحت فرماتے تہے - چند مدت کاشان مین سکونت پذیر رہے - آپ کی طبیعت تصوّف و تعرف کیطرف مائل تہی - آپ سیاحت مین بزرگان بلاد و امصار سے ملتے تہے - ہر ایک بزرگ کی خدمت سے مستفید ہوتے تہے - بزرگان صاحبدل کی توجہ سے آپکے دل مین عشق و محبت کی آگ مشتعل ہوئی - پہر آپ کاشان سے برآمد ہوئے - سیر و سیاحت کرتے ہوئے شہر تتہ سندہ مین پہنچے - وہان ایک ہندو بچے پر جسکا نام ابہی چند تہا فریفتہ ہوئے - چنانچہ خود صوفی کہتا ہے ؎

نمیدانم درین چرخ کہن دیر   خدائے من ابہی چند ست یا غیر

اسی لڑکے کے عشق مین تمام مال و اسباب کو مساکین پر تقسیم کردیا - جو کچہہ میسر تہا کُل لٹا دیا - بقدر ضرورت بہی کوئی چیز باقی نہین رکہی - یہانتک کہ جامہ و پارچہ ستر عورت و بدن کیلئے بہی نہین رکہا برہنگی اختیار کی - آپکا لڑکے پر فریفتہ ہونا صادقانہ تہا لڑکے کے والدین نے آپ کی پارسائی و پاک طینتی دیکہہ کے چند روز آپ کو اپنے گہر مہمان رکہا آپ محبوب کے در پر پڑے رہتے - ہر وقت محبوب کے دیدار و درشن مین محو رہتے تہے آپنے لڑکے کو توریت و زبور پڑہائی - لڑکے کو اپنی محبت کی کشش سے اپنے طرف کہینچ لیا - لڑکا آپ سے ایسا مانوس ہوگیا کہ تمام خویش و اقارب سے برخاستہ ہوکے آپکے ساتہہ ہی خاک نشین ہوگیا - بہارستان سخن کے مولف نے لکہا کہ آپ مع ہندو بچہ تتہ سندہ سے

حیدرآباد دکن مین آئے ۔ چند مدت قیام پذیر رہے ۔ پھر یہان سے دار الخلافہ دہلی مین پہنچے ۔ شاہزادہ دارا شکوہ جو فقرا کے طرف زیادہ مائل تہا آپ کو مصاحبت مین رکہا ۔ اور اعلیحضرت قران ثانی کے خدمت مین صوفی کی تعریف و مدح کرتا تہا ۔ اعلیحضرت قران ثانی نے ایکروز عنایت خان آشنا کو صوفی کے حالات دریافت کرنے کے لئے بہیجا ۔ خان مذکور حال دریافت کرکے آیا ۔ عرض کیا ۔ اور یہہ بیت پڑہی ؎

بر سرمد برہنہ کرامت تہمت است کشفے کہ ظاہر ست ازو کشف عورت است

پس اسی اثنا مین زمانہ مین انقلاب پیدا ہوا ۔ دارا شکوہ اسیر و قتل ہو گیا ۔ اور ۱۰۶۹ہجری مین اورنگ زیب عالمگیر اورنگ نشین ہوا ۔ صفحۂ عالم سے اکبری و جہانگیری رسوم محو ہوئے مراد بخشی و دارا شکوہی بدعتین مٹ گئین عالم گیر کے خوف و رعب سے تمام اہل بدعت و زندمشرب توبہ و اصلاح کے طرف متوجہ ہوئے ۔ اکثر دیوانے و برہنہ تن ہشیار و صاحب لباس ہو گئے ۔ شرع و دین کا بازار گرم ہوا ۔ لہو لعب کا چراغ بجہ گیا ۔ حسب الحکم بادشاہ سنہ نہم عالمگیری مین قاضی عبد القوی صدر نے صوفی سرمد کو لباس کی تاکید کی ۔ صوفی نے قبول نہین کیا ۔ ہر چند کہ کہا گیا ۔ راضی نہین ہوا ۔ قاضی نے سوال کیا کہ آپ برہنہ کیون رہتے ہین ۔ جواب یا کہ شیطان قوی ہے ۔ اور یہہ رباعی پڑہی ؎

خوش بالائے کردہ چنین پست مرا	چشمے بدو جام بردہ از دست مرا
او در بغل من است و من در طلبش	دزدے عجبے برہنہ کردہ است مرا

قاضی مذکور صوفی کے جواب سے نہایت غضبناک ہوا ۔ بادشاہ کی خدمت مین آیا ۔ عرض کیا کہ وہ واجب القتل ہے ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ صوفی کو دربار مین حاضر کرین ۔ تمام علما اس سے بحث کرین ۔ اگر واجب القتل ثابت ہو جائے تو قتل کرین ۔ حسب الحکم صوفی دربار مین

حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کہتے تھے کہ داراشکوہ بادشاہ ہوگا آپکا قول غلط ہوا۔ صوفی نے کہا غلط نہین ہے وہ بادشاہ ہوگا۔ صوفی کا جواب مجذوبانہ تھا۔ پھر بادشاہ نے سوال کیا کہ کلمۂ لا الہ پر زیادہ نہ کہنا کیا وجہ ہے۔ صوفی نے فرمایا۔ کہ مین ابھی نفی مین مستغرق ہون۔ نفی کے بعد اثبات ہے۔ پھر ستر عورت و توبہ کی بابت کہا گیا قبول نہین کیا۔ اور یہہ بیت پڑھی ؎

عمریست کہ آن جلوۂ منصور کہن شد	من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

آخر ملا عبد القوی نے باتفاق علما و اہل شرعی کے ساتھہ قتل کا فتوی تیار کیا۔ بادشاہ نے سرمد کے قتل کا حکم دیا۔ صوفی کو قتل گاہ مین لائے۔ اُسوقت زبان سے یہہ بیت پڑہتا تھا ؎

سر جدا کرد از تنم شوخے کہ با ما یار بود	قصہ کوتاہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود

جب جلاد آیا تلوار کھینچ کے صوفی کے طرف متوجہ ہوا۔ صوفی جلاد کیطرف دیکھہ کے کہتا تھا تو جس صورت مین جلوہ نما ہوتا ہے مین تجکو پہچانتا ہون اور یہہ بیت پڑھی ؎

رسیدہ یار عریان تیغ ایندم	بہر رنگیکہ آئی می شناسم

اور یہہ بیت بھی پڑھی ؎

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم	دیدیم کہ باقیست شب فتنہ غنودیم

قتل کیلئے چاہتے تھے کہ دستور کے موافق اسکی آنکھین بند کرین۔ صوفی نے منع کیا۔ مردانہ سر تہ تیغ کیا۔ جلاد نے ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کیا۔ کہتے ہین کہ سر تن سے جدا ہوتے وقت تین مرتبہ لا الہ کہا۔ یہہ واقعہ ۱۰۷۲ھ ہجری مین واقع ہوا۔ دہلی کی جامع مسجد کے مقابل مدفون کیا گیا۔ بزار و متبرک ہے مشہور ہے کہ صوفی کا سر جب تن سے جدا ہوا یہہ بیت

مقتول کے جسم بے سر نے اپنے انگشت دست کی قلم و خون کی سیاہی سے یہہ شعر دیوار پر لکھا۔ میرے نزدیک یہہ الحاقی معلوم ہوتا ہے۔ کسی معتبر تاریخ سے اس بات کا پتا نہیں ملتا شاید خرق عادات سے ہو۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال **ھو ھذا**

سر بر سر راہ تو فدا شد چہ بجا شد		این بار گران بود ادا شد چہ بجا شد

من رباعیات

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند		سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار		این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند
سرمد گلہ اختصار می باید کرد	وله	یک کار ازین دو کار می باید کرد
یا تن برضائے دوست می باید داد		یا قطع نظر زیار می باید کرد
سرمد کہ ز جام عشق مستش کردند	وله	بالا بردند و باز پستش کردند
میخواست خدا پرستی و ہشیاری		مستش کردند و بت پرستش کردند
آنکو کہ سر حقیقتش باور شد	وله	خود پہن تر از سپہر پہناور شد
ملا گوید کہ بر شد احمد بفلک		سرمد گوید فلک با احمد در شد

بعض مورخین نے لکھا کہ یہی رباعی سرمد کے قتل کی باعث ہوئی۔ اس لئے کہ اس رباعی سے معراج کا انکار ثابت ہوتا ہے۔ رباعی

سرمد اگرش وفاست خود می آید		ور آمدنش رواست خود می آید
بیہودہ چرا در پئی او میگردی		بنشین اگر او خداست خود می آید

سنجر ۔ میرزا سنجر

سنجر تخلص ۔ میرزا سنجر نام ہے۔ آپ میر حیدر معمائی کاشانی کے فرزند ہیں۔

شعر و شاعری مین چست و چالاک تہا مضامین تازہ و معانی شگفتہ کا موجد تہا۔ مدت تک اکبری دربار مین پدر و پسر ملازم رہے۔ ہمیشہ بادشاہ و شاہزادون کی مدح مین قصائد منظوم کرتے تہے۔ خوب انعام و اکرام پاتے تہے۔ آخر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کی خدمت مین آیا۔ اُسوقت شکستہ حال و پراگندہ بال تہا۔ عادل شاہ نے اسکے شکستہ حال کو لطف و کرم کے مومیائی سے درست فرمایا۔ ایک زمانہ تک خوش و خرم رہا اشعار مین اکثر زمانہ کی شکایت کرتا ہے۔ پس چند مدت کے بعد شاہ عباس ماضی کا فرمان مع خلعت فاخرہ اسکے نام سے صادر ہوا۔ لیکن فرمان کے وصول ہونے سے قبل یہان اسکی اجل کا فرمان پہنچ گیا۔ فوراً عالم بالا روانہ ہوا۔ یہہ واقعہ سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین واقع ہوا۔

من اشعارہ الفارسی

شهر حسن است بهر جانب بازار مرا — تو نخواهی دگری هست خریدار مرا

وله

نه تاب بدن و نی طاقت شکیبائی است — تو چون نقاب کشی رحم بر تماشائی ست

وله

محققان که ز دریای علم در جوشند — چو کوه تا نکنی شان سوال خاموش اند

وله

آتش خرمن منی شبنم کشت دیگران — دوزخ من چرا شدی ای بهشت دیگران

وله

تو خود ناخوانده ای شوق اشتبهم سر و بنهم او — نمیدانم که خواهد خواست فردا عذر غیرت را

وله

ای غم هجر بیش ازین جای تو نیست در دلم — یا بگذر ازین سرا یا بنما قباله را

وله

با عجز دشمنیم و حریفان زبون طلب — ای خون ما بگردن طبع غیور ما

وله

شرم باد از اهل مجلس سنجر بیقدر را — تا یکی ناخوانده آید چند بی رخصت رود

وله

برگ سبزی هم نیاوردی به بیطالعی — از گلستانی که نرگس گل بدامن می کند

وله

جمعی که از تقرب او گفتگو کنند — ترسم خجل شوند اگر رو برو کنند

ما هم ز آرزوی شهادت رسیده ایم / خوبان صواب نیست که فکر دیت کنند

وله ناخوانده گرچه آمده ام زود میروم / طبع ترا ز باده مکدر نمی کنم

وله الماس بدل پاشم و منت کشم از خود / من لذت این زخم بسوزن نه پسندم

وله اگر از دامن محمل کشیدم دست تا بی / بپاے ناقه افتادم بگرد ساربان گشتم

وله امشب اے همسایه او مهمان من از خود رفته ام / گر کسے احوال من پرسد بگو در خانه نیست

وله مهر آمد بتماشاے تو با تیغ و ترنج / گو بیا گر هوس دست بریدن دارد

وله مرا که سینه زمین نمک فروشان است / داغ سوزی مرهم بداغ من غلط است

وله نیست ورا سر آزادی این مرغ اسیر / ورنه صد مرتبه گرداند بگرد سر خویش

وله این زبان بے نسبتم سنجر و گرنه پیش ازین / دست من در زلف او گستاخ تر از شانه بود

وله میگذارد دگر نگاه کرم در کارش کنم / سخت محجوب است میخواهم که میخوارش کنم

وله وقت است که چون صبح ببالین من آئی / شمع سحرم یکدو نفس بیش ندارم

وله ناخن زده ست بوے گلے بر مشام ما / هان اے طبیب هست علاج زکام ما

وله یکشب چراغ خلوت ما می توان شدن / تا کے چو صبح خنده توان زد بشام ما

داغم بنمک خشک شد و زخم بالماس / آگه کن ازین تجربه مرهم طلبان را

حاجت روا نگشت مرا حاصل دو کون / صرف چراغ مسجد و شمع مزار شد

سالک ۔ سید غلام حسن القادری الرضائی

سالک تخلص ۔ سید غلام حسن نام آپ سید شہاب الدین بن سید محمد اسحٰق قادری کے خلف رشید ہیں ۔ آپکی نسب کا سلسلہ حضرت سید عبدالرزاق فرزند دوم حضرت سید

محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے منتہی ہوتا ہے۔ آپ کے جد امجد بغداد سے ہندمین تشریف لائے۔ اولاً ملک دکن کیطرف متوجہ ہوئے۔ قلعہ جنیر مین جو دکن کے مشہور قلعجات سے ہے سکونت پذیر ہوئے۔

بہارستان سخن کے مولف نے لکہا کہ آپکے اجداد اسلاف سے ایک بزرگ بطریق سیر و سیاحت بغداد سے ہندوستان مین آئے۔ صوبہ پنجاب مین پہنچ کے پرگنہ بہرہ مین سکونت پذیر ہوئے خلائق کو ہدایت و ارشاد سے جہانگیری زمانہ تک سرفراز فرماتے رہے۔ اہل ہند جوق جوق حسن عقیدت سے دائرہ بیعت مین داخل ہوتے تہے۔ سالک صاحب ترجمہ کے جد امجد سید محمد اسحق قادری یتیم تہے۔ اور اپنے جد محمد یعقوب کی خدمت مین تربیت و تعلیم پاتے تہے۔ جد بزرگوار ہی یتیم کے مربی و سرپرست تہے۔ حسن اتفاق سے سید محمد یعقوب نے سیاحت عرب کا عزم بالجزم کیا۔ سید محمد اسحق بہی دادا کے ہمراہ بغداد شریف وغیرہ مقامات متبرکات مین گئے حج و زیارت روضہ منورہ و دیگر مقامات متبرکہ سے مشرف ہوئے۔ شاہجہانی زمانہ تک عرب مین رہے وہان علم حدیث و فقہ و تفسیر سے فارغ التحصیل ہوئے پہر آپ عرب سے سنہ ۳۰ جلوس شاہجہانی مین ملک دکن مین وارد ہوئے۔ آپنے قلعہ جنیر مین سکونت اختیار کی۔ اشاعت اسلام و ہدایت دین مین مصروف ہوئے۔ مدۃ العمر اسی کام مین مشغول رہے۔ اکثر ہنود بت پرست آپکی ہدایت سے خدا پرست ہوئے۔ آخر آپنے سنہ ۱۰۸۰ ہجری مین اس دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت کی۔ سالک صاحب ترجمہ کے والد حضرت شہاب الدین بہی عالم شباب مین عارضۂ وبا سے فردوس برین روانہ ہوئے۔ سالک والد کی رحلت کیوقت طفل شیرخوارہ تہے۔ جنیر مین نشو و نما پائے۔ سن تمیز کو پہنچے اُسوقت آپکو تحصیل علوم کا شوق دل مین متمکن ہوا۔ وطن سے آمادہ ہوکے دار العلوم گجرات مین آئے

وہان علمائے معاصرین کی خدمت مین تہوڑے زمانہ مین کتب درسیہ متداولہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ بموجب استعداد فطری و ذکاوت جبلی لائق و فائق ہوئے۔ اور حضرت شاہ علی رضا صاحب گجراتی کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ اور احمد آباد گجرات سے مع عیال و متعلقین شہر اورنگ آباد دکن مین آئے۔ اور خاص و عام کو فیض ہدایت سے مستفیض فرماتے تہے۔ اہل شہر امرا و خوانین آپ کے ساتہہ حسن اعتقاد رکہتے تہے۔ آپکی خانقاہ غربا و فقرا کی فرودگاہ۔ اور امرا و وزرا کی سجدہ گاہ تہی۔ امیر الامرا حسین علیخان۔ و عضد الدولہ بہادر قسورہ جنگ و نظام الدولہ بہادر ناصر جنگ وغیرہم آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتے تہے۔ آپ فصیح اللسان و بلیغ البیان تہے، ذہین و فطین تہے۔ حکیم و واعظ تہے۔ وعظ و نصیحت مین فرد کامل تہے۔ سامعین معتقدین آپ کی جادو بیانی سے مسخر ہوجاتے تہے۔ اور مسائل و امر و نواہی سے واقف۔ آپ قوی الحافظہ تہے۔ قرآن شریف کو چہہ مہینہ کی مدت مین حفظ کرلیا۔ جس کے حفظ کی تاریخ یہہ ہے (حفظ حسن) ہرسال ستائیسوین تاریخ رمضان کو شبینہ قرآن ختم فرماتے تہے آپ صاحب التالیف و التصنیف تہے۔ آپکا دیوان مرتب شدہ ہے۔ اور آپنے ایک مثنوی مثل مثنوی مولوی روم لکہی ہے عربی و فارسی دونون زبان مین کامل مہارت رکہتے تہے اخلاق و عادات مین فرشتہ۔ و انسان برگزیدہ تہے۔ علم تصوف و تعرف مین فرد کامل تہے۔ فطرۃً آپکی طبیعت موزون تہی۔ اس لئے اقتضائے طبیعت کبہی کبہی پیرایہ ظہور سے جلوہ نما ہوجاتا ہے۔ جو کچہہ نتیجہ طبع مبارک ہوتا ہے برجستہ و شگفتہ ہوتا ہے۔ پژمردہ کو تازہ و مردہ کو زندہ کردیتا ہے۔ گل رعنا کے مولف نے لکہا کہ سالک کی ولادت سنہ ۱۱۰۰ ہجری مین ہوئی۔ آپکا مولد و منشا احمد آباد گجرات ہے۔ اور آپکو بیعت حضرت شاہ علی رضا بن خواجہ فرخ شاہ بن خواجہ محمد سعید بن شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ

گجرات احمد آباد سے اورنگ آباد مین آیا۔ اور یہان متوطن ہوا۔ آخر دوم تاریخ جمادی الاولی روز جمعہ قبل مغرب ۱۱۷۱ ہجری مین فوت ہوا۔ بروز شنبہ قریب مسجد و خانقاہ مین جو آپکی تعمیر کی ہوئی ہے دفن ہوئے۔ چنانچہ مولف تذکور نے مرحوم کی تاریخ کہی **ہو ہذہ**

سیدی حضرت غلام حسن
در شہود الہ مستغرق

بست رخت سفر ازین عالم
داد بزم بہشت را رونق

وقت تحریر خط بحر دو کلان
بر سر نامہ می نوشت سر حق

زین سبب سال او شفیق نوشت
عاشق حق بحق شدہ ملحق

من اشعارہ الفارسی

نثار پرواز دماغم شب کہ سیراب بود
بادبان کشتی می چادر مہتاب بود

گردش چشم تو از بس بیقرارم کردہ است
پنبۂ بالین خوابم چشم سیماب بود

نمی دانم کدامین ماہ رو آمد در آغوشم
کہ چون ہالہ سراپا حلقہ می گردد برودوشم

کمان ابروئے رنگین ادائے تا بہ بر آید
تمنا جوش چون قوس قزح یک عالم آغوشم

بسکہ در یاد قدش معزون مثالی کردہ ام
مصرع سرو گلشن شعر خالی کردہ ام

بیشتر زین بود صفائے تازگی برق حسن
شب بہ پشت پاش نقش قالی کردہ ام

مست و سرشار دو بالا نشۂ جام لبت
بودہ ام از بوسہ کہ بی اعتدالی کردہ ام

اے بیا آرام جان جائے تر امانند خواب
با وجود مردم ہر دیدہ خالی کردہ ام

خوردہ ام سالک فریب وعدہ وردفا بوصل
پختہ کار عشق بودم خورسالی کردہ ام

اے لالہ زار از گل داغ تو سینہا
رنگین پر از بہار ز وصفت سفینہا

یکرنگی تو ناشدہ برق دوئی گداز
نگرفتہ رنگ عکس شخص آبگینہا

سپہری نظام شاہ بحری

تذکرہ مجمع الفصحا مین لکھا۔ نظام شاہ نام۔ سپہری تخلص۔ منہ

خالت خلیل و چہرہ گلستان آتش است
خطت سیاہے کہ بدامان آتش است
بیش رخ تو دیدہ سپہرے بہم نزد
آتش پرست ہین کہ حیران آتش است

باب الشین معجمہ

شوریدہ شیخ سلطان الدین برہانپوری

شوریدہ تخلص شیخ سلطان الدین نام۔ برہانپوری المولد ہے۔ صاحب لیاقت و ذی استعداد تہا۔ خوشنویسی مین استاد خط نستعلیق نہایت ہی خوش لکہتا تہا۔ شعرگوئی و شعرفہمی مین مشہور تہا۔ ۱۱۷۵ہجری مین برہانپور سے اورنگ آباد مین آیا۔ چند مدت رہکر پہر وطن مالوفہ کو واپس گیا۔ لچہمی نرائن وغیرہ شعرا کا معاصر تہا اولاً سلطان تخلص کرتا تہا۔ پہر شہید قرار دیا تہا آخر لچہمی نرائن اورنگ آبادی کے کہنے سے شوریدہ اختیار کیا۔ ۱۱۹۵ہجری کے قریب مین فوت ہوا۔

تذکرہ خزان و بہار کے مولف نے لکہا کہ آپکی مزاج مین ہمدردی قوم مرکوز تہی۔ اکثر کتب احادیث و صحائف لکہکے مساجد و خوانق مین وقف کرکے رکہتے تہے۔ اور علما و طلبا کی خدمت کو فرض سمجہتے تہے۔ مہمان نوازی مین مشہور تہے۔ نقل ہے کہ ایکروز آپکے گہر ایک مہمان آیا۔ آپنے اُسکی مہمان داری کا اہتمام کیا۔ مہمان ایک رات نماز مغرب کے بعد بغیر اطلاع کسی دوست کے ملنے کو گیا۔ دوست نے خاطرداری مدارات کی

تمام رات دوست کے گہر پر بسر کیا۔ حضرت شوریدہ صاحب ترجمہ حسب عادت عشا کے بعد دستر خوان بچہاکے کہانے کے خوان چُنے ہوئے مہمان کے انتظار مین بیٹھے۔ اور گہر کے تمام متعلقین بہی حضرت کے ساتھہ تہے۔ اکثر بہوکے پیاسے سوگئے۔ تمام رات گذر گئی۔ صبح مہمان آیا۔ آپنے کشادہ روئی سے فرمایا۔ آپ شب کہان تہے ہم تمام آپکے انتظار مین دستر خوان بچہائے ہوئے رہے مہمان آپکے قدمون پر گر پڑا اور معافی چاہی حضرت مسکرائے۔ اور مہمان کی تالیف قلوب کرکے فرمایا پروا نہین۔ بزرگان سلف کی تہذیب و ساعدت آفرین ہزار آفرین کے لائق ہے۔ ہمکو سلف کے اخلاق و عادات سے سبق لینا چاہیے۔ فی زمانناً اس قسم کے اخلاق و عادات عنقا صفت ہین۔ خدا تعالے ہمکو نیک ہدایت کرے کہ ہم بزرگان سلف کی پیروی کرین

من اشعارہ الہندی

یک رنگ مین کہی رہ نہ بتاتا ہے رنگیلا
تجہ زلف کے دیکہے ستی سنبل کو گیا بہول
رنگین دا سے جب تو گیا باغ مین سجن
چشم دریا سے کیون نہووے طوفانی

ہر طرح من کی طرح دکہاتا ہے رنگیلا
بن خود ہی سے بیخود ہوا ایسا لکو گیا بہول
ہر نقش پا زمین پہ بنتے گل کے دستے تہے
اشک باران ہنوز جاری ہے

شورش۔ مرزا محمد منعم نذرباری

شورش تخلص۔ مرزا محمد منعم نام۔ آپ بدخشانی الاصل ہین۔ مرزا محمد اکبر طپش کے برادر زادہ ہین۔ حضرت شاہ یٰسین صاحب نذرباری قادری کے مرید و متبنیٰ تہے۔ زندگی مجردانہ بسر کرتے رہے دنیا و مافیہا سے کچہہ تعلق نہین رکہتے تہے مزاج مین

عجز و انکساری تھی۔ علم موسیقی مین خوب ماہر تھے۔ اس فن مین متقدمین سلف سے بڑھ گئے تھے۔ سنجیدہ طبع و پسندیدہ فکر شعر گوئی پر فریفتہ عم بزرگوار طپش سے مشق کرتے تھے۔ چندہی روز مین اُستاد سے ایسے بڑھ گئے کہ آخر طپش اپنا کلام شورش کو دکھلاتے تھے۔ آپ درست کردار و وضعدار تھے۔ سن شعور سے تا مرگ لباس سرمئی زیب بدن فرماتے رہے۔ کبھی دوسرے قسم کے لباس کی خواہش نہین کی۔ آپکا کلام نادر الوجود ہے اُسکی وجہ یہہ ہے کہ آپ جوکچھہ کہتے تھے۔ اُن سب اشعار کو چراغ کی نذر کردیتے تھے۔ طپش نے جو چند اشعار مخفی رکھہ لئے تھے وہی ہے۔ باقی کا پتا نہین ملا۔ اکثر تذکرون مین یہی چند شعر دائر و سائر ہین۔ ہم بھی تذکرون سے نقل کرتے ہین آخر آپ ۱۲۰۷ ہجری مین فوت ہوئے۔ لچھمی نرائن نے آپکی رحلت کی تاریخ لکھی

شاعرِ خوب مرزا انعم	سمت جنت کے جب گیا وہ قدم
دل نے تاریخ کو کہا مجھ سے	مرگیا آہ شورش ہمدم ۱۲۰۷

من اشعارہ الہندی

ہمارے پاس یہہ آیا نہ آیا	بھروسہ کیا ہے جی آیا نہ آیا
جب ستی بہار ہے برمین جامہ اُجلا و سبز	تب سے پایا گلشنو نمین سرو نے ایجاد سبز

شرافت۔ سید شریف الدینخان اورنگ آبادی

شرافت تخلص۔ سید شریف الدینخان نام۔ آپ کے جداد سادات موسویہ نیشاپور سے ہین۔ آپکے اجداد مین سے ایک بزرگ ہندمین آئے۔ قصبۂ کنتور ملک اودھ مین متوطن ہوئے۔ قاضی محمود کنتوری خلیفہ شاہ بدیع الدین مدار آپکے

اجداد مین تھے۔ آپ ششؔ آب و دانہ اورنگ آباد دکن مین وارد ہوئے۔ عالم فاضل وادیب کامل تھے۔ شہر کی خدمت احتساب پر مقرر ہوئے۔ اور حضرت شاہ نظام الدین بگرامی جو دکن کے مشاہیر مشائخ سے تھے۔ اُن کی دختر نیک اختر سے شادی کی۔ اور اس شہر کو اپنا وطن قرار دیا۔ نہایت خوشی و خرمی سے رہنے لگے۔ سرکاری خدمت احتساب کا انتظام عمدہ طرح سے مدت تک کرتے رہے۔ شہر کے مشائخ و امرا آپ سے نہایت ہی رضامند و شکر گزار تھے۔ آپ شریف النفس و کریم الطبع تھے۔ حسن اتفاق مین بےمثل۔ مروت و سخاوت مین بےبدل تھے۔ فقرا دوست و غربا پرور تھے۔ شعر فہمی و انشا پردازی مین یگانہ۔ کبھی کبھی شعر بھی موزون فرماتے تھے۔ ایک کتاب غوث الصمدانی محبوب سبحانی کے مناقب مین لکھی۔ آپ ۱۱۷۵ھ ہجری مین زندہ تھے۔ قریب ۱۱۸۲ھ ہجری بہشت برین کو روانہ ہوئے۔

مِن اشعارہ الہندی

مین روتا ہی رہا غم نے کیا جاری رواج اپنا
بگولے کو نہین ہے سربلندی خاک بن کر
ہو گئی آنے سے تیری لکھے میخانہ مین ہوم
وصل مین بھی نہین ہے ہر گز چین بیتاب کو تیری
ایک تیرے جلوہ حسن آرا ستی

کہ ہے مدنظر ہر کسکو آخر کام کاج اپنا
سر پر سلطنت کیا چاہیے ہم خاکسارون کو
چشم مین سجتی ہے جیسی کیف کے آئینہ مین ہوم
عشق سے ڈالا ہے دیکھو شمع پروانہ مین ہوم
شور کعبہ مین پڑا ہے اور بتخانہ مین ہوم

شہید۔ ملا باقر

شہید تخلص۔ ملا باقر نام۔ بقول مولف گل رعنا آپ طہرانی الاصل قوم ترک سے تھے

وبقول مولف گل عجائب اصفہانی الاصل آپکے جد بزرگوار طہران یا اصفہان سے ہندمین وارد ہوکر احمدآباد گجرات مین متوطن ہوئے۔ شہید کی ولادت احمدآباد مین ہوی۔ عالم شباب مین ضروری لیاقت و استعداد حاصل کرنیکے بعد نوکری اختیار کی چندمدت تک سلسلۂ ملازمت مین رہا آخر نوکری ترک کرکے شہر اورنگ آباد مین آیا اور گوشہ نشینی اختیار کی۔ چند روز کے بعد حرمین شریفین کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اورنگ آباد سے روانہ ہوا۔ اسی سفر مین بندر تہتہ سندہ مین شیخ محمد علی حزین سے ملا شعرگوئی مین شیخ سے تلمذ حاصل کیا۔ پہر حرمین شریفین کی زیارت و حج سے فارغ ہوکر اورنگ آباد مین واپس آیا بدستور خانہ نشین رہا۔ گہر سے کبہی باہر نہین آتا تہا۔

صاحب مردم دیدہ لکہتے ہین فی الواقع مینے اسکو فقیر پایا۔ ہرچند کہ شیخ محمد علی حزین سے طرز روشنی اختیار کیا تہا۔ لیکن شیخ سے کچہہ نسبت نہین رکہتا ہے۔ بزرگ ساختہ نظر آیا۔ عندالملاقات بہت سے اشعار سنائے۔ اور اکثر باتین بہی ہین مین اُن کی خدمت مین صرف ایک ساعت بیٹہکر رخصت ہوا۔ انتہی کلامہ۔

لچہمی نرائن گلزار عنا مین لکہتے ہین کہ شہید سخن مین شیخ علی حزین کا شاگرد تہا۔ اور طریقۂ سلوک شیخ سے اخذ کیا۔ چنانچہ ایک غزل مین کہتا ہے ؎

درسخن حزین سوختہ   آب و رنگ معنی تصویر ماست

خط نسخ خوب لکہتا تہا۔ اورنگ آباد مین خانہ نشین تہا کبہی گہر سے نہین نکلتا تہا۔ آزاد بلگرامی سے محبت کہتا تہا۔ آزاد شاہ محمود کے تکیہ مین رہتے تہے۔ اسوقت شہید نے ایک رقعہ لکہا۔ سر رقعہ یہہ بیت تہی ؎

اے صبا بہر خدا کن گوش فریاد مرا   یعنی از من بندگی گو سرو آزاد مرا

بعد ازان زمانہ دراز گذرا کہ اتفاق ملاقات ہوا ۔ پھر یہہ بیت آزاد کی خدمت مین بھیجی

؎ میان اہل سخن سد آمد ورفت ہست ؛ مگر سخن برود پھر باز دید سخن

پھر جناب آزاد شہید کے پاس گئے اور ملے اور باہم خوش ہوئے ۔ اور مین بھی ایکوقت شہید کی ملازمت سے مشرف ہوا انتہی کلامہ

شہید سخنور صاحب حال درویش کامل تہا ۔ تارک الدنیا ۔ طالب فقر وفنا تہا ۔ خوش گفتار وخوش کردار تہا ۔ آخر ۱۱ تاریخ رجب ۱۱۷۲ ہجری مین شہر اورنگ آباد مین فوت ہوا ۔ اپنے مکان کے صحن مین دفن کیا گیا ۔ جناب آزاد بلگرامی نے تاریخ رحلت کہی

؎ کرد رحلت مقیم گوشۂ فقر ؛ تیز در فن شاعری ماہر

گفت تاریخ فوت او آزاد ؛ گشت نابود مولوی باقر

شہید مغفور صاحب دیوان ہے ۔ دیوان ضخیم ہے ۔ لچھمی نرائن گل رعنا مین لکھتے مین کہ آپکے اکثر اشعار اصلاح طلب تھے ۔ جناب آزاد نے درست کئے ۔ لیکن فقیر مولف نے طوالت کی وجہ سے اشعار اصلاح شدہ واصلاح طلب کو قلم انداز کیا ۔ اگرچہ مولف گل رعنا نے تمثیلاً چند اشعار اصلاح طلب واصلاح شدہ بھی نقل کئے ۔ انتہی کلامہ ۔

من اشعاره الفارسی

الہی استقامت در شبہات دہ دل ما را ؛ ہمیشہ سرخرو از خون ما کن قاتل ما را

جز صبا نیست درین گلشن ایجاد شہید ؛ کہ بیابد نفسے پھر ہوا خواہی ما

ولہ

مرا صحبت مدام آن نرگس بیمار می بخشد ؛ چو مژگان برنگردانم ز بین دوا شفا خود را

ولہ

سر تمکین او گردم نمی بیند بجز من ؛ مکرر گرچہ می بندم بپا پیش چمن حنا خود را

ندارم بہتر از تسبیح دست آویز محشر ؛ بصد رہ میرسانم تا شہید کربلا خود را

اے ماه تابان یک شبے همره جانان کن مرا
چون هاله گرد گرم گرد تو بر خویش قربان کن مرا

گوید شهید تو همین با ناله و آه حزین
گر از شهیدان نیستم خاک شهیدان کن مرا

جان محبوس بتن بسکه تنگ است اینجا
نمی توان گفت که در قید فرنگ است اینجا

وله
از تو تا دور کرده اند مرا
زنده در گور کرده اند مرا

با دل سرد گرم می سوزم
شمع کافور کرده اند مرا

من کجا شوکت سلیمان کو
کمتر از مور کرده اند مرا

وله
جدا از آتش لعل تو شد کباب شراب
بیا که چشم براه است از حباب شراب

خم سپهر تهی نیست از مے مهرت
هنوز می چکد از چشم آفتاب شراب

وله
شهید راه رو که ره یار نازک است
آهسته پا گذار سر دار نازک است

دارم دلے که خود بخود آزرده می شود
مانند طبع یار چه بسیار نازک است

پژمرده می شود ز نسیم سخن شهید
از گل زیاده لعل لب یار نازک است

وله
کار دنیا همه ناساخته می باید رفت
همچو اشک از نظر انداخته می باید رفت

حسرتے بدتر ازین بار چه خواهد بودن
که ره کوئے تو نشناخته می باید رفت

وله
هستی و بخت مرا کلک قضا توام ریخت
بلب یار رسیدیم بیاهی باقیست

نه اشک برخ و نے آه در جگر باقیست
شده است زاد سفر آخر و سفر باقیست

وله
بیهوده دست بر سر خود عمر با زدم
کارے ز من نیامد و دستم ز کار ماند

وله
در خیالش رفته ام از خود خبر دارش کنید
بخت من عمریست تا خوابیده بیدارش کنید

وله
از شکست دل صدا بیرون نیاید جز خدا
تا بود ممکن ز خود هرگز دلے را نشکنید

وله
حاصل زندگانیم نیست بجز انفعال
همچو حباب مروم کیسه تهی و چشم تر

مرا لیاقت این کو که با تو چهره شوم	وله	همین بروی تو گریه و نگاهی بس
زداغ من دل بلبل اگر بسوخت بجاست	وله	برنگ گل زده ام آتشی بخانهٔ خویش
غافل مشو چو شمع ز سوز دلت شهید	وله	در خنده هم ملاحظه کن گریه های خویش
در جهان هرگز ندیدم هیچکس کمتر ز خویش		هر کرا من وا رسیدم یافتم بهتر ز خویش
زلف او خود را ز من تا میتواند می کشد		چون پریشانی که می بیند پریشان تر ز خویش
ز خود بیخود شو و مستانه بیرقص	وله	بگرد شمع چون پروانه بیرقص
روشن سواد مردمک دیده می کند	وله	هر لحظه مصحف رخ تو از غبار خط
بی نیاز تو جان دگر بکف دارم	وله	سرم چو شمع گر از تن جدا کنند چه باک
جان من غم مخور از بی سر و سامانی دل	وله	زیادگار سر زلف پریشانی دل
بره عشق تو در هر قدم می ماند		پر تنگ آمدم از دست گرانجانی دل
در بحر زندگی چه سبک راه میروم	وله	از خویش چون حباب بیک آه میروم
چون حباب اعتبارم پایمال کیستم	وله	من ندارم حرمتی خون حلال کیستم
جا بچشم خویش میداد این مردم مرا	وله	همچو نرگس پیش خود گر سیم و زر میداشتم
از گدا کار گدا صورت نمیگیرد شهید	وله	هر چه خواهی یافتن از شاه خواهی یافتن
ز فرق تا بقدم از ادا نهی خالی	وله	خمیر مایهٔ ناز است سرو قامت تو
از بسکه داشت شوق درسر آئینه	وله	چون جان کشید عکس ترا در بر آئینه
از وضع شیخ و برهمن از بس ملول شد		بر رخ کشید قشقهٔ خاکستر آئینه
قربان آن دمم که ز ابرو کمان کنی	وله	مژگان خدنگ سازی و دل را نشان کنی

من اشعاره الهندی

بہار درد کو اس غنچۂ دلمین تو مخفی رکھہ	نکر پہر گل خرابی چہرۂ راز نہان میرا
شہید اوراق ہستی جمع کر جو بہیر پان ہو	یہ زنگین ہمیس ہے شاہد کہ لعل یار کو پہنچے
تو قانون عمل یارمت توڑ	کمر طاعت سے خم چنگ ہو جا
شہید انفس کا فر کیش کو مار	حقیقت کا منظفر جنگ ہو جا

شریف ۔ مرزا شریف کاشانی

شریف تخلص ۔ مرزا شریف نام ۔ کاشانی الاصل ہے ۔ اوائل شباب مین علوم وفنون مین کمال حاصل کر کے فقیری اختیار کی ۔ اور سیاحت کا ارادہ کیا وطن سے نکل کر چند مدت ہرات وسیستان مین رہا ۔ عبداللہ خان اوزبک نے سنہ ہجری مین ہرات کا محاصرہ کیا ۔ اسوقت ہرات سے فرار کر کے ہند مین آیا ۔ گولکنڈہ حیدرآباد دکن مین پہنچا ۔ سلطان محمد قلی قطبشاہ کی خدمت مین نام کرہا ۔ قطب شاہ نے شریف کے لئے منصب عمدہ مقرر کر دیا تہا ۔ مدت تک خوشحال فارغ البال رہا آخر سنہ ہجری مین فوت ہوا ۔ گولکنڈہ مین مدفون ہے ۔

من اشعارہ الفارسی

چون نے زبسکہ سینۂ تنگ از فغان پر ست	گرتا بروز حشر بنالم ہمان پر ست
حاشا کہ شریف در رہ عشق	تا سر نہ نہد ز پا نہ نشیند
خزان مباش کہ برگ و چمن بریزی	بہار باش کہ شاخ گلے ببار آری

بعقل کعبہ نوردم بعشق دیر نشین
چراغ ہر دو بیکقطرہ خون من سوزد

ششدر۔ عباس حسین خان حیدرآبادی

ششدر تخلص۔ نواب عباس حسین خان نام۔ آپ نواب میر عاشق حسین خان مرحوم کے فرزند ہین۔ آپ حیدرآباد دکن کے مشاہیر امرا سے ہین۔ نواب مختار الملک مرحوم کے قرابتدارون مین سے ہین۔ آپ فارسی مین لائق ہین اور عربی مین بھی صرف نحو سے واقف ہین۔ شعر گوئی مین کامل استاد۔ اور اس فن مین آپکے اکثر شاگرد ہین آپ کی ذات چشمہ فیض ہے۔ آپ مولوی حافظ میر شمس الدین فیض المتوفی سنہ ۱۲۸۳ ہجری کے شاگرد رشید ہین۔ اور حافظ مشتاق شاگرد میر درد سے بھی استفادہ کیا ہے آپ صاحب دیوان ہین۔ خوش مزاج و شگفتہ طبع ہین۔ ہمدرد قوم و مہمان نواز و دوست پرور ہین۔ فی الحال آپکی عمر تخمیناً پچاس برس کی ہوگی۔ بارک اللہ فی عمرہ

من اشعاره الہندی

طوفان اٹھا ہے خنجر قاتل کی آب کا — چشمہ ابل پڑے نہ کہین آفتاب کا
اغیار بوسۂ شیرین نہ پائین گے — یہ انگبین تو رزق نہوگا ذباب کا

وله

اللہ ری وحشتین تری مجنون کی ایڑی — جو آبلہ ہے آنکھ ہے جنگلی غزال کی
کیا کر سکے گا اُس گل رعنا سے ہمسری — ہے گل کی پاس ایک قبا سرخ شال کی

وله

رقم کرتا ہون ان اوصاف گیسوئے دوتا تیرے — قلم چٹکی مین رہجاتا ہے مار دو زبان ہوکر
ہما کو جب ہوس ہوتی ہے اُسکے دست بوسی کی — لپٹ جاتا ہے قوس بازو سے زاغ کمان ہوکر

وله

جامۂ گل پر نہ اتنا پھولنا اے عندلیب — ملگجی اُتری ہوئی تن سے قبائے یار ہے
لب پہ لب ہنستا ہے ششدر دختر رز سے مدام — منہ لگانا منع ہے جسکو وہ یہ مردار ہے

شیفتہ محمد کاظم حسین کنتوری

شیفتہ تخلص۔ محمد کاظم حسین نام۔ آپ مولوی خادم حسین مرحوم کنتوری کے فرزند ہین۔ صاحب علم و فضل ہین۔ شعر و سخن کے شیفتہ اور مضامین رنگین کے فریفتہ ہین آپکو ناسخ مرحوم کے خاندان سے تلمذ ہے۔ آپکا کلام صاف و شستہ ہے۔ مضامین کی بندش اور الفاظ کی نشست سے شستگی و پختگی نمایان ہے۔ آپکی ہر ایک شعر سے نزاکت و لطافت عیان ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین۔ آپکا ایک دیوان جو غزلیات عاشقانہ و رباعیات صوفیانہ پر شامل ہے۔ اور دوسرا دیوان قصائد نعتیہ مین ہے سنہ ۱۳۰۲ ہجری مین ہند سے حیدر آباد دکن مین وارد ہوئے تہے۔ مدت تک مقیم رہے۔ اب معلوم نہین کہ فی الحال کہان ہین۔ یا یہین سرکار عالی نظام مین کسی خدمت پر مامور ہین۔ جہان ہو اللہ تعالی انکو خوش و خرم رکہے۔

من اشعارہ الہندی

دیوانہ ترا صبح سے ٹکراتا ہے آج
ابرو سے کرین قتل وہ ہم آنکہہ لڑائین
حسن رخ دلدار پہ یون محو ہوی ہے
پہرتی نظر آتی نہین آنکہون مین نظر آج

ولہ

خوشبوے جان فزا جو تمہارے بدن مین ہے
بہہ بو بہلا کہان سمن و نسترن مین ہے
پہولون نہین سماتے ہین غنچے سرور سے
آمد بہار کی جو دوبارہ چمن مین ہے
ہے رنگ روز حشر کا فرقت کی رات مین
غربت کی شام صبح دیار وطن مین ہے
اے شیفتہ نماز ہے واجب کسوف کی
رخسار زلف مین ہے کہ سورج گہن مین ہے

ٹوٹین گئے نئی سیکڑون دیوارین در آج
تلوار بڑی لپہ بہہ ہے مد نظر آج

شوق۔ غلام محمد حیدرآبادی

شوق تخلص۔ غلام محمد نام۔ آپ حیدرآبادی المولد ہین آپکے آباواجداد کا اصلی وطن ملک یمن تھا یمن سے حیدرآباد مین آئے۔ اور سرکار عالی کی بابت سے مین ملازم ہوئے۔ خانی وبہادری کے خطاب سے ممتاز و سرفراز ہوئے۔ آپ بھی خاندانی اعزاز کے لحاظ سے مدارالمہام سرکار عالی کی عدالت مین ملازم ہین۔ لائق و ہوشیار ہین تخمیناً پینتالیس برس کی عمر ہوگی۔ شعر و شاعری کے شیفتہ مضامین رنگین و تازہ کے فریفتہ ہین۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کہتے ہین فارسی مین مولوی عبدالعلی والا اور اردو مین محمد سلطان عاقل دہلوی المتوفی سنہ ۱۳۳۰ ہجری کے شاگرد ہین۔ خوش مزاج و پسندیدہ سیرت ہین۔ میانہ قد و گندمی رنگ و چیچک رو ہین۔ اللہ تعالی خوش و خرم رکھے۔

من اشعارہ الفارسی

آئینہ بند قصر تو جلوۂ عکس جا بجا | من ہمہ تن بحیرتم خانہ چنان مکین چنین
نام تو اے نگار من کندہ شدہ بلوح دل | آفرین بر نوشت من نقش چنان نگین چنین
گفتہ گم شدہ است دل باز زدل شکایتے | شوق چہ آفت است این ہم چنان یقین چنین

من اشعارہ الہندی

بدر کامل تو ہوا عارض تابان نہوا | ماہ نو گھٹکے ہوا ابروے جانان نہوا
لاکھون فتنے اٹھے ہنگامہ ہوا صور پہنکا | عرصۂ حشر مگر کوچۂ جانان نہوا
جلوہ افروز کوئی مہر یہان سے ہوتا | صبح کی طرح مرا چاک گریبان نہوا

قامت یار سے کیا سرو چمن کو نسبت	سامنے اُسکے وہ اک گام خراماں نہوا

شکیب - نواب مرزا دہلوی

شکیب تخلص - نواب مرزا نام - آپ دلی کے باشندہ ہین - مدت سے حیدرآباد دکن مین آئے ہین قانون دانی مین ہوشیار و لائق ہین - خوش طبع و شگفتہ جبین ہین - فی الحال آپکی عمر قریب پچاس برس کے ہے - طبیعت مین ذکاوت و فطانت خداداد ہے - شعر گوئی مین اولاً منشی محمد کاظم کنتوری کے شاگرد ہوئے ثانیاً حکیم نواب نیاز احمد خان ہوش بریلوی کی خدمت مین مشق کرتے رہے - اور کبھی کبھی محمد کاظم حسین شیفتہ سے بھی اصلاح لی ہے - کلام دلچسپ و مرغوب ہوتا ہے -

من اشعارہ الہندی

یوسف کی چاہ چھُٹنی ممکن نہین تہا یہ	زنجیر عشق کی تہی زلیخا کی پاؤن مین
لو خون آرزو بھی کیا ہے رقیب نے	مہندی لگا کے اُس گل رعنا کے پاؤن مین
کافی اُسکو سایۂ گیسو ہے آپکا	زنجیر ڈالئے گا نہ شیدا کے پاؤن مین
آتے ہی اُسکے دور ہوا کیون مرض مرا	پنہان نہ تہی شفا جو مسیحا کے پاؤن مین
کیون اپنے پاؤن توڑکے بیٹھے ہوا ے شکیب	خار الم چبھے ہین تمنا کے پاؤن مین

شعلہ - محمد عبدالوہاب خان مدراسی

شعلہ تخلص - محمد عبدالوہاب خان نام - نواب نعمت الملک رئیس مدراسی کے فرزند - اور نواب عظیم جاہ رئیس ارکاٹ کے نواسہ ہین سن شعور کے بعد آپنے

مدراس کے علما سے کتب درسیہ پڑہین۔ لائق و مستعد ہوئے۔ شعر و شاعری مین شریف مدراس کے شاگرد خوش فکر خوش طبع ہین۔ آپکا کلام نزاکت و لطافت مین ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔ الفاظ سلیس و بامحاورہ ہوتے ہین۔

من اشعارہ الہندی

پردیسے یہہ ہیدا ہے کہ میخانہ ہے اُسکا
آبادی مین لگتا نہین رتہہارا دل
اللہ رے اُس شمع شب افروز کی گرمی
پہر کیا ہے مجھے ہجر مین رونیکے سوا کام
آنکہین جو کہلی تہین تو بس نرگس اُسکی تہی
سینہ کے چمن مین ہین گل داغ شگفتہ

ہر آنکہہ سے ظاہر ہے کہ پیمانہ ہے اُسکا
شاید کہ بیابان جنون خانہ ہے اُسکا
شعلہ کی طرح دیکھئے پروانہ ہے اُسکا
زیبا ہے پس مرگ کفن آب روان کا
چہرے سے کفن میرے اُٹھا کر وہین ڈہانکا
یہان دخل نہین کچہہ خلش خار خزان کا

شادان۔ راجہ راجایان راجہ چندو لعل بہادر

شادان تخلص۔ چندو لعل نام۔ راجہ راجایان۔ وہمارا جہ بہادر خطاب ہے خود مہاراجہ اپنی کتاب عشرت کدۂ آفاق مین لکہتے ہین کہ میرے آبا و اجداد قوم کہتری مہرہ دار الخلافہ لاہور مین متوطن تہے۔ شاہان متقدمین کے عہد مین خدمات مناسب پر مامور رہے۔ اکبر بادشاہ ہند کے عہد تک ہمارے خاندان سے کوئی بزرگ وطن سے برآمد نہین ہوا۔ جب راجہ ٹوڈرمل کہتری تن دن اکبر کے ملازمون مین نوکر ہوئے۔ درجۂ وزارت کو پہنچے۔ پس راجہ مذکور نے وزارت کے زمانہ مین اپنے برادران قوم کو بلایا۔ ہر ایک کو حسب لیاقت مناسب خدمت پر مقرر کرایا۔ چونکہ میرے بزرگون ور راجہ موصوف کے

درمیان علاوہ قومی تعلق قرابت سببی کا سلسلہ قائم تھا۔ بناءً علیہ آئے صاحب نے میرے بزرگان سلف کو اپنے پاس بلایا۔ اور خدمات لائقہ پر مقرر فرمایا۔ تمام بزرگان سلف نسلاً بعد نسلٍ دہلی میں محمد شاہی زمانہ تک آرام سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب حضرت نواب فتح جنگ نظام الملک آصفجاہ بہادر عازم دکن ہوئے۔ اُسوقت میرے جد اعلیٰ مول چند نے ایک معروضہ پیش کیا۔ اور اُسمیں حضور کے ہمرکاب ہونیکی درخواست کی۔ نواب مغفرت مآب نے درخواست منظور کی۔ پس میرے جد اعلیٰ حضور کے ہمراہ روانہ ہوئے انتہی کلامہ مولف فقیر کو ہمراہی کی درخواست کی اصل کیفیت بجز نقل مہاراجہ صاحب ترجمہ کسی تاریخ آصفیہ سے معلوم نہیں ہوئی۔ عجب نہیں کہ یہہ روایت مہاراجہ بہادر کو سینہ بسینہ پہنچی ہوگی حضور نے دکن میں کامیابی و فیروزی کے بعد آپکے جد اعلیٰ کو حیدرآباد کی کروڑگیری کی خدمت پر مقرر فرمایا تا بہ زندگی تعلقداری کروڑگیری پر مامور رہے۔ جد اعلیٰ کے فوت ہوتے ہی مہاراجہ کے دادا الجہمی رام بن مول چند کو تعلقہ کروڑگیری موروثی پر مقرر فرمایا پھر مہاراجہ کے جد نواب ناصر جنگ شہید کے ہمراہ سفر و حضر میں رہے۔ اور امیر الممالک نواب صلابت جنگ کے عہد میں بھی بدستور موروثی خدمت کروڑگیری پر آگئے۔ آپکے جد بزرگوار اپنے والد مرحوم کی طرح خدمت مفوضہ کا کام امانت و دیانت کے ساتھہ ادا کرتے رہے۔ آخر آصفجاہ ثانی کے عہد میں بسبب ناواقفیت دیوان نوکری ترک کرکے گوشہ نشین ہوگئے تھے۔ چند مدت بیکاری و گوشہ نشینی میں بسر کئے۔ جب رکن الدولہ بہادر دیوانی کی خدمت پر متعین ہوئے۔ تب راجہ صاحب کے جد بزرگوار کو بذریعہ شمشیر جنگ بہادر خدمت موروثی پر بحال و برقرار فرمایا۔ پھر آپکے جد بزرگوار چند ہی ایام کے بعد فوت ہوئے۔ مرحوم کے باقیات الصالحات پانچ فرزند مندرجۂ ذیل تھے۔

اسمائے فرزندان لچھمی رام مرحوم

رائے نانک رام ۔ رائے نراین داس ۔ رائے رگہناتہہ داس ۔ رائے بہوانی داس رائے موہن لعل ۔ یہہ تمام لڑکے صاحب استعداد تہے ۔ ہر ایک منشی بے نظیر تہا ۔ حساب وکتاب مین فرد فرید ۔ اولاً سرکار عالی کی عنایت وبندہ پروری سے نانک رام جو تمام بہائیون مین بزرگ ولائق تہا ۔ تعلقہ موروثی مذکورہ سے سرفراز ہوا ۔ اٹھارہ برس تک تعلقہ کا کام نہایت دیانت وامانت کے ساتہہ ادا کرتا رہا ۔ عیش پسند وعشرت دوست تہا راتدن عیش وعشرت مین زندگی بسر کرتا تہا ۔ فیاض وفراخ دست تہا ۔ فقرا پرست تہا فقرائے اہل اسلام واہل اصنام کی خدمت حسن اعتقاد سے بجالاتا تہا ۔ براہمہ وگوسائیون وجوگیون کی زیادہ خدمت کرتا تہا ۔ ہنود کے متبرک مقامات یعنے جگناتہہ وبالاجی وبنارس ۔ وبندرابن ۔ وپراگ وگیا ۔ وغیرہا مین لنگر خانے وسدابرت قائم کرئے تہے ۔ لنگر خانون وغیرہ کے صرف کیلئے اٹھارہ لاکہہ روپیہ ساہوکارون کے نزدیک جمع رکہہ دیا تہا ۔ جو نفع رقم سے حاصل ہوتا تہا خرچ کئے جاتا تہا ۔

صوفی مشرب علم دوست تہا علما وفقرا کی صحبت مین اکثر رہتا تہا ۔ تذکرۃ الاولیا ونفحات الانس سنتا تہا ۔ اور پڑہتا تہا ۔

مہاراجہ صاحب ترجمہ کی ولادت سنہ ١٢٧٩ ہجری مین واقع ہوئی ۔ اعزہ واقارب نے بہت خوشی منائی ۔ تربیت وتعلیم دکن کی آب وہوا مین ہوئی ۔ کسی مورخ نے صراحتاً یہہ نہین لکہا کہ آپکا مسقط الراس ومولد ومنشا کس خاص مقام مین ہوا مگر بزرگان سالخوردہ کی زبانی سینہ بسینہ منقول ہے کہ آپکا مسقط الراس دار السرور برہانپور ہے ۔ اور آپکی نشو ونما بہی بلدہ مذکور مین ہوئی آپکی والدا جد مدت تک برہانپور مین تہے ۔ بہنا نک رام کے تعلقداری

کروڑگیری کے زمانہ مین بلدہ حیدرآباد مین آئے۔ چند سال کے بعد ۱۱۸۹ھ ہجری مین فوت ہوئے۔ تم النقل۔

مہاراجہ بہادر عشرت کدہ آفاق مین لکھتے ہین جب میرے والد ماجد نے دنیائے فانی سے عالم بقا رحلت کی اُسوقت میری عمر دہ سالہ تھی۔ ہماری تربیت و تعلیم کے سرپرست عم بزرگ نانک رام ہوئے۔ اور ہمارے حال پر نہایت محبت و الفت رکھتے تھے۔ پدرانہ ہمارے ناز اٹھاتے تھے۔ ہم کو ایسے آرام و عیش سے رکھا کہ ہم باپ کو بھول گئے۔ ہم چچا ہی کو باپ سمجھتے تھے۔ انتہی کلامہ۔ آپ کی طبیعت فطرۃً چست و چالاک تھی۔ ابتدا ہی سے ہونہار معلوم ہوتے تھے۔ عم بزرگ کی تربیت و تعلیم سے عین عالم شباب مین فارغ التحصیل ہوئے تحریر و تقریر و حساب و کتاب مین لائق مانے گئے۔ اور آپ فارسی مین منشی بے مثل تھے۔ نثر و نظم کے لکھنے مین قوت مستحضرہ رکھتے تھے۔ عم بزرگ کی توجہ سے ملکی انتظامات کی مشق خوب حاصل کی تھی۔ آپکو انتظام امور کا عمدہ سلیقہ و بہتر ملکہ ہو گیا تھا۔ چچا کی زندگی مین کروڑگیری کے محکمہ مین کسیقدر کارآموزی کرتے تھے۔ یا کوئی صیغہ مین مختارانہ کام فرماتے تھے جب آپکے عم بزرگ کے فوت ہونیکے بعد اُن کے لخت جگر لکپت رائے۔ بجائے پدر کروڑگیری کی خدمت موروثی پر مامور ہوئے۔ دو برس کروڑگیری کا کام انجام دیکے فوت ہوئے تب نواب عتقاد الدولہ شمشیر جنگ بہادر ناظم بلدہ حیدرآباد کی سفارش سے مہاراجہ بہادر صاحب بجمہ خدمت موروثی کروڑگیری پر مقرر ہوئے۔ آپ کار مفوضہ کو ایک زمانہ دراز تک عمدہ طرح انجام دیتے رہے۔ ۱۲۱۲ھ ہجری مین ارسطو جاہ کی توجہ و سفارش سے راجہ بہادر خطاب سے مخاطب ہوئے۔ اور ممالک مفوضہ کرڑپہ و سدہوت و قلعہ گنجی کوٹہ کے انتظام کے لئے مع جمعیت سواران و تجمل و نشان امیرانہ بھیجے گئے۔ اور خدمت کروڑگیری بھی

آپ ہی کے نام پر رہی۔ نیابتاً آپکے برادر حقیقی راجہ گوبند بخش کروڑگیری کا کام انجام دینے لگے۔ آپنے ممالک مفتوحہ کا انتظام عمدہ طرح سے کیا۔ اکثر باغیان سرکش کو خوب سزائے واجب دیکے دائرہ اطاعت مین لاکے حلقہ بگوش بنایا۔ اور ملک کو سرکشون کے ہنگامہ فساد سے پاک صاف کیا۔ رعایا کو ہلاکی کے دلدل سے کنارہ عاقبت پر پہنچایا۔ اسی زمانہ مین قحط سالی کے آثار نمایان تھے۔ غلہ کی قلت تھی آپنے فراہمی غلہ مین بے انتہا کوشش جانکاہی کی بیحد غلہ جمع کردیا۔ آپ کی اس کوشش و عرق ریزی سے حضور لامع النور بہت خوش ہوئے۔ ہروقت بیحد نوازش و تلطف شاہانہ سے سرفراز و ممتاز فرمانے لگے۔ بعد ازین ۷ تاریخ ماہ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ ہجری مین حضرت مغفرت مآب آصفجاہ ثانی بہشت برین روانہ ہوئے۔ حضور سکندرجاہ نظام الملک آصفجاہ ثالث تخت نشین ہوئے۔ اور اسطوجاہ مدارالمہام۔ ایک سال نہین گذرا کہ تاریخ ۲۸ ماہ محرم ۱۲۱۹ھ ہجری مین عالم بقا کو روانہ ہوئے۔ راجہ اندر بہادر جو مدارالمہام کے پیشدست تھے انتظام کرنے لگے۔ مگر اس بارگران کے متحمل نہین ہوسکتے تھے۔ گورنر جنرل بہادر کی سفارش سے ۱۲۱۹ھ ہجری مین میر عالم بہادر خلعت مدارالمہامی سے سرفراز ہوئے۔ اور مہاراجہ بہادر صاحب ترجمہ حسب سفارش صاحب عالیشان سدنم صاحب رزیڈنٹ بہادر خدمت پیشکاری پر مامور ہوئے۔ اور میر عالم کے انتقال کے بعد ۱۲۲۳ھ ہجری مین منیرالملک بہادر داماد میر عالم عہدہ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ منیرالملک بہادر اگرچہ دیوان تھے لیکن ملکی و مالی مہمات کے مختار کل مہاراجہ بہادر صاحب ترجمہ تھے۔ ۱۲۳۵ھ ہجری مین سکندرجاہ بہادر کے عہد مبارک مین آپکو مہاراجہ بہادر خطاب ملا۔ اور ۱۲۳۷ھ ہجری مین ہفت ہزاری منصب و ہفت ہزار سوار و پیادہ و نوبت۔ و گھڑیال و جواہر گران بہا

وجاگیر سے سرفرازی حاصل ہوئی۔ اور ۱۲۴۵ ہجری مین ناصر الدولہ بہادر کے عہد مین
راجایان راجہ مہاراجہ راجہ چندو لعل بہادر خطاب سے سربلند ہوئے۔ حضرت غفران منزل
ناصر الدولہ بہادر آپکے حال پر بہت ہی نظر مرحمت مبذول فرماتے تھے۔ اکثر تقریبات
مین خود راجہ صاحب کے مکان پر رونق افزا ہوتے تھے۔ راجہ صاحب کو اس ریاست مین
ایسا اقتدار و اختیار حاصل تھا کہ مقدمات مالی و ملکی و فوجداری خود ہی فیصل
کر دیتے تھے۔ کوتوالی و عدالت کی پروا نہین فرماتے تھے۔ جسکو چاہتے تھے صاحب جاہ
و حشمت و ذی نقارہ و نوبت و جاگیردار کر دیتے تھے۔ حیدرآباد مین قوم عرب و افاغنہ
مہاروہیہ و سکہان نانک شاہیہ کا عروج آپ ہی کی توجہ و عنایت سے تھا۔
آپ سخی المزاج تھے۔ روز ازل مین قضا و قدر نے آپکا خمیر جود و کرم کے مادہ سے بنایا تہا
آپنے لاکہون روپیہ بلکہ کرڑون روپیہ فقرا و علما و مشائخ و براہمہ و صاحبان علم
و ہنر وغیرہم پر تقسیم کر دیا۔ آپکا معمول تہا علاوہ بذل و کرم روزانہ فقرا و مساکین کو نقد
دو ڈہائی ہزار روپیہ۔ اور چند پلے غلہ بہی تقسیم فرماتے تہے۔ اور خاص ہر دوشنبہ کو خود
تین ہزار روپیہ تقسیم فرماتے تہے۔ واقع مین یہہ سخاوت و بخشش ہماری سرکار عالی نظام
خلد اللہ ملکہ ہی کی تہی۔ اسلئے کہ اگر حضور مہاراجہ کو ایسا اقتدار و اختیار نہ دیتے تو اس
بذل و جود کا وجود عالم شہود مین جلوہ افروز نہ ہوتا۔ مہاراجہ کیا کرتے محدود آمدنی
مین حد سے باہر قدم نہین رکہہ سکتے۔ اور غفران منزل لاکہون روپیہ کے جواہر وقتاً
فوقتاً عنایت فرماتے تہے۔ مہاراجہ جواہر بے بہا و آمدنی جاگیرات و نذرانہ و پیشکشہا
کو بہی فقرا و مساکین کے حوالہ کر دیتے تہے۔ ذخیرہ و گنجینہ نہین فرماتے تہے۔ سخاوت و کرم
کی بدولت آپنے ایسی نیکنامی و شہرت پائی کہ تمام دنیا مین مشہور ہو گئے۔ اور آپکی شہرت

سخاوت و قدردانی علم و ہنر نے برامکہ و اکاسرہ کے نام کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ جو کوئی مسافر ناملد و غریب ناآشنا شہر مین وارد ہوتا تھا۔ تو آپ کے چشمۂ فیض سے سیراب و معدن جود سے کامیاب ہوکے جاتا تھا۔ آپ علم و ہنر کے نقاد تھے۔ ہر ایک کے کمال کو عقل کے ترازو مین تول کے امتحان کی کسوٹی پر خوب پرکھتے تھے۔ اور ہر ایک کے کمال کی داد دیتے تھے۔ حسب لیاقت انعام و صلہ و ماہوار وظیفہ سے سرفراز فرماتے تھے۔ آپ کے دربار مین پہنچا گیا تھا؟ گویا اقبال کے درجہ پر عروج کرتا تھا۔ جو دربار مین باریاب ہوا فوراً کامیاب ہوا۔ کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ باریاب شدہ محروم ہوا ہو۔ اسیطرح ہمارے ظل اللہ حضور افضل الدولہ مرحوم کی باریابی بھی قطعی کامیابی تھی۔ مرحوم نے مقرر کر دیا تھا۔ جو باریاب ہوا اور اس سے تکلم کیا جائے تو اس باریافتہ کو ہزار روپیہ صلہ دیا جائے۔ تا بہ زندگی یہی طریقہ جاری رہا۔ باقی ظل اللہ مرحوم کے پورے حالات فقیر مولف نے محبوب الوطن تذکرہ سلاطین دکن کے تیسرے حصہ مین مفصل لکھے ہین ابھی یہہ حصہ طبع نہین ہوا ہے۔ زیر تجویز طبع ہے۔ انشاء اللہ تعالی بشرط زندگی زمانہ قریب مین جلوہ نما ہوگا۔

نقل بابت کرم و جود مہاراجہ

فقیر مولف نے پیران سن رسیدہ و سالخوردہ کی زبانی سنا کہ ایکوقت راجہ صاحب کے ملازم خادم نے یہہ مصرع پڑھا ع ترا دیدہ و حاتم را شنیدہ ؛ فوراً خادم کو ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا۔ بعض نے روایت کی کہ لاکھ سے کم دیا تھا۔ ثانی قول صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ منقول ہے کہ ایکروز مہاراجہ عالم خوشی و سرور مین فرمارہے تھے۔ کہ مجھے دنیا مین ایک آرزو باقی رہگئی۔ اگر وہ برآتی تو مین خدا کا شکر بجا لاتا۔ مقربین نے

دریافت کیا وہ آرزو کیا ہے۔ آپنے فرمایا۔ وہ یہہ ہے کہ مین چاہتا تہا کوئی سائل مجہہ سے ایک لاکہہ روپیہ طلب کرتا تو مین اُسکو دیتا۔ اور دلی آرزو برکامیاب ہوتا

آپ کی شعر و شاعری

آپ علم دوست تہے۔ اور شعر و شاعری کے میدان مین سبقت کرچکے تہے۔ شعرا و علما کی بڑی قدر کرتے تہے۔ آپکے عہد مین ایران و ہندو سندہ کے اکثر شعرا آپکے دربار مین مجتمع تہے۔ تمام شعرا ماہوارہ و وظیفہ معقول پاتے تہے۔ شعرا کی ماہوارین معتدبہ ہوتی تہین کسی کی ہزار۔ کسی کی پانسو دو سو و سو ہوتی تہی۔ یعنے ہزار سے زائد و سو سے کم نہین ہوتی۔ آپکے دربار مین تین سو شعرا سے زائد تہے۔ آپ مشاعرہ نصف شب کے بعد فرماتے تہے۔ آپ شعرفہم و سخن سنج کامل تہے۔ آپکا کلام نہایت سنجیدہ و مضامین شگفتہ و معانی پسندیدہ کا ذخیرہ ہے۔ آپ کی ذات مجمع کمالات تہی آپ صاحب دیوان ہین آپکے تین دیوان ایک فارسی اور دو اردو مین۔ اردو دیوان مطبوع ہوچکے ہین آپ کو ہر ایک علم و فن سے دلچسپی تہی۔ آپ علما کی مجالست مین علم و فضل کا ذکر فرماتے تہے۔ اور علما سے متفرق مسائل تحقیق کرتے تہے۔ اور صوفیان کرام سے وحدت طریقت کے مسائل مین بحث و تکرار فرماتے تہے کبہی اولیاء عظام کے خرق عادت و کرامت کی بابت سوال فرماتے تہے۔ شعرا سے قافیہ و ردیف اور شعر کی خوبی و لطف و محاورہ و استعارہ کا تذکرہ۔ اور شعرائے متقدمین کے حالات کا چرچا ہوتا تہا۔ اور سماع کے وقت راگ و نغمہ و رود و زمزمہ کا دور چلتا تہا۔

مورخین سے بزرگان سلف و خلف کے حالات و واقعات سنتے تہے۔ اسلاف کے نمایان کامون سے سبق لیتے تہے۔ اور اُن کے ظلم و ستم کے مضامین سے عبرت کرتے تہے۔ اور

منجمین سے ستارون کی گردش اور اُن کے آثار نحس و سعد کی بابت گفتگو فرماتے تھے جس فن کا ماہر ہوتا تھا اُس سے اُسی فن کے متعلقات مین بحث و تلاش کرتے تھے اسی بحث و تکرار اور باہمی اقرار و انکار مین دو ڈھائی ساعت گذر جاتی تھین۔ آخر جلسہ برخاست کرکے دولتخانہ مین رونق افزا ہوتے تھے۔ اور بستر خواب پر لیٹ جاتے تھے اور صبح اول ہی وقت بیدار ہوکے بدستور قدیم ورد و وظائف سے فارغ ہوکے امور ملکی کے انتظام مین مشغول ہوتے تھے۔

آپ کے فرزند بالا پر شادکی شادی کا ذکر

سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین آپنے اپنے لخت جگر کی شادی کی تیاری کی۔ شادی کی تیاری مین زر و جواہر۔ دینار و درم بیشمار خرچ کئے۔ شادی مین قسم قسم کے تکلف ہوئے۔ امرا و وزرائے ریاست و خاص و عام مملکت کو جوڑے و توڑے تقسیم کئے گئے۔ تمام شہر آرائش و زیبائش سے رشک ارم ہوگیا تھا۔ روشنی و آتشبازی کا وہ رنگ تھا کہ تمام شہر کے کوچہ بازار نمونہ گلزار ہورہے تھے۔

تشریف آوری حضور ناصر الدولہ بہادر بمکان مہاراجہ بہادر بتقریب شادی

آپ کے فرزند کی شادی مین اعلیحضرت مع محلات مجلس نشاط مین رونق افزا ہوئے محلات مین کمخواب و اطلس کا فرش بچھایا گیا تھا۔ جب حضور دولتخانہ مین تشریف لائے مہاراجہ نے چند کشتیان جواہر و اشرفی سے بھری ہوئین اور متعدد کمخواب و اطلس کے تھانے نذر گزرانے۔ حضور نے نہایت خوشی سے منظور فرمایا۔ مجلس نشاط مین عجب رنگ نشست تھی۔ لولیان حور وش و پریزادان دلکش کا رقص و سرود و نوائے نغمہ و رود کو دیکھا

وستا۔ پھر خوان نعمت پر آئے۔ اقسام اقسام کے کھانے و طرح طرح کے حلوے و میوے بہ ترتیب و حسن اسلوب سے چنے ہوئے تھے۔ نوش و تناول فرماکے مبارکبادی خوشی کا اظہار فرمایا۔ چند جواہر و خلعتہائے زریں مرحمت کئے۔ مہاراجہ بہادر نیازمندانہ آداب و تسلیم بجالائے۔ پھر حضور مع الخیر و التحائہ شاہی پر مراجعت کرکے آئے۔ مہاراجہ نے تشریف آوری کی خوشی میں بیشمار دینار و درم غربا و فقرا کو دئے۔ اور مہاراجہ نے امرا و عمائد کو بھی جوڑے دئے۔ اور شعرا کو صلات و انعامات و تحائف نوادر عطا کئے۔ شعرا نے قصائد تہنیت میں پیش کئے۔ طوالت کیوجہ سے قلم انداز کیا

آپ کے زمانہ کے عمارتین

آپنے متعدد مکانات خوشنما بنوائے۔ محلسرا۔ چینی خانہ۔ آئینہ خانہ۔ تصویر خانہ و بہجت محل وغیرہ مکانات قابل دید ہیں۔ اگرچہ مکانات پر فی زماننا اُس عہد کا عالم شباب نہیں ہے لیکن اب بھی خوبی و خوشنمائی سے خالی نہیں ہے۔ فی زماننا کی عمارات سے بہتر معلوم ہوتی ہیں۔ سنہ ۱۲۴۹ ہجری میں منیر الملک کے بعد اُن کے فرزند سراج الملک دیوان ہوئے۔ پھر سنہ ۱۲۶۰ ہجری میں کوئی ایسی بات واقع ہوئی کہ مہاراجہ بہادر خدمت مفوضہ سے مستعفی ہوئے۔ آپکا استعفا حضور میں پیش کیا گیا۔ نواب ناصر الدولہ بہادر نے استعفا منظور فرمایا اور آپکے لئے تیس ہزار روپیہ ماہانہ وظیفہ مقرر کیا۔ اور راجہ رام بخش بن راجہ گوبند بخش ۱۱ شعبان سنہ ۱۲۶۰ ہجری روز یکشنبہ خدمت پیشکاری سے سرفراز ہوئے آخر مہاراجہ بہادر نے ۷ تاریخ ربیع الثانی سنہ ۱۲۶۱ ہجری روز سہ شنبہ بعمر ۸۲ سالہ بقول بعض ۸۶ سالہ اس دار فانی سے بعالم بقا روانہ ہوئے۔ مہاراجہ بہادر پیشکاری عہدہ کو کم و بیش پچاس برس تک عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے۔ دکن کی پیشکاری بمنزلہ

دیوانی تہی۔ آپ کو تالیف کا شوق تہا۔ آپ کی تالیف سے ایک کتاب مسمی عشرت کدہ آفاق ہے آپنے کتاب مین اپنے خاندان و ملازمت کا حال لکہا ہے۔ اور چند حکایتین مختلف المضامین مطلوبہ پند و نصایح لکہے ہین۔ اور ہر ایک حکایت کے آخر ایک شعر لکہے ہین جس سے حکایت کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ کتاب مطبوع ہو چکی ہے۔

فقیر مولف نے آپکے حالات کتاب مذکور و دیگر تذکرون و تواریخ سے لکہے ہین۔

آپکے دربار مین مشاہیر شعرا مندرجہ ذیل تہے

شیخ حفیظ دہلوی۔ مولوی ابوتراب و مولوی محمد حسین۔ و مولوی غلام حسین۔ و ملا محمد فائض و حاجی محمد علی ساغر و میرزا محمد طاہر نیری۔ و حسین علیخان ایما۔ و حافظ تاج الدین مشتاق۔ و ذوالفقار علیخان صفا و میر عنایت علی و خواجہ ہمت علیخان ہمت و میرزا عابد بیگ خان ظہور۔ و غلام ضامن اکرم۔ و میر مفتون و غیرہم تہے۔ گلزار معاصرین مین راجہ بالا پرشاد مخاطب بہ وہراج بن مہاراجہ نے اکثر شعرائے مشاہیر کا تذکرہ لکہا ہے۔ چونکہ فقیر مولف ہر ایک شاعر کا حال کلام اس تذکرہ مین گزارش کرتا ہے لہذا یہان اسما پر اکتفا کیا

مہاراجہ بہادر کی تقسیم اوقات مرتبہ سنہ ۱۲۳۴ ہجری

قریب چار بجے خواب راحت سے بیدار ہو کے عبادت الہی تا طلوع آفتاب	عبادت سے فارغ ہونیکے بعد فقرا کو طعام دوام تقسیم فرماتے تہے۔
خیرات سے فارغ ہو کے دربار مین حاضر ہوتے تہے۔	دربار سے مراجعت کر کے ملکی انتظام مین مشغول ہوتے تہے اُسیوقت امرا و سپاہ کا سلام و مجرا بہی ہوتا تہا۔

قیلولہ ایک گھنٹہ فرماتے تھے	قیلولہ سے فارغ ہو کے نماز مغرب تک حاجتمندان خاص و عام کی حاجت براری فرماتے تھے۔
شام کیوقت ورد و وظائف پڑھ کے نصف شب تک سرکاری امور مین مصروف رہتے تھے۔	نصف شب سے آخر شب تک مشاعرہ و مذاکرہ علوم و فنون وحل عقد مسائل مشکلہ۔ و سماع و سرود
آخر شب سے صبح کاذب تک آرام فرماتے تھے۔	

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد جو سنہ ۱۲۲۴ھ سے سنہ ۱۲۳۳ھ تک متعین تھے

سر ہنری رسل صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد دکن نے اپنے سکونت کے زمانہ (سنہ ۱۲۲۴ء سے ۱۲۳۳ء ہجری تک) مین مہاراجہ کی لائف لکھی ہے۔ فقیر اس سے مختصراً گزارش کرتا ہے هو هذا

صاحب بہادر لکھتے ہین کہ مہاراجہ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ تھے۔ ذہین و فہیم تھے نہایت ہی مستعد و تجربہ کار و ہوشیار تھے۔ سرکاری کام مین چست و چالاک تھے۔ محنتی و جفاکش تھے۔ ہر ایک کام کو بذات خود انجام دیتے تھے۔ صبح سے بارہ بجے رات تک مہمات سلطنت کے انتظام مین مصروف رہتے تھے۔ بارہ بجے رات کو مہمات سے فارغ ہو کے شعرا و علما کے ساتھہ مشاعرہ و مذاکرہ فرماتے تھے۔ شعرا اشعار شیرین و علما مضامین رنگین سناتے تھے آپ رغبت سے سنتے تھے ہر ایک کی داد دیتے تھے۔ اسی گفتگو مین دو ڈھائی بج جاتے تھے پھر آپ جلسہ برخاست کر کے خوابگاہ مین آرام فرماتے تھے۔ آپ سرکارین یعنے سرکار عالی نظام و سرکار انگلشیہ کے خیر خواہ تھے۔ اور سچے وفادار آپنے ملکی انتظامات مین اپنے عمر کا بڑا حصہ یعنے تیس برس صرف کئے۔ آپ ہی کے زمانہ مین اہم مہمات کا تصفیہ ہوا مثلاً آپ ہی کے

عہد میں مرہٹے پامال ہوئے۔ اور برار کبھوجی بہونسلہ سے لیا گیا۔ پنڈہاروں کا فتنہ دور کیا گیا
آپ ہمیشہ اسباب کی کوشش کرتے رہے کہ سرکار انگریزی و سرکار عالی نظام میں باہم
اتحاد و محبت کا سلسلہ قائم و مستحکم رہے اور حکام انگریزی و اہل دکن نے آپکو لائق تحسین
مانا انتہی کلامہ۔ واقعی مہاراجہ بہادر کی تعریف جسقدر کی جائے کم ہے۔ مہاراجہ کی
ذات جامع الصفات تھی اعظم الصفات یہہ تھی کہ سخی المزاج و فراخ دست تھے
آپکی داد و دہش سے فقرا مالا مال تھے۔ اسی صفت کی وجہ سے مہاراجہ بہادر کو مقبولیت
عامہ حاصل ہوئی۔ بعض حکمانے اس صفت میں مبالغتاً کہا ہے کہ یہہ صفت انسان
کے لئے ستار العیوب و غفار الذنوب ہے۔ اب میں آپکے دیوان فارسی و ہندی سے
اشعار بطور نمونہ گزارش کرتا ہوں۔ آپکے دونوں دیوان مطبوع ہو چکے ہیں۔

من اشعارہ الفارسی

نہ چون بیدو گرے داد بود پیشۂ ما
کہ پئی دفع ستم کار کند تیشۂ ما

بسکہ در ناز و نعم جان دلم پرور دست
تاب ہر رنگ ندارد کہ برد شیشۂ ما

ما کہ در ذکر تو باشیم ہمین می خواہیم
غیر یادت نبود در اندیشۂ ما

قول سعدی است کہ در بیشہ گمان خالی
نبری شیر بود خفتہ درین بیشۂ ما

شنکر شادان بچہ عنوان بقلم نظم کند
دائم از لطف تو مملوست رگ و ریشۂ ما

ولہ

درکوئے تو یکدم گذر فتد مارا
بزیر پائے گزارم حصول دنیا را

تمام دولت دنیا نثار روے سازم
اگر بدام من آرد غزال رعنا را

شبے ز لطف ہم آغوشم از شود دلبر
شب برات نمایم تمام صحرا را

ز عشق ولولہ دارم ہوائے می پویم
کہ کے بدست آرم وصال لیلی را

زلطف دولت جاوید عمرے شادان — کجا خیال که نامے برم مسیحا را

وله

قاصد مپرس تا بکجا می فرستمت — در کوئے یار بهر دعا می فرستمت

ابرست و سبزه زار درین موسم بهار — اے یار گلعذار قبا می فرستمت

من شرح راز عشق چگونه بیان کنم — اے پیک خوشخرام پیامی فرستمت

دست تو نازکست و دلم جوش میزند — بهر نگار دست حنا می فرستمت

وله

چو بهر دل ربودن راه خود سوئے وطن گیرد — مشام عالمی از زلف و بوئے ختن گیرد

بزلف تو گرفتارم نمی خواهم رها گشتن — رقیبم را هوس باشد که خود راه بمن گیرد

زلطف بے نهایت آنقدر مسرور شادانم — هوس از فرحت من خاطر شاه زمن گیرد

وله

آنانکه راه دوست بما آشنا کنند — صد لطف و صد کرامت و احسان بما کنند

در راه دوست جان و دل خود فدا کنند — آنها ز فخر خاک رهش توتیا کنند

سیر چمن نمودم و چون غنچه گل شدم — هر برگ بهر دست تو رنگ حنا کنند

شادان مدام شاد بود در ثنائے او — امیدوار اینکه مرادم عطا کنند

وله

در چمن دست حریفانه که سنبل زود برد — هوش مینا ز حریفان دو سه قلقل زود برد

این نسیم از چمن رفت بمن کرد گذر — پیرهن چاک بدست دگر گل زود برد

وله

دلبرم دارم زهے صنوبر — ز انروی جانم گداز دارد

دارم هر دم خط غلامی — دانی که دگر ایاز دارد

وله

صنمے اگر بیاید به بهار خواهی آمد — قدمے اگر گذارد بشمار خواهی آمد

نه قرار با تو باشد نه شکیب بے تو یکدم — اگر از کشش نیائی بچکار خواهی آمد

وله

قطره دریاست ولے دور افتاده است — همچو گرداب تمنائے دریا می کرد

موسم بهار است مرا میل بهها
دل درین وقت خیال می و مینا می کرد

فضل تو رهبر شود یا که بهر سو نهم
شکر بجا آورم گوهر دل را نثار

وی که شادان شو از غیب بشارت آمد
فی الحقیقت کرمش بود که یما می کرد

وله

دستم که زسر بگردن یار
در چشم رقیب می خلد خار

پروانه که گرد شمع گردد
جانم شده مبتلای دلدار

وله

دانی چه گویم من ترا بیجان جانان در بغل
باشی مدام اندر برم چون پاسبانان در بغل

قربان احسانت شوم کی می توانم شکر تو
شاهد بر آن دارم عیان صد گونه احسان در بغل

وله

بیا در محفل ای جانان که در زیر پایت سر اندازیم
اگر آئی پی جلوه براهت گوهر اندازیم

مکان لامکانی را بجز دل جا کجا آرم
ندا از غیب می آید که اینجا لنگر اندازیم

وله

آن ماه شد میسر و سیر بهار هم
ساقی پیاله آر و می غمگسار هم

دل را فراهیست چو سیماب روز و شب
یارب پیاله ده بمن و گلعذار هم

وله

سر من زیر پایت او فتاده
دلم زیر ظل رایت ایستاده

زبان را کی بود یارای وصفت
بگو شادان زیاده بر زیاده

وله

من نخواهم که تو با یاد من از یاد روی
بر دلم جور روا داری و آزاد روی

ولوله شوق تو از جاده برون می آرد
نگهی دار تو ایجاد تو ایجاد روی

من اشعاره الهندی

بنده هون دل و جان سی مین اپنے صنم کا
سایہ ہے مرے سر پہ تو اسکے ہی قدم کا

خورشید مین ہے نور تری مہر و عطا سے
یہ وجہ ہے ہر ذرہ جو خورشید سے چمکا

شادان هون اسی واسطے مین صبح سے تا شام
بندے کو بهروسہ ہے ترے فضل و کرم کا

جب غنچے نے سر اپنا گریبان سے نکالا
صانع نے خطِ لب جو زمرد سا کیا سبز
صوفی کو عطا جس نے کیا مذہب صافی
چہرہ اسکا کیا کہوں میں ہے وہ شعلہ نور کا
نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا
صبح کو جو کچھ وہ کہتا تھا سراسر لاف تھا
ہر کسی کو کسطرح معلوم ہو کہوٹا کھرا
حسن قامت کا بیان ہو کہ نزاکت اسکی
نہیں دیکھا ہے کہیں اور نہ سنا ہے ہمنے
آفرین اسکو محبت کی تمنا جس سے ہوئی
یاد اللہ کی کرتا ہے جہان میں شادان
آتا ہے کس ادا سے بت نازنین مرا
اے دوستو میں کیا کہوں کسکی تلاش ہے
مثال ماہ پیروے سے اگر دلدار ہو پیدا
اگر غواص ساحل پر ہے تو ہاتھ کیا آئے
سخن کی منزلت وہ ہے بلے ہی مرتبہ جس سے
کہتے ہیں کرے ہے ذکر دل سے
ہوتا ہے سرور سو طرح کا
شادان تو سنا یار کو اک مطلع رنگین

ولہ
بلبل نے قدم پھر نہ گلستان سے نکالا
کیا رنگ نیا لعل بدخشان سے نکالا
نخوت کو اسی نے سر یزدان سے نکالا

ولہ
میں تو ہوں عاشق اسی معشوق رشک حور کا
کچھ تو اے موسیٰ کہو کیا تھا وہ جلوہ طور کا

ولہ
کیوں نہ آیا رات کو گر دل میں ہے صاف تھا
جس نے پرکھا نقرۂ خالص کو وہ صراف تھا

ولہ
ہے گلستان میں بھلا سرو خرامان ایسا
کیوں نہ حیران رہیں دیکھکے جانان ایسا

ولہ
کیا پسندیدہ زمانے میں یہ اسلوب ہوا
صوفیوں میں وہ اسیواسطے محبوب ہوا

ولہ
کرتا ہے مہر و ماہ کو خجل مہ جبین مرا
میں ڈھونڈتا ہوں یار ملے یاں کہیں مرا

ولہ
زمین و آسمان سے روشنی اکبار ہو پیدا
ہزاروں کھائے غوطے جب تنہا ہوا ہو پیدا

ولہ
مزہ جو کچھ تھا اے شادان وہ میں نے در سخن دیکھا

ولہ
ہر برگ درخت پر ہے لکھے جب
طے ہوتے ہیں سارے مرحلے جب
گر آج کرے تجھے وہ گفتار محبت

ہے کام یہان عاشق صادق کا وگرنہ — اُٹھتا ہے کسی سے یہہ بھلا بار محبت

وله

کرتا ہے کوئی خیر تو ایمان کے باعث — ایمان ملا اُسکو یہ قرآن کی باعث

ایمان دیا جان بھی دی کیون نہون ممنون — انسان ہوے ہم ترے احسان کے باعث

وله

اگر ہو دیدۂ بینا تو ہر طرف دیکھے — اُسی کا نور چمکتا ہے بحر و بر مین آج

میان عاشق و معشوق کہہ گیا شادان — پڑا ہے رشتہ محبت کا جون گہر مین آج

وله

دل کو فرصت ہو رنج و غم سے آج — یہ خوشی ہے ملے وہ ہم سے آج

کر رہا ہے جو بات ہم سے آج — دل ہے خوش اُسکے اس کرم سے آج

باغبان خود لٹا رہا ہے دیکھہ — بھرے جھولی کو تو ثمر سے آج

وله

جامۂ یار کو کیا جامۂ گل سمجھا ہے — خار کی طرح سے دامن دلدادہ نہ کھینچ

ہے یہی بات نصیحت کی اگر گوش کرے — رنج تو کھینچ مگر منت اغیار نہ کھینچ

وله

جگا دیتی ہے یکسر غافلون کو — بڑا احسان کرتی ہے مگر صبح

نہ دل سے ہو تو صرف مناجات — دعا ہوتی ہے اکثر با اثر صبح

وله

کہا ہے مرشد کامل نے گوش دل مین مرے — تو ڈھونڈتا ہے کہان سن نگر مین ہے وہ شوخ

بغل مین بچہ ہے اور شہر مین ڈھنڈورا ہے — نہ ڈھونڈ اُسکو کہ تیرے ہی بر مین ہے وہ شوخ

وله

اے مرے بادشاہ اسکندر — تیری دولت سدا رہے آباد

کیون نہ مداح ہو ترا دل سے — کہ بدولت تری ہے شادان شاد

وله

اُس نے بھیجا ہے مجلواب کا غذ — لطف سے اپنے بے طلب کا غذ

دلکو جب تک نہ کچھہ علاقہ ہو — کوئی لکھتا ہے بے سبب کا غذ

وله

یا الٰہی یہ دعا شادان کی ہے شام و سحر — شاہ اسکندر رہے آباد تا دور قمر

بات مین دنی کو وہ اعلیٰ بنا دیتے ہین اب — ہے شہنشاہ دکن کی بات مین ایسا اثر

ولہ

بہہ گنہگار سُنا نام ترا ہے غفار — حشر مین فاش نہ پردہ ہو کہ تو ہے ستار

ولہ

نحن اقرب سے یہ سمجھے کہ عجب بھول پڑی — دل مین تو بستا ہے پر تجکو نہ دیکھا دلدار
تو ہر اک شے مین ہے اور پھر ہے منزہ سب سے — کبھو شادان کو دکھاویگا تو اپنا دیدار

ولہ

منتظر ہون نہین آیا ہے مرا یار ہنوز — کیون نہ خورشید ہوا آج نمودار ہنوز
پردہ غفلت کا مگر آنکھہ مین چھایا ہے ہری — تو جو ہوتا ہی نہین خواب سے ہشیار ہنوز

ولہ

جیسے کہ ڈھونڈتے ہو تم وہ ہی تمہارے پاس — تمہارے پاس جو ہے ہے وہی ہمارے پاس
ترے بغیر گزرتی نہین ہماری رات — اگر تو جان ہماری ہے آ ہمارے پاس

ولہ

نکرون کیون مین بار بار تلاش — دل کو رہتی ہے تیری یار تلاش
وہ جو پنہان ہے سب کی آنکھون سے — کب ملے ہے کرین ہزار تلاش

ولہ

کیا کرے ذکر ہے وقت سحر خاص — مگر تجھپر پڑے اُسکی نظر خاص

ولہ

رکھنا نہ زینہار تو اغیار سے غرض — کیا کام دوسرے سے جو ہو یار سے غرض
غفلت زدون سے کام رکھے جہان مین — رکھے غرض تو عاقل و ہشیار سے غرض

ولہ

کیونکر رہے نہ اُسکو ہر انسان کی احتیاط — رہتی ہے باغبان کو گلستان کی احتیاط
لازم ہے اُسکو ہووے جو دنیا مین ہوشمند — رکھے ہر ایک خار سے دامان کی احتیاط

ولہ

کیون نہون سکتے ترے نام کو ہر دم محظوظ — ایک مین ہی نہین محظوظ ہے عالم محظوظ
آرزو بس یہی شادان کی ہی کچھہ اور نہین — ہم سے محظوظ ہو تو تجھسے ہین ہم محظوظ

ولہ

دلکو سمجھہ رہا ہون مین دلدار کی متاع — اپنی جو ہے متاع وہ ہے یار کی متاع
حنظل کا جسطرح سے ثمر کام کا نہین — جائے ہے رائگان جو ہے بیکار کی متاع

دیکھنے مین گرچہ ہے خوش تراجی روئے چراغ
مغز کرتی ہے پریشان یار من بوئے چراغ
خوبرو معشوق پر شادان کا یون آتا ہے دل
جسطرح جاتے پتنگا دوڑ کر سوئے چراغ

وله
شیرین کی طبع آئی جو بیداد کی طرف
جز عشق تھا نہ کوئی بھی فرہاد کی طرف
شادان وہان بھی گیا ہے حسینونکی انجمن
جاتے ہین لوگ کیون عدم آباد کیطرف

وله
اُس سے اے باد صبا کہیو سلام عاشق
طول دے دیکے بیان کیجیو پیام عاشق

وله
سبکدوش آپکو رکھنا ہے بہتر یار دنیا مین
نہین کوئی اُٹھا سکتا جو پہنچا بار گردن تک

وله
کس طرح سے فدا نہو یہ دل
دل مرا تجھپہ ہو گیا مائل
کیون بھٹکتا ہے دربدر بیجا
ہو ہدایت اگر ملے کامل

وله
ہو کل کی خبر آج کسیکو نہین ممکن
کیا ہو نیکو ہے ہوویگا کیا کچھہ نہین معلوم
نیکی کا کوئی کام بن آیا نہین مجھسے
کیا ہوویگا انجام مرا کچھہ نہین معلوم
شادان طلب یار یہ کچھہ آسان نہین ہے
ہم ڈھونڈین کہان اُسکو پتا کچھہ نہین معلوم

وله
نہین معلوم مجھکو مین کدہر ہون
تجھے دیکھا ہے جبسے بےخبر ہون
تو ہی غفار ہے مجرم ہون تیرا
خطا کیونکر نہو آخر بشر ہون
اجی بچہ بغلمین اور ڈھنڈورا
تجھے مین ڈھونڈتا تا ادہر اُدہر ہون

وله
خداوندا ترا فضل و کرم مجھپر کماہی ہو
مرے دلکا جو مطلب ہے بخوبی یا الٰہی ہو
خدانے دی ہے کیا تاثیر وقت صبح صادق کو
اثر رکھتی ہے اکثر جو دعائے صبح صادق ہو
دعا شادان کی ہر دم ہے یہ درگاہ الٰہی مین
کہ زمیندہ مرے آقا کے سر پر تاج شاہی ہو

وله
کیون نہ دنرات کرے خلق کی جہانداری
سب ہین مہمان اُسی کے وہ ہے صاحب خانہ
پردۂ چشم اُٹھا دیدۂ تحقیق سے دیکھہ
جب یگانہ وہ ہوا کوئی نہین بیگانہ

جدھر دیکھو اُدھر جلوہ ترا ہے
سو حد ہے تو یکتائی سے مت ٹل
بُرائی مین نہ رکھہ ہرگز قدم تو
ہمین کیا کام ہے دونون جہان سے
سکندر شاہ تم دنیا مین دائم
ارے شادان نہ ڈر ہرگز کسی سے

نہین خالی ہر اک شئے مین بھرا ہے
نہ کہہ اپنی زبان سے دوسرا ہے
بھلائی کر کہ آخر کو بھلا ہے
ترا ملنا ہمارا مدعا ہے
رہو قائم ہماری یہ دعا ہے
کسی کا کوئی ہے تیرا خدا ہے

شاد - راجہ کشن پرشاد

شاد تخلص - راجہ کشن پرشاد نام - راجہ راجایان مہاراجہ سر کشن پرشاد بہادر جی سی - آئی - ئی - یمین السلطنتہ پیشکار و مدار المہام سرکار عالی خطاب ہے آپ راجہ ہری کشن بہادر کے فرزند اور راجہ نرندر بہادر کے نواسہ ہین - آپکی ولادت سنہ ۱۲۸۱ ہجری مین ہوئی - آپکا مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے آپکی تربیت و نشو و نما یہان کی ہی آب و ہوا مین ہوئی - چونکہ راجہ نرندر بہادر لاولد تھے - آپ ہی گویا اُن کے فرزند تھے - جد بزرگوار نے آپکی تعلیم و تربیت کا عمدہ انتظام کر دیا آپنے نانا کی حسن توجہ سے فارسی عربی علمائے ادیب سے پڑھی - دونون زبان مین لائق ہوئے - مدرسہ عالیہ مین انگریزی زبان کی تکمیل کی - علاوہ این مرہٹی و تلنگی مین بھی لیاقت حاصل کی - خوشنویسی مین بھی ماہر ہوئے - جب آپنے عالم شباب مین قدم رکھا اُسوقت آپکے دل مین شعر گوئی و سخن سنجی کا ولولہ پیدا ہوا - طبیعت مین موزونی و جولانی مرکوز تھی شعلۂ جوالہ کیطرح عروج کرنے لگی - زور طبیعت و جولانی خداداد سے کلام موزون

کرنے لگے - جو کچھہ موزون فرماتے تھے - سنجیدہ و پسندیدہ ہوتا تھا - ابتدا مین رائے بیجو لعل تمکین سے اصلاح لیتے رہے - کلام مین روز بروز شستگی و پختگی نظر آنے لگی - تھوڑی ہی مدت مین درجہ کمال کو پہنچ گئے - آپ شاعری مین متعدد اساتذہ مشاہیر سے مشورہ فرماتے رہے آخر آپنے اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کی خدمت مین شاگردی کا شرف اور شاعری مین تکمیل کی سند حاصل کرکے سخن سنجی کے انتہائے درجہ پر جلوہ افروز ہوئے آپکا کلام صوفیانہ توحید و وحدت الوجود کے بیان مین ہوتا ہے - آپکے ہر ایک شعر کے مضمون سے صوفیان کرام و مشائخ عظام وجد و حال مین رقص کرتے ہین اور عالم خودی سے بیخود ہوتے ہین - اور اپنی ہستی کو عین نیستی سمجھتے ہین - آپ صحیح فی المشرب صلح کل مذہب ہین اہل اللہ و اہل کمال کے طالب درویشی و خدا طلبی کے راغب ہین - آپکے نزدیک اہل اسلام و اہل اصنام دونون آنکھون کی طرح مساوی ہین - ہر امر مین مساوات کا لحاظ فرماتے ہین - خوش اخلاقی مین مجسم اخلاق ہین - خوش اخلاقی کی یہ حالت ہے کہ ہر ایک ادنی و اعلی آپسے براہ راست ملسکتا ہے - ہفتہ مین ایکروز آپکا دربار بارگاہ عام ہے کسیطرح کی روک ٹوک نہین ہے - آپ نہایت اخلاق سے ملتے ہین - حاضرین دربار کی تالیف قلوب فرماتے ہین - جو دردمند ہو اسکو دوا سے جو محتاج ہو اسکو دینار و درم سے سرفراز فرماتے ہین - حاجتمند کی حاجت روائی مین دریغ نہین کرتے - بعض شعرا و مولفین آپکے پاس گئے - اور آپسے درخواست کی کہ سرکار آپ ہمارے دیوان یا رسالہ کی تاریخ کہدیجئے یا تقریظ لکھدیجئے - آپ سائل کی درخواست منظور کرکے تاریخ و تقریظ لکھدیتے ہین - عذر و بہانہ نہین فرماتے - اس امر سے آپکی نیک نیتی و ہمدردی ثابت ہوتی ہے اس لئے کہ آپنے تاریخ و تقریظ لکھنے مین دریغ نہین کیا - آپ اس خیال سے

تقریظ و تاریخ لکھدیتے ہین کہ میری تقریظ سے مولف کی تالیف خلائق کی نظر مین معتبر ہوگی۔ بیچارہ غریب کو فائدہ ہوگا۔ آپ علما دوست و فقرا پرست ہین۔ دونون فریق کے بزرگون کو مرشد مانتے ہین آپ انگریزی و فارسی و عربی مین استعداد کامل رکہتے ہین۔ تحریر و تقریر مین بے نظیر ہین۔ اہل زبان کے ساتہہ بے تکلف مکالمہ و مکاتبہ کرتے ہین۔ فقیر مولف نے آپکی فارسی نظم دیکہی ہے۔ نہایت ہی درست و بامحاورہ و رنگین بامزہ ہوتی ہے۔ عربی مین بہی لکہہ پڑہ سکتے ہین۔ اردو بہی آپکی اہل زبان کیطرح صاف و شستہ ہے۔ آپ صاحب دیوان ہین آپ کے دونون دیوان ایک فارسی دوسرا اردو مطبوع ہوچکے ہین۔ فی الحال دواوین فارسی و اردو کے علاوہ آپکا ایک دیوان مسمی بہ خمکدۂ رحمت مطبوع ہوچکا ہے۔ یہہ دیوان حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت مین ہے۔ مین نے اسکو شروع سے آخر تک دیکہا۔ آپکا کلام نعتیہ کے دیکہنے اور سننے سے دلمین جوش جمال محمدی صلعم و ولولۂ عشق جلال احمدی موجزن ہوتا ہے۔ اور آتش آرزوئے زیارت مدینہ آتشکدۂ دلمین مشتعل ہوتی ہے۔ بیساختہ دل یہی چاہتا ہے کہ سفر مدینہ کا احرام باندہنا۔ اور ناقہ شوق پر کجاوہ رکہہ کے سفر کرنا یہہ جوش خروش ثابت کرتا ہے کہ آپکا کلام صدق دل سے ہے۔ اور اقرار لسانی بہی صداقت قلبی کا موید ہے۔ ضرور ہے کہ مہاراجہ صاحب دل ہین۔ اور رموز باطنی کے عالم و عامل ہین مین ایسی حالت مین مہاراجہ کو موحد کامل سے ملقب کرتا ہون اور مہاراجہ کا شعر تائید مین لکھتا ہون ؎

کافر نکہو شاد کو ہے عارف و صوفی　　شیدائے محمد ہے وہ شیدائے مدینہ

میرے نزدیک اگر عارف و صوفی کے مقام مین عارف کامل کہین تو بیجا نہوگا۔

آپکے ہر ایک شعر سے وحدت الوجود کے رموز نمایان ہوتے ہین اور ہر ایک فقرہ و لفظ سے کنوز و حدانیت و معرفت عیان۔ آپکا کلام کیا ہے۔ دریائے معرفت ہے۔ یا بحر مواج حقیقت ہے۔ آپنے مسائل تصوف و نکات تعرف کو ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے گویا دریا کو کوزہ مین بھر دیا ہے۔ یا عالم اکبر کو عالم اصغر مین نمود کیا ہے۔ عالم تصوف کا خاکہ صفحہ کاغذ پر ایسا کھینچا کہ جام جم کی طرح مسائل و نکات کا نقشہ دکھا دیا۔ ہر ایک طالب مبتدی و منتہی آسانی سے مسائل مشکلہ کو سمجھ لیتا ہے۔ ہمارے مہاراجہ کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ آپ موحد کامل ہین۔ اور مذہب صلح کل کے سالک۔ فقرائے کملا کے پیرو حکمائے فلاسفہ کے قدم بقدم ہین۔ پیر کامل کے جویا۔ کلام حق کے گویا رہتے ہین۔ جہان پاتے ہین بمصداق خذ ما صفا اخذ فرماتے ہین۔ آپ قال کو دیکھتے ہین۔ من قال سے اغماض کرتے ہین۔ آپکے علم و فضل کا دائرہ نہایت وسیع ہے دائرہ علم مین علوم و فنون کا ذخیرہ بیشمار ہے آپ کو متعدد علوم خاص علم تصوف و تاریخ و شعر و شاعری سے دلچسپی ہے۔ باوجود کثرت مہمات اہل علوم سے مجالست فرماتے ہین۔ آپکی مجلس مین اکثر علوم کا تذکرہ ہوتا ہے۔ آپ ہر ایک صاحب علم و فن سے اُس کے مذاق کے موافق مکالمہ فرماتے ہین۔ مثلاً طبیب سے اسباب و مرض و شاعر سے قافیہ و ردیف و عیوب شعریہ و محاورات فارسیہ مین اور صوفی باصفا سے تصوف و تعرف مین گفتگو کرتے ہین۔ فقرائے کملا خواہ اہل اسلام سے ہون خواہ اہل اصنام سے ہون ہر ایک فریق کے ساتھہ اعتقاد رکھتے ہین۔ اور حسن سلوک و خدمت مین دریغ نہین کرتے۔ بعض کوتاہ بین متعصب آپ پر نکتہ چینی کرتے ہین میرے نزدیک آپکی نسبت نکتہ چینی کرنا فضول ہے۔ بیفائدہ تعصباً ماہ تابان پر

خاک ڈالنا ہے۔ فقیر مولف جوکچہہ لکہتا ہے مشاہدہ ہے نہ خیالی فسانہ ہے۔ اوّلاً مشاہدہ سے کام لیتا ہے ثانیاً قرائن حالات سے معانی کیطرف سبقت کرتا ہون جوکچہہ خیال ناقص مین صورت متخیلہ کو ظاہری صورت مشکلہ سے مقابل کرکے میزان عقل مین خوب تولتا ہون جب دونون مین مطابقت پاتا ہون تب زبان قلم سے بیان کردیتا ہون اسیطرح مین نے مہاراجہ کے حالات ظاہری کو آنکہون سے دیکہے اور کانون سے سنے۔ اور اُنکی باطنی کیفیات کو کلام بلاغت النیام سے اخذ کیا۔ اور دیدۂ دل وگوش باطن سے خوب دیکہا سنا۔ مجہے یقیناً ثابت ہوا کہ مہاراجہ صوفی مشرب وصلح کل مذہب ہین۔ اکثر کوتاہ بین میری تحریر کو تملق وخوشامد پر محمول کرین گے اور مجہکو نشانۂ ملامت بنائین گے۔ یہہ نہین کرینگے کہ فقیر کی تحریر کے مطابق مہاراج کے کلام اور اُن کے عادات کو منصفانہ دیکہین اگر عقل وشعور سے کام لین تو مجہپر کبہی اعتراض نہین کرینگے۔ اور نہ مجہکو حقارت سے دیکہین گے۔ مین سچ کہتا ہون مین تملق وخوشامد سے کوسون دور رہتا ہون۔ گوشۂ گمنامی مین بیٹہہ کے دکن کے بزرگان سلف کو زندہ کرتا رہتا ہون۔ بزرگان کرام وامرائے باخبر کے حالات دیکہہ کے تازہ دل ہوتا ہون اور اُن کے باقیات صالحات کو اسبات کی ترغیب دیتا ہون کہ بزرگان متقدمین کی پیروی کرین اور اُن کے اخلاق وعادات کو اختیار کرین اگرچہ فقیر مولف نے آپکا تفصیلی حال بابتہ انتظام ملک جلد چہارم محبوب انجمن تذکرہ امرا ووزرائے دکن مین شرح وبسط کے ساتہہ لکہا ہے۔ لیکن یہان بہی انتظام ملک کی بابت قدرے از کثیر گزارش کرتا ہون۔ ھو ھذہ

آپ حسن تدبیر ورائے صائب سے موصوف ہین۔ ملکی انتظام مین ہوشیار وتجربہ کار ہین

چست و چالاک و کارگزار ہین سنہ ۱۲۹۱ ہجری مین راجہ بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے اور سنہ ۱۳۰۱ ہجری مین موروثی خدمت پیشکاری پر مشاہرہ چھہ ہزار روپیہ سکہ محبوب شاہی ممتاز ہوئے - اور وزارت فوج کی خدمت سے بہی معزز ہوئے - اور سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین بتقریب جشن سالگرہ مبارک راجایان راجہ و مہاراجہ بہادر - ہفت ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی جہالردار - و چہہ عدد جواہر سے سربلند ہوئے - اور آپکو جاگیرات مین دیوانی و فوجداری کا کامل اختیار ملا - اور ناکے تمام جاگیرات پر وراثتہ قابض و متصرف ہوئے - نواب سروقار الامرا مرحوم مدار المہام کے رخصت کے وقت منصرمانہ آپنے وزارت کا کام عمدہ طرح انجام فرمایا تہا - چونکہ آپ کی ذات بابرکات مین مالک کی اطاعت و تابعداری فطرۃً متمکن ہے کبہی طاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہین کہا آپ کی تابعداری و اطاعت اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ کے دل مبارک پر موثر مثل نقش کالحجر ہوئی - جب سنہ ۱۳۱۹ ہجری مین وقار الامرا بہادر مرحوم نے رخصت لی اعلیحضرت نے آپکو دس تاریخ جمادی الاول سنہ مذکورہ مین بموجب حکم مندرجہ ذیل منصرم مدار المہام فرمایا - پہر آپ سنہ ۱۳۲۰ ہجری مین حسب الحکم اعلیحضرت مستقل وزیر ہوئے - آپ منصرمی کے زمانہ مین وزارت کا کام نہایت خوبی سے انجام دیتے رہے ملک کی سرسبزی و رعایا کی بہتری مین ہمہ تن مصروف رہتے ہین - آپنے بموجب حکم اعلیحضرت تابعداری و فرمانبرداری مین سرمو فرق نہین کیا - آپ کو مالک کی اطاعت و رعایا کی رعایت کی برکت سے قبولیت عامہ حاصل ہوئی - اور آپ کے حسن انتظام کی شہرت عالمگیر ہو رہی ہے - اللہم زد فزد

نقل احکام سرکار عالی نظام خلد اللہ ملکہ

چونکہ نواب مختار الامر بہادر نے چھہ ماہ کی رخصت بلا تنخواہ کی درخواست کی ہے اور خدمت مدار المہامی سے اپنی سبکدوشی چاہی ہے۔ لہذا بذریعہ ہذا وہ بعطائے رخصت ششماہ بلا تنخواہ سبکدوش کئے گئے۔ انکی جگہ پر مہاراجہ کشن پرشاد بہادر بالفعل بماہوار موجودہ امتحاناً تاحکم ثانی پیشکار و منصرم مدار المہام مقرر کئے گئے ہین چنانچہ مہاراجہ بہادر پندرہ مہینہ تک خدمت مدار المہامی کو منصرمانہ عمدہ طرح سے انجام دیتے رہے اور اس منصرمی حالت مین حضرت اقدس و اعلیٰ کی فرمانبرداری و اطاعت مین ذرہ برابر فرق نہین کیا۔ اور داد گستری و رعایا پروری مین ستعد و سرگرم ہے۔ وقتاً فوقتاً رعایا کی بہتری و ملک کی آبادی مین دلسوزی و عرق ریزی فرماتے رہے آپ کی عرق ریزی و دلسوزی درجۂ مقبولیت کو پہنچی یعنے آپ ۲۶ رجب ۱۳۲۰ ہجری مین حسب فرمان واجب الاذعان اعلیحضرت قدر قدرت خلد اللہ ملکہ عہدۂ وزارت پر مستقل ہو گئے۔ چنانچہ ابتک مدار المہامی کی خدمت پر مقرر ہین۔ مہمات مدار المہامی کو نہایت دیانت و امانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے ہین۔ اعلیحضرت قدر قدرت اسی فرمان استقلال مین فرماتے ہین۔ " مجھے کامل اطمینان ہو گیا ہے کہ آیندہ بھی ایسا ہی بلکہ اس سے بہتر اہم فرائض کو ادا کر کے اپنے کو میری خوشنودی کا مورد بناتے رہین گے لہذا مین آپ کو میری ریاست کے عہدۂ مدار المہامی پر باضابطہ طور سے مستقل کیا چاہتا ہون اور بالکل یقین کے ساتھہ امید کرتا ہون کہ آپ اسکا شکریہ صدق و وفاداری کے ساتھہ میری ریاست و رعایا کی ترقی و بہبودی کے کامون مین مصروف رہکر ہمیشہ عملاً ادا کرتے رہین گے انتہیٰ خلاصہ احکامات اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی۔

پھر اعلیحضرت نے آپکو بروز عید الضحی سنہ ۱۳۲۲ ہجری مین یمین السلطنت خطاب سرفراز فرمایا
آپ کو اعلیحضرت خلد اللہ ملکہ کے ساتھہ خادمانہ نیازمندی و وفاداری حاصل ہے
آپ ہمیشہ دیانت وامانت کیساتھہ خدمت مدار المہامی کا کام ادا کرنا اور ملک ورعایا کی آبادی
وبہبودی کا خیال رکھنا مد نظر رکھتے ہین. علم دوست وہنر پرور اور غریب پرست
وداد گر ہین۔ اخلاق وسیر مین برامکہ سے کم نہین ہین - آباو اجداد کے طریقہ پر قدم بقدم
چلتے ہین - آپ مین اکثر صفات مہاراجہ چندو لعل بہادر کے پائے جاتے ہین - آپکو
دیکھنے سے مہاراجہ مرحوم یاد آہی جاتے ہین - کیون نہون اسی درخت کے پودے
ہین اور اسی چراغ کی روشنی ہین - شاعری مین اگرچہ مہاراجہ مرحوم کے قائم مقام ہین
لیکن آپکے پاس شعرائے مشاہیر کا مجمع نہین ہے - مہاراجہ کے دربار مین اکثر شعرائے
نامور مصاحبین کے زمرہ مین داخل تھے - مہاراجہ بہادر متوفی کی زرپاشی بیحد وبیشمار تھی
فی زماننا اس زرریزی کا عشر عشیر بھی نہین ہے - جو کچھہ ہے غنیمت ہے - اب مین
یہان آپکے بوارق طبع ونتائج فکر بطور نمونہ گزارش کرتا ہون

من اشعاره الہندی

عرش عظیم پر کہ نہ آسمان نہ تھا — یارب ترے حبیب کا جلوہ کہان نہ تھا
معراج مین حضور رہے ہو جبکہ باریاب — بس آپ تھے اکیلے کوئی اور وان نہ تھا
احمد کے در پہ اس لئے مین جبہہ سا رہا — سجدے کے لائق اور کوئی آستان نہ تھا
معراج مین حضور جو مدعو خدا کے تھے — خلوت تھی کوئی اور وہان میہمان نہ تھا
حضرت کے دم قدم سے یہ رونق بڑھی ہے سب — اسلام کا جہان مین پہلے نشان نہ تھا

وله

سازگار اپنا زمانا ہو گیا
ہند سے طیبہ کو جانا ہو گیا

دفن یثرب مین ہوا لاشہ مرا
اب مسافر کا ٹھکانا ہو گیا

بت پرستی اب کہان باقی رہی
اُسکو چھوڑے اک زمانا ہو گیا

کفر چھوڑا پی کے مے توحید کی
رنگ شاد اب عاشقانہ ہو گیا

وله

جنکو کہتے ہین محمد وہ ہین اپنے سلطان
جسکو کہتے ہین مدینہ وہ ہے کشور اپنا

کیون نہین روضۂ اقدس کی زیارت ہوتی
کیون بگڑ جاتا ہے بن بن کے مقدر اپنا

نعت گوئی کا شرف ہمکو خدا نے بخشا
اوج پر بخت ہے یاور ہے مقدر اپنا

وله

آپ ہی کے نام ہین شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ
آپ ہی کا ہے لقب خیر البشر یا مصطفےٰ

کچھ تو بیمارِ جدائی کو تسلی چاہیے
خواب ہی مین لیجئے آکر خبر یا مصطفےٰ

یا نبی صلِ علیٰ صلِ علیٰ صلِ علیٰ
درد میرا ہے یہی آٹھون پہر یا مصطفےٰ

شاد ہے اک عمر سے امیدوار پابوس
حال پر اُسکے ہو رحمت کی نظر یا مصطفےٰ

وله

ہین دور ہون مدینے سے فریاد یا نصیب
اتنک حضور مین نہوئی یا دیا نصیب

تو اور مدینے جائے زہے طالعِ بلند
مقبول شاد تیری ہو فریاد یا نصیب

وله

میرے والی مرے مولا مرے سلطان عرب
میرے محبوب خدا پیارے نبی جان عرب

لاکھون مبعوث پیمبر ہوے اس عالم مین
کون حضرت سا ہوا شان عجم جان عرب

بلغا مان گئے سارے بلاغت کو تری
اور قائل ہین فصاحت کے فصیحان عرب

ہندی رومی مکی مدنی سب ہے شاد
جان و دل سے ہین مطیع شہ ذیشان عرب

سوئے طیبہ مجھے بلوائین آپ
یا کبھی خواب ہی مین آئین آپ

ارنی کہنے کی طاقت نہ رہی
اب تو خادم کو نہ ترسائین آپ

کیا کرے لیکے جو ہو عاشق حضرت جنت — وله — واعظا تیرے لئے ہے یہ غنیمت جنت
کیا کرین لیکے مکان گر نہ ملے ہمکو مکین — کر نہین طالب مولیٰ کو یہ دولت جنت
جسکو حاصل ہو مدینے کی زیارت ایدل — اسی طاعت کے عوض ہوگی عنایت جنت
بیٹھکر ثنا دکرو گوشے مین اللہ اللہ — مل ہی جائیگی تمہین روز قیامت جنت

یا نبی بیچین ہون پھر زیارت الغیاث — وله — پھر اوج معرفت ماہ رسالت الغیاث
آپ ہی کا ہے وسیلہ عاصیون کیواسطے — الغیاث اے شافع روز قیامت الغیاث
کہتے ہین اکثر مسلمان مجھکو کافر یا نبیؐ — ق — مجھپہ تہمت دہرتے ہین اہل شریعت الغیاث
میرا مسلک اور رہے اور انکا مذہب اور ہے — کیا یہہ جانین گے بہلا رمز طریقت الغیاث

کیا تم سے کہون راز کہ کیا تہا شب معراج — وله — تہا عرش پہ وحدت کا تماشا شب معراج
کہتے ہین احد کسکو کسے کہتے ہین احمدؐ — عالم پہ ہوا حل یہ معما شب معراج
خود ذات ہی تہی احمد و محمود و محمدؐ — آئینۂ عرفان مین جو دیکھا شب معراج
اک قرب نوافل ہے دگر قرب فرائض — یہ دونون کے دونون ہوئے یکجا شب معراج
ارواح کا اجماع تہا افلاک پہ اس شب — وحدت مین تہا کثرت کا تماشا شب معراج
عاشق مجھے احمد کا نہین کہتے مسلمان — دیتے آکے گواہی تو خدارا شب معراج

بطحیٰ کو جانیکے لئے ہے تیری کیا صلاح — وله — اے بیقرار دل تو خدارا بتا صلاح
در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست — واعظ سے جاکے کیا مین بہلا پوچھتا صلاح
سوئے مدینہ کھینچ رہا ہے یہ جذب شوق — ایدل بتا تو کوئی بہی بہر خدا صلاح
پیر مغان سے چلکے کرو شاد مشورہ — مجھکو یقین ہے کہ وہ دیگا بجا صلاح

اللہ کا دربار ہے دربار محمدؐ — وله — اعلیٰ سے بہی اعلیٰ ہے یہ سرکار محمدؐ

ہین پہول اسی باغ کے سب کافر و مومن — یہ گلشن ایجاد ہے گلزار محمدؐ
جو بندے ہین خاص وہی جانتے ہین کچھہ — ہر کوئی نہین جانتا اسرار محمدؐ

وله

رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ — ثنائے خدا ہے ثنائے محمدؐ
کہلا عقدہ قرب نوافل کا و لپر — صدائے خدا ہے صدائے محمدؐ
وجود ایک ثابت ہوا جب تو پہر کیا — لقائے خدا ہے لقائے محمدؐ

وله

یا محمدؐ ہے غم الفت لذیذ — تیرے سودائی کو ہے وحشت لذیذ
دیکھنے والے جو ہین صورت تری — انکو ہر دم ہے فقط حیرت لذیذ
چاہنے والون کو تیرے یا حبیب — ہو نہ کیونکر عشق کی دولت لذیذ

وله

افسوس یہ فقیر ہو شاہ زمن سے دور — بلبل پہ ہے ستم کہ رہے وہ چمن سے دور
عاشق ہے شمع روئے محمدؐ کا دل مرا — پروانہ ہوکے حیف رہے انجمن سے دور
جب مین نے کہدیا کہ تمہارا غلام ہون — ہو جاؤنگا بہلا مین کب اپنے سخن سے دور
پہونچون گا جب مدینے تو مصرع پڑہونگا یہ — نزدیک ہون وطن سے مگر ہون کن سے دور

وله

نبوت کو ہے جیسے حضرت پہ ناز — تجہے آپکی ہے محبت پہ ناز
تجہے چارہ سازی پہ ہے چارہ ساز — مرے دلکو ہے درد الفت پہ ناز

وله

جز عشق اور کیا ہے دل مبتلا کے پاس — رہتی ہے اپنی جان رسول خدا کے پاس
کہتا ہے بار بار یہی مجھہ سے شوق دید — اٹہو چلو مدینے کو اب مصطفےٰ کے پاس
عقدہ نہین کہلا شب معراج کا ہمین — فرمایا کیا خدا نے نبی کو بلا کے پاس

وله

دلدادہ ہون مین مجہکو ہے دلدار کی تلاش — مشتاق کو ہے احمد مختار کی تلاش
پایا ہے جسکو مین نے اُسے جانتا ہون شاد — تہی اک زمانہ سے اسی سرکار کی تلاش

مرے نامے مین ہو یارب اثر خاص
جہان پہونچے وہین بستر جما یا
خیالِ طیبہ مین خود رفتہ ہو نا
نہ کیون ہون ذکر مین مصروف طائر
دلکو ہے روئے پیمبر سے غرض
دولتِ عشقِ نبی در کار ہے
دل کو اپنے یادِ حضرت سے ہے کام
ہجر مین رکھتا ہے دل رونہان سے ارتباط
گلشنِ طیبہ سے میری روح یون مانوس ہے
یادِ احمد کیون نہ آئے میرے دلمین بار بار
پند تیری سنون مین کیا واعظ
ذکرِ حور و قصور تا بکجا
ہے جو مطلوب منزلِ مقصود
کیا کرے لیکے تیری جنت کو
قصدِ طوفِ مزارِ اقدس ہے
شوقِ پابوس یہ کہتا ہے کہ چل یثرب کو
آپ نے سبکو بلایا نہ کیا یاد مجھے
بیچلے تجھے مرے اعمالِ سیہ نا رجھے
نعت کے باغ لگا تا مین ہزارون کے اتنا د

وله که نه کہین شاہِ دین مجھپر نظرِ خاص
فقیرون کا نہین ہے کوئی گھر خاص
یہ ہے عشاقِ احمد کا سفر خاص
کہ سب وقتون مین ہے وقتِ سحر خاص
وله آئینے کو ہے سکندر سے غرض
مال سے کیا کام کیا زر سے غرض
لب کو اپنے ذکرِ سرور سے غرض
وله آنکھ رونے سے زبان آہ و فغان سے ارتباط
جیسے ہو بلبل کو اپنے آشیان سے ارتباط
جو مکین ہے اُسکو لازم ہے مکان سے ارتباط
وله ہے محبت مری غذا واعظ
وصفِ محبوب کچھ سنا واعظ
ہے مدینہ کا راستا واعظ
درِ محبوب کا گدا واعظ
اسمین ہے رائے تیری کیا واعظ
وله کیا کرون بس نہین چلتا کہ ہی قسمت مانع
ہوگی اسمین کوئی اللہ کی حکمت مانع
ہو گئی دور کے اللہ کی رحمت مانع
مجکو ہوتی نہ اگر تنگی فرصت مانع

جو حضرت نے محبت کا دیا داغ
ہین سمجھا ہے چراغ مدعا داغ

خیال روئے احمدؐ کا ہے یہ فیض
چمک کر مہر انور بنگیا داغ

یہ بو دینے لگا عشق نبی کی
رہے یارب سدا پھولا پھلا داغ

جب آیا ہمکو طیبہ کا چمن یاد
ملا اسے ثنا دو دلکو اک نیا داغ

وله

ہے آپکی جو گرمی بازار ہر طرف
یوسف سے پھر رہے ہین خریدار ہر طرف

کوچہ نبی کا یاد جو آتا ہے باربار
پیش نظر ہے خلد کا گلزار ہر طرف

قیدی تو بیشمار ہین زنجیر ایک ہے
زلف رسول کے ہین گرفتار ہر طرف

دیوانہ وار پھرتے ہین عشاق رات دن
بہر تلاش احمد مختار ہر طرف

وله

کبھی تپان ہے کبھی اشکبار ہے عاشق
تمہارے واسطے کیا بیقرار ہے عاشق

صبا یہ اُس شہ خوبی سے عرض کر دینا
نگاہ لطف کا امیدوار ہے عاشق

خدا کرے کہ ہو میری طلب مدینے سے
اسی خیال مین لیل و نہار ہے عاشق

وہ شہسوار عرب ہین وہ تاجدار عجم
خدنگ ناز کا جنکے شکار ہے عاشق

وله

رنج و غم درد و الم دلپہ اُٹھائین کبتک
ہجر مین آپکے ہم شور مچائین کبتک

دیکھیے وہ مجھے شکل اپنی دکھائین کبتک
میری بگڑی ہوئی قسمت کو بنائین کبتک

اے فلک روکے نہ تو کوچہ احمد سے ہمین
طالب یار ہین جنت مین نجائین کبتک

وله

دیتا جو روز اک مجھے پروردگار دل
کرتا خوشی سے مین شہ دین پر نثار دل

اے شہسوار عرصہ طیبہ ترے سوا
کسکے خدنگ ناز کا ہوتا شکار دل

پروا نہین اگر نہین کوئی شریک حال
مین غمگسار دل ہون مرا غمگسار دل

ملتی مجھے جو دولت دیدار جو ابھین
ہوتا نہ اسطرح سے مرا بیقرار دل

فرقت کے صدمے ہند مین کبتک اُٹہائین ہم — جی مین ٹہنی ہے یہ کہ مدینے کو جائین ہم
اپنی نظر مین جو ہے تعین ہے شان ہے — کسطرح ایسے زر کو ظاہر مین لائین ہم
کحل البصر ہے خاک مدینے کی ایصبا — لادے ذرا کہ آنکہون مین اُسکو لگائین ہم
ہو بخت سازگار تو پہر دیکہیے لطف — چلکر مدینے حال سب اپنا سنائین ہم

وله

یا محمد کی ہم اُس در پہ صدا دیتے ہین — حاضری اپنی اُنہین ورد سنا دیتے ہین
ہو کے محتاج جو آتا ہے حضور یمین کی — دو جہان سے وہ غنی اُسکو بنا دیتے ہین
دستگیری وہ کیا کرتے ہین مجھ بیکس کی — میری کشتی کو وہی پار لگا دیتے ہین
بخشواتے ہین گنہگار کو اللہ سے وہ — شان یون اپنی کریمی کی دکہا دیتے ہین

وله

جسکو ہم سب شہ مکی مدنی کہتے ہین — اہل جنت اُسے ہم رحیمی کہتے ہین
اسکے دہوکے مین نہ آنا نہ لگانا دل کو — اہل دانش اسے دنیائے دنی کہتے ہین
شاد کو طنز سے کہتے ہین مسلمان کا فر — اسے مہتابان اسے طعنہ زنی کہتے ہین

وله

پیمبرون مین کوئی ایسا آفتاب نہین — حضور احمد مختار کا جواب نہین
نبی کے عشق مین جس نے کہ موت پائی ہو — لحد مین اُسکے لئے عیش ہے عذاب نہین

وله

ہاتہ آجائے جو محشر مین تمہارا دامن — مجھ گنہگار کو ہو جائے سہارا دامن
بہر دیا دامن امید کو میرے اے شاد — روبرو آپ کے جسوقت پسارا دامن

وله

پیش جب بہر شفاعت کرین احمد مجھکو — میرا اللہ کریگا نہ کبھی رد مجھکو
مشغلہ نعت نبی کا ہے مجھے شکر خدا — بعد مدت کے یہ ہاتہ آیا ہے مقصد مجھکو
ثروت و جاہ و مراتب کی کسے خواہش ہے — یہی کافی ہے کہ ہے الفت احمد مجھکو
خادم غوث بہی ہون اور غلام خواجہ — میرے مولا نے دیا رتبہ بیحد مجھکو

تری ذات ایک ہے یا خدا تری شان جل جلالہ — نہیں تجھسا ہے کوئی دوسرا تری شان جل جلالہ
تو کریم بھی تو رحیم بھی تو عزیز ہے تو معز بھی — ترے نام پر دل و جان فدا تری شان جل جلالہ

ولہ

اس دل میں ہے مدت سے تمنائے مدینہ — یارب کبھی مجھکو بھی نظر آئے مدینہ
زاہد کو ہے جنت کی تمنا تو مبارک — ہمکو بھی حسرت ہے کہ ملجائے مدینہ
پتھر پڑیں اس دل پہ وہ پتھر سے ہے بدتر — جس دل میں نہو شوق و تمنائے مدینہ
کسطرح سے سرسبز نہو مزرع امید — دیکھوں جو کبھی گنبد خضرائے مدینہ

ولہ

اپنی خودی کو کھو کے اسے پایا آپ میں — یہ سیر کی ہے آگے عدم سے وجود کی
صل علی نہ کیوں کہیں احمد کے نام پر — پڑھنے کی ہے جگہ تو یہی ہے درود کی

ولہ

احمد کے سوا عشق کسی کا نکریں گے — ہم عاشق صادق ہیں تو ایسا نکرینگے
دیتا ہے مزہ عشق محمد میں تڑپنا — اس درد کا زنہار مداوا نہ کرینگے
مومن نہیں کہتے نہ کہیں لوگ ہمیں شاد — کافر ہی کہے کوئی تو پروا نکرینگے

ولہ

مدینہ بھی خداوندا عجب پرنور بستی ہے — جہاں ہر وقت و ہر دم تیری رحمت برستی ہے
ترے رتبہ میں کسکو دخل ہے کیا کوئی دم مارے — جو محبوب خدا کا رتبہ پائے کسکی ہستی ہے

ولہ

تاج لولاک ہے شایان رسول عربی — پرتو شان خدا شان رسول عربی
انبیا جتنے ہیں آپ انکے بھی شافع ہونگے — سب کے سب پائینگے احسان رسول عربی
باغ احمد کے ہیں دو پھول حسین اور حسن — یہی دو ہیں گل و ریحان رسول عربی

محمد پہ دل اپنا شیدا ہوا ہے — ستارہ نصیبے کا چمکا ہوا ہے
خداوند عالم ہے جسطرح واحد — حبیب خدا بھی تو یکتا ہوا ہے
فقط نعت گوئی سے اے شاد تجھکو — یہ عزت ملی ہے یہ رتبہ ہوا ہے

شہید۔ مولوی غلام امام

شہید تخلص۔ غلام امام نام۔ آپ شاہ غلام محمد مرحوم کے فرزند ہین آپ کے والد ماجد
مشاہیر مشائخ سے تھے۔ آپکا وطن اصلی قصبہ امیٹھی ضلع لکھنو ہے۔ آپ سن شعور کے ابتدا
مین کسب علوم کیطرف متوجہ ہوئے۔ کتب متداولہ درسیہ مولوی حیدر علیصاحب فیض آبادی
مولف منتہی الکلام کی خدمت مین تحصیل کین۔ اور زبان فارسی مین بھی استعداد کامل
پیدا کی۔ شعرگوئی مین ابتداءً مرزا قتیل و مصحفی و شیخ غلام مینا ساحر سے اصلاح لیتے رہے
آغا سید اسمعیل مازندرانی سے فن شاعری مین تعلیم کامل پائی۔ آپکی طبیعت برق رخشان
تھی آغا سید محمد اصفہانی و میرزا ناطق مکرانی کے ہم طرح و ہمسر تھے۔ ہر مشاعرہ مین سخنوران
معاصر سے میدان سبقت مین بڑہجاتے تھے۔ آپ مداح حضرت سالتماب و حاجی بیت اللہ
و عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اکثر آپکے قصائد و غزلیات نعت و حمد مین
مشہور و معروف ہین۔ اور رسائل میلاد شریف بھی متداول ہین آپکے قصائد نعتیہ
مضامین شیرین و معانی رنگین مین ڈوبے ہوئے ہوتے ہین ہر ایک شعر سے خوبی و خوش
اسلوبی مترشح ہوتی ہے اور ہر ایک لفظ و فقرہ سے تازگی و شادابی واضح علاوہ این
آپکا کلام نہایت درد آمیز و رقت انگیز ہوتا ہے کہ عاشقان جمال محمدی اسکے سننے سے
وجد و حال مین نیم بسمل کیطرح پھڑکتے ہین اور ماہی بے آب کی مثل تڑپتے ہین۔ کلام
پر تاثیر شیفتگان محمدی کے قلوب پر موثر ہوتا ہے ہر ایک عالم بیخودی مین بے تابانہ وا محمدا
وا محمدا چلاتا ہے۔ مجلس میلاد مین آپکے قصائد خوانی سے وہ اثر ہوتا ہے کہ سامعین دل سے
بیدل و خودی سے بیخود ہوجاتے ہین۔ آپ الہ آباد مین عہدہ پیشکاری صدر نظامت پر

مامور تھے۔ تقریبًا بیس بائیس سال تک خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے ادا کرتے رہے حکّام وقت آپ کے کام سے بہت خوش تھے۔ آپکی عزت و آبرو کرتے تھے۔ آپ حالت ملازمت مین بھی اکثر مجلس میلاد منعقد فرماتے تھے۔ اور مجلس مین عمدہ عمدہ کھانے اور اقسام کے حلوے مہیا کرتے تھے۔ بزرگان کرام و فقرا و غربا و احبا کو مدعو فرماتے تھے۔ اور مجلس مین خود قصائد نعتیہ کو نہایت خوش اندازی سے پڑھتے تھے۔ آپکے پڑھنے سے مجلس مین حیرت کا عالم قائم ہو جاتا تھا۔

نواب محی الدولہ بہادر جو شیدائے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپکے رسائل میلاد و کلام نعتیہ کو دیکھکر آپکے دیدار کے مشتاق ہوئے۔ ایک ہزار روپیہ زر راہ بھیجکے شہر حیدرآباد دکن مین بلائے۔ آپ حسب طلب نواب صاحب نوکری ترک کر کے شہر مین آئے۔ معزز و مکرم ہوئے۔ سرکار عالی نظام سے چار سو تیس روپیہ ماہانہ بلا شرط خدمت مقرر ہوا۔ شہر مین نہایت آرام و آسائش سے زندگی بسر کرتے رہے۔ جب آپ دکن سے حرمین شریفین گئے۔ اُسوقت راجہ گردھاری پرشاد باقی نے زاد و راحلہ اپنے جیب خاص سے عطا فرمایا۔ اور نواب سالار جنگ مرحوم نے بھی پانسو روپیہ سے اعانت کی آپ حرمین مین پہنچ گئے۔ وہان مجالس میلاد متعدد مراتب مکہ و مدینہ مین منعقد فرمائے۔ لکھنؤ و آگرہ و مرادآباد و رامپور و الہ آباد و حیدرآباد وغیرہ مین آپ کے مریدین تقریبًا ہزار سے زیادہ تھے۔ نواب سر سالار جنگ مرحوم و نواب کلب علیخان والی رامپور و سعید عالم خان رئیس سورت آپکی بہت تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آخر سنہ ہجری مین بہشت برین روانہ ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکے رسائل و دیوان نعتیہ متداول و معروف ہین۔ مین انہین رسائل و دیوان سے چند اشعار تبرکًا ہدیہ

ناظرین کرتا ہوں ھو ھذا

بخشد شکر بکام معانی بیان ما — گویا زبان تو بود اندر دهان ما
بسکه از نقش دوئی گشته تهی سینهٔ ما — عکس ما نیز نگنجید در آئینهٔ ما
چون بوی گل بدوش کسی نیست بار ما — بر دامن صبا نه نشنید غبار ما

وله

نباشد از نزاکت تاب احسان طبع عالی را — حباب از آب در پا پر نسازد جام خالی را
در آغوش تصور میکشم ساق ترا هردم — فروزان می کنم زین شمع فانوس خیالی را

وله

بغیرت عاشقی ببین رشک نگر خدائی را — سایه نیافریده اند آن قد دلربائی را
خسته دلان تو هر طرف منتظرند صف بصف — رخصت یک نظاره ده نرگس سرمه سائی را

وله

آن شوخ ستمگار بما هست و بما نیست — چون عکس که از آئینه جدا هست و جدا نیست
گر زنده کند گاه کشد خسته دلان را — طرز نگهش حکم قضا هست و قضا نیست

وله

دل را بیک کرشمهٔ دلکش گرفت و رفت — سرگرم عشوه آمد و آتش گرفت و رفت

وله

شمیم زلف تو در آستین صبا دزدید — تبسم دهنت غنچه در قبا دزدید
چو نافه بود نهان بوی زلف تو بدلم — نسیم صبح نمیدانم از کجا دزدید
حنا بران کف پا بسته بخون جگر — شهید دست تو مضمون پیش پا دزدید

وله

مرا بگوشهٔ ابرو سلام کرد و نکرد — وزان دو چشم سخنگو کلام کرد و نکرد
مرا بگوشهٔ چشمی زناز دید و ندید — به نیم جرعه سیه مست جام کرد و نکرد

وله

بسرورش دیدم دل خود را بسوی من ندید — بسکه مصروف بشغل بوسه چیدن یافتم
وقت پیری شد لقای آن بت سرکش نصیب — چون کمان پابوسی تیر از خمیدن یافتم
جان وقف سر راه کسی کردم و رفتم — همپای بانگ جرسی کردم و رفتم

میرفت سحر قافلۂ بوئے بہاران	من نیز چو شبنم ہوسے کردم و رفتم
گلبانگ زدم بر قدم جان چو سپندے	خوش بہرہ ہم نفسے کردم و رفتم
صد شکر کہ صید ملک الموت نگشتم	جانرا ہدف تیر کسے کردم و رفتم
ہر جا کہ ازان لعل شکر خا سخنے رفت	پرواز بہ بال مگسے کردم و رفتم

شہید - میر احمد علیخان دہلوی

شہید تخلص - میر احمد علیخان نام - آپ سید جعفر علیخان بہادر کے فرزند دلبند ہیں - آپ کے والد یا جد کے جد بزرگوار سید نوازش علیخان کا حسبی سلسلہ نواب سربلند خان بہادر دلاور جنگ مبارز الدولہ مبارز الملک صوبہ دار گجرات سے منتہی ہوتا ہے محمد شاہی امرا مین تھے - جاگیر و انعام سے سربلند - میر احمد علیخان کی ولادت شہر دہلی مین واقع ہوئی - اور دہلی کی سرزمین مین تربیت و تعلیم پائی - علوم عربیہ مین فراغت حاصل کرکے فن شاعری و انشا پردازی کیطرف متوجہ ہوئے - چند ہی مدت مین کامل ہو گئے - آپکو حضرت شاہ نصیر دہلوی مغفور سے تلمذ تہا - علاوہ علوم عربیہ و شاعری و رمل و عملیات مین بہی مہارت کاملہ رکہتے تہے - فارسی مین ناظم و ناثر تہے - آپکی نثر منشیانہ فاضلانہ و نظم شاعرانہ شیرین و رنگین ہوتی تہی - نقادان سخن کو آپکے کلام بلاغت انجام سے لطف و مزہ حاصل ہوتا تہا - اور آپ فارسی و اردو زبان مین بہی کلام موزون فرماتے تہے - آپکے اشعار نہایت ہی سنجیدہ و برجستہ ہوتے مین ہر ایک کا مضمون نازک خیالی و شیرین مقالی سے مملو ہوتا ہے کوئی شعر نزاکت و لطافت سے خالی نہین آپکے جملات و فقرات گویا شکر پارے ہین

ناظرین و سامعین کو دیکھنے و سننے سے حلاوت تازہ و لذت بے اندازہ بہت ہوتی ہے
آپ وطن میں امثال و اقران میں لائق و فائق مانے جاتے تھے۔ آپ بکشش آب و خور رش
ہند سے حیدرآباد دکن میں آئے اسوقت نواب سکندرجاہ بہادر کا آخر عہد تھا۔ بارگاہ سکندر جاہی
میں باریاب ہوکے اہل مناسب کے سلسلہ میں منصب مناسب پر مقرر ہوگئے غفران منزل
نواب ناصرالدولہ بہادر کی خدمت میں معین ہوئے۔ جب ۱۲۴۴ھ ہجری میں سکندرجاہ
بہادر بہشت بریں روانہ ہوئے۔ اور نواب ناصرالدولہ بہادر مسند نشین ہوئے تو
نواب ناصرالدولہ بہادر نے آپکو خلعت خطاب میرالشعرا و اضافہ منصب سے سرفراز فرمایا
آپ تا زندگی عہدہ منصب داری پر معزز و مکرم رہے آخر آپ نے ۱۲۹۲ھ ہجری میں اس
دار فنا سے عالم بقا کیطرف رحلت کی۔ آپ خوش اخلاق و بزرگان سلف کی طرح وضعداری
و خاکساری کے پابند تھے۔

من اشعاره الفارسی

ساقیا معجزۂ حضرت موسی داری	ساغر بادہ بکف چون ید بیضا داری
ایدل اندیشۂ آن زلف چلیپا داری	در سر خویش ندانم کہ چہ سودا داری
ایدل از داغ چو طاؤس تماشا داری	نہ سر باغ نہ اندیشۂ صحرا داری
نعل و ہیچ است ز کفش تو ہلال و انجم	آسمان و گری زیر کف پا داری
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا و آنے	چشم بد دور کہ در خود ہمہ یکجا داری
دل من شاد کہ چون تو گل رعنا دارم	وقت تو خوش کہ چو من بلبل شیدا داری
تا از لب حرف زنی مردہ صد سالہ زید	کس مرا زندہ کہ اعجاز مسیحا داری
بسر اغ کمرش نیست نشانت بدل	گوشہ گیری بجہان شہرت عنقا داری

لب اظہار تو چون غنچہ نہ از ہم وا شد ۔ ای دل غمزدہ آخر چہ تمنّا داری
نظر آنجا کہ فتد با دگر و دور از چشم ۔ ہمچو آئینہ چہ دلچسپ سراپا داری
کم ز فردائے قیامت نبود فردایت ۔ کہ بفردا متعلق پس فردا داری
دل صد پارہ ام البتہ گلو گیر تو شد ۔ نہ حمایل بگلو از گل حمرا داری
بخیہ کردی دل مجروح مرا از مژگان ۔ ہنرت بہ کہ بکف سوزن عیسا داری
روئے تو روشن و آویزۂ دُر در گوشت ۔ جلوۂ حسن مہ و عقد ثریّا داری
اے شہید از مئے عشق است ترا مدہوشی ۔ نہ غم دین و نہ اندیشۂ دنیا داری

من اشعارہ الہندی

ہانک کا خورشید رو کے خط جو پیدا ہو گیا ۔ دن رئے ظلمات کا موجود رستا ہو گیا
کیا کمال انسان مین تھا عشق کی تاثیر سے ۔ سجدہ گاہ عرشیان مٹی کا پتلا ہو گیا

ولہ

گدا اسکو سایۂ بال ہما سے کیا مطلب ۔ درخت خشک کو نشو و نما سے کیا مطلب
مریض عشق کو دار الشفا سے کیا مطلب ۔ ہمارے درد کو عیسیٰ دوا سے کیا مطلب

ولہ

وصل ہے زلف و رخ یار مین اب ۔ ربط ہے کافر و دیندار مین اب

ولہ

جو دیر لگتی ہے صاحب تمھارے آنے مین ۔ تو باقی کچھ نہین رہتا ہے جان جانے مین
تو کس لئے مرے درپے ہوا ہے اے صیّاد ۔ حصول کیا تجھے اک مشت پر کے پانے مین

ولہ

پان کھا کر ہونٹھ دکھلانے لگے ۔ ہین شہید اور رنگ تم لانے لگے
نہ فکر زر کی نہ پروائے مال و جاہ رہی ۔ فقط نظارۂ یوسف لقا کی چاہ رہی
سیاہ بختی مجنون خوش آئی لیلی کو ۔ بنا کے آپ ہی اک خیمۂ سیاہ رہی
شہید فکر کرو ورنہ آگے مشکل ہے ۔ جو ایسا عشق رہا اور ایسی چاہ رہی

شہیر حکیم محمد عبداللہ خان صاحب

شہیر تخلص۔ محمد عبداللہ خان صاحب نام۔ آپ رحیم اللہ خان کے خلف الصدق ہین۔ آپ کے بزرگ خوانین بھکر سے ہین ملازمت کی وجہ سے ناگور مین آئے۔ اور وہان سکونت پذیر ہوئے۔ آپکے والد یا جد کی ولادت ناگور مین واقع ہوئی تھی اسوجہ سے ناگوری کہلاتے ہین۔ ناگور سے برار مین آئے۔ اور برار مین متوطن ہوئے۔ اور اسی ملک مین قضاۃ کے خاندان کی لڑکی سے شادی کرلی۔ آپکی ولادت برار مین واقع ہوئی اور نشو نما بھی اسی ملک کی آب و ہوا مین ہوئی۔ عالم شباب کے قریب آپنے مولانا مولوی عبداللہ صاحب بلامرادتی کی خدمت مین تعلیم پائی۔ کتب درسیہ متعارفہ کچھ ان سے اور دیگر استادون سے پڑہین صاحب فضل و کمال ہوے انشاپردازی مین بے نظیر نظم و نثر مین آفتاب منیر ہوئے۔ طبیعت مین جولانی اور دماغ مین نازکخیالی خداداد تھی۔ دل مین بینائی و دانائی کا دریا موجزن اور دماغ مین ذکاوت و فطانت برق افگن تھی۔ زور طبیعت سے شعرگوئی کے میدان مین قدم رکھا اقران و امثال سے کئی قدم آگے بڑہ گئے۔ اور سبقت مین بازی لیگئے۔ جو کچھہ کہتے ہین خوب کہتے ہین کلام سے شستگی و پختگی نمایان نازکخیالی و شگفتہ بیانی عیان ہے۔ آپ دونون زبان یعنی فارسی و اردو مین کہتے تھے ہر ایک زبان مین کلام بامحاورہ ہوتا تھا۔ آپکا ہر ایک شعر لطافت و نزاکت مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا ہوتا ہے آپکے کلام رنگین و اشعار نمکین کے مطالعہ سے اہل مذاق کو لطف و مزہ آتا ہے فصاحت و بلاغت مین تولا ہوا ہوتا ہے آپکی کلام رنگین و اشعار نمکین کے مطالعہ سے

اہل مذاق کو لطف و مزہ آتا ہے۔ آپ علم طب مین مہارت کامل رکہتے تہے۔ آپ کی تشخیص نہایت درست تہی۔ مریض کی بیماری مین خوب غور و فکر کرتے تہے اور تمام حالات جزئیات سے واقف ہوکے سوچ سمجہکر نسخہ تجویز کرتے تہے۔ ادویہ اسکے اور ان مزاج کے موافق لکہتے تہے۔ آپکا نسخہ سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا تہا۔ جو بیمار آپکی ہدایت کے موافق ادویہ کو استعمال کرتا دنون مین شفا پاتا تہا۔ آپ دیگر اطبا کیطرح بغیر سوچے سمجہے نسخہ نہین لکہتے۔ نہ کسیکو دوا دیتے۔ بیمار کے مزاج کا بڑا لحاظ رکہتے تہے۔ آپکے پاس اکثر مریض ایسے آئے ہین جنکو ڈاکٹرون اور اطبا نے نا امیدی کا جواب دیا۔ آپنے نبض و قارورہ ملاخطہ کرکے نسخہ دیا۔ عنایت آلہی سے تیسرے دن ہی صحت کے آثار معلوم ہونے لگے۔ چند روز کے معالجہ مین صحت کامل پا جاتے تہے۔ لوگ کہتے تہے کہ آپکے ہاتہہ مین شفا ہے۔ یہہ قبولیت عامہ خداداد تہی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ آپ ملکی انتظام مین عقل کل تہے۔ جب تک سرکاری ملازمت کے صیغہ مین رہے اپنی خدمت مفوضہ کا کام عمدہ طرح سے انجام دیتے تہے کبہی آپکے کام پر حرف گیرون کو حرف گیری کا موقع نہین ملا۔ ہمیشہ پاک و صاف رہے کسی سے کوئی تعلق نہین فرمایا۔ پیشتر نواب میر عالم علیخان بہادر جاگیردار جاموڑ کے خدمتمین ملازم تہے اور انکی خدمت مین مدت تک رہے۔ آپ سُنی اور جاگیردار صاحب امامیہ تہے۔ معاملہ ضدین تہا۔ مگر آپکی لیاقت و قابلیت اس درجہ کی تہی کہ نواب صاحب آپکو عزیزون سے زیادہ عزیز رکہتے تہے۔ نواب کی رحلت کے بعد چند مدت انگریزی عہد مین برار مین عدالت منصفی مین میر منشی گری کی خدمت پر مامور رہے۔ عدالت برخاست ہونیکے بعد انگریزی ملازمت مین داخل ہوئے۔ چند مدت تک داروغگی کی خدمت پر مامور رہے

پہر داروغگی سے علیحدہ ہوکر نواب کے داماد میر مہدیعلیخان کی خدمت مین بسر کرتے رہے تمام نواب کی جاگیرات آپکی اختیار مین نہین۔ سفید و سیاہ کے آپ مالک تھے مہدیعلیخان مرحوم کے بعد اُنکی اولاد کے نزدیک بہی ہے۔ اُن کے فرزندون نے آپکی کچہہ قدر نہین کی اور نہ آپکے کام کی داد دی۔ آپ استعفا دیکر الگ ہوئے۔ نواب مختار الملک اول کا زمانہ تہا آپنے نواب سے منصب کی درخواست کی۔ نوابصاحب نے قدردانی سے ۶۰ روپے ماہوار مقرر کردئے۔ آپکی گذراوقات کا مدار اُسی تنخواہ پر تہا۔

اوائل مین آپکے خیالات فلاسفانہ تہے۔ صوفیانہ طریق کے جویا تھے۔ صلح کل کے پیرو تھے کیا ہندو کیا مسلمان سب سے ایک ہی طریق سلوک فرماتے تہے۔ آپ سے سب خوش تہے آپکا کوئی شاکی نہین تہا۔ آپ بزرگان دین و صوفیان یقین کے مقتدی۔ اطیعواللہ واطیعوا الرسول کے مہتدی۔ آپ متشرع متدین متقی و پرہیزگار تہے۔ پاکیزہ دین و پاکیزہ دل صوم صلوۃ کے پابند۔ قال اللہ وقال الرسول کے کاربند۔ رات دن عبادت الٰہی مین مصروف تلاوۃ قرآن و وظائف و اذکار مین مشغول رہتے تہے۔

خوش مزاج۔ و خوش خلق ہر ایک سے نہایت کسر نفسی سے ملتے تہے۔ نیک سیرت و پاکیزہ صورت تہے۔ حلیم الطبع و سلیم الوضع استقلالی وضعداری مین بے بدل زمانہ بدلجائے مگر وہ اپنی وضع سے نہین بدلین گے۔ ہزار آفتین و گردشین سر پر آجائین وہ استقلال سے ذرا نہین ہٹین گے۔ آپ متوکل و قانع تہے۔ کسی سے خواہان نہین ہوے۔ کیا امیر کیا فقیر آپکو کسی سے پروا نہین تہی۔ عزلت گزین تہے۔ گہر سے باہر نہین جاتے تہے۔ فقیر مولف کے اُستاد ہین اوائل مین کتب فارسیہ اور ابتدائی عربیہ آپ سے پڑہین اور مجکو آپ ہی کی فیض صحبت کی برکت سے طالب علمی کا شوق ہوا۔ اولاً آپ ہی کی ترغیب سے بمبئی گیا اور

اور تحصیل علم کیطرف متوجہ ہوا ایک مدت مین تکمیل کتب سے مشرف ہوا۔ مین آپکی توجہ وعنایت کا مشکور رہون۔ آپ حیدر آباد دکن محلہ مستعد پورہ مین سکونت پذیر تھے

آپکی رحلت کی کیفیت

آپکا خاتمہ بخیر ہوا۔ ان کے اعمال و افعال اس بات پر دلالت کرتے ہین کہ وہ بہشت برین مین داخل ہوئے ہون گے۔ آپکو تین روز تک سکرات کی شدت رہی۔ تیسرے دن اعزہ و اقارب آپکے گرد جمع تھے۔ آپنے حاضرین سے پوچھا اسوقت کیا وقت ہے۔ حاضرین نے جوابدیا کہ ظہر کا وقت ہے۔ آپ سنتے ہی اُٹھہ کھڑے ہوئے قریب تھا کہ زمین پر گرین حاضرین نے آپکو تھاما۔ اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین۔ فرمایا ظہر کی نماز ادا کرنا چاہتا ہون بعد ازان آپ فرش پر بیٹھہ گئے۔ تکیہ پر تیمم کیا۔ سمت قبلہ متوجہ ہوکے تکبیر تحریمہ شروع کی سورۂ فاتحہ وضحی سورہ سے فارغ ہوکے رکوع کرکے سجدہ مین سر زمین پر رکھا۔ فوراً حالت سجدہ مین آپکی روح نے جسم عنصری سے عالم بقا کو پرواز کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حاضرین نے آہ وزاری کی اور مرحوم کی رحلت پر افسوس و حسرت ظاہر کیا بعد ازان تجہیز و تکفین کرکے آپکو کمر کی گنبذ کے قریب دبیول پٹیہ مین دفن کیا۔ یہہ واقعہ ربیع الاول ۱۳۱۹؁ ہجری مین واقع ہوا۔

آپ کی عمر تقریباً اسی سال سے متجاوز تھی۔ آپکی باقیات الصالحات سے تین دختر نیک اختر مین تینون کی شادیان آپکی زندگی مین ہوگئی تھین۔ سرکار عالی نظام کے امتیازی منصبدارون کے صیغہ مین ملازم تھے۔ ساٹھہ روپئے وظیفہ پاتے تھے۔ مرحوم کی بیوی صاحبہ کوشش کر رہے ہے کہ مرحوم کی تنخواہ اون کے نام پر منتقل ہوجائے اب تک فیصلہ نہین ہوا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے خدا انکو کامیاب کرے۔ آپکا ذاتی مکان مستعد پورہ مین ہے۔

آپکے جسقدر اشعار میرے پاس تھے۔ وہ تمام موسی ندی کی طغیانی مین تلف و برباد ہوگئے۔ اسوجہ سے صرف حال پر اکتفا کیا گیا اگر ملجائینگے تو آیندہ ضمیمہ مین لکھونگا۔

شفیق۔ لچھمی نرائن اورنگ آبادی

شفیق تخلص۔ قوم کہتری کپور سے ہے۔ اورنگ آبادی المولد۔ آپکے جد بزرگوار بھوانیداس عالمگیری لشکر کے ہمراہ لاہور سے دکن مین آئے۔ اور اورنگ آباد مین متوطن ہوئے۔ نوکر پیشہ تھے۔ زندگی بصیغۂ نوکری بسر کرتے تھے۔ صاحب اولاد ہوئے۔ اُنکا متوسط فرزند رائے منسا رام تھا۔ جب منسا رام دس برس کا ہوا جد مذکور فوت ہوا۔ تبیم مذکور لالہ جسونت رائے ہم قوم کے سایۂ عنایت مین رہا۔ لالہ کی سرپرستی مین تعلیم و تربیت پائی۔ نواب آصف جاہ غفران پناہ کے زمانہ مین چھہ صوبجات دکن کا پیشکار ہوا۔ چالیس برس تک خدمت مفوضہ پر مامور رہا۔ امانت و دیانت سے اپنا فرض منصبی ادا کیا۔ جناب آزاد نے نواب صمصام الدولہ بہادر مرحوم سے سفارش کرکے منصب سے سرفراز کرایا۔ اور دکن کے بخشی الممالک کی پیشکاری پر بھی مامور۔ منسا رام دونون خدمتون کو عمدہ طرح سے ادا کرتا تھا۔ محنتی و جفاکش تھا۔ مالک کی تابعداری مین سرمو فرق نہین کرتا تھا۔ دربار آصفی نام کا ایک رسالہ مختصر لکھا ہے۔ اسمین مغفرت مآب آصفجاہ اول کی تعریف اور اُن کے عہد کے قوانین لکھے۔ رسالہ مذکور مطبوع ہو چکا ہے۔ اور ایک دکن کا گوشوارہ بھی لکھا ہے۔ پس دوم صفر ۱۱۵۸ھ ہجری مین شفیق صاحب ترجمہ کی ولادت اورنگ آباد مین ہوئی۔ ابتدا تمیز سے حضرت میر غلام علی آزاد کے خدمت مین تربیت و تعلیم پائی۔ آزاد کی توجہ سے صاحب استعداد ہوا۔ سفید و سیاہ سے واقف نواب

صمصام الدولہ کے زمانہ مین منصب و خطاب دولی چند سے سرفراز ہوا۔ اور آزاد بلگرامی شفیق کے حال پر نظر شفقت و محبت رکہتے تہے۔ چنانچہ خود شفیق حضرت آزاد کی شان مین لکہتا ہے ؎

لامکان است مقام آزاد	فوق عرش است خرام آزاد
سبحہ گردان زکواکب ہر شب	فلک رہبر است بنام آزاد
خرمن ہستئ اعدا سوزد	برق رخشان حسام آزاد
در گلستان جہان ہر گل و خار	مورد رحمت عالم آزاد
جدا و ساقی کوثر باشد	آب خضر است بجام آزاد
گل شنود گوش ہمہ تن چمن	کہ برد باد پیام آزاد
پیش آئینہ ضمیر آن طوطی	میکند وصف کلام آزاد
اے خداوند جہان بادمدام	ساغر عیش بکام آزاد
صاحب ہردو جہانست شفیق	ہرکہ گردید غلام آزاد

ابتدا مین شفیق کم کم کلام موزون کرنے لگا۔ اور کلام مین تخلص صاحب کرتا تہا۔ جب آزاد اس تخلص سے واقف ہوئے تو اسکو سنہ ۱۱۶۷ ہجری مین شفیق تخلص عطا فرمایا اور آپنے فرمایا کہ میر محمد مسیح صاحب تخلص فارسی مین ایک شاعر گذرا ہے۔ چونکہ شفیق ہندی و فارسی دونون زبان مین کہتا ہے۔ زبان ریختہ مین تخلص صاحب بحال کہا۔ اور فارسی مین شفیق۔ تاریخ مرحمت تخلص ؎

حضرت فیض بخش آزاد	کرد ندمرا تخلص انعام
گفتم تاریخ این عنایت	امداد شفیق شد مرا نام

شفیق صاحب ترجمہ آزاد کے ارشد تلامذہ سے ہے۔ شاعری و سخن سنجی و تاریخ نویسی و تالیف مین فرد کامل تہا۔ اسکے نتائج طبع نہایت صاف و شستہ و شفاف و برجستہ ہوتے ہین پر گو ہے آپکا دیوان فارسی وارد و ضخیم ہین۔ ابہی تک مطبوع نہین ہوئے ہین شکل امر مرہون باوقاتہا کے انتظار مین گوشہ گمنامی مین پڑے ہین۔ فقیر نے اکثر تذکرون مین اُن کے اشعار چیدہ چیدہ دیکہے ہین۔ انہین منتخبہ سے انتخاب کرکے گزارش کرتا ہون آپ کی تالیفات سے۔ مآثر آصفی۔ و مآثر حیدری۔ و تذکرہ گل رعنا۔ تذکرہ شام غریبان و بساط الغنائم۔ و مرات الہند۔ و نخلستان۔ و تذکرہ گرو بابا نانک۔ و چمنستان شعرا وغیرہا مین۔ تذکرہ نویسی مین میر غلام علی آزاد کے قدم بقدم چلتا ہے۔ جو کچھہ لکھتا ہے نہایت تحقیق کے ساتہہ لکھتا ہے جس شخص یا جس چیز کی حالت اگر لکھتا ہے تو پورا پورا اسکا ماله و ماعلیہ صاف صاف بیان کرتا ہے۔ شفیق کو یہہ لیاقت آزاد کی توجہ و عنایت کی بدولت حاصل ہوئی تہی۔ دکن مین اگرچہ آزاد کے اکثر تلامذہ صاحب تالیف ہین لیکن شفیق ارشد تلامذہ سے ہے۔

من اشعارہ الفارسی

مصرع ابروئے او بسم اللہ عنوان ما بسکہ از گفتار ما ریزند یاران رنگہا بر دل ما التفاتی ہست چشم یار را چشم او بر ما نگاہے گر ندارد عیب نیست گر خود آرائی ہوس داری شنو عرض شفیق تعالی اللہ چہ دولت شد میسر ناگہان امشب	وله	مصحف رخسارہ او دین ما ایمان ما گرد ذہ صورت گران شد صفحہ دیوان ما الفتی بسیار با مینا بود میخوار را می شود پرہیز لازم مردم بیمار را اندکے تحریف باید چہرہ گلنار را کہ آمد بر سر بالین من آن جان جان امشب

ہم آغوش شد بجانان طالع بیدار نازم	مگر در خواب نوشین است چشم آسمان امشب
غنچه ها بشگفت و طفل گلعذارم برنگشت	صد گریبان پاره شد دامن سوارم بر
گریه می آید مرا بر حال خود در فصل گل	گشت آب فتادم در جو نگارم برنگشت
هر کسے را میرسد نوبت بدور آسیا	بر مراد خاطر من روزگارم برنگشت
چه ستمها بدل از چشم سیه مست تو رفت	شیشهٔ تحفهٔ افسوس کہ از دست تو رفت
شکست توبه مارا بهار شد باعث	هزار بار نوائے هزار شد باعث
خدا گواه که می را بلب نیالودم	برائے مستی من چشم یار شد باعث

شعلہ۔ میر کاظم علیخان دہلوی

شعلہ تخلص۔ میر کاظم علیخان نام۔ آپ میر احمد علیخان شہید دہلوی کے فرزند رشید ہین۔ آپکے بزرگان سلف شرفا و امرا کے زمرہ سے تھے۔ چنانچہ مولف فقیر نے خاندانی شرافت حسبی و نسبی کا ذکر شہید کے ترجمہ مین پورا بیان کر دیا ہے۔ اب یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ صاحب ترجمہ کا ذاتی حال لکھتا ہون۔ آپکی ولادت ۱۸ تاریخ شہر رجب سنہ ۱۲۵۲ ہجری مین واقع ہوئی۔ مسقط الراس شہر حیدرآباد دکن ہے آپکی نشو و نما بھی یہان کی آب و ہوا مین ہوئی۔ مدرسۂ دار العلوم مین پانچ چھہ سال تک تعلیم پائی۔ کتب درسیہ متداولہ فارسی و عربی سے فراغت حاصل کی۔ امتحان دیگر مدرسہ سے لیاقتنامہ و سند کامل بدست کی۔ علاوہ فارسی و عربی بقدر ضرورت انگریزی بھی پڑھ لی۔ آپکی طبیعت فطرتاً شعلۂ جوالہ کی طرح ترقی کے اوج پر عروج کر رہی تھی۔ تحریر و تقریر کے دریا مین موجزن ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مین موروثی شعر و شاعری کے طرف مائل ہوئی۔ ذاتی استعداد

ولیاقت خداداد سے کلام موزون کرنے لگے۔ اور والد ماجد سے اصلاح لینے لگے۔ والد کی اصلاح سے روز بروز کلام کی خوبی بڑہنے لگی۔ چند ہی ایام کی مشق و اصلاح مین کلام سنجیدہ و پسندیدہ ہوگیا۔ پس آپ شعراکے مشاعرے مین جانے لگے۔ معاصرین کے ہمطرح و ہم سنگ ہوئے۔ آپکا کلام فصاحت و بلاغت سے مملو ہوتا ہے۔ اور صنایع و بدایع لفظی و معنوی مین ڈوبا ہوا۔ فارسی و اردو دونون زبان مین کلام موزون فرماتے ہین ہر ایک زبان کے محاورات و اصطلاحات سے ماہر و کامل تہے۔ کلام سے اہل زبان کی شان دکہلائی دیتی ہے۔ آپ باوجود ملازمت سرکاری طلبہ کو درس و تدریس سے بہی مستفید فرماتے تہے۔ اکثر طلبہ و نوآموز شعرا آپکی خدمت مین استفادہ کرتے تہے۔ آپ اساتذہ جہابذہ مین شمار کئے جاتے تہے۔ آپ عدالتی امور مین بہی نہایت ہی لائق و فائق تہے۔ متعدد محکمون مین حکام بالادست کی زیردستی مین کام کرتے رہے۔ حکام نے وقتاً فوقتاً آپکے انتظام و خوبی کام کی بابت خوشی کا اظہار کیا ہے۔ مولوی نصر اللہ خان خورجوی ناظم عدالت فوجداری نے اپنے مولفہ تاریخ دکن مین آپکی کارگزاری و تجربہ کاری و ہوشیاری کی بہت تعریف لکہی ہے۔ مدۃ العمر آپ سرکاری خدمات کو امانت و دیانت کے ساتہہ ادا کرتے رہے۔ نیک محضر و خدا ترس تہے۔ وضعداری و ملنساری کے پابند تہے۔ طلبہ کے ساتہہ ہمدردی سبقاً و طبقاً فرماتے تہے۔ فقیر مولف کو آپ سے شناسائی تہی۔ بعض محافل مین کبہی کبہی باہم ملاقات ہو جاتی تہی۔ آخر آپ نے بتاریخ ۲۰ ماہ جمادی الاخری ۱۳۱۸ ہجری مین اس دار فانی سے بعالم جاودانی رحلت کی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپکے باقیات صالحات سے دو خلف الصدق مین ایک حکیم سید نوازش علی صاحب متخلص بہ لمعہ دوسرے حکیم سید نادر علی صاحب

التخلص بہ رعد ہین۔ ماشاء اللہ دونون ہی مصداق الولد سر لابیہ لائق و فائق ناظم و ناثر ہین اللہم سلمہما اللہ بالخیر والعافیہ۔ اب مین شعلہ صاحب مرحوم کے چند اشعار فارسی و ہندی بطور نمونہ گزارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

در گلشن عشق است چو بلبل وطن ما — خرم چو بہشت است بہار چمن ما

خون در دل یاقوت بود از لب لعلش — زانست کہ رنگین شدہ شیرین سخن ما

بہار آمد بیا ساقی در میخانہ را بکشا — بزن مستانہ ساغر بہر شیشہ ہا بکشا

نہان تا کے بماند شمع اندر پردہ فانوس — نقاب از چہرہ ات اے شعلہ رو بہر خدا بکشا

آنکہ بخشید بتو حسن خود آرائی را — او عطا کرد بمن صبر و شکیبائی را

اسم حق ورد کن اے دل کہ ہمہ ذکر کنند — صبحگاہان بنگر طائر صحرائی را

سید ہاشمی و منبع جود و کرمی — نبی مکی و امی و شفیع الاممی

نظر لطف شہا بر من مسکین فرمائے — کہ منم ذرہ بیتاب تو مہر کرمی

چند اشان برافت کہ ز نہ چرخ گذشت — مرحبا شاہسوار عربی و عجمی

سائلے از حرم پاک تو محروم نگشت — بارک اللہ چہ کریمی و چہ عالی ہممی

زان سبب آمدہ در شان تو لولاک لما — کہ تو ہر جملہ رسل اکرمی و محترمی

ہست از پرتو انوار تو عالم روشن — آفتاب رسالت معنی لوح و قلمی

چند اشان رفیعت کہ رسیدی تا عرش — شب معراج ز اعجاز زیادہ تو کمی

سرورا دردولے دارم و بس رنجورم — دار وئے درد عطا کن کہ تو باب حکمی

کن عطا خدمت جاروبی آن روضہ پاک — یا حبیب الصمدی انت ولی النعمی

گر وصل ہی ہو جاتا اکبار تو کیا ہوتا
دامن مجھے قاتل کا دامان قضا ہوتا

دامن کش قاتل گر خون شہید ہوتا
یون قتل پہ آمادہ ظالم نہوا ہوتا

وہ شوق شہادت ہے سو بار اگر مرتا
قاتل ہی کے جانب کو لاشہ بھی پھرا ہوتا

کیون رشتہ محبت کا توڑا ہی عبث ظالم
یون قتل کیا ہوتا کچھہ تسمہ لگا ہوتا

پائی نہ شہادت جب دعوی ہے دیت کا کب
گر خون بہا ہوتا تب خون بہا ہوتا

اے ابر کرم گر تو رحمت سے برس جاتا
یہہ مشت غبار اپنا ہرگز نہ اُڑا ہوتا

گر قلقل مینا کو مجھکو نہ سنایا تھا
تربت پہ مری ظالم اک قل تو پڑھا ہوتا

اس شکل بدلنے پر عشق کے آجاتی
تصویر مین بھی رخ سے گر رنگ اُڑا ہوتا

سننے کو نہ سنتے وہ کہنا تھا ہمین لازم
آتے کہ نہ آتے وہ شکوہ تو کیا ہوتا

اُس شعلہ بہبو کی شکوہ جو کہلین رنگین
سورہ کوہ خان کی دم اشتعلہ کیا ہوتا

شہیدی - مرزا شہید قمی

شہیدی تخلص - مرزا شہید نام - آپکا وطن اصلی شہر قم ہے - جامع علوم و فنون تھا - فن شاعری مین استاد کامل - میدان سخن سنجی مین اقران و امثال پر سبقت کرتا تھا - اپنے مقابلہ مین کسی شاعر کو ہم سنگ و ہم پلہ نہین سمجھتا تھا - اپنی شاعری و شگفتگی سے کلام پر نازان رہتا تھا - سلطان یعقوب والی تبریز کا مقرب و مصاحب تھا - سلطان اسکی بہت تعظیم و تکریم کرتا تھا - بادشاہ کی قدردانی سے ملک الشعرا خطاب سے مخاطب تھا - معاصرین اُسکے جاہ و جلال و حشمت و اقبال کو دیکھہ کے رشک و حسد کرتے تھے - لیکن بادشاہ کی عنایت و توجہ کے سبب اُسکو کچھہ ضرر

نہین پہنچا سکتے تہے۔ ہمیشہ قابو جو رہتے تہے۔ بادشاہ کے فوت ہوتے ہی حاسدین کے وجہ سے وہان قیام دشوار ہوگیا بامر لاچاری ہند کا سفر اختیار کیا۔ شہر تبریز سے اول گجرات مین آیا۔ چندروز وہان قیام کرکے اسمعیل عادل شاہ کے عہد مین شہر بیجاپور مین پہنچا عادل شاہ نے اسکی نہایت خاطر و مدارات کی اور مقربین کے زمرہ مین شریک فرمایا تا بہ زندگی بیجاپور مین عیش و آرام کے ساتہہ بسر کرتا رہا۔ تقریباً صد سالہ عمر ہوکے فوت ہوا۔ فرشتہ و گل عرائب کے مولف تمنا کے قول سے ۹۳۶ سنہ ہجری مین فوت ہوئے بیجاپور کی زمین مین مدفون ہوا۔ محمد عارف بقائی نے لکہا کہ اسکی وفات ۹۳۵ سنہ ہجری مین واقع ہوئی۔ اور ملا قاطعی نے اپنے تذکرہ مین لکہا کہ اسکا مدفن سرگیج گجرات ہے۔ فقیر مولف کے نزدیک فرشتہ و گل عرائب کا قول و سنہ وفات و مدفن کی بابت صحیح ہے۔ اس لئے کہ دونون مؤلف دکنی الاصل تہے۔ انکا لکہنا گویا مشاہدہ ہے اور بقائی و قاطعی کا مدار سماعت پر ہے۔ والعلم عند اللہ بحقیقۃ الحال۔ شہیدی صاحب دیوان تہا۔ اسکا دیوان ضخیم ہے کئے ہزار ابیات پر شامل ہے فقیر مولف کے مطالعہ مین گذرا ہے۔ کلام پختہ و برجستہ ہے۔ نزاکت و لطافت سے بہرا ہوا ہے۔ ہر ایک شعر سنجیدہ و پسندیدہ ہے۔ اب مین صاحب ترجمہ کے دیوان سے چند اشعار گذارش کرتا ہون۔

من اشعارہ الفارسی

بطوف میکدہ ہر روز بے نوائی ما
چو تاج بر سر ما کو سبوئے بادہ بہین
فتاد در سر خم زودست بادہ فروش
بیک قدح کہ کشیدیم صبح مخموری

سفال چرخ بود کاسہ گدائی ما
کسے کہ طعنہ زند بر برہنہ پائی ما
شکست شیشۂ تقوی و پارسائی ما
ہم از درون و برون شستہ شد صفائی ما

به آب تلخ چو ما آشنا مباد کسی — که رو بقعر فنا دارد آشنائی ما
نهفته بزم غم ما ز چشم تیره‌دلان — توان مشاهده کردن بروشنائی ما
شهیدی ز نظر فروش دور مرو — که او ز قید خودی میدهد رهائی ما

وله

ز اشک لاله‌گون تا چند در خون افکنم خود را — نمیدانم که چون زین ورطه بیرون افکنم خود را
خیال چشم جادویش چنانم ساخت دیوانه — که خواهم از سر کوی به هامون افکنم خود را
اگر بر تربت مجنون مرا روزی گذار افتد — درم پیراهن و بر خاک مجنون افکنم خود را

وله

خوش آن سوار که زو شد بلند پستی ما — بتازیانه افشاند گرد هستی ما
ز دست چرخ ربایم به ساغر خورشید — بود بدولت عشق این دراز دستی ما
تهی نگشت دمی کاسه سر از می عشق — ز سر چگونه رود مستی الستی ما
چنان ز شوق تو سرمست و بیخبر حالم — که محتسب بغلط می فتد ز مستی ما
یکی مشاهده کن ای شهیدی آن بت را — بشوی صفحهٔ انکار بت پرستی ما

وله

هیچ سر لایق نباشد بند فتراک ترا — چون کسی آلوده سازد دامن پاک ترا
باغبانا غم مخور و ز خشک سال آزاد باش — می پرستان پرورند از چشم تر تاک را
یار اگر یابد شهیدی بر سر خاکت قدم — گو منه شمع و چراغی مجلس خاک را

وله

بیا ای عشق و آتش زن دل افسرده ما را — بنور خویش روشن کن چراغ مردهٔ ما را
ملولیم از کدورتهای مخموری بیا ساقی — بجام می تازه گردان چهرهٔ پژمردهٔ ما را

وله

رفتم نگشت باغ از آن نازنین جدا — افتاد گل بخنده جدا یاسمین جدا
بی لعل یار تیره شد چشم روشنم — مانند خاتمی که بود از نگین جدا
تیغ فراق بند ز بندم جدا کند — از یار خود مباد کسی اینچنین جدا

پامال رخش کن سرم از خاک بر مدار　　می‌ترسم ای سوار که گردی ز زین جدا
منشین جدا ز یار شهیدی چو عاشقی　　صدپاره شو به تیغ وی انگه نشین جدا

وله

داغ بتان چه لاله بود در سرشت ما　　ما بت‌پرست در روسیهی سرنوشت ما
ترسم که زیب تربت ارباب بین کنند　　خشت منقشی که فتد از کنشت ما
تخم نشاط از دل ما سبز کی شود　　زینسان که پایمال غمت گشت کشت ما
عالم گرفت شور شهیدی و کو سخن　　چون هست بی غم نمکینان سرشت ما

وله

رسیده‌ام اینک آن جا که روزی دیده‌ام ورا　　درین منزل بسی برگرد سر گردیده‌ام او را
مرا باور نشود هر دم بیازی گرچه گوییدم　　که اکنون رفت ازین ره هرکجا پرسیدم او را

وله

برلب آمد جان من ز مهجوری من بیمار را　　خون چکان رخساره بنما تشنهٔ دیدار را
صورتی چون روی تو در کارگاه حسن نیست　　ای پری چندانکه می‌بینیم روی کار را

وله

از تو من دورم و دل از تیغ غمت چاک آنجا　　بی تو من خون خورم اینجا دل غمناک را
جای پاکان بود آن کوی از آن بیم دارم　　چشم پاک و دل چاک و نظر پاک آنجا

وله

تا گنه‌گار روز یاری نرسد یاری ما　　خلق محشر همه حیران سیه‌کاری ما
گرچه از جرم گناهیم گرانبار آنجا　　کوه بر باد رود چیست گرانباری ما
ناامید از کرم دوست شهیدی نشوی　　بشگفاند گل امید جگرخواری ما

وله

عکس رخش در جام می دیدم کشیدم جام را　　خوردم به روی دوست می از می گرفتم کام را
صد عیب اگر می را بود بس باشد این یک هنر　　کو میدهد رنگ دگر رخساره گلفام را

وله

هر چند بتوانی چو گل پوشی رخ گلرنگ را　　مگشا بروی هر کسی آن چشم شوخ و شنگ را
از غمزه میزنی و ز خنده لب را میگزی　　در یک زمان کس چون کند هم صلح را هم جنگ را

وله

دامن پاکت ز می گشتست نمناک از کجا — در گریبان تو افتاده ست این چاک از کجا

خاک بر سر کرده هر جا او خواهی بنگرم — میرم از غیرت که بر سر کرده این خاک از کجا

وله

در چمن آن دست نازک سوی شاخ گل مبر — ترسم آزاری رسد تا که ز گل چیدن ترا

ریختی خون شهیدی چند مردم میکشی — عاقبت خواهد ز خونی پای لغزیدن ترا

وله

عزت عشق چون بود خواری خوش است هم — برده سلطنت نگر بندگی ایاز را

ناز ترا بجان خریدم ای پری بر همه کس چه افکنی — سر بند شاه من بر همه صید باز را

وله

نهادم سر براه عشق و کردم قطع منزلها — ز سر بگذشتم آسان ساختم بر خویش مشکلها

سر دگر خوشه خوشه شعلهٔ آتش برون آید — بخاک کوی خوبان بس که شد دانه دلها

وله

چشمت به تیر غمزه دل و جان من نواخت — خوش باد وقت مردم مسکین نواز را

خوشخوی شو که بیشتر از خوی نیک بود — چندین قبول خاطر محمود ایاز را

بر من که سجدهٔ صنمی میکنم مخند — آگه نه حقیقت عشق مجاز را

در باخت هر چه داشت شهید ره عشق — سرمایه درد و داغ تو بس پاکباز را

وله

بنام عید کنم ساغر شراب طلب — طلب کنند همه مه من آفتاب طلب

هلال عید کنم گنج نامه که با آن — کنند گنج می از عالم خراب طلب

وله

کمتر از پروانه نتوان بود در جان باختن — کز هوای آتشین رخساره خود پاک سوخت

فارغست از دوزخ و گرمای روز رستخیز — بهر ماهی هر که در غمخانهٔ افلاک سوخت

صحرا خوش است و باغ خوش است و چمن خوش است — جامی سیه چار خورده ام و وقت من خوش است

بس ناخوشی که عاشق بیچاره خوش کند — دشنام ناخوش است ولی از من خوش است

وله

ز خواب ناز چو آن فتنه نازنین برخاست — علم کشید بلا فتنه از زمین برخاست

ز بزم لاله رخان چند غرق خون خیزم — نشست هر که باین قوم اینچنین برخاست

وله

پی برده ام که منزل جانان من کجاست — آرامگاه سرو خرامان من کجاست

ناخوانده در رود بهمه جا همچو آفتاب — خودرای و سرکش است نفرمان من کجاست

وله

جواب طعنهٔ نااهل چیست خاموشی — فرمان بیهوده کردن دراز کاری نیست

میان خلق شهیدی چه مسکنی خانه — ترا مقام به از گوشهٔ مزاری نیست

وله

ای محتسب مکن بمن دردخوار بحث — غوغا میار بر سر ما و گذار بحث

پروای بحث دینی و عقبی نباشدم — آنجا که حیرتست نیاید بکار بحث

وله

گر بوسه خواستم ز تو شیرین دهن مرنج — معذور دار عاشق و هستم ز من مرنج

رنجه ز بار پیرهن ای تازه گل مشو — پوشند غیر چون تنت از پیرهن مرنج

وله

کلید میکده را یافتم بوقت صباح — بر آمد از دل من بیخبر که یا فتاح

قدم نهادم و میخانه را گشادم در — در آمدند پی من هزار اهل صلاح

وله

من دوزخی ز سوز جگر تو بهشتی — مشکل نهم بروی تو مالم زیاده رخ

از خون دیده روی شهیدی منقش است — تا دور مانده از رخت ای نرگس ساده رخ

وله

خرم کسی که در چمن لاله میرود — می دیگری گرفت ز دنباله میرود

از مدرسه بمیکده یکشب که میروم — در کار می وظیفه یکساله میرود

وله

فغان که میگذرد سوی ما نمی بیند — کشیده سرمه بگو از حیا نمی بیند

بسرخروی بیگانگان نظر دارد — سیاه روی یک آشنا نمی بیند

وله

ندارم کس که پیش یار حال زار من گوید — غم تنهائی و درد دل افگار من گوید

بتلخی جان شیرین میکنم شیرین زبانی کو — که بی رنجاندن خاطر شیرین کار من گوید

وله

میروی ای شاه خوبان جانب شهر زبیر | مسکنی خوارزم را بی جرم زندان بر فقیر

نیست بازیگوشی در عشق بازی باختن | کار سربازان میدان بلا آسان بگیر

وله

ز غم گداخت تنم جان ز غم نرسته هنوز | خدنگ آه کشم بی جهته جسته هنوز

بر آستان تو عمرم بنا مرادی رفت | در مراد بروی شکست بسته هنوز

وله

خوش آن زمان که مرا همنشین تو باشی و بس | رقیب رفته بکاری همین تو باشی و بس

چنانکه هست بر افلاک آفتاب یکی | بر اوج حسن بروی زمین تو باشی و بس

وله

سجاده ریا که بود بار اهل هوش | دلال معصیت نیم انداختیم ز دوش

پیمانه که ماند شب از وجه خرقه ام | بهر خمار صبح سپردم بمی فروش

وله

ببال مرغ بستم نامه سردادم سوی یارش | گران بارست می ترسم که بگشاید بمنقارش

بسیر گر نشود بوسم کف پای گل اندامی | بحالم دیده ترسم ز غیرت در پا رود خارش

وله

کی از سفال سگانت بما دهند آبی | عوام را نبود بهره ز فیض خواص

غزل سرائی خاصم قبول خاصانست | خوشست نظم شهیدی که هست خاص الخاص

وله

خوش آنکه من بسفال سگت بریزم خون | بمن شراب فرستی برون ز خانه عوض

برفت مرغ دل باز پس نمی آید | درین خرابه ازو ماند آشیانه عوض

وله

تا بشنفتند راز عشقش در زبان این و آن | خبری از من بسر رد چون حلقه ناخورده قط

شد شهیدی سربلند از دولت نظم بلند | بیت کی گردد اگر گوید کسی نظم وسط

وله

سفر گزیدم و کردم بهر که بود وداع | شدم مقید طوق رکاب شاه شجاع

هوای خدمت اگر بدارم از سر شوق | چو گرد باد چرا راه میروم بسماع

وله

جور دربانش بلا و طعنه دشمن بلا | میرسد بر من بلا بی اختیار از هر طرف

بی بلا هرگز نیم گر از بلای نیکوان — در چشم دامن رساند روز از هر طرف

وله

گفتی که بهترست ترا مرگ یا فراق — کارم اگر بمرگ فتد به که با فراق

شد روشنم که داغ جدائی چه بوده است — تا جان من بسوخت جدا دل جدا فراق

وله

عاشق روی شدم همچو زر دم سائر سنگ — چهرهٔ زرد از عشق نیکوتر که از می لاله رنگ

این غزل مطرب بهر مجلس که مستانه خواند — شد شهیدی سنج روی دل سینه آمد بچنگ

وله

عجب دارم ز استغنای این ترک — که می آید چنین بیخواست در دل

ز غیرت خون آن ساغر خورم من — که عکس آن رخش پیداست در دل

وله

بی تو هر شب خون دل ز چشم خونبار آورم — گه برانو سر نهم گه رو بدیوار آورم

گر بگویم درد خود با کوه بی آن سنگدل — کوه را از درد دل با خود از شب تار آورم

وله

چو ابر من بهوای تو از جهان رفتم — گلی نچیدم و گریان ز گلستان رفتم

منم شهیدی و باشم علم بروز جزا — ز چشم خلق چه نقصان اگر نهان رفتم

وله

آزردهٔ ز طعنهٔ مردم برای من — خوبی تو بلای تو هم شد چه جای من

دامن بکش ز صحبت بیگانگان عشق — تا آشنا کجا تو کجا آشنای من

وله

وحشی غزال من بکسی آشنا مشو — ترسم که صید کس شوی از من جدا مشو

مگسل ز ما بغیر مشو رام شرم دار — یکبارگی باهل وفا بی وفا مشو

آراسته ز خانه بباز از در میا — بالا بلند من همه کس را بلا مشو

تا چند بر شهیدی مسکین جفا کنی — یکبره ترحمی همه جور و جفا مشو

وله

غرق عرق شده رخ چون آفتاب تو — طوفان حسن همه عالم خراب تو

پاکان کشند بادهٔ حسنت بجام جم — آلوده را خبر نبود از شراب تو

پرسی ز من که بیدل و شیدا چرا شدی — اغیار حاضرند چه گویم جواب تو
گر در دل تو عشق شهیدی اثر نکرد — وقت نظاره چیست همه اضطراب تو

وله

تنی داریم در بار شکسته — دلی در زیر دیوار شکسته
ز بار دل شهیدی او فتاده — رسن بگسسته و داری شکسته

وله

تا کی باشم بلای انتظاری سوخته — مانده چون خاکستری بر رهگذار سوخته
اهل ناموس از کجا و بهرهٔ عشق از کجا — عشق هر جا خرمن بی‌اعتباری سوخته

وله

مرا بغیر دیار حبیب ماوا نه — غریب جائی و آنجا غریب را خانه
براه کعبهٔ وصلت نقطع یک منزل — ز پا فتادم و منزل هنوز پیدا نه

وله

منم رسوای شهری گشته دست از آبرو شسته — بهی ز خرقهٔ رنگ توبه و تقوی فرو شسته
گرفته گرد هستی و مستغرق دریا کسی گشته — بپای خم فتاده دست از جام و سبو شسته

وله

نگوئی از غرور حسن با من یک سخن روزی — بروز بد گرفتارم بپرس احوال من روزی
چو افتد در غریبی نامرادی از دیار من — نگو نشناسم او را چون بنجدم در وطن روزی
بکام دل همه جا باده بی‌حجاب خوری — چه وقت تست که با هر کسی شراب خوری
خمار شرب مبادا که درد سر دهدت — از این شراب که در عالم شباب خوری
گذر به یاری من آمده خبر میداشتی — جانب افتاده گاهی گذر میداشتی
خوش آن ساعت که میرم بر بالین من باشی — زبانم رفته از کار و تو با من در سخن باشی
بگیری پای تابوت مرا خود در نهانی — که من باشم گران از درد و تو نازک‌بدن باشی
مرا در بزم خود ره دادی و بازم بدر کردی — به هر یک جام می صد کاسه خونم در جگر کردی
براهم هر قدم صد خار غمهای گل خو میندی — چرا از ره مرا بردی با خود هم سفر کردی

من رباعیانه

ای با تو درست عهد و پیمان دلم — داغ طلب وصل تو در جان دلم
آسوده چگونه پا بدامن پیچم — آلوده بلای چشم و دامان دلم

رباعی

عشاق دل از دو کون آزاد کنند — تا آئینهٔ رخ بکسی ساده کنند
آلوده و سستم ازان حسرت و نیم — در ساغر آلوده کجا باده کنند

رباعی

جست و جو کرد سنگ پاره ز من — یک ز کانی بکلک سکند
دست سوی آزاده بر دو گرفت — چیزی از سنگ پاره محکم تر

رباعی

مردی چه بود خاک راه افتادن — پا بر سر دیبای خود نهادن
ملک دو جهان بجبه نگر فتن — خود را دادن آنچه باید دادن

من مراثیه

صافی دلان که جام محبت کشیده‌اند — زهر فنا چشیده و تلخی ندیده‌اند
چیدند ز باغ میوه که بخت ستانبان — وا مانده باز خامی و آسان رسیده‌اند
نما بجای ما همه تا بنگریم شان — پنهان ز دیده باشد چون نور دیده‌اند
دشوار نیست مردن ارباب ارتفاع — آسان ز جان برند که در تن بریده‌اند
گشته بباغ صورت و بیرون شده ز باغ — برگ هوس بهیچ نهالی نچیده‌اند
جا ساخته ز راه تصرف بهر دلی — خود گفته‌اند از دل و خود شنیده‌اند
بر اوج عرش بال زند مرغ روح شان — تن مانده بر زمین خوش زمین آرمیده‌اند

دریای علم حضرت جامی جهان عشق
تن را گذاشت رفت سوی آشیان عشق

شایان محمد اسلم خان

شایان تخلص۔ محمد اسلم خان نام۔ آپ علی محمد خان ناطق کے فرزند ہیں آپ کی ولادت بلدہ محمد پور عرف ارکاٹ میں ہوئی۔ نشو و نما کے بعد عقل و شعور کے زمانہ میں کتب درسیہ فارسیہ اپنے والد ماجد مرحوم سے تمام کیں۔ فارغ التحصیل ہو کے مدراس میں وارد ہوئے۔ مولوی سید شاہ عبد الغفار مہربان فخری مولوی محمد باقر آگاہ کی خدمت میں کتب عربیہ ابتداء سے انتہا تک ختم کیں عربی میں بھی کامل ہوئے۔ نواب امیر الامرا بہادر کے میر منشی ہوئے۔ فارسی میں عبارت چست و درست با محاورہ مثل اہل زبان لکھتے تھے۔ تحریر میں ظہوری طغرا کا طرز اختیار فرماتے تھے۔ آپکا ہر ایک فقرہ برجستہ و شائستہ اور ہر ایک جملہ شگفتہ و بائستہ ہوتا تھا۔ امیر الامرا آپکی عبارت شیریں کو دیکھکے بہت محظوظ ہوتے تھے۔ اور آپکی لیاقت کی تعریف فرماتے تھے آپ نوابصاحب کی زندگی تک میر منشی گری کی خدمت پر مامور رہے۔ نواب کی رحلت کے بعد مختلف خدمات مثلاً باغات کی داروغگی اور دار الضرب کی امینی و جاگیرات نیاز حرمین شریفین کی تحصیلداری پر مامور ہوتے رہے۔ ہر ایک خدمت مفوضہ کو امانت و دیانت کے ساتھہ انجام دیتے رہے۔ حکام بالا دست آپکے کام سے بہت خوش ہوتے تھے۔ آپ حکام کی تابعداری سے سر موفرق نہیں کرتے تھے آپ موزون الطبع تھے۔ شعر و شاعری کے میدان میں جولانی کرتے تھے۔ جو کچھہ موزون فرماتے تھے خوب مرغوب ہوتا تھا۔ صاحب التالیف و التصنیف بھی تھے۔ متعدد رسائل لکھے ہیں۔ مسائل التعلیم شرح منہج التقویم و شرح فارسی منہاج و مثنوی گداز دل

و مثنوی ظفرنامہ و وقایع حیدری و معین المصادر و گلدستۂ مناقب وغیرہا۔ اور آپکا دیوان غزلیات و قصائد پر شامل ہے۔ آخر آپ سنہ ۱۲۳۴ ہجری مین واصل حق ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

من اشعارہ

آفتابیست کہ از شام قیامت پیداست
نو بہار گلشن عشق تو تا افروخت شمع
خط موج ست انگشت تحیر بر لب ساغر
چشم او از بسکہ وا دو مستی می دادہ است
خندہ برق جنون دیدن پنہان کسے
انشاک دریا دل شایان سر طوفان دارد

ولہ

ولہ

یعنے آن عارض تابان بخم گیسو ہا
سوخت یکجا بلبل و یکسو پروانہا
ندانم گردش چشم کہ حیران میکند دل را
جام محو بیخودی و شیشہ مینا کردہ است
فتنہ دام پری سایۂ مژگان کسے
نکشد چشم ترش منت دامان کسے

شائق۔ غلام محی الدین

شائق تخلص۔ غلام محی الدین نام۔ شائق علیخان خطاب ہے۔ آپ شاہ احمد ابو تراب قادری کے فرزند ہین۔ آپکے نسب کا سلسلہ تین واسطہ سے جناب نوی محمد حسین شہید المعروف بامام صاحب بدرس سے منتہی ہوتا ہے۔ آپکے خاندان مین اکثر بزرگان روشن ضمیر گذرے ہین۔ آپکا اصلی وطن بیدر ہے۔ آپکے جد و پدر کا مولد قصبہ اُدگیر ہے آپکا بھی مسقط الراس قصبہ مذکور ہے۔ آپکی ولادت سنہ ۱۲۰۲ ہجری مین واقع ہوئی ایام طفلگی مین والد ماجد کے ہمراہ کا لستری مین آئے اور وہان سکونت اختیار کرکے مدراس مین پہنچے۔ علمائے عصر کی خدمت مین کتب درسیہ عربیہ ختم کرکے فضیلت کی سند

حاصل کی۔ اور کتب فارسیہ مولوی محمد باقر آگاہ و مولوی سید خیر الدین فائق سے ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین مرزا علی بخت اظفری و میر شاہ حسین حقیقت سے مشق کرتے تھے۔ آپکا کلام سنجیدہ و برگزیدہ ہوتا ہے۔ معاصرین پر بڑہ گئے۔ اور آپ انشا پردازی مین ظہوری و طغرا کے ہم سنگ تھے بدیہہ گوئی مین ضرب المثل تھے۔ ایکدو ساعت مین قصائد موزون کردیتے تھے۔ چنانچہ حسب الحکم نواب والا جاہ تیرہ روز مین (۳۷) غزل نعت مین موزون کردئے۔ نواب صاحب بہت خوش ہوئے۔ آپکے کلام کی داد دی بیحد تعریف و تحسین کی۔ آپ اپنے ماموں سید شاہ منصور قادری سے بیعت تھی طریقت مین ثابت قدم و راسخ دم تھے بسنہ ۱۲۳۳ ہجری مین بتقریب شادی اودگیر گئے شادی سے فارغ ہو کے مدراس مین واپس آئے۔ اسوقت نواب کا آخر عہد تھا تا بزندگی نواب کے ملازمین مین رہے۔ انعام و خطاب مذکورہ سے سرفراز ہوئے۔ حسب الحکم نواب مدرسہ فارسی سرکاری مین ملازم ہوئے۔ شعر و شاعری مین مستغرق رہتے تھے آپکی تصنیف سے ایک دیوان مسمی مرج البحرین و روضۂ قدسیان و مثنوی رشک بہشت وغیرہ ہین۔ فارسی و اردو زبان مین کلام موزون فرماتے تھے۔ کلام درست و صاف ہوتا ہے حشو و زوائد سے پاک۔ آخر آپکی رحلت سنہ ۱۲۴۹ ہجری مین واقع ہوی۔ آپ کے بہائی واقف نے رحلت کی تاریخ کہی ہو ہذا

بیدل عصر حضرت شائق — قدس اللہ السرہ السامی
کام دل حبت چون بقرب الہ — کہ جہانست جائے ناکامی
ہاتفم سال رحلتش فرمود
رفتہ ہیہات ہمدم جامی
۱۲۴۹

من کلامہ

بوسۂ قند لب یار بسی بہ مہتاب		سیدہد ذوق دگر چون شکر و شیر مرا
صفائے جوہر داتم ز چشم تر شود پیدا	وله	برین دعوی دلیل روشن از گوہر شود پیدا
عشق عاشق در دل معشوق آخر جا کند	وله	گل گریبان چاک گردد از ولائے عندلیب
دال نعم برگشتہ از سوائے زلف ابر پست	وله	سطرہائے راست آید چون کجی در مسطر است
شبا بگرفت ملک عدم ہم خود بوجوش عشق	وله	ہر نو نہال می نگرم خاک بر سر است
گر ز خاک نشان سواری جو بید	وله	وگرنہ چیست میان کندن فرس بدو دست
ز سودا چون بہار از شُل پُر داغ خود برم	وله	بگفتا کس نمگیرد متاع داغدار اینجا
در حجاب زلف کن نظارہ روی یار را	وله	صبح امید از سواد این شب یلدا طلب
نمیدانم کدامی شعلہ رو در سینہ جا دارد		کہ می جوشد شرر از چشم گریانی کہ من دارم

شمع انجمن کے مولف نے لکھا کہ آپکا حسبی تعلق حضرت سید محمد الحسینی بندہ نواز گیسودراز سے منتہی ہوتا ہے۔ گلزار اعظم کے مولف نے صرف نسبی سلسلہ لکھا۔ اور حسبی سلسلہ سے سکوت کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

شوقی ۔ مولوی غلام غوث

شوقی تخلص غلام غوث نام ۔ وطنا گوپاموئی ۔ آپکا حسبی سلسلہ قاضی مبارک شارح سلم العلوم سے منتہی ہوتا ہے۔ کتب متداولہ فارسیہ عربیہ مین مہارت کامل رکھتا تہا ادیب فاضل تہا۔ انشاپردازی و سخن سازی مین خوشنود کا شاگرد تہا۔ ہندوستان کی سیاحت کرتا ہوا مدراس مین وارد ہوا۔ ضلع کنشور مین افتا کی خدمت پر مقرر ہوا۔

مدت تک افنا کی خدمت کو عمدہ طرح سے انجام دیتا رہا۔ خوش اخلاق و ذی مروت تھا سخن سنج و سخن پرداز تھا۔ رسائی طبیعت سے کلام پسندیدہ موزون کرتا تھا۔ شعرائے عصر آپکے کلام کو پسند فرماتے تھے۔ انصافانہ داد دیتے تھے۔ قدرت اللہ خان مؤلف نتائج الافکار کے دوستوں سے تھا۔ خان موصوف نے آپکی رحلت کے بعد ایک مرثیہ آپکے رنج مین لکھا ہے تذکرہ مین مذکور ہے۔ آخر عمر مین آپکو عارضہ لاحق ہوا۔ مرض روز بروز بڑھتا گیا ہرچند کہ معالجہ کرتے تھے۔ لیکن مفید نہین ہوتا تھا۔ معالجہ کے لئے حیدرآباد دکن روانہ ہوئے۔ حیدرآباد کے قریب پہنچکے ۱۲۳۳ ہجری مین فوت ہوئے۔ آپکو تجہیز و تکفین کرکے شہر مین لائے جہبود علی شاہ عرف بڈے شاہ کے تکیہ مین دفن کئے۔ **ہو ھذا**

سرور پر من آر کہ نازی چہ ازین بیست ... گو بیم سخن بوسہ کہ رازیست پزین بیت

کارم آخر شدہ از درد و تگستی آگہ ... شیشہ اشکست و بگوش تو صدا نرسید

شفیع میر محمد شفیع

شفیع تخلص ۔ میر محمد شفیع نام۔ آپ میر عسکری باقری استرآبادی کے فرزند مین گلزار اعظم کے مولف نے لکھا کہ آپکے اجداد سلف سے میر حسن باقری استرآبادی سلطان عبداللہ قطب شاہ والی تلنگانہ کے عہد مین وارد دکن ہوئے قطب شاہ کے دربار مین باریاب ہوئے۔ قطب شاہ نے بلحاظ سیادت و نجابت تعظیم و تکریم کی۔ اول ہی ملاقات مین انعام و جاگیر و منصب سے سرفراز فرمایا۔ اور جاگیر مری گنٹہ علاقہ حیدرآباد مین بطور التمغا مرحمت کیا۔ مولف مذکور لکھتا ہے کہ ابتک جاگیران کی اولاد پر جاری ہے

انتہی کلامہ۔ شفیع صاحب ترجمہ کے والد ابتدا مین تجارت کا پیشہ کرتے تھے۔ اور انکا مستقر تجارت مچھلی بندر تھا۔ چند مدت کے بعد ضلع نیلور کے محکمہ مین منشی گری کی خدمت پر مامور ہوئے۔ شفیع کی ولادت سنہ ۱۲۳۸ ہجری مین ضلع مذکور مین واقع ہوئی سن شعور کے بعد والد ماجد کی خدمت مین کتب متداولہ فارسی و عربی ختم کین۔ اور شعر و شاعری مین آپ کو تلمذ میر محمد حسن غریب تخلص سے ہے۔ جب آپ مدراس مین آئے میرزا عبد الباقی وفا سے بھی شاگرد ہوئے۔ مدت تک وفا کی خدمت مین تحقیق محاورات و اصطلاحات فارسی و اصلاح سخن مین مصروف رہے۔ پھر چند روز سیر و سیاحت مین گزارے آخر والد ماجد کے انتقال کے بعد دیوانی محکمہ مین خدمت سررشتہ داری پر مقرر ہوے تا بہ زندگی خدمت مفوضہ پر مامور رہے۔ آپکا سنہ وفات دستیاب نہین ہوا۔ آپ علاوہ زبان فارسی و عربی تلنگی و ہندی مین بھی مہارت کامل رکھتے تھے شعر گوئی و سخن سنجی مین مستعد تھے۔ آپکا کلام فصیح و بلیغ ہوتا ہے۔ صاحب التالیف و التصنیف تھے۔ سوائے دیوان فارسی کوئی رسالہ یا نسخہ مولفات سے نہین دیکھا گیا۔ نہ کسی صاحب تذکرہ نے لکھا شاید گوشۂ گمنامی مین ہون گے۔ واللہ اعلم بالصواب من اشعارہ

خال بر عین صنم بس بہر انداز ست	ایضاً	الف کردست نگر حسن الف قامت را
نتوانید خال رخش سر بلندم	رر	اعانت ز اختر نباشد نباشد
مردمک ست تہی شد زرد و لعل نمکین	رر	لعل خندان ماد ے گوہر دندان ماد ے
نرگس و غنچہ و گل چشم و دہان و رخ تست	رر	حاش شد روم جانب بستان کسے
ساقی ز فیض جام جہانی شدہ است مست	رر	ما نیز آمدیم خبر دار اندکے

تمام شد حصہ اول محبوب الزمن تذکرہ شعرائے دکن

تاریخ طبع زاد مولانا جامع الفضل والکمال مولوی عبدالجلیل صاحب
المتخلص بہ نعمانی سلمہ اللہ تعالےٰ

صوفی از بہر سخن سنجان نہاد از برائے سال تالیف و شیوع	یادگارے ہیچو محبوب زمن تذکرہ گفتم از روئے دکن ۱۳۲۹ ہجری
مولوی صوفی ملکاپوری تذکرہ بنوشت بہر شاعران کلک نعمانی رقم زد سال آن	از کمال جامعیت علم و فن جامع انجاء تحقیق سخن خوب زد بحیث محبوب زمن ۱۳۲۹ ہجری

تذکرہ سے آغاز تالیف کا اور دکن کے تعمیہ سے اتمام تالیف اشاعت کا سنہ نکلتا ہے

اعلان

المشتہر

محمد عبد الجبار خان صوفی ملکاپوری براری حیدرآبادی صدر مدرس
فارسی عربی مدرسۂ اعزہ